دیوان آغا حجو صاحب شرف

تلمیذ رشید حضرت خواجہ حیدر علی آتش

حسب الحکم جناب مستطاب معلی القاب امیر عالیجاہ رئیس
خلف بارگاہ امیر الکریم نصیر الدولہ ممتاز الملک امیر الدولہ
سعید الملک دی آنریبل مسٹر راجہ
امیر حسن خان صاحب بہادر ممتاز جنگ
کے سی آئی ای ایف سی یو والی ریاست
محمود آباد و متولی درگاہ وغیرہ دام اقبالہ
وضاعف اجلالہ

در مطبع جعفری لکھنؤ نخاس جدید مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فہرست کتب مطبع جعفری لکھنؤ نخاس جدید مورخہ (۵) مارچ سنہ ۱۸۹۶ع

تفسیر امام حسن عسکری ع
من لا یحضرہ الفقیہ عربی
عدۃ الاصول در اصول فقہ — ۴/
استبصار از شیخ ابو جعفر طوسی
فہرست حیدری جلد دوم
ترجمہ اثنا عشریہ جلد اول
رسالہ تحقیق در احوال — ۳/
رسالہ سیر مختصر ... — ۱/
صراط النجاۃ ...
موعظہ کوثری شرح ...
منتہی الاسلام در دو جلد
شمع المجالس معصوم ... — ۴/
اجناس المجانس معصوم ...
روضہ رضوان الحسنین
منتخب جلد اول ...
منتخب زینۃ العباد ... — ۲/
طب الائمہ تعویذات — ۴/
درر الصافی ... — ۸/
مصائب الشہداء ...
ماتمکدہ مع دیگر روایات
مجالس الابرار ترجمہ اردو جلد
عجائب ... در حال جناب سیدہ
منتخب الابرار ...
جلد عاشر ...

در بعد شہادت جناب
سید الشہداء از ملا ...
تعبیر نامہ از مجلسی علیہ الرحمہ — ۴/
مع طریقہ تقویم سال
گلدستہ ماتم بیاض نوحہ
از کلام میر انیس سلمہ وغیرہ
بیاض نوحہ خورد کاغذ — ۳/
زرد جس کے صفحہ ۲۳ سہم — ۱/
ہیں
اخلاق ...
تہذیب اخلاق اردو
تہذیب الاسلام فی حال — ۴/
تاریخ الاسلام در سوانح
عمری ...
تسہیل ... علیہم السلام
تحفہ ... اردو
... حیدری اردو
جنگنامہ ...
کشف ...
ماتمیہ حصہ اول و دوم
و سوم

دیگر مطبوعہ مطابع

قرآن با ترجمہ اردو
...

ارسال الیدین وغیرہ
فیض عام ترجمہ اردو ...
تجہیز الموتی مولوی عمار علی
مثنوی نان و نمک — ۲/
مرزا فصیح دو مناظرہ
خلاصۃ المصائب اردو — ۴/
معیار الہدی رد اظہار
الہدی اردو
اعلان الہدی رد — ۸/
اسرار الہدی اردو
جواب رسالہ گمنام اردو
سیرت ... صولت حیدری
تحفہ ... جواب تحفہ
عزیزیہ اردو
اصلاح الرسوم فی کلام المعصوم
قرآن السعدین ... — ۳/
جناب سیدہ ع
فضائل مرتضوی و — ۳/
معجزات —
ترجمہ اردو حیات القلوب
فہرست حیدری جلد — ۱۰/
اول کا ...
شرح جوشن صغیر اردو
...

جلد اول میر نفیس آئین — ۴/
(۲۵) مرثیہ اور (۱۶) — ۴/
سلام ہیں پہلے ... — ۲/
سے آئین دو مرثیہ
زیادہ ہیں۔ — ۴/ — ۱۲/
ریحان غم جلد اول کلام — ۱۲/
میر انیس و ... مرحوم
ایضاً جلد دوم — ۱۲/
گنج شہیدان از مرزا تعشق
جلد اول و دوم و سوم — ۴/
و چہارم ہر یک ایک ... — ۸/
مجموعہ — ۸/
براہین غم جلد اول ...
تعشق جلد اول — ۸/ — ۱۲/
ایضاً جلد دوم
دفتر غم از مرزا دبیر
مرحوم جلد دوم سوم چہارم — ۴/
ششم ہفتم ہشتم
ہر یک (۱۲) مجموعہ — ۸/
مجموعہ مرثیہ ...
تحسین (۲۳) مرثیہ (۱۱) ...
سلام ...
مثنوی ... القصص — ۴/
معجزات ... اردو ...

ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمة

الحمد لله و المنة که از کلام بلاغت نظام شاعر خوش فکر جناب آقا محمد طاهر متخلص مرحوم غنی

دیوان غنی

بحسن اهتمام [illegible]

در مطبع جعفری واقع نخاس جدید لکهنو بحسن اهتمام مطبوع گردید

E LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل ہے نہ ہوا خواہ چمن کا نہ صبا کا
خواہان یہ شگوفہ ہے فقط تیری ہوا کا

قائل ہون مین توحید و رسالت کی ثنا کا
امت مین محمد کی ہون بندہ ہون خدا کا

دشمن ہے وہ اللہ و رسول دوسرا کا
قائل نہین ہوتا جو نصیری کی خدا کا

جس شب کو وہ آتے ہین مراد آتی ہے دل کی
کھلتا ہے شب قدر کو دروازہ دعا کا

ہادی ہے تو وہ ہے مرا مرشد ہے تو وہ ہے
پیرو ہون مین تیرے در دولت کی گدا کا

سوتا ہے پڑا ملک خموشان مین جو لشکر
یہ قافلہ کشتہ ہے تری ناز و ادا کا

اے دل نہ حسینون سے رکھ اشفاق کی امید
بے رحم یہ ہین انمین نہین رسم وفا کا

مرغوب جو ہے پردہ نشینان جہان کو
اسواسطے رہتا ہے چھپا رنگ حنا کا

بو اوسکی سونگھا کر مجھے دیوانہ کیا ہے
طرفہ یہ شگوفہ ہے گلستان کی ہوا کا

راحت بھی ہے ایذا بھی ہے منزل مین غم کی
اے یارو جزیرہ ہے یہان بیم و رجا کا

لکھا ہے جو تقدیر مین ہوگا وہی اے دل
شرمندہ نہ کرنا مجھے تو دست دعا کا

آئے جو عیادت کو تو وہ کہہ گئے ہمسے
باتین کرو مرنے کی نہ لو نام شفا کا

قاتل کو مرے روک لیا پانون پہ گر کر
مین بچ گیا احسان ہوا زلف رسا کا

دنیا سے اوٹھونگا تو وہان جا کے رہونگا
انسان تو کیا ہے نہ گذر ہوگا ہوا کا

اعجاز مسیحا کو نہین دھیان مین لاتے
دم بھرتے ہین جو لوگ ترے نازو ادا کا

دل توڑنے مین تیر نظر سے جو نہ چوکے
کیون اے شرف ایسے قدر انداز کو تاکا

ہم جسنے مسیحا کو بتایا دہن ایسا
موسیٰ ؑ کو جواب ایک دیا تمنے سخن ایسا

قدر انداز وہ ناوک فگن ایسا
قدمون پہ گرا تیر پہ لپکا ہرن ایسا

روپوش قیامت ہوئی رفتار سے اونکی
آغاز جوانی نے سکھایا چلن ایسا

فردوس سمجھکر ترے کوچے مین مرے ہین
جلوہ بھی خجل ہو ہمین دیتا کفن ایسا

پانی بھی چھڑکوانے کی حاجت نہین باقی
رویا ہے مری قبر پر اک گورکن ایسا

اللہ نے قدرت کے مرقع مین اوتارا
زیبا ہوا یوسف کو بھیجا پیرہن ایسا

گلزار دو عالم مین نظر آیا تو نہین ہے
معشوق ملا ہے مجھے گل پیرہن ایسا

حورون کے مرقع مین دکھادے مجھے کوئی
آنکھ ایسی رخ ایسا کمر ایسی دہن ایسا

آتی ہے ترے گنج شہیدان سے یہ آواز
کھیت ایسے پڑینگے نہ پڑا ہوگا رن ایسا

دو وقت نکلنے لگی لیلا کی سواری
دل چسپ ہوا قیس کے رہنے سے بن ایسا

حوریت مری تربت پہ درود آکے پڑھینگی
گلرنگ ہے زخمون کے لہو سے کفن ایسا

نوخیز ہی مرتا ہے تعشق کا ریاضی
کامل نہین ہوتا ہے یہ مشکل ہے فن ایسا

گلدستے مری قبر پہ رکھ رکھ کے یہ بولے
فردوس مین دیکھا تو نہوگا چمن ایسا

مشہور جو تھا گلشن فردوس جہان مین
اے بیوطنی تونے چھڑایا وطن ایسا

تربت مین بھی ہر دم مجھے آجاتی ہے ہچکی
کرتی ہے مجھے یاد تری انجمن ایسا

جاتا ہے یہی پہنے ہوئے حشر مین اے قبر
دھبا نہ لگے رکھیو ہمارا کفن ایسا

گلرنگ جو ہے خاک شہیدون کی تمھارے
ہوتا نہین خوشرنگ غبار چمن ایسا

منزل مین محبت ہی کہین کا نہین رہتا
اس راہ مین لٹتا ہے غریب الوطن ایسا

بوسے کے بہانے سے زبان اوسنے کتر لی
کیا تمنے شرف منھ سے نکالا سخن ایسا

جلاتے ہین تجھے اے دل یہ تند خو کیا کیا
ترا ہی کام ہے کرتا ہے ضبط تو کیا کیا

پڑا تو ہے یہ مزا تجھکو عشقبازی کا
تو دیکھیو ابھی اسے دل لٹے گا تو کیا کیا

جہان مین حسن پرستون کی جان لینے کو
نکھر نکھر کے نکلتے ہین خوبرو کیا کیا

گذر ہوا نہ یہان تک ہزار سر ٹپکا
صبا نے کی مرے صحرا کی جستجو کیا کیا

ٹپک ٹپک کے کہین گل بنا کہین لالہ
چمن مین رنگ نہ لایا مرا لہو کیا کیا

سما گئی ہے گلون مین بدھی ہر غنچون مین
چمن مین یار کی بس بس گئی ہے بو کیا کیا

تجھی کو خوب یہ اے بے نیاز روشن ہے
کہ میرے دل نے تری کی ہے آرزو کیا کیا

لہو مرا نہین چھٹتا ہے اونکے دامن سے
چھپا چھپا کے وہ کرتے ہین شست و شو کیا کیا

گلے پہ کھینچ کے رکھ دی جو تیغ قاتل نے
خوشی مین آن کے پھڑکی ہے رگ گلو کیا کیا

چمن مین دھیان جب آیا ہے زلف پیچان کا
ہوئی ہے روح پریشان بہ رنگ بو کیا کیا

لپٹ لپٹ گئے مجھسے وہ میرے رونے پر
خدا نے میری بڑھائی ہے آبرو کیا کیا

لیا جو دشت جنون شد و مد سے مجنون نے
صبا نے دھوم اوڑائی ہے چار سو کیا کیا

ہوس مین دید کی خود رفتگی کی عالم مین
الجھا رہی ہے مرے دل کو آرزو کیا کیا

ملا ہے خاک مین نیرنگ جب گلستان کا
صبا نے خاک اوڑائی ہے کو بکو کیا کیا

زبان جو اونکی شرف نشہ مین بہکتی ہے
مزے مزے کی وہ کرتے ہین گفتگو کیا کیا

پھڑک کے جان نہ دیتا تو آہ کیا کرتا
قفس سے اور نکلنے کی راہ کیا کرتا

خدا کو ظلم کا انکے گواہ کیا کرتا
ستمگرون سے مین نیچی نگاہ کیا کرتا

کیا تھا پہلے پہل امتحان قاتل نے
طلب مین تیغ دو دم سے پناہ کیا کرتا

دہان زخم سے ثابت مری شہادت کی
زبان سے دیکے گواہی گواہ کیا کرتا

امید وار کیا ہے خدا کی رحمت نے
اب اس سے بڑھکے رسائی گناہ کیا کرتا

بہار [illegible] وہ سبزہ رنگ کہتا ہے
چمن مین جاکے مین سیر گیاہ کیا کرتا

چمن [illegible] سمجھتا تو کیا سمجھتا مین
جگر کے داغ پہ اور اشتباہ کیا کرتا

ترا ہی کام ہے اے یار گھر بنا لینا
پرائے دل مین کوئی اور راہ کیا کرتا

خدا کے گھر سے اوسے جبکہ داد ملتی ہی
دہائی دیکے ترا دادخواہ کیا کرتا

نہوتی شمع امید نجات اگر روشن
خدا ہی جانے یہ روز سیاہ کیا کرتا

خدا ہی دیکھ رہا تھا اذیت شب ہجر
بھلا مین اور کسیکو گواہ کیا کرتا

چھری پھرا کے کلیجے پر اُف نہ کی مین نے
نگاہ چھپتی قاتل سے آہ کیا کرتا

تمھاری بزم مین پروانہ بن کے آتا مین
بھلا مری کوئی مسدود راہ کیا کرتا

گلے کو گھونٹ کے ظالم نے ذبح کر ڈالا
جگر مسوس لیا مین نے آہ کیا کرتا

ترے ذقن مین چہا بھی نہ ملتا یوسف کا
خدا ہی جانے اوبل کر یہ چاہ کیا کرتا

چمن اوجاڑ سلطنت سے ہی عشقبازون کا
بیابان کی سیر کوئی کجکلاہ کیا کرتا

ہمیشہ قیس نے دستار پاؤن پر رکھی
شرف کے سامنے وہ کجکلاہ کیا کرتا

جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا
صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا

عاشقون مین دہن یار کا شیدا ٹھہرا
مین وہ بلبل ہون ہزارون مین جو عنقا ٹھہرا

جان پر بنگئی یار اوٹھ جو گیا پہلو سے
پھر نہ تھامے سے تھما دل نہ کلیجا ٹھہرا

شوق دیدار مین آہون کی جو آندھی آئی
اوڑ گیا صورت گلبرگ نہ پردا ٹھہرا

داغ اے قیس چڑھا دونگا تری تربت پہ
موسم گل مین ذرا بھی جو یہ سودا ٹھہرا

دل کو طاقت ہوئی امید ہوئی بچنے کی
میری بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

یار کے دزد حنا نے وہ ترقی پکڑی
داغ حسرت سے بھی کمتر ید بیضا ٹھہرا

دم نکل لے تو چھری روکیو تو اے قاتل
سانس ہے مجھ مین ابھی ہاتھ نہ اپنا ٹھہرا

ہم تو سمجھے تھے چمن مین گل سرخ افتادہ
جب کیا غور تو بلبل کا کلیجا ٹھہرا

اپنے کوچے مین جگہ دی نہ پس مردن نے
ہاے افسوس مرے دفن کو صحرا ٹھہرا

مجمع حشر سے مقصود جو دریافت کیا
کوئی سودائی تمھارا کوئی شیدا ٹھہرا

یاد ہے سوء تنفس کی دوا پر راضی
ہاے وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

کیا مرا زخم جگر دیکھتے ہو جھک جھک کر
ہو گیا کام مرا اُنکو تماشا ٹھہرا

آج دنیا میں ہیں کل روح کریگی پرواز
یہ سکونت تو نہ ٹھہری یہ بسیرا ٹھہرا

کام آجا مرے اے داغ جگر روشن ہو
روح بھاگے گی جو تربت میں اندھیرا ٹھہرا

برسوں تنقیے کیے سیکڑوں ہی فصدیں لیں
خاک چھانی نہ ٹھہرنا تھا نہ سودا ٹھہرا

اے شرف تمسے نکیرین نے کیا پرسش کی
فیصلہ قصۂ دنیا کا کہو کیا ٹھہرا

کس دن ہمارے گھر میں وہ بے نقاب ہوگا
بیت الشرف میں مہمان کب آفتاب ہوگا

بہتر ہے گر خزان کا گل پر عتاب ہوگا
زہرہ جو آب ہوگا وہ بھی گلاب ہوگا

باقی ہے وصل کی شب ہر دغدغہ [?] ابھی سے
تڑپے گے ہمارے دل کو کیا اضطراب ہوگا

دیکھینگے جا کے جس دن جلوہ عروس گل کا
اپنے ہی سر پڑا اوس دن چتر سحاب ہوگا

کیا منھ ہی کر سکے جو اوسکے دہن کی باتیں
پھولا ہے مسکرا کر غنچہ خراب ہوگا

آتے ہی [?] وصل کی شب منہ پر سے ہاتھ اوٹھاؤ
کب تک یہ شرم ہوگی کب تک حجاب ہوگا

دل جسکے تذکرے پر سو جان سے شیفتہ ہے
کیا شکل اوسکی ہوگی کیسا شباب ہوگا

میرا نہ ذکر کرنا اوس گل سے اے صبا تو
نازک مزاج ہے وہ تجھپر عتاب ہوگا

بلبل کی بیکسی پر غنچے لہو رلاتے ہیں
صیاد اوسے اوڑا دے تجھکو ثواب ہوگا

بو زلف کی ہوا سے جس دن ختن میں پہونچی
نافے سے پھر نہ سرکش یوں مشکناب ہوگا

خلقت خدا کی اے دل معلوم ہی نہوگی
اک روز اس جہان میں وہ انقلاب ہوگا

بھونا ہے کس مزے سے تمنے نمک چھڑک کر
کیا میرے دل سے بڑھکر بریان کباب ہوگا

عقبیٰ بھی پاک کر دی دیوانے بن [?] ذنب کے
ہوگا حساب ہوگا جس سے حساب ہوگا

جسنے کہا شرف کو تمنے ڈبویا خون میں
ہنسکر لگے وہ کہنے حضرت شہاب ہوگا

چراغ شاعری آتش کے سامنے گل تھا
بس ایک گلشن ایجاد میں وہ بلبل تھا

ہمارے زخم جگر میں وفا کی خوشبو تھی
عجیب رنگ و عجائب بہار کا گل تھا

میرے جلانے کو تو نے یہ کیا کیا صیاد
اوسی کو پھونک دیا جس قفس میں بلبل تھا

ہلا رہا تھا کوئی دل لرزتی تھیں شمعیں
شب فراق میں کیا صبحدم تزلزل تھا

جکڑ رہی تھی جو مجھ نے ہوا اس کو زنجیر
جہان میں چار طرف ہائے ہائے کا غل تھا

وہ دلفریب تھی خوشبو کسی کے جوڑے کی
مہک سے حال یہ تھا مشک نافہ بالکل تھا

اجل کے روز جو چھٹتے تھے نعمت دنیا
ہماری روح وہاں تھی جہاں توکل تھا

سُلا کے گور میں محشر کو بھی نہ چونکایا
میری طرف سے اونھیں کسقدر تغافل تھا

لہو کا رنگ حنا کے جو آب و گل میں ہے
کسی شہید سے شاید اسے توسل تھا

یہ کیوں چراغ سحر لُٹ گیا یہ کیا گذری
وہ اب کہاں ہے جو پروانوں کا تجمل تھا

چمن میں خانۂ صیاد سے اوڑا لایا
دکھائی بھی نہ دیا جس قفس میں بلبل تھا

جلا رہا تھا جو شب کو چراغ میں صیاد
یہ بلبلوں کا لہو تھا کہ روغن گل تھا

نہیں ہے قبر سلیمان پر اب تو چونٹی بھی
خدا کی شان تھی کیسا ادج کیا تجمل تھا

شرف کا زلف دل آویز پر جو دل آیا
اوڑا کی خاک وہاں جس چمن میں سنبل تھا

ہزار طرح کی آفت ہے جان پر لینا
یہ دل لگی نہیں پریوں سے اُنس کر لینا

قریب مرگ ہوں للہ آئینہ رکھدو
گلے سے میرے لپٹ جاؤ پھر نکھر لینا

نیاز مند سے کیا بے نیازی کرتے ہو
جو غیر آئے تو اوس سے غرور کر لینا

شبیہ خاص یہ نوک مژہ کی ہے اے دل
چھڑا کے ہاتھ رگ جان پہ نیشتر لینا

دعا کو ہاتھ میں اس شرط سے اوٹھاتا ہوں
کروں جو عرض تو اوسکو قبول کر لینا

بیان کروں جو میں درد جگر سر محفل
سب اپنے اپنے کلیجے پہ ہاتھ دھر لینا

ازل سے حُسن پرستی کا ذوق ہے ہمکو
کوئی حسین ہو ہمیں چار روز مر لینا

وہ ہنس کے کہتے ہیں بوسہ طلب جو کرتا ہوں
لے آج رات کو جی بھر کے پیار کر لینا

تلا ملی ہے انھیں کے سبب سے اے فصاد
کھلے جو فصد تو خون دل و جگر لینا

محل یار تک اے دل خدا جو پہونچا دے
جگہ نشست کو گر پڑ کے قرب در لینا

کرینگے اونکو بھی مرتے دم وصیت ہم — ہمارا سوگ نہ رکھنا بناو کر لینا
خدا جو سلطنت حسن دے جوانی مین — تو یار ہم سے غریبون کی بھی خبر لینا
گذر جو عالم ارواح سے ہو دنیا مین — خیال گور بھی رکھنا جو کوئی گھر لینا
شرف کسی مین تو بو باس یار کی ہوگی — بہار آئے تو دامن گلون سے بھر لینا

حنا مل کر نکہت رنگین جو اے غنچہ دہن ہونا — اوسی پانی سے زخم دل مرا بھی جان من دہونا
نکھرتا عطر مل لینا ملا کر خاک مین مجھکو — منگا کر پھول کھنچوا کر گلاب اپنا بدن دہونا
کسی اہل ہوس کا دل جو نکلے گر کے سینے سے — طہارت کے لیے تم آب زمزم سے ذقن دہونا
شہیدان ادا سے اوسکے حورین آکے کہتی ہین — چلو تم آب کوثر سے یہ اپنا پیرہن دہونا
پری سی زلف کا دھوون یہ سب کہہ چھوڑ جاتی ہی — کوئی سودائی آنکلے تو اسکا تن بدن دہونا
یہی روز ازل سے شغل ہے ابر بہاری کو — گلون کے پیرہن دہونا زمین پر چمن دہونا
جب اونزا ردن سے کہودا چاہتا ہی قبر بلبل کی — گلاب قسم اول سے اونھین ای گورکن دہونا
سحر دم آکے وہ گلرو نفاست تیری دیکھیگا — ذرا اچھی طرح شبنم سے منہ اے یاسمن دہونا
ہزارون عاشقون کے ہاتھ دہلوائیگا یا تو بس کر — اوا سے منہ یہ دہوتا ناز سے نازک دہن دہونا
وہ ہی جلیے نفس آب حیات اوسکا پسینا ہی — میسر آئے تو مردہ دلون کا تن بدن دہونا
نہ رہنے پائے اے ابر بہاری داغ تک سینے مین — برس کر باغ مین لالے کا ایسا پیرہن دہونا
لہو مجھ باوفا کا ہی یہ پانی سے نہ چھوٹے گا — اسی گلنار ہی رکھنا نہ فرش انجمن دہونا
پھرا پھر رہی جب سر پہ شمشیر ہو جائے — گلا اسکا مری اشکون سے ای ناوک فگن دہونا
اوڑا دے چین تک موج صبا شہرت نہانے کی — بہانا مشک کا دریا جو زلف پر شکن دہونا
ہمارے خون کی چھینٹین تڑپنے مین جو پڑ جائین — کسی کے آنسوؤن سے دامن اپنا تیغ زن دہونا
پہاڑون پر صدا فرہاد کی تربت سے آتی ہی — یہان تو ہاتھ اپنی جان سے ای کوہکن دہونا
کبھی تو ای شرف دریای رحمت موجزن ہوگا — لحد سے تم بھی اوٹھ کر گرد آلودہ کفن دہونا

صبر و شکیب کا تحمل نہو سکا
قابو مین اپنے مجھسے پھرا دل نہو سکا

مجنون سے چاک پردهٔ محمل نہو سکا
تھا دل دریده کام تھا مشکل نہو سکا

افسوس ہے کہ تجھسے مین بسمل نہو سکا
اتنا سا میرا کام بھی قاتل نہو سکا

کیا کیا چمن کو بھبھوکا بہار نے
ایک گل بھی تیرے رنگ مین شامل نہو سکا

ٹکڑے اوڑائے گل کے ہوای بہار نے
لیکن میرے جگر کے مقابل نہو سکا

چرکا ذرا سا دیکے مجھے نیمجان کیا
دو ٹکڑے تجھسے یار مرا دل نہو سکا

پیکان جگر مین رہگئے جنکے وہ بچ گئے
جان پر خدنگ ناز کا گھائل نہو سکا

تھا پر بریده ٹھوکرین کھا کھاکے مرگیا
چھٹکر قفس سے باغ مین داخل نہو سکا

کھلتے ہی غنچہ دل کا ہمارے ٹھٹھر گیا
افسوس سونگھنے کے بھی قابل نہو سکا

اندیشۂ اجل سے نہ مہلت کبھی ملی
جو لطف زندگی تھا وہ حاصل نہو سکا

چپ ہوگیا سنین جو تری لن ترانیان
کچھ دیکھکر مین وعدہ کا سائل نہو سکا

پہونچا مین جلد اوسکے بلانے سے اسقدر
پردہ بھی درمیان مین حائل نہو سکا

ستر ہزار بگڑے بہتر طریق مین
دعوی تری خدائی کا باطل نہو سکا

اوچھی چھری پھری تو کیا لے چھری حلال
گردن مروڑ ڈالی جو بسمل نہو سکا

پہونچا تو بارگاہ تک اوس شاہ حسن کے
خلوت سرائے خاص مین داخل نہو سکا

اوس شمع رو کی بزم کا اللہ رے انتظام
پروانہ تک بھی شامل محفل نہو سکا

تربت مین اسقدر تری رحمت کا تھا نزول
پرسش کے واسطے کوئی نازل نہو سکا

کیا سہل روح جسم سے نکلی ہے اے شرف
دشوار امر بھی مجھے مشکل نہو سکا

جمال و جلوہ دکھانا جو اسے حضور نہ تھا
تو مجھ غریب کو بلوانا کچھ ضرور نہ تھا

قیامت آگئی بے اعتنائی سے تیری
خدائی دعوی تھا ظالم ترا غرور نہ تھا

کیا ہے قاتل عالم شباب نے اوسکو
مزاج یار مین پہلے کوئی فتور نہ تھا

چمن مین تمنے نہ کھینچا تھا کسکو کانٹون مین
لباس باغ مین کس گل کا پور پور نہ تھا

کیا ہے قتل مجھے بیگناہ قاتل نے
خدا گواہ ہے میرا کوئی قصور نہ تھا

وصال خواب تھا دنیا تو بزم حسرت تھی
ہمارا داغ جگر تھا چراغ طور نہ تھا

یہ کسکے جلوے کی تھی روشنی مرے دل مین
وہ کیا تھا پھر جو ترے نور کا ظہور نہ تھا

گنہگار نہوتے جو کوچ کرجاتے
مقام منزل ہستی مین کچھ ضرور نہ تھا

کلیم آپ سے کیا ہمکلام ہو سکتے
بھلا ہوا کہ جو مین حاضر حضور نہ تھا

تری تلاش تھی ہمکو ادھر بھی آ نکلے
ارم کا شوق نہ تھا اشتیاق حور نہ تھا

چلے وہ حشر کے دن چال اس قیامت کی
کہ دم بخود تھے سرافیل ہوش صور نہ تھا

ہم اونکے پاس اگر بیٹھتے وہ اوٹھ جاتے
بعید ہم سے نہ یہ تھا وہ اونسے دور نہ تھا

تمھاری دید مین لذت تھی نوشدارو کی
پیا تھا وہ جھوم رہا تھا کسے سرور نہ تھا

کھلینگے ابکی ملاقات مین وہ کیسے شرف
حجاب شرم سے چپ تھے اونھین غرور نہ تھا

نیا ستم چمن روزگار مین دیکھا
گلون کو چاک گریبان بہار مین دیکھا

کمال ربط دل بیقرار مین دیکھا
کہ عمر بھر اسی پہلوے یار مین دیکھا

چمن مین دیدۂ بلبل سے اشک خون ٹپکے
جو پھول خاک پہ گرتے بہار مین دیکھا

جہان سے گرد اوڑی میری خاک ساتھ اوڑی
شریک مین نے اسے ہر غبار مین دیکھا

اوسی کی شکل ہمین ہر طرف نظر آئی +
خیال کرکے جدھر انتظار مین دیکھا

ہوا دوچند زلیخا کو عشق یوسف کا
وہ حسن پیرہن تار تار مین دیکھا

دکھا دی نور کی صورت ترے تصور نے
ترا جمال ترے انتظار مین دیکھا

گلون مین جاکے جو دل کی تلاش کی ہمنے
چھدا ہوا اوسے اک نوک خار مین دیکھا

خوشی خوشی ترے قاصد سمجھ کے اوٹھ بیٹھے
ملائکہ کو جو آتے مزار مین دیکھا

لگادین اور بھی جھنجھلا کے چار تلوارین
ذرا بھی دم جو کسی جان نثار مین دیکھا

مسیح ساری مسیحائی اپنی بھول گئے
ترے مریض کو جب احتضار مین دیکھا

ہزار شکر کہ آج اپنے غنچۂ دل کو
گندھا ہوا ترے پھولون کے ہار مین دیکھا

لٹا دیا اوسے بس جو خدا سے دیا
یہ حوصلہ ترے امیدوار مین دیکھا

جہان مین عالم ارواح سے جو ہم آئے
خدائی بھر کو ترے اختیار مین دیکھا

ترس گئین میری آنکھین پلک جھپکنے کو
ترا جو رستہ ترے انتظار مین دیکھا

چہار سمت مجھے تو ہی تو نظر آیا
اوٹھا کے آنکھ جدھر انتظار مین دیکھا

عجب مزا ہی کہ راحت ہوئی جو ایذا دی
شرف یہ لطف حسینون کے پیار مین دیکھا

زمانہ شور قیامت سے جابجان اوٹھا
میری نہ آنکھ کھلی اور ایک جہان اوٹھا

تمہارے کشتون نے مقتل کی کیا زمین پکڑی
جہان پڑا نہ وہان سے یہ کاروان اوٹھا

نہ آنے پائی خوشی عمر بھر مرے دل مین
یہان سے داغون کا پہرا نہ جابجان اوٹھا

مجھے تو چھانک لیا میرے سامنے نہ ہوئے
حجاب اوٹھ کے بھی پردہ نہ جابجان اوٹھا

شب فراق یہ تسکین ہو گئی مجھکو
فسانہ کو جو ترے کہکے داستان اوٹھا

شریک حال ہوئی اوڑ کے خاک میری بھی
زمانے بھر مین بگولہ کوئی جہان اوٹھا

کیا ہی تو نے جو چو رنگ عشقبازون کو
یہ کیونکر اپنہ ترا ہاتھ جابجان اوٹھا

قفس مین دیکھی یہ تاثیر آہ بلبل کی
کہ سرو قد پے تعظیم باغبان اوٹھا

ضعیف ہو کے زمانے کی ٹھوکرین کھاتا
بھلا ہوا کہ مین دنیا سے نوجوان اوٹھا

دل غریب کو بر یاد کر کے دم نکلا
مٹا کے صاحب خانہ کو میہمان اوٹھا

کہا جو یار سے مین نے کہ تجھپہ مرتا ہون
چھری سے کاٹنے ظالم میری زبان اوٹھا

قیامت آئی ہوا آفتاب حشر بلند
گناہگارون کے لشکر کا وہ نشان اوٹھا

چمن مین لیکے جو آیا مرا قفس صیاد
طواف گل کے لیے بیکے باغبان اوٹھا

شکار کر کے مجھے بیٹھے بیٹھے کیا سوجھا
جو پھوک دینے کو وہ ترکش و کمان اوٹھا

گلون کے غم مین پڑے ہی پڑے لہو تھوکا
بہار آئی نہ جبتک نہ باغبان اوٹھا

ستی یہ شمع ہوئی ہی پتنگون کے غم مین
لگی ہی دل کی جو لو سے شرف دھوان اوٹھا

سہل مرنے کی مہم کو بھی مرا دل سمجھا
یہ جفاکش کسی مشکل کو نہ مشکل سمجھا

بوے گل جان جہان رنگ عنادل سمجھا
تیری نیرنگی کو ہر رنگ مین شامل سمجھا

قبر مین بھی نہ ٹکا دم نہ لیا جنت مین
وہ مسافر ہون کہ منزل کو نہ منزل سمجھا

مرمٹا حسن پرستی مین مشقت کر کے
جان کو جان نہ دل کو مین کبھی دل سمجھا

کیا سمائی اسے دل اوٹھ جو گیا دنیا سے
ایسی گلزار یہ محفل کو نہ محفل سمجھا

دم نکلتا ہی تو ہوتا ہے بری دنیا سے
بیشتر تو اسے نابود نہ غافل سمجھا

شمع محفل کو تری قیس نے لیلی جانا
صبح تک شام سے فانوس کو محمل سمجھا

خاک سے لالہ و گل کے جو ہوئی افزائش
خون اونکین ترے کشتون کا مین شامل سمجھا

جا کے جمعیت محشر جو پریشان دیکھی
عشقبازون کی مین اوجڑی ہوئی محفل سمجھا

روح سے شئ مری قالب سے اوڑا لی اسنے
آج پیک اجل ایسا مجھے غافل سمجھا

پائی رہنے کی اجازت جو در دولت پر
بادشاہت اوسی دیدار کا سائل سمجھا

مار ڈالا مجھے دیدار کا جب وقت آیا
حق جو اثبات کو پہونچا تو وہ باطل سمجھا

کوئی دنیا مین نہین خوف زدہ مجھسا بھی
جسنے دلجوئی بھی کی اوسکو بھی قاتل سمجھا

چودھوین رات کو بختا جو پڑا دون سے
خواب اس شب کو نہ تو اے مہ کامل سمجھا

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے دریائے کرم کو تیرے
لب کوثر نظر آیا تو مین ساحل سمجھا

دست رنگین نے دیا مجھکو جگر کا دھوکا
پس گیا درد حنا پر تو اوسے دل سمجھا

خاک سرمے کو کیا خوب حنا کو پیسا
نازنینون نے جو اپنا انہین مائل سمجھا

اے شرف حسن پرستی کا مزا تھا مجھکو
دل دیا اوسکو جسے پیار کے قابل سمجھا

ثواب ہوگا لحد مین عذاب کیا ہوگا
ہم اوسکے بندے ہین ہمپر عتاب کیا ہوگا

شمار کون کریگا تمہارے کشتون کا
یہ بے حساب ہین انکا حساب کیا ہوگا

تمام عمر توکل مین صرف کی ہمنے
خطا معاف ہمارا حساب کیا ہوگا

کفن شہید کا میلا نہ کرسکیگی لحد
بھلا بہشت کا حلہ خراب کیا ہوگا

میرے حضور کا محبوب کبریا ہی لقب
اب اس سے بڑھ کے کسیکو خطاب کیا ہوگا

کہین غبار مجھ آوارہ کا نہ بیٹھے گا
لپٹ کے رو جو رہا ہے سحاب کیا ہوگا

بلائینگے مجھے پردہ اولٹ کے خلوت مین
وہ شوخ چشم ہین اونسے حجاب کیا ہوگا

مجھے نہ بخشینگے پھر آپ کسکو بخشین گے
حساب سے جو بڑھیگا ثواب کیا ہوگا

جلانے والون کا ہرگز نہوگا دل ٹھنڈا
بہلائیے آگ پر آنسو کباب کیا ہوگا

بھرا ملے گا نہ بے عشق زندگانی کا
جو دل نہ دینگے تو لطف شباب کیا ہوگا

دھوئین اوڑائیگا رو کر روندا ہی دل میرا
کھڑا کرے جو کھڑا ہے سحاب کیا ہوگا

رسائی یار کے گھر تک اگر ہے قسمت مین
مجال کیا ہی کوئی سد باب کیا ہوگا

جہان تباہ ہوا خاک مین ملے دنیا
قیامت آچکی اب انقلاب کیا ہوگا

لہو چھٹے گا تو بو خون کی نہ جائے گی
وہ دہو رہے ہین جو تیغ خوش آب کیا ہوگا

نظر جھپکتے ہی اونکا جو نور چھنتا ہے
یہ حال ہے تو اولٹ کر نقاب کیا ہوگا

فرشتے جائینگے کیا بارگاہ تک اوسکی
سوا بشر کے کوئی باریاب کیا ہوگا

شرف جب آئیگی آواز لن ترانی کی
یہ تم بتاؤ کہ اوسکا جواب کیا ہوگا

جب دل پہ نظر کی سوے گیسو نظر آیا
کیا قبلہ نما ہے کہ جو یکسو نظر آیا

آیا جو تصور تو ترا رو نظر آیا
فی الفور مجھے پیش نگہ تو نظر آیا

سمجھا مین اشارے کا تری آنکھ سے انداز
جب جو کڑی بھرتا کوئی آہو نظر آیا

اوس قاتل عالم کو بہت حشر مین ڈھونڈھا
تھی بھیڑ نہ مجھکو وہ ہلاکو نظر آیا

صورت عجب اس آئینہ دل نے دکھائی
مشتاق تھے جسکے وہ پری رو نظر آیا

کیا دید کی کرتی ہے ہوس نرگس شہلا
اک دن نہ تری آنکھ مین آنسو نظر آیا

دیکھا جو تمہاری نگہ ناز کا لپکا
دل کو جو اولٹتا ہے وہ جادو نظر آیا

ہر وقت وہ موجود رہا باغ جہان مین
لیکن نہ کسیکو صفت بو نظر آیا

جسوقت ہم اے یار ترا دم لگے بھرنے
قمری ہی دکھائی دی نہ یاہو نظر آیا

دنیا کا سفید اب تو ہوا ہے لہو ایسا
لالہ بھی برنگ گل خشبو نظر آیا

قاتل کو مرے قتل سے روکا نہ کسی نے
ہاں بازو پہ گرتے ہوئے گیسو نظر آیا

آنکھوں مین فقط حسرت دیدار بھری تھی
بینائی عطا کی تو مجھے تو نظر آیا

اے یار ترے جسم کی اندر ہی صفائی
اس سمت سے اوس سمت کا پہلو نظر آیا

آتش کی شرف روغن گل کھینچ کے مین نے
بلبل کا جو ٹوٹا ہوا بازو نظر آیا

سامنا مر کے ہوا گور کی اندھیاری کا
کوئی پرسان نہین کیا وقت ہی ناچاری کا

حق تعالیٰ سے رہائی کے دعا کرتے ہین
غم حسینون کو بھی ہی میری گرفتاری کا

روئین گے گور کے مردے بھی مری حالت پہ
داغ عیسیٰ کو رہیگا مری بیماری کا

روز حشر آکے فرشتون نے جگایا تو کیا
تم جو چونکاتے تو پھر لطف تھا بیداری کا

جانثاران دولت دیدار ہی قیمت اسکی
دل ہمارا ہے یہ سودا نہین بازاری کا

ایسے ہی ہوتے رہین دنیا مین مروت والے
کبھی شکوہ نہ کیا تمسے دل آزاری کا

دم نکلنے سے زیادہ بھی نہ ایذا ہوگی
کیا برا وقت ہی کیا امر ہے دشواری کا

عشقبازی مین یون تحلیل ہوا جاتا ہون
ہون دل افسردہ مزا ہی مجھے غمخواری کا

یار کو سلطنت حسن خدا نے دی ہے
حکم عشاق کو ہی جشن کی تیاری کا

دور ہو جاؤ مری خاک سے تربت دل کی
پاس بارود کے کیا کام ہے چنگاری کا

ہے تو اے یار لقب قاتل عالم تیرا
دلربائی کے لیے نام ہے دلداری کا

اے شرف سوز تنفس مین خدا کا دم بھر
چونک غفلت سے یہی وقت ہی ہشیاری کا

تیر نظر سے چھد کے دل افگار ہی رہا
ناسور اسمین صورت سوفار ہی رہا

دنیا سے ہے نرالی عدالت حسینون کی
فریاد جسنے کی وہ گنہگار ہی رہا

سودائیون کی بیٹھکی دم نہ کم ہوئی
ہر وقت گھر مین یار کے بازار ہی رہا

نرگس جو اوس مسیح کی نظرون سے گر گئی
اچھے نہ پھر ہوئے اوسے آزار ہی رہا

گلزار مین ہمیشہ کیے ہم نے چہچہے
صیاد و باغبان کو سدا خار ہی رہا

آئی نہ دیکھنے مین کبھی تصویر یار کی
آئینہ درمیان مین دیوار ہی رہا

سرمے سے طور کے بھی نہ کچھ فائدہ ہوا
آنکھون کو انتظار کا آزار ہی رہا

مجنون نے میرا داغ جگر سر پہ رکھ لیا
یہ گل وہ ہے جو طرۂ دستار ہی رہا

کچھ بھی نہ مفسدون کی دراز زبان چلی
اک انس مجھسے اونسے جو تھا پیار ہی رہا

بولے وہ میری قبر چھوڑ کے جھانک کر
یہ شخص مرکے بھی پس دیوار ہی رہا

ممکن نہ تھی رہائی قفس گور سے نجات
جو اسمین پھنس گیا وہ گرفتار ہی رہا

عالم مین حسن و عشق کا افسانہ رہگیا
یوسف ہی رہگئے نہ خریدار ہی رہا

صیاد کو کبھی نہ مصیبت نے دی نجات
بلبل کے صبر مین یہ گرفتار ہی رہا

کیا جانے اوس غریب کو کسکی نظر ہوئی
ان انکھڑیون کا شیفتہ بیمار ہی رہا

تو رہگیا فقط تیرے سودائی رہگئے
یوسف رہے نہ مصر کا بازار ہی رہا

راحت کسی حسین سے بھی پائی نہ ای شرف
چاہا جسے وہ درپئے آزار ہی رہا

جہان مین حسن پرستون کا کاروان نہ رہا
لٹے ہوؤن کا کہین منزلون نشان نہ رہا

تن ضعیف مین گھبرا کے روح کہتی ہے
ہمارے رہنے کے قابل یہ اب مکان نہ رہا

بہار عشق کے لوٹے جو دل یہ گل کھائے
کھلے وہ گل جنھین اندیشۂ خزان نہ رہا

وہ داغ ہون کہ جو واقف نہین حرارت سے
وہ آگ ہو نہین کہ جسمین کبھی دھوان نہ رہا

کہین بھی عالم ارواح سے نہ جاتا مین
تری ہوس نے کشش کی جو مین وہان نہ رہا

زمین مین بھی ہین امانت ہزار ہا مردے
گھلا مین زیست مین ایسا کہ استخوان نہ رہا

صفای قلب کی بھی انتہا ہوئی مجھپر
ہزار داغ چھپایا مگر نہان نہ رہا

مٹا کے ہمکو نہ ٹھہرا شباب کا عالم
کہین کے جب نہ رہے ہم تو میہمان نہ رہا

لبائین کونسا صحرا کدھر کو اوڑ جائین
کہان رہین چمنستان مین آشیان نہ رہا

گلون کے داغ اوٹھائے ستا کے بلبل کو
چمن مین شاد کسی روز باغبان نہ رہا

کہین [illegible] رکھتا ہے یار کا عالم
بیگانہ [illegible] کئی کیے خالی
[illegible] اوسدم حقیقت آگئے ہین

بشر کی موت ہے قابو مین دل جہان نہ رہا
خدا کا ڈر بھی اوسے کھینچکر گمان نہ رہا
ہمارا حال ہے حبیب قابل بیان نہ رہا

قفس مین پائی وہ آسائش ای شرف ہمنے
چمن کو بھول گئے یاد آشیان نہ رہا

کیون حیون اسکو ہوا اتفاق کسکے دیوانون مین تھا
وقت کا اپنے سلیمان تھا جو دیوانون مین تھا
پر ملا محشر مین کہدونگا جو ہوگی باز پرس
روز محشر سے نہ کم تھا میرے مرنے کا بھی دن
واہ ری تقدیر ہم جب پہونچے بزم یار مین
عشقبازون مین میرے دل کا پتا ملجائیگا
دشت وحشت مین ہماری خاک ہے جیسے تباہ
جذبۂ الفت کا مین سنت کش ہونگا عمر بھر
ذکر کرتے تھے سلیمان جسپہ عشق پاک کا
شمع خاموش تھی بہتے تھے آنسو شمع کے

دل ہمارا کو لسنی محفل کے پروانون مین تھا
کیا کہون میرا گذر کن کن پریخانون مین تھا
مین نہین کچھ جانتا ہون مین تو دیوانون مین تھا
حشر و نشر اپنو نہین تھا گر ہم بیگانون مین تھا
شمعین سب گل ہو چکی تہین دم نہ پروانون مین تھا
بلبلون مین دن کو ہوگا شب کو پروانون مین تھا
نام بھی یارو بگولونکا نہ ویرانون مین تھا
بالکل اپنا کرلیا اوسکو جو بیگانون مین تھا
پیش میرے دل کا اوس تسبیح کے دانون مین تھا
رات کو ماتم ہمارے دل کا پروانون مین تھا

کیا ہی عالی ظرف تھا ساقی ہمارا ای شرف
جام جم چھلکا ہوا اک جسکے پیمانون مین تھا

اللہ رے فروغ رخ لاجواب کا
آخر سپید لباس ہوا کیون خضاب کا
حسن آئینہ مین دیکھ کے اپنے شباب کا
شکل دہان یار تبسم نہو سکا
کیا شکل ہوگی طاعت پروردگار کی
شادابی چمن یہی کہتی ہے صبحدم

دونا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب کا
یارب یہ سوگوار ہے کسکے شباب کا
کھل کھیلینگے وہ تام نہ لینگے حجاب کا
رہ رہگیا بسور کے غنچہ گلاب کا
توبہ سے برخلاف ہے عالم شباب کا
شبنم نہین پڑا ہے یہ چھینٹا گلاب کا

دنیا سے ہمکو رنج ضعیفی نے کھو دیا
جبتک جئینگے داغ رہیگا شباب کا

حسرت ہی تیرے دامن زین سی جدا نہو
ہو جاؤن سوکھ سوکھ کے تسمہ رکاب کا

محفل مین یار کے جو تڑپتا ہون جا کے مین
پروانے لوٹتے ہین مزا اضطراب کا

دل پر مرے چھڑک کے نمک مرچ یار نے
بھونا ہی کس مزے سے کلیجا کباب کا

چھینٹین پڑی ہین تیغ پہ جو خون شہید کی
کس کسطرح سے رنگ اوڑا ہی شہاب کا

کس پھول کا درخت لگایا ہی یار نے
مانگا ہے سینچنے کو قرابہ گلاب کا

اک دن جمال اوسکو دکھایا تھا یار نے
اوسدن سے رخ ادھر ہنوا آفتاب کا

دل ٹوٹ جائیگا جو یوہین حسرتین رہین
موجون مین پڑکے کون بھروسا حباب کا

چھوڑ دو حیا و شرم کو آ بیٹھو میرے پاس
اوٹھوا دو درمیان سے پردہ حجاب کا

جسوقت بیٹھتا ہی نہانے وہ رشک گل
بہتا ہی موج مارکے دریا گلاب کا

تم کہہ رہی ہو راتون کو سوتے تھے اونکے ساتھ
یہ سچ ہے اے شرف کہ بیان ہی یہ خواب کا

نہین ہی رنگ گلون کا بہار سے پیدا
ہوا ہے پرتو روے نگار سے پیدا

گلاب گل سے کشیدہ ہوا خجل ہوکر
وہ بو ہوئی عرق روے یار سے پیدا

کہان قیام شباب اوسط جوانی مین
زوال شمس ہی نصف النہار سے پیدا

پھرے گے کیا تمھین ایسا ہی ہمنے چاہا ہی
تمھارے دل مین جگہ کی ہی پیار سے پیدا

کبھی نہ حسرت و رقت سے آنکھین واقف تھین
ہوئے یہ روگ تری انتظار سے پیدا

ملیگا خاک مین اک دن طلسم دنیا کا
یہ کارخانہ ہے مشت غبار سے پیدا

برا یہ رنگ ہی آفت کا شاخسانہ ہے
کیا ہی ربط گلون نے جو خار سے پیدا

دیا جو یار کو مس کر کے غنچہ دل سے
وفا کی بو ہوئی پھولون کے ہار سے پیدا

اوڑائی خاک جو صحرا مین تیرے وحشی نے
ہزار ہا ہوئین پریان غبار سے پیدا

خدا نے چاہا تو تفریح ہوگی سیت کو
ہوا بہشت کی ہوگی مزار سے پیدا

ہوا خود آئینہ اسیر بھی دید کی صورت
ہنوسکی دل بے اختیار سے پیدا

شگفتہ روح کو دل کو بحال کرتی ہے ۔ ہوا وہ ہوتی ہے ابر بہار سے پیدا

چمن میں جا کے جو اوسنے کیا تماشا شرف
ہزار رنگ کیے اک نکھار سے پیدا

عالم میں ہرے ہونگے اشجار جو میں رویا ۔ گلچیں نہیں سینچیں گے گلزار جو میں رویا
برسیگا جو ابر آکر کھل جائیگا دم بھر میں ۔ آنسو نہیں تھمنے کے اے یار جو میں رویا
روؤگے جھروکے میں تم ہچکیاں لے لیکر ۔ آسے یار کبھی زیر دیوار جو میں رویا
زخمی ہوں تو ہونے دو کیوں یار سبو روئیں ۔ کیا بات رہی کھا کر تلوار جو میں رویا
ہوں مستعد رقت فرہاد مجھے بہلا ۔ لے ڈوبینگے تجھکو بھی کہسار جو میں رویا
مجنوں نے کہا جاؤ وحشت اونہیں کھلاؤ ۔ بیٹھا ہوا صحرا میں بیکار جو میں رویا
رحم آہی گیا اونکو کٹوا دے میری بیڑی ۔ زنداں میں چلا کر اک بار جو میں رویا
کی غصے کے مارے پھر اوسنے نہ نگہ سیدھی ۔ اُن انکھڑیوں کا ہوکر بیمار جو میں رویا
بیتابی و زاری پر میری اونھیں رحم جو آیا ۔ دکھلا ہی دیا مجھکو دیدار جو میں رویا
آرام وہ کرتے ہیں ترسوا نہ مجھے اے دل ۔ اٹھ بیٹھینگے نہ وہ ہوکر بیدار جو میں رویا

آئے تھے بمشکل وہ لائے تھے شرف اونکو
پھر اوٹھ گئے وہ ہوکر بیدار جو میں رویا

تم ہو یکتا سے جہاں کوئی بھی تم سا نہوا ۔ جسم ہے نور خدا جسم کا سایا نہوا
کوئی اسرار خدا کا کبھی اخفا نہوا ۔ یا علی تم سے کسی بات کا پردا نہوا
سایہ انوار لطافت سے ہویدا نہوا ۔ نور کا جامہ تن تھا کبھی میلا نہوا
زلف شبرنگ کا تیری کسے سودا نہوا ۔ کون ایسا تھا زمانے میں جو رسوا نہوا
سعت جاتی رہی فرہاد کی جان شیریں ۔ کوئی ارماں ہی ناشاد کا پورا نہوا
تیرے کشتوں کی نمائش ہوئی گل ہو ہوکر ۔ خون اس خاک سے کس کس کا ہویدا نہوا
بزم خوباں میں ترے روئے حنا کے آگے ۔ روشن اے یار چراغ ید بیضا نہوا
اسقدر رنج ہوا قیس کے مرجانے کا ۔ جان دیدی متحمل دل لیلا نہوا

خاک بلبل کی تو اوڑ اوڑ کے بہت لپٹا کی
پیرہن گل کا وہ ستھرا تھا کہ میلا نہوا

دوستی عالم ارواح مین تھی روح مرن شئے
کوئی اس ہستی موہوم مین اپنا نہوا

روشنی شب کو جو اوس شمع لقا کی دیکھی
دل ہی جلوا لئے جو محفل مین پتنگا نہوا

اس لطافت سی مجھے دفن کیا تھا کسنے
تا قیامت جو کفن خاک مین میلا نہوا

درد دل سننے سے پرہیز ہی اوس عیسی کو
چاہتے والون کے حق مین تو یہ اچھا نہوا

لن ترانی ہی سنی تمنے کہ پردا اولٹا
اے شرف یار کا نظارہ ہوا یا نہوا

ان انکھڑیون مین سرمہ کبھی دیا جاتا
پسا ہوا جو نظر مین کوئی سما جاتا

فروغ حسن نے تیری ہوا وہ یا نہ ہی ہے
چراغ طور بھی ہوتا تو جھلملا جاتا

پڑا تھا غش مین ترے بو دماغ مین آتی
ہوا ادھر کی جو ہوتی تو ہوش آجاتا

کہے سنے سی حسینون کو دل جو دیدیتے
ہماری جان پہ بنتی کسیکا کیا جاتا

خدا گواہ ہے مرنا ہی تھا مجھے منظور
ہلاک تم جو نہ کرتے تو زہر کھا جاتا

ہمارے ساتھ وہ گلرو نکھر کے آیا تھا
چمن کی کیفیت اوٹھتی جو ابر چھا جاتا

صدا بھی آتی پھر ایدل نہ لن ترانی کی
کسی طرح سے جو پردہ اولٹ دیا جاتا

یہ انفعال ہوا ہے ترے نہ ملنے سے
زمین شگافتہ جو ہوتی تو مین سما جاتا

دکھاتے شکل تو پھر دیکھتے تماشا بھی
گلاب لا کے چھڑکتے اگر غش آجاتا

نصیب جاگتے آرام کرتے جنت مین
ہمین جو گنج شہیدان مین وہ سلا جاتا

نظر سے یار کی گر جاتے ہم ستم ہوتا
کہین جو پانو تہ تیغ لڑکھڑا جاتا

تمہین بتاو جو تمسے لپٹ نہ جاتا مین
تو بوسہ کاہے کو ملتا مرا مزا جاتا

مرے ہم آج بڑی رات ای شرف آئے
نہ آئے گا جو وہ آتا تو ابتک آجاتا

ہوئے خود رفتہ نقشہ کھینچکر اوس یار جانی کا
بھری سرخی تو رنگ اوڑا اوڑ گیا بہزاد مانی کا

ارادہ ہی جو اے ظالم ترا ایذا رسانی کا
تو بسم اللہ ہمکو بھی مزا ہے جانفشانی کا

مرقع کھینچتا تو ہے حسینون کی جوانی کا
بنا کر اسکو خود نقشہ بگڑ جائیگا مانی کا

گرا کر کوچۂ جانان سے پھر اوٹھنے دیا مجھکو
رہونگا عمر بھر ممنون مین اپنی ناتوانی کا

خوشی کیا خاک ہو کہتا ہے قاصد کل نہ جیتا تو
یہان دم بھر نہین ہے دم بھرو ساز زندگانی کا

دو روزہ ہے بہار عمر انسان باغ عالم مین
غرض یہ چلتی پھرتی چھاؤن ہے موسم جوانی کا

نہوتا ہوگا یہ معشوق سے بھی چھیڑنے کا صدمہ
ضعیفی مین جو یاد آتا ہے عالم نوجوانی کا

دکھا دو شکل عاشق ہون نہین پردہ اوٹھ سکتا
وہ موسی تھے جنہین ڈر تھا جواب لن ترانی کا

یہ دل کہتا ہے یون پر گریبان پھاڑ ڈال اپنا
سبب کیے دیتا ہے دیوانہ مجھے عالم جوانی کا

اگر شمہ نزاکت گل مین ہوا ہو رشک گل تیرا
تو کچھ کچھ ہوا اثر کس مین میری ناتوانی کا

لب گور اب مین ہون یارو کبھی وہ بھی زمانہ تھا
توانا تھی جوانی تھی مزا تھا زندگانی کا

سلیمان بھی انگوٹھی سے بدلتے تو نہ دیتا مین
جو چھلا ہاتھ آتا اوس پری رو کی نشانی کا

پیا جاتا ہے کیونکر اوس مریض غم سے خون دل
اوترتا بھی نہین جسکے گلے سے گھونٹ پانی کا

بھری برسات مین بھی اسطرح دریا نہین بہتے
جو عالم ہے مری آنکھون سے اشکون کی روانی کا

عیادت کو وہ خود آئے ہین چونکو کھول دو نینین
شرف اوٹھ بیٹھو اب موقع نہین ہے جانفشانی کا

کمر پہ طرۂ گیسوے دلستان پہونچا
ہمارے پاؤن کی حداد بیڑیان پہونچا

عجیب شعبدہ دیکھا عدم کی منزل مین
کہ جو ضعیف ہوا قبل نوجوان پہونچا

مسافت اپنی کہون یاوری زبان جو کرے
کہ بند ہوتے ہی آنکھون کے مین کہان پہونچا

گذر گئے نہین یاران رفتگان کا پتا
خدا ہی جانے کہان جا کے کاروان پہونچا

پرون کو نوچ کے صیاد نے مجھے چھوڑا
نہ اوڑ سکا نہ مین بالا سے آشیان پہونچا

گلون سے ملنے کی مہلت نہ پائی بلبل نے
گیا چمن سے جو صیاد باغبان پہونچا

شرف کسیکو شہیدون مین حوصلہ نہوا
سبھی نکل گئے مین وقت امتحان پہونچا

فروغ حسن مرے دلپذیر ہوتا تھا
زہے شرف جب مجھے روشن ضمیر ہوتا تھا

گلون کی شکل بھی ہمنے نہ آنکھ سے دیکھی
بہار آتے ہی ہمکو اسیر ہونا تھا

کیئی خدنگ لگائے ہین یار نے دلمین
کوئی کلیجے کے بھی پار تیر ہونا تھا

تری گلی مین جو سیت ہماری دفن ہوئی
اس آب وگل کو ہمین کا خمیر ہونا تھا

بیان کیا مین کرون بازپرس مدفن کا
ہوا جو معرکہ دار وگیر ہونا تھا

رما کے دھونی جو بیٹھا ہون مانگ یار کی
اسی لکیر پہ مجھکو فقیر ہونا تھا

لٹک کی زلف مین ای دل نہ چاہیے افسوس
یہ سرنوشت مین تھا ناگزیر ہونا تھا

ہچکین جو نزع مین دیکھا تو رو دیا اوسنے
اک اور صدمہ یہ وقت اخیر ہونا تھا

صلاح یار کو دیتا ہے خود پسندی کی
اس آینہ ہی کو اوسکا مشیر ہونا تھا

یہ کوہ طور جو سرمہ ہوا ہے پس پس کر
تری نگاہ مین اسکو حقیر ہونا تھا

تمھارے دلمین جو بات آتی مجھپہ کھلجاتی
یہ لو لگی ہے کہ روشن ضمیر ہونا تھا

کوئی نہ پہونچے گا اوس بے نیاز تک اے دل
یہان تو روح سا کوئی سفیر ہونا تھا

ارادت اور کسی سے جہان مین کی تو کیا
شرف غلام جناب امیر ہونا تھا

نہ ہی شرف نہ کہین اور جاکے دم نکلا
ہزار شکر ترے در پہ آکے دم نکلا

یہ دھیان تھا کہ وہ کمسن ہے ڈر نہ جائے کہین
بس اسلیے نظر اوسکی بچاکے دم نکلا

دیا نہ تو نے مجھے غسل بہت ای قاتل
بھلا ہوا جو لہو مین نہاکے دم نکلا

نہ رونے والا جو کوئی ہمین نظر آیا
خود اپنے حال پہ آنسو بہاکے دم نکلا

مزاج اوسنے جو پوچھا برامتحان دمِ مرگ
خوشی کے مارے مرا اسکے پاکے دم نکلا

اشارے کرکے مری اوسنے جان نثاری کی
قضا ہی کی تو محبت جتاکے دم نکلا

جھٹکا دے کے گور گناہون سے ہمنے توبہ کی
نجات کی ہمین راہین بتاکے دم نکلا

شب فراق مین جی بھر کے جانفشانی کی
مگر بجھے عجب ایذا اوٹھاکے دم نکلا

نہ چھوڑتی تھی کسی طرح روح قالب کو
شرف جب آگئے دم مین قضا کی دم نکلا

ت مین کچھ نہین جو اس کوچۂ جانان ہوتا
مغفرت ہوتی مجاور مرا رضوان ہوتا

جا سنجات پھر وہ ہر اورنگ کی شایان ہوتا
تیرے خاتم جیسے ملتے وہ سلیمان ہوتا

زخم دل سے مری کیون خون کی بوند ٹپکے
مسکرا کر کبھی غنچہ نہین گریان ہوتا

صرف شیرازہ جو ہوتی رگ جان بلبل
پھر گلستان کا نہ مجموعہ پریشان ہوتا

دہم اوڑ جاتی جہان مین مری جانبازی کی
نام ہوتا دہن زخم جو خندان ہوتا

[illegible] محبوب ہو گر کے کنوئین مین یوسف
آبرو ہوتی اگر چاہ زنخدان ہوتا

ٹوٹتا دم جو مرے ہاتھ مین بندھتا نشتر
فصد کھلتی تو جنون اور فراوان ہوتا

لیکہ دل دولت دیدار مجھے دیتی تھی
عدل کرتے جو درست آپکا ایمان ہوتا

ذبح کرتا مجھے صیاد جو ویرانے مین
خون کے چھینٹون سے گلزار بیابان ہوتا

خاک مین ملتین نہ شکلین جو تری کشتون کی
لالہ و گل کا مرقع نہ نمایان ہوتا

اسقدر موسم گل مین ہے مجھے ضعف سبال
دونو ہاتھون سے نہین چاک گریبان ہوتا

بوے گل ہی سے مری روح کو فرحت ہوتی
باغ ہی متصل گور غریبان ہوتا

تجھکو بربادی عالم جو نہوتی منظور
کیون ہرا باغ بھرا گھر کوئی ویران ہوتا

درد ہجران جو مسیحا کے جگر مین اوٹھتا
اے شرف وہ بھی نہ جانبر کسی عنوان ہوتا

نہ ہمسے پوچھو کہ کرتے ہین ہم ستم کیسا
تمھین بتاؤ تمھین چاہتے ہین ہم کیسا

سمجھتے ہین ترے کوچہ کو غیرت فردوس
کہان کا باغ جنان گلشن ارم کیسا

نہ آئے وعدے پر آخر ہلاک کر ڈالا
مسیح ہوکے دیا تمنے ہمکو دم کیسا

شب وصال مین روئے تو ہنس کر وہ بولے
ذرا حواس مین آؤ خوشی مین غم کیسا

جدا اوسے کرینگے رقت تو وہ نہ پوچھینگے
نہین جو روئے تو آنکھون پہ ہے ورم کیسا

نہ پوچھ حال ہمارے جنون کا اے فصاد
ہوا ہے فصد سے سودا دوچند کم کیسا

ہوا کی طرح سے چلتا ہے خنجر قاتل
لہو کو چاٹ کے ہوتا ہے تیز دم کیسا

ہوا ہے گور غریبان پہ ابر کا سایہ
گناہگارون پر اوسنے کیا کرم کیسا

کسی حسین کو دل کی کشش جو لے آئی
امیدوار کیا تھا جواب صاف دیا
کسی کا درد وہ سمجھین تو کچھ دلاسا دین

لپٹ لپٹ کے ادسے پیار کرتے ہم کتنا
یہ آج یار نے مجھپر کیا ستم کیسا
خبر نہین او نہین ہوتا ہے رنج و غم کیسا

کسی کا پڑھتے ہی خط دی شرف نے جان اپنی
کھلا نہ حال کہ حال اوسمین تھا رقم کیسا

فصل گل مین ہے ارادہ سوی صحرا اپنا
عشق مین ہم جو ستاتے ہین کسیکو کیا کام
آہ ہم کرتے ہین اے یار کے محفل والو
پوچھتے کیا ہو جدائی مین جو گذری گذری
کوئی مشتاق رہا جلوہ کسی نے دیکھا
زندگی شرط ہے کیا درد جگر سے ہو گا
کام آیا عمل نیک مرا تربت مین +
پوچھتے ہین جو کوئی نام مرا لیتا ہے
تجھ مین درد جگر قیس بیان کرتا ہے
شہر سے بھاگتے ہین دشت مین گھبرا کے ہم
ایڑیان مجھسے رگڑ وائے گی مجنون کیطرح

رنگ کیا دیکھیئے دکھلاتا ہے سودا اپنا
جان اپنی ہے دل اپنا ہے کلیجا اپنا
دونو ہاتھون سے جگر تھام لو اپنا اپنا
تمکو معلوم ہی سب حال کہین کیا اپنا
اسکو کیا کیجئے مقسوم ہے اپنا اپنا
اپنے حق مین تو دم اپنا ہے مسیحا اپنا
للہ الحمد کہ اک دوست تو نکلا اپنا
جانتے ہین وہ مجھے عاشق شیدا اپنا
خوب ہی روئے گی دل تھام کے لیلی اپنا
دل بہلتا ہی نہین ابتو کسی جا اپنا
نام رکھا ہے شب وصل نے لیلا اپنا

اے شرف خیر تو ہے حال ہی کیون سکتے کا
آئینہ لے کے ذرا دیکھو تو چہرا اپنا

مین جان دے رہا ہون پھر اوس پہ شکر کو کیا
کھلنے دو کھل رہے ہین جو گل رنگ رنگ کے
شہرت تمہاری حسن کی سنکے مین آیا ہون دور سے
بھیڑ کا ہوا ہر دم تو نفاست پہ یار کی
رخسار ہر کے پھول کھلا ہے گلاب کا

نخچیر مر ہی جائیگا تو ناوک فگن کو کیا
نرگسون سے یار کی نسبت چمن کو کیا
لٹوا رہے ہو یار غریب الوطن کو کیا
گلشن مین دیکھکر مین کرون یاسمن کو کیا
غنچہ نہین کہون تو کہون پھر دہن کو کیا

تند دل اوبجھنے کا میرے کرو علاج — شعلہ بھارے ہو زلف شکن در شکن کو کیا
جب یار نے کیا نہ مرا آکے غم غلط — کھوئیگا پھر کوئی مرے رنج و محن کو کیا
مجھکو تو ساتھ لے نہ گئے کوے یار مین — فردوس مین ہو روح تو مجھ مردہ تن کو کیا
اک بات تھی کہ ہو گئی حاصل مسیح کو — پہونچے گا کوئی آپکے معجز سخن کو کیا

کیا تمنے اپنی شکل بنائی ہے اے شرف
دستار سر کہان ہو کیا پیرہن کو کیا

تیرے عالم کا یار کیا کہنا — ہر طرف سے پکار کیا کہنا
اُف نہ کی درد ہجر ضبط کیا — اے دل بیقرار کیا کہنا
وعدۂ وصل اوسنے لون کیونکر — میرا کیا اختیار کیا کہنا
کیا ہی نیرنگیان دکھائی ہین — تیرے باغ و بہار کیا کہنا
کیسے عاشق ہین اوسنے جب پوچھا — بولے بے اختیار کیا کہنا
نشست پر بھی گلون کے گرد رہے — آفرین اے ہزار کیا کہنا
ترچھی نظرین چھری کٹاری ہین — چشم بد دور یار کیا کہنا
گلشنون مین ہر رنگ سے روپ کہان — لاجواب اے نگار کیا کہنا
دم عیسی کو بات کرتا ہے — اے نسیم بہار کیا کہنا
امتحان کرچکے تو وہ بولے — اے مرے جان نثار کیا کہنا
اوسکے کوچے مین بیٹھ کر نہ اٹھا — واہ میرے غبار کیا کہنا

جانتے ہین کہ جان دوگے شرف
اسکو تمپر یار کیا کہنا

تیرے اے دل لب معشوق تجھ مین پیار کا — لے دہان زخم سے بوسہ لب سوفار کا
باتون باتون مین جو آیا ذکر بزم یار کا — گل سے بلبل پھر گئے منہ رنگ اوڑ گیا گلزار کا
حشر کی ہل چل کا قصہ کیا سنون واعظ سے مین — مین تو مشتاق اسی پہ پیرو ہون تیری رفتار کا
سخت دل بہنے لگے کٹ کٹ کر پھوڑے کی طرح — داغ ہجر آخر کو پھاہا ہو گیا زنگار کا

لاکھ معشوقون کے ہی زانو بزانو کا مزا
ڈھونڈھتا تھا اسلیے پہلو تری دیوار کا

لے گئے ہو نہین تو گردن میری کٹنے کی نہین
لاکھ رگڑے دو کبھی جو خط پڑے تلوار کا

بھر لے شیشی مین غبار اپنے شہید ناز کا
اے پری رو اسکو غازہ کیجیو رخسار کا

کیا ہمین دہکار ہا ہے لی تو قاتل بیان سے
منھ ترا چومین گی قبضہ چوم کر تلوار کا +

لوگ سمجھاتے ہین وہ آتے ہین تم کہاؤ نہ ہم
چار ناچار اے شرف کرتے ہین کہنا چار کا

جشن تھا عیش و طرب کی انتہا تھی مین نہ تھا
یار کے پہلو مین خالی میری جا تھی مین نہ تھا

اُسنے کب برخاست اے دل محفل معراج کی
کس سے پوچھون رات کم تھی یا سوا تھی مین نہ تھا

مین تڑپ کر مر گیا دیکھا نہ اوسنے جھانک کر
اوس ستمگر کو عزیز اپنی حیا تھی مین نہ تھا

وعدہ لے لیتا کہ کھلوانا نہ مجھکو ٹھوکرین
عالم ارواح مین جس جا قضا اتھی مین نہ تھا

صرف کرتا کس خوشی سے جاکر اوسمین اپنی خاک
کیا کہون جسدن بنائی کربلا تھی مین نہ تھا

منھ نہ کھل سکتا نہوتے ہمکلام اوسنے کلیم
عمر بھر حسرت ہی رہتی بارات کیا تھی مین نہ تھا

لیگئی تھی مجھکو حسرت جانب خود رفتگی
جسطرف کو منزل بیم و رجا تھی مین نہ تھا

دل اولٹ جاتا مرا یا دم نکل جاتا مرا
شکر ہے جب لن ترانی کی صدا تھی مین نہ تھا

لالہ و گل کو بچا لیتا خزان سے اے شرف
باغ مین جسوقت نازل یہ بلا تھی مین نہ تھا

دم بھر کو جو پھر دم کسی نخچیر مین آتا
پر اپنے لگانے کو ترے تیر مین آتا

ہو جاتی چھُری رکھنے سے جان اور غضب مین
قاتل کو ذرا رحم جو تکبیر مین آتا

دنیا جو نہ مین چند نفس کے لیے لیتا
جنت کا علاقہ مری جاگیر مین آتا

موت آ ہی چکی تھی کبھی زندہ مین نہ چھٹتا
قاتل کو جو شک بھی میری تقصیر مین آتا

گھبرا کے تم اوٹھ جاتے ملاقات نہوتی
اے یار مجھے ہوش جو تاخیر مین آتا

کہتا ہی زمانہ کہ مین اک خواب عدم ہون
پیغام اجل ہی میری تعبیر مین آتا

ہو جاتی شبیہ آپکے کشتے کی جو بیرنگ
جلاد لہو بھرنے کو تصویر مین آتا

قصہ ترے شیدائی کا باہر ہے بیان سے
تحریر میں آتا ہے نہ تقریر میں آتا

صحرا سے تری فوج یہ لاتی ہے شرف کو
یا شیر ہے جکڑا ہوا زنجیر میں آتا

ارمان مرا تو نے بھی صرصر نہ نکالا
صحرا سے مری خاک کو باہر نہ نکالا

صیاد نے سہما کے مرا خون کیا خشک
اک روز دلاسے سے مرا ڈر نہ نکالا

جو بانیٔ نظارہ تھا اوسکو نہ سزا دی
آنکھیں تو نکالیں دل مضطر نہ نکالا

مشتاقوں کے تڑپانے کو پردے میں جو بیٹھے
پھر تم نے قدم بھی کبھی باہر نہ نکالا

کیا پہونچے کا تجھ تک کوئی اقلیم بقا میں
جب ڈھونڈھ کے دنیا میں ترا گھر نہ نکالا

منظور یہی تھا کہ اذیت میں رہوں میں
قاتل نے جو دل سے مرے خنجر نہ نکالا

دیدار کی خاطر مجھے تڑپانے کو اوسنے
جھانکا تو جھروکے سے مگر سر نہ نکالا

دنیا میں نہ رہنے کا روادار تھا کوئی
جنت سے کسی نے مرا بستر نہ نکالا

رکھا ہے مجھے زنداں کا رہا کر کے بھی پابند
بیڑی کو جو کاٹا بھی تو لنگر نہ نکالا

کیونکر کہوں دم بھرتی تھی چاہت کا زلیخا
یوسف کو کنوئیں سے بھی تو باہر نہ نکالا

آوارہ کیا دل کو مرے پیچ میں لا کے
بل شانے کا اے زلف معنبر نہ نکالا

بیدم جو ہوا میں تو کیا مجھکو وہیں دفن
زنداں سے جنازہ مرا باہر نہ نکالا

کیا کیا چمنستاں میں بھبھوکا ہوئے غنچے
رنگ اوس گل رعنا کے برابر نہ نکالا

وحشت میں سب مجھے دیکھنے آئے جو پریزاد
کس کس نے شرف جیب سے پتھر نہ نکالا

نہیں معلوم کب جلوہ دکھا کر تم نے یار اپنا
زمانے کو کیا شیدائی اپنا جان نثار اپنا

پڑے ہیں صدمے میں ہم یہ حال کیا ہوتا ہی یار اپنا
نہ اپنا دل ہے قابو میں نہ کچھ بھی اختیار اپنا

نہ دیکھا اسنے پڑھکر جب امانت دار حسرت کا
تو اوس گل نے مری آنکھوں کو سونپا انتظار اپنا

زمانے میں جو حسن یار نے عالم فریبی کے
تعشق میں ہوا دل سب سے پہلے بیقرار اپنا

ہماری روح نے راہ وفا میں ہو گئے آوارہ
نہ اپنے گھر کو گھر جانا نہ پہچانا مزار اپنا

جسے جلوہ دکھائیگی وہ باہر ہو کا جامے سے — عروس گل کو پیراہن پنہاتی ہی بہار اپنا
چڑھا کر بستنی ہر گز نہ پہر صیاد نے اولٹی — قفس مین مرتے مرتے ہمنی سر ٹپکا ہزار اپنا
دکھائی حسن اون لالہ رخون کی مجھکو تقدیرین — مرقع جنکے صدقے مین اوتروائی بہار اپنا
ہمین بھی ناز ہے اوس حم دل کی کارسازی پر — بگڑ جائے جو بگڑا ہی سنور جائیگا کار اپنا
مٹایا چاہتا ہون رہ کے چوراہی مین الفت کے — جگر اپنا دل اپنا جان اپنی جسم زار اپنا
ہمارے سامنے آؤ تو آرائش کی شہرت ہو — نکھر کر آئینے کو کیا دکھاتے ہو سنگار اپنا
مرے اُستاد کے جو نام سے دنیا مین جلتے ہین — نکالے اونپہ یارب آتش دوزخ بخار اپنا
ہوئے سرسبز جو اے یار دو آنکھو نہین جگہ پائی — نگا ہون مین سماہے کام آیا انکسار اپنا

فسانہ موہنی کا اونکی آنکھون کا جو لکھ کھینچا
خطاب آیا وہان سے اے شرف جادو نگار اپنا

کچھ بھی نہ جھانک تانک کی تدبیر سے ہوا — نظارہ یار کا مری تقدیر سے ہوا
نورانی اس جمال کی تنویر سے ہوا — تصویر آئینہ تری تصویر سے ہوا
اچھا ہوا گلے مین ہمارے پڑی کمند — اک سلسلہ تو زلف گرہ گیر سے ہوا
دیکھا وہ حسن عالم رویا مین یار کا — یوسف کو عشق خواب کی تعبیر سے ہوا
مرتا نہین جو آنے مین کرتا نہ دیر تو — میرا تو خاتمہ تری تاخیر سے ہوا
وحشت مین آکے مین نے ہلائی جو ہاتھ پاؤن — یا حافظ کا غل مری زنجیر سے ہوا
پوچھے تو کوئی کونسا اسکا گناہ تھا — صیاد بر خلاف جو نخچیر سے ہوا
بیدم ہوا اچٹا جو چلے مجھکو خاک پاک — نقصان میری جان کا اکسیر سے ہوا
تیار قصر عرش آلٰہی جو ہو چکا — آراستہ حضور کی تصویر سے ہوا
پہلے کسی نے خون کسیکا کیا نہ تھا — ایجاد قتل کا تری شمشیر سے ہوا

ہر وقت اے شرف در توبہ کھلا رہا
آگاہ بھی نہ قفل نہ زنجیر سے ہوا

شب کو نظارہ دلدار نے سونے نہ دیا — شادی طالع بیدار نے سونے نہ دیا

آنکھ تربت مین لگی تھی کہ ہلایا شانہ
نیند بھر کے بھی مجھے یار نے سونے نہ دیا

لوگ رویا کیے شب کو مین کراہا ایسا
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا

تو یہ توبہ کا وہ غل شب کو مچایا تا صبح
بیگنا ہون کو گنہگار نے سونے نہ دیا

دور رہکر مین ترے قصر سے شب بھر تڑپا
حسرت پہلوے دیوار نے سونے نہ دیا

نیند یوسف کے اوڑے غل سے خریدارون کو
شور و ہنگامۂ بازار نے سونے نہ دیا

آگئی نیند جو غفلت کی مجھے تربت مین
صور پھکوا کے مجھے یار نے سونے نہ دیا

غل مچایا کبھی زنجیر کبھی کھڑکائی
تجھکو بھی تیرے گرفتار نے سونے نہ دیا

شام سے چاہا تھا صیاد نے مر رہنے کو
نالۂ مرغ گرفتار نے سونے نہ دیا

دم بھر آرام نہ آیا شب تنہائی مین
اے شرف درد دل زار نے سونے نہ دیا

بہرہ ور تیری ہوس مین کوئی دم بھر نہوا
یہ وہ کشتی ہے کہ جسکا کہین لنگر نہوا

یار سے ملنے نہ دینے کی سزا دلواتا
کیا کہون مین مرے قابو مین مقدر نہوا

کون صورت تھی بھلا قبر مین آسائش کی
اتنی سی جا تھی کہ جسمین مرا بستر نہوا

جستجو کی بہت آئینے نے حیران ہوکر
سب نظر آئے نمودار سکندر نہوا

ایسی بیرحمی سے صیاد نے بازو توڑے
عمر بھر قابل پرواز کوئی پر نہوا

قاصدی کی بھی کسی کی مجھے پروا نہ رہی
اوڑگئی روح میسر جو کبوتر نہوا

مین نے اپنے سر شوریدہ کو ٹکرا ڈالا
جب دماغ آپکی خوشبو سے معطر نہوا

عاجزی کی جو بلا قید اوسے تھی منظور
باب توبہ پہ نگہبان مقرر نہوا

کیا سرشت آپکی پاکیزہ تھی سبحان اللہ
واقف سایہ کبھی جسم منور نہوا

باغ مین پھیلی جو خوشبو تری پیراہن کی
کونسا گل ہے کہ وہ جامے سی باہر نہوا

قصر جنت مین وہ رہتے ہین خدا کی قدرت
جھونپڑا بھی جنھین دنیا مین میسر نہوا

اپنی آنکھون مین جگہ سنے نہین دی تجھکو
کونسا دل ہے کہ جس دل مین ترا گھر نہوا

اے شرف شوق ہوا یار کو خود بینی کا

چاہنے والون کے حق مین تو یہ بہتر ہوا

بھولے سے فراموش مری یاد نہ کرنا
بندہ ہون تمھارا ب مجھے آزاد نہ کرنا

خوگر ہین بلا قید کے دیوانے تمھارے
زندان مین انھین بھیج کے صیاد نہ کرنا

مشکل جو محبت مین پڑی ہے تجھے ای دل
اظہار حسینون سے یہ افتاد نہ کرنا

امید مین دیدار کے آیا ہون یہان تک
ارمان بھرا ہون مجھے ناشاد نہ کرنا

اوٹھی جو مری خاک تو ہاتف نے صدا دی
دنیا مین فراموش یہ بنیاد نہ کرنا

اے دل جو تجھے ظالم و ستائین تو ستالین
کچھ صبر کی ہمت ہے تو فریاد نہ کرنا

ممتاز شہادت سے کیا ہے تجھے ای دل
ہے شکر کی جا شکوۂ جلاد نہ کرنا

دم جسم مین تمنے جو نظر بند کیا ہے
اس پیارے گرفتار کو آزاد نہ کرنا

کیا سوز محبت کو کوئی ضبط کریگا
پروانون یہ ہی پر ختم ہے فریاد نہ کرنا

اے آرزوے یار مرے دل ہی مین رہنا
اس گھر کے سوا اور گھر آباد نہ کرنا

معشوقون کی الفت ہو مبارک تجھے ای دل
دولت یہ خدا داد ہے برباد نہ کرنا

ظالم کی خوشی کیجیو اے بلبل شیدا
نالہ کبھی بے مرضی صیاد نہ کرنا

کیا کھینچے گا تو حسن خدا داد کا نقشہ
یہ دعوی باطل کبھی بہزاد نہ کرنا

اس چپ کی خداداد شرف داد ملیگی
دم آئے لبون پر بھی تو فریاد نہ کرنا

ہم نہ دیکھینگے ترے در کے سوا در دوسرا
کون ہے دنیا مین تجھسا بندہ پرور دوسرا

واہ وا اے جانجان کیا رعب یکتائی کا ہے
آ نہین سکتا تمھارے پاس دم بھر دوسرا

رفتگان کی تربتون کا بھی ہے کیا نازک مقام
چادر گل کے سوا بچھا نہ بستر دوسرا

دولت دیدار کی حسرت نہ تھی روز ازل
یہ خبر ہوتی تو ہم لیتے مقدر دوسرا

میری تربت سے نہ قیس و کوہکن محروم جائین
ایک گلدستے اوٹھالے گل کی چادر دوسرا

کی ہے سیر کوہ طور پر موسی کی کیا مٹی خراب
عشق سے امید رکھے خاک پیغمبر دوسرا

دمبدم صیاد و گلچین کو ہے ایسا ہی نزاع
ذبح اک بلبل کرے لوٹے گل تر دوسرا

اوسنے لکھا ہے کہ مجھکو ذبح کرنے کا ہی شوق
پھر گئی اسپر چھری بھیجو کبوتر دوسرا

لوٹ کر یہ تو کلیجے مین ہمارے رہگیا
دلمین خود رکھ لین جو تم منگوا دو خنجر دوسرا

عاقبت ایسی ملی ہے اسکو کنج قبر مین
روح نے جھانکا نہ پھر جا کی کوئی گھر دوسرا

چومنے جاتا ہی جو دیوانہ سنگ آستان
سر ٹپکنے کو منگا دیتے ہین پتھر دوسرا

کیا مٹائیگا ہمین محبوب اگر تو ہی تو ہو
کچھ خدا کا تو نہین ہے او ستمگر دوسرا

آئینے کو دیکھکر تم جسطرح بیچین ہو
یون ہین اچھی شکل پر ہوتا ہی مضطر دوسرا

منزل تربت نہین رہنے کی خالی ای شرف
خاک تم ہو جاؤگے اوتریگا آکر دوسرا

ہوئے ایسے بدل ترے شیفتہ ہم دل جان کو ہمیشہ نثار کیا
رہ عشق سے پھر نہ ہٹائے قدم رہے محو تری تجھے پیار کیا
ترے شوق مین دل کی تباہی ہوئی ترے ذوق کی اوسپہ گواہی ہوئی
کوئی دم بھی نہ لینے دیا مجھے دم مجھے دشمن صبر و قرار کیا
گئی جان قفس مین برائے چمن چلی لیکے جہان سے ہوائی چمن
کبھی ابر کرم نے کیا نہ کرم نہ کسی نے بیان بہار کیا
جہان مہکے مہک کیا سارا جہان بھلا عطر کو ایہ نصیب کہان
بخدا ہی خطا کہین مشک جو ہم تری زلف پہ صدقے تتار کیا
نہ لو عشق کا نام یہ کہتے ہو کیا جو ہو تیغ تلی ہے ہمارا گلا
یہی ہم کہے جائین خدا کی قسم تمھین پیار کیا تمھین پیار کیا
ترے ہاتھ سے مین جو شہید ہوا مری روح کا عشق مرید ہوا
جو حیات رہا تو نہ چھوڑے قدم جو موا تو طواف مزار کیا
ترے شوق نے ہمکو جو خاک کیا ترے ذوق نے خاک سے پاک کیا
ترے رنگ نے مجھے کیا یہ کرم مجھے تیرے چمن کا غبار کیا
ترے تیر ہدف کی ہوس تھی مجھے بڑی حسرت کنج قفس تھی مجھے

مجھے چوک کیا یہ غضب یہ ستم نہ اسیر کیا نہ شکار کیا
تجھے چاہا تو رنگ یہ پلٹ کہ جھڑے ترے باغ میں خاک سے پاک ہوئے
مرے تیرے چمن کی ہوس میں جو ہم تو غبار کو ابر بہار کیا
نہ عدم کی جو مجھکو سواری ملی کوئی تخت رواں نہ عماری ملی
کئی دوستوں نے میرے ہوکے بہم مجھے دوش پر اپنے سوار کیا
ہمیں اوسکی کہیں سے خبر نہ ملی ہوئی عمر تمام مگر نہ ملی
کبھی اوسنے بھی حال کیا نہ رقم خط شوق روانہ ہزار کیا
ترے روز ازل سے فریفتہ ہیں ترے حسن و جمال کے شیفتہ ہیں
ترے عشق میں ہوگئے کشتہ غم وہی کر گئے قول جو یار کیا
ترے بس میں جو آئے تو خاک ہوئے جو غبار ہوئے بھی تو خاک ہوئے
رہے بعد فنا بھی نہ چین سے ہم ہمیں گردش لیل و نہار کیا
کبھی سیر چمن کا نہ شوق ہوا کسی بزم کا ہمکو نہ ذوق ہوا
ترے کوچے کو جانکے باغ ارم یہیں بلبل جان کو نثار کیا
جسے چاہا دل اسپہ نثار کریں کبھی گود میں لیں کبھی پیار کریں
یہ برائی نصیب کی وائے ستم وہ حریف ہوا جسے پیار کیا
مجھے یار نے آکے جو دیکھا حزیں کہا روئے ہو میں دکھا کہ نہیں
وہ بکے گئے آنکھوں پہ کیوں ہے ورم شرف اونسے بہانہ ہزار کیا

سودے میں نہ زنجیر کو زنجیر میں سمجھا	اے یار تری زلف گرہگیر میں سمجھا
آخر کو ہوا حیرت و حسرت کا یہ نقشہ	مٹی کے کھلونے کو بھی تصویر میں سمجھا
بجلی بھی کہیں گنج شہیداں میں جو کوندی	اوس شوخ کی چتون بھی شمشیر میں سمجھا
کی بات یہی مجھسے تو چھری پھر گئی مجھپر	عیسی نفسی کو تری تکبیر میں سمجھا
اک لوز کی صورت جو دکھا دی مجھے تو نے	اے دل تجھے آئینہ تقدیر میں سمجھا
بیتاب ہوا اتنا جو کیا میں نے تجھے پیار	مرنا تھا نہ تقصیر کو تقصیر میں سمجھا

کی مجھسے نکیرین نے مرقد مین جو پرسش
سب تیری سکھائی ہوئی تقریر مین سمجھا
دنیا مین جو دیکھا تھا حقیقت مین تھا خواب
تلقین سنی مین نے تو تعبیر مین سمجھا

خاک اوسکے تعشق مین شب روز جو چھانی
حق مین شرف اپنے یہی اکسیر مین سمجھا

سوجھا کبھی نہ عشق مین کچھ پیار کے سوا
حسرت کوئی نہ کی ترے دیدار کے سوا
آئی ہوئی ہو جوشش یہ رحمت جو آپکی
کون اسکا مستحق ہے گنہگار کے سوا
لرزائے آفتاب کو تڑپائے برق کو
کسمین چمک یہ ہو تری تلوار کے سوا
معز سخن کو پہونچے تو عیسی نفس وہ ہو
کسمین یہ بات ہو تری گفتار کے سوا
خلد برین مین بیٹھ رہے جا کے متقی
حاضر رہا نہ کوئی گنہگار کے سوا
کیا چین آسکے خانۂ صیاد مین ہمین
دم بھر کہین رہے نہین گلزار کے سوا
رستے لے کے بیچ رہینگے جو چلے بہشت کے
وہ کسکو دیجئے گا گنہگار کے سوا
مرغوب حسن کو جو ہوا یا ندھنو کا رنگ
ہرگز کھلا نہ یار کی دستار کے سوا
یار اجل کو دل پہ اوٹھالے خوشی خوشی
طاقت یہ کسمین ہے ترے بیمار کے سوا
ایسا ہی کوئی تیر جگر مین لگائیے
دکھلائی جو نہ دے لب سوفار کے سوا
آزاد کیا مجھے یہ تو بتائیے
جاؤن کہان مین آپکی سرکار کے سوا

مرجاؤن جاؤن گور غریبان مین ہی شرف
تکیہ کرون جو یار کی دیوار کے سوا

دل کو بچاؤن یار کی ترچھی نظر سے کیا
پہلو تہی کرون مین قضا و قدر سے کیا
چھٹنے لگے گا خون کا فوارہ زخم سے
کیا دیکھیے گا ہاتھ اوٹھاؤن جگر سے کیا
دو گز زمین ہی گور غریبان کی منزلت
یہ تو ہے لامکان اسے دیوار و در سے کیا
دل یار کا ہلائیگی برپا کریگی حشر
لازم ہے ضبط آہ مین کھینچون جگر سے کیا
جوشش جنون مین دھیان وطن کا نہ جائیگی
صحرا نشین ہوے تو سروکار گھر سے کیا
الفت دل و جگر سے گئی جب سے نہ جائیگی
غنچے سے بو پھریگی حلاوت ثمر سے کیا

کیون لشکر و جلوس جنازہ کے ساتھ ہی
بھیجا ہے اوسنے رسم محبت مین داغ عشق
سرمہ ہوئے سما گئے اونکی نگاہ مین +
ہمدرد دل کی بو ہے بھڑکتا ہے دل مرا
کیونکر نہ یاس ہو مجھے اپنے شباب سی
تقدیر لڑ گئی لب معشوق ہو گیا
روح الامین کیا کہ عطا کی ہمیبری
فرہاد و قیس کے وہ فسانے کو کیون سنی
کیا لیگا وہ خبر جسے اپنی خبر نہین
بیواسطے کی ضد نہ کرو طفل اشک سے
دل پر نہ روکتا جو کبھی چوٹ عشق کی
دھوکا تجھے ہوا ہی یہ نوک مژہ نہین
اے درد کی چمک نہ مٹا داغ کا فروغ
قسمت مین داغ تھے سو ملے باغ عشق سے

دم بھر کی اس شکوہ سے کیا گرد فرسی کیا
دل تو کیا ادھر سے یہ آیا اودھر سے کیا
آنکھون مین گھر کیا تو گرے نگے نظر سے کیا
اوس گل نے خط لکھا ہی یہ بلبل کے پر سے کیا
احوال آفتاب کا ہے دوپہر سے کیا
تیر مراد ہے اوسے کھینچین جگر سے کیا
تمنے کیا سلوک مرے نامہ بر سے کیا
تفتیدہ دل سے کیا اوسے شوریدہ سر سے کیا
خود بیخبر وہ ہے اوسے میری خبر سے کیا
تمکو کسی غریب کے نور نظر سے کیا
ہو جاتا گرد برد یہ رکتی سپر سے کیا
لپٹی ہوئی ہے اور رگ جان نیشتر سے کیا
او مکھ چاندنی تجھے میرے قمر سے کیا
پھولون سے کام کیا ہمین مطلب ثمر سے کیا

کیا ٹھہری تمسے اونسے ملاقات کی شرط
پیغام ادھر سے کیا گئے آئے اودھر سے کیا

دم بھر رہے ہین عیسی اوس شوخ کے دہن کا
جچتا ہے گلرخون مین دل بخیہ تن کا
چارون طرف جہان مین چرنگ ہو رہا ہے
داغون نے کی ہین لمین پیدا پری سی شکلین
دامان گل چمن مین اس حسن سے پھٹا ہی
اللہ ری نفاست کب خاک مین ملی تھی
جاری ہوا ہی کب سے داغ وفا جہان مین

افسانہ کہ رہے ہین یوسف چہ ذقن کا +
پھولون مین تل رہا ہے کانٹا مرے چمن کا
گلزار کھل رہا ہے قاتل کے بانکپن کا
کیا جانے یہ مرقع ہے کس کی انجمن کا
چھاپا دکھا رہا ہی یوسف کے پیرہن کا
کافور سے ہی او جلا رنگ آج تک کفن کا
موجد ہے کون اسکا سکہ ہے کس چلن کا

قدسی فریفتہ ہین جس گل پہ شیفتہ ہون
جبریل باغبان ہین بلبل ہون جس چمن کا

پروانہ بھی تو جا کے پھرتا نہین وہان سے
کیونکر کھلے کسی پر حال اوسکے انجمن کا

جو بات منھ سے نکلی اک وحی ہو گئی وہ
اعجاز سے بھی بڑھ کے انداز ہے سخن کا

لیلی سے کوئی کہدے مجنون نے تو قضا کی
اچھی طرح اوٹھائیے مردہ ہی بیوطن کا

بیمثل گل کھلے ہین یا شب چراغ سمجھون
داغ جگر ہے میرا یا لعل ہے یمن کا

بہتین کی جا کے چلے فردوس سے عدم مین
ارمان لے چلے ہین دنیا سے پیرہن کا

برحق کلام اوسکا اعجاز اسے شرف ہی
کیا بات ہے سخن کی کہنا ہے کیا دہن کا

بجھ گیا بزم مین اونکے نہ ہوا دل ٹھنڈھا
کیا چراغ آج ہوا ہے سر محفل ٹھنڈھا

سوز کیا سوز تھا کیا آگ لگی تھی افسوس
سرد ہم ہو گئے لیکن نہ ہوا دل ٹھنڈھا

مر کے بجھتی ہے لگی راہ وفا مین ولیکن
کرتی ہے اپنے مسافر کو یہ منزل ٹھنڈھا

دھوپ مین ناقہ لیلا جو ملا مجنون کو
سرد آہون نے کیا پردہ محمل ٹھنڈھا

کیا قیامت ہی یہ کیون شمع سستی ہوتی ہی
ہو گیا گرتا پروانہ محفل ٹھنڈھا

سانس جبتک رہی اوسمین نہ لیا دم اونے
بھک گیا بزم مین اوسکے تو ہوا دل ٹھنڈھا

قید والون دل کے تڑپنے کا اوٹھا جاتا ہی
ہائے افسوس ہوا جاتا ہی بسمل ٹھنڈھا

یا خدا دھوپ سے مجنون کو بلا لے لیلی
پنکھا بن بن کے کرے پردۂ محمل ٹھنڈھا

دوسرے کا بھی گلا کاٹو کیا جلدی ہے
ایک گھائل کو تو ہو لینے دے قاتل ٹھنڈھا

تمسے لپٹیگا اوڑائیگا لہو کی چھینٹین
پاؤن رکھے رہو جبتک نہو بسمل ٹھنڈھا

دل کو کیا پوچھ رہے ہو اوسے عرصہ گذرا
ہو گیا ہو کے وہ پروانون مین شامل ٹھنڈھا

دل جلے آئے جو دریا کی ہوا کھانے کو
کوئی جھونکا بھی نہ آیا لب ساحل ٹھنڈھا

پھونک دیگا اگر اونکو بھی چراغ امید
تو بھی اسکو نہ کرینگے ترے سائل ٹھنڈھا

لیکے اک دن بھی جو بیٹھے ہمین جھنجھلانے مین
دل جلون کا نہ کیا یار کبھی دل ٹھنڈھا

اے شرف جلد کرو سوز درون کی تدبیر

شعلہ بھڑکے گا تو پھر ہوگا مشکل ٹھنڈھا

جوش وحشت مین قیامت کی مہم سر سمجھا | مین وہ آفت ہون کہ محشر کو نہ محشر سمجھے
اولٹی سیدھی نہ جنون مین دل مضطر سمجھا | رگ گل کو رگ جان خار کو نشتر سمجھے
قاصد یار کو جبریل سے بڑھکر سمجھا | اوس پہ پیرو کے پیامی کو پیمبر سمجھے
جا بجا مجمع گل دیکھ کے گلزارون مین | دلفریبون کا مین اوترا ہوا لشکر سمجھا
بوریا نجد مین دیکھا جو کوئی گرد آلود | تیرے دیوانۂ مغفور کا بستر سمجھا
عمر بھر حسرت و امید نے فہمائش کی | ہو کے برگشتہ نہ سنبھلا نہ مقدر سمجھا
یار کے سامنے حیران مجھے کرتا ہے | اوٹھ گئے آئینے کو تربت سے سکندر سمجھا
جم رہین یار زمین پر جو لہو کی چھینٹین | کشتۂ ناز ترا پھولون کی چادر سمجھا
کندنی رنگ جو آہن کا کیا پارس نے | مین اوسی تیرے حنا لینے کا پتھر سمجھا
خط افتادہ جو اوس کوچے مین دیکھا اوڑتے | پھر پھڑاتا ہوا اپنا مین کبوتر سمجھا
آنکھ اپنی عوض مہر لگا دی مین نے | خط مین تھی دید کی حسرت یہی بہتر سمجھا
اسقدر نور چھپا یار کے رخسارون کا | لاکھ پردون مین وہ تھا مین اوسے باہر سمجھا
وجہ کیا حسن پرستون کے مٹا دینے کی | مجھکو اس رمز کا مطلب تو ستمگر سمجھا
عمر دو روزہ مری بیم و رجا مین گذری | روح کو یار کی پرسش کو صرصر سمجھا
گل کی دیکھین جو کہین پنکھڑیان افتادہ | میرے ہوش اوڑ گئے بلبل کے پر سمجھا
خط جو آنے لگے اونکے تو خوشی کے مارے | پر بھی اوڑتے ہوے دیکھا تو کبوتر سمجھا
حسرت منزل مقصود نے مارا مجھکو | دم مین آکر ملک الموت کو رہبر سمجھا
بڑھ کے انبوہ قیامت سے اولو العزمی کی | شوق دیدار مین محشر کو نہ محشر سمجھا
میری رقت نے گنہگار مجھے ٹھہرایا | مین جو رویا تو وہ دامن کو مرے تر سمجھا
روح جانا تری حسرت کو ہمیشہ مین نے | داغ کو مین جگر و دل کے برابر سمجھا
حشر کے دن کوئی نکلا جو شہادت نامہ | مین ترے کشتۂ بیداد کا محضر سمجھا
ضد یہی کی تو نے جو مجھے تو مشیت جانی | جان جان تیرے تلون کو مقدر سمجھا

خط جو اوس شوخ نے شنجرف سے لکھا مجھکو
اوڑگئے ہوش شرف خون کبوتر سمجھا

کونسا جرم یہ مجھ خستہ جگر پر رکھا
غم کا پہرا جو فلک نے مرے گھر پر رکھا

کی ہے صیاد سے اوس گل نے چمن مین تاکید
بیڑیان ڈالونگا بلبل کا اگر پر رکھا

داد چاہی جو تمنا سے سبکدوشی کی +
فیصلہ یار نے شمشیر و سپر پر رکھا

دل ہمارا جو ترے لو مین ہوا پروانہ
شمع نے تاج سمجھکر اوسے سر پر رکھا

چاہے غمناک کرے چاہے کرے شاد مگر
دل کے انصاف کو ہی اوسکی خبر پر رکھا

باغ کو باغ چمن کو نہ چمن سمجھے ہم
گل نہ سونگھے کبھی ہاتھ ثمر پر رکھا

پڑھ دے اے یار خدا کے لیے میت کی نماز
اک جنازہ ہے کسیکا ترے در پر رکھا

پر خلافی سے خلاف اوسنے دوا کی میری
مار ڈالا مجھے الزام اثر پر رکھا

فکر ہی مین رہے تفتیدہ دلی کی میری
کوئی پھاہا نہ کبھی زخم جگر پر رکھا

مفت برباد ہوا چاہ کی معشوقون کو
دست شفقت نہ کسی نے مرے سر پر رکھا

دفعتہً ملک خموشان کو چلے خالی ہاتھ
کی وہ ہمت نہ سفر زاد سفر پر رکھا

کیا لگاوٹ تھی کہ دل کھینچ لیا پہلو سے
ہاتھ اس ناز سے اوس گل نے کمر پر رکھا

آگئے تو عالم ارواح سے آئے لیکن
مستعد روح کو ہر وقت سفر پر رکھا

بے بہا حسن کے در اشک کو معشوقون نے
اے شرف جانچنے کو میری نظر پر رکھا

اک فسانہ ہی پرستان مین اس افسانے کا
عشق پریون کو ہوا ہی تیرے دیوانے کا

پال رکھے ہین جو صیاد سے بلبل لیکر
مشغلہ ہے دل بیتاب کے بہلانے کا

مین لپٹ جاؤن مین دست لقیفہ ابدل
تام کر جاؤن یہی وقت ہے مر جانے کا

زلف اولجھیگی تو شانے سے سلجھ جائیگی
دل جب اولجھیگا تو کوئی نہین سلجھانے کا

مارا و تاریکی غم ہجر مین اولجھن دل کی +
غیر ممکن ہے علاج اس میرے گھبرانے کا

کشتہ ناز کو رخصت کرو خلعت دیکر
قبر تیار ہے سامان ہے نہلانے کا

حال دل پوچھ رہے ہو مین بیان کرتا ہو
یہ تو کہدو کہ تمہین غصہ تو نہین آنے کا

دل مرا لے کے وہ محبوب نہ دیگا تو نہ دے
بات کیا ہو مین زبان پر بھی نہین لانے کا

سامنا لالہ رخون کا جو کریگا خورشید
زرد رو ہو کے یہ پھر منھ نہین دکھلانے کا

ایسے خائف ہوئی تڑپا کی یہ پروانون کو
شمع محفل کو مرض ہو گیا تھرانے کا

ساق سیمین سے کسی کے جو کیا دعوی حسن
حکم ہے شمع کو بازار مین لٹکانے کا

حسن اوس شوخ کو طفلی مین ہی کہتا تھا
اسکے ہاتھون سے کوئی جیتے نہین پانے کا

اے شرف بلبل ناشاد کا ہون مین ہمدرد
داغ ہوگا مجھے ہر پھول کے مرجھانے کا

شب کو خلوت مین بغل مین ترے اے یار رہا
جان تجھ مین رہی قالب پس دیوار رہا

دہوکا آئینہ تصویر کا ہر بار رہا
ترے رخ کا جو تصور پس دیوار رہا

عشق کامل جو مین کہتا تھا مرے کام آیا
حشر کو میرے ہی جانب رخ دلدار رہا

پنجرہ بھی کبھی تو نے نہ اولٹ دی صیاد
ہمکو کیا کام جو بالاے قفس خار رہا

ہمت عشق وہ کی بندہ ہے زر ہو کر
جسکے ہاتھون مین بکا اوسکا خریدار رہا

روز آیا کئے وہ دیکھنے مجھ قیدی کو
اونکی نظرون مین رہا مین جو گرفتار رہا

آنکھون مین سیکڑون معشوقون کو تولا مینے
رات دن پیش نظر حسن کا بازار رہا

لن ترانی کی صدا آنے لگی پردے سے
کیا قیامت ہے ہوئی آج بھی دیدار رہا

تجربہ شربت دیدار کا اوسنے جو کیا
درد عالم مین رہا کوئی نہ آزار رہا

اے شرف کی جو نکیرین نے پرسش مجھسے
عالم یاس مین اک شبر مددگار رہا +

انکساری مین جو ہمت بیدم ہوا
دشمنون مین بھی مرا ماتم ہوا

تھا وہ عالی ظرف میری خاک سے
جو بنا ساغر وہ جام جم ہوا

کھا لیا مین نے جو اوس گل کا اوگال
میرے دل کے زخم کا مرہم ہوا

اسکے [illegible] دیکھ [illegible] عالم [illegible]
یا [illegible] حالت دل کا کیسا عالم ہوا

آ گئے شادیٔ مرگ مجھکو کر گئے
کس قیامت کا خوشی مین غم ہوا

گلشن عالم سے لوگ اٹھنے لگے
کیا مرقع درہم و برہم ہوا

خوب چمکا اختر اقبال عشق
حشر کے دن نیر اعظم ہوا

انقلاب دہر نے پیسا مجھے
چار دن جو مین خوش و خرم ہوا

عمر بھر رہ رہ کے اٹھا دلمین درد
صدمے پر صدمہ مجھے پیہم ہوا

جا بجا صفت تیرے کشتون کی کبھی
رات دن ہر بزم مین ماتم ہوا

دن کو بلبل کی طرح تنکے چنے
شام سے ہم گریۂ شبنم ہوا

تجھکو جا با راز دانی کی تری +
دل مین گھر کر کے ترا محرم ہوا

جانجان یہ کسلیئے برپا ہے حشر
کیون مزاج آج آپ کا برہم ہوا

گور سے پہونچے کہان تم ای شرف
اب بھی وہ سودا ہے یا کچھ کم ہوا

مین وہ گل ہون جو ہم آغوش کبھی تو ہوتا
تجھکو مرغوب جو ہوتی وہی خوشبو ہوتا

کیا کرین یار کی زنجیرون مین اور کڑ جاتے
ہم بھی ہوتے وہین ٹوٹا جو نہ بازو ہوتا

دل کے بہ جانے کی کچھ دوا مجھے ملجاتی
آہ کے ساتھ گواہی کو جو آنسو ہوتا

غم نہوتا دل بیتاب کے چل بسنے کا
ترے پیکان سے آباد جو پہلو ہوتا

زندگی اور جوانی کا مزا ملجاتا
جشن کرتے جو کبھی یار پہ قابو ہوتا

تیرا دلکا کوئی جوشن مین جو ہوتا پیوست
اک زبردست مرا قوت بازو ہوتا

تخلیے مین شب معراج کا لطف اوٹھ جاتا
جلوہ فرما مری محفل مین اگر تو ہوتا

طوق اگر شوق اسیری نے پہنایا تو کیا
اس گلے مین کسی محبوب کا گیسو ہوتا

رو کے دریا مین بہاتا جو مین جل تھل بھرتا
سامنا ابر سے جسوقت لب جو ہوتا

یار کرتا مین نمائش جو کسی گلشن مین
بو بھی ہوتا جو چمن مین تو تری بو ہوتا

تو رکے ترڑکے جو تو سیر کی خاطر جاتا
جان جان صبح بہاری گل شبو ہوتا

کیا خوشی ہوتی ہمین دل کی مرادین آتین
شام سے آکے جو مہمان وہ پریرو ہوتا

نہیں یار آنکھوں پہ اوٹھے جو نہوتے نقشون
اے شرف دل پہ جگایا کوئی جادو ہوتا

لگا کے سرمہ جہان اوسنے اک نظر دیکھا
چھری اوبلی ہوئی چلنے لگی جدھر دیکھا

چمن مین جا کے شگوفہ یہ طرفہ تر دیکھا
پھٹا ہوا گل شاداب کا جگر دیکھا

جہان پہ پیش نظر اوسکو جلوہ گر دیکھا
مقام ہو نظر آیا جدھر جدھر دیکھا

خیال دل کی تباہی کا آگیا مجھکو
کسی غریب کا اوجڑا ہوا جو گھر دیکھا

چمن مین رونے کا سچا سمجھ کے بلبل کا
پڑا ہوا جو گل سرخ خاک پر دیکھا

ادائے یار کو ہمنے جگہ جو دل مین دی
ملال وغم نے خبر دی قضا نے گھر دیکھا

تمام عمر اوس اوجڑے ہوے چمن مین رہے
نہ کوئی پھول نہ جسمین کبھی ثمر دیکھا

جہان جہان مین ٹپکا وہان ہوا گلزار
لہو مین تیرے شہیدون کے یہ اثر دیکھا

جو تاج وتخت کو بھی دھیان مین نہ لاتے تھے
برہنہ پا اونھین دیکھا برہنہ سر دیکھا

سفید بال ہزارون شباب مین دیکھے
چراغ شام پہ ہنگامہ سحر دیکھا

ہزار طرح کی روح الامین نے خاطر کی
رہ وفا مین ہمارا جو نامہ بر دیکھا

حواس اوڑ گئے بسمل کی طرح تڑپے ہم
شکستہ جب کسی بلبل کا کوئی پر دیکھا

خوشی تو یہ ہی چمن مین قفس لٹکنے کی
کہ جس شجر پہ نشیمن تھا وہ شجر دیکھا

کبوتر اوسکو بھی سمجھا خیال قاصد مین
ہوا سے بھی کوئی اوڑتی ہوے جو پر دیکھا

ہمین تو غنچہ و گل کا ہے اتفاق پسند
کوئی فساد نہ آپس مین کوئی شر دیکھا

کھلی جو آنکھ تو یوسف نے دی مبارکباد
یہ کسکا خواب مین زانو پر اپنے سر دیکھا

نیاز و راز کی معراج مین سنین باتین
خدا کے بزم مین بھی میہمان بشر دیکھا

نشانہ ہونے کی حسرت مین دل ہی دیوانہ
تمہارے تیر مین یہ کس پری کا پر دیکھا

کبھی نکل جو گئے رہگذر مین قاتل کے
تو ہمنے خون کا دریا کمر کمر دیکھا

نقاب اولٹ کے جو اوسنے دکھادیے رخسار
نہ آفتاب کو دیکھا نہ پھر قمر دیکھا

تمام عمر نہ درد جگر نے فرصت دی
مرے مسیح نے مجھکو نہ اک نظر دیکھا

مسافران عدم کا شرف کوئی ہمنے
شریک حال نہ دیکھا نہ ہمسفر دیکھا

تم جو کہتے ہو کہ کچھ کیجئے چارہ دل کا
منہ کو آتا ہے جگر حال کہیں کیا دل کا

درد تنہائی میں ہمدرد جگر کا دل ہے
بیقراری میں ہے غمخوار کلیجا دل کا

تر کیا ہے چمن و دشت کو شبنم ہو کر
آبلہ پھوٹ گیا کرنے دریا دل کا

شوق میں ذوق میں کیا کیا نہ مرادیں مانگیں
کوئی ارمان محبت میں نہ نکلا دل کا

لاکھ بوسے بھی کوئی دے تو نہ لیں بیعانہ
تم دلاسا دو تو ہم کرتے ہیں سودا دل کا

داغ ہوتا ہے کبھی گل کبھی ہو جاتا ہے
شعبدہ بیم و رجا کا ہے تماشا دل کا

ہمدمی داغ سے کی منزل تنہائی میں
بعد الحمد کہ اک دوست تو نکلا دل کا

پانی ہو جانے کو ہے آرزو وہ لہو ہونے کو
نہ بھروسا ہے جگر کا نہ بھروسا دل کا

عمر رفتہ کی طرح جا کے کبھی پھر نہ پھرا
مر گئے دیکھتے ہی دیکھتے رستا دل کا

لیلۃ القدر کیا قبر کی اندھیاری کو
داغ اس حسن کرامت سے چمکا دل کا

پھوٹ بہتے ہی کیا مجھکو غریق رحمت
آب کوثر سے بھرا تھا یہ پھپھولا دل کا

کوئی غنچہ جو کبھی خاک میں دیکھا ملتے
دفن ہوتے ہوئے سمجھا میں جنازہ دل کا

آرزو ہی میں رہا عمر بھر آگاہی کے
لاکھ چاہا نہ کھلا مجھپہ ارادہ دل کا

حق بجانب ہے کلیجا جو پھٹا جاتا ہے
اے شرف اسنے بڑا داغ اوٹھایا دل کا

بیقراری سے ہوئی یاس تنفس میں پیدا
دل سنبھالا تو ہوا درد جگر میں پیدا

کس مسافر نے کیا کوچ یہ تڑکے تڑکے
کوس رحلت کی صدا ہے جو گجر میں پیدا

دونوں عالم میں ہے محبوب الٰہی مشہور
حسن نے کی ہے وہ بو باس بشر میں پیدا

زلف کی جھونک سے سو طرح کے بل کھاتی ہے
وہ لچک کی ہے نزاکت نے کمر میں پیدا

ہوں وہ دیوانہ جو صحرا کی طرف جا نکلا
تختہ پریوں سے کیے ہوئے راہگذر میں پیدا

ہوش آنے دے ذرا آنکھ مری کھلنے دے
خود بخود ہوگا ترا نور نظر میں پیدا

سونگھ لینے کی حسینوں کو تمنا ہو گی
بو ہوئی ہے وہ گل داغ جگر میں پیدا

منزل گور میں تو کوچۂ محبوب نہ ڈھونڈھ
اے مسافر نہ وطن ہوگا سفر میں پیدا

صید پر رحم بھی مرے بعد نہ کرنے دیگی
بے پری ہو گی ترے تیر کے پر میں پیدا

ذہن ہو ہی حسن کے بازار میں یکجائی کی
بیٹھے بٹھلائے یہ سودا ہوا سر میں پیدا

خاک اکسیر ہوئی جسکو جلایا اوسنے
عمدگی تاؤ دیے سے ہوئی زر میں پیدا

مرے آنسو کی یہ تصویر جو ہو جاتا ہے
آب اسوجہ سے ہوتی ہے گہر میں پیدا

خاک میں مل کے ہی ہر روح لحد میں آتی
ہو کے ناپید ہوئی کو لنسے گہر میں پیدا

درد سوز آہ بکا داغ ہوس یاس قلق
آٹھ ہمدرد کیے چار پہر میں پیدا

اے شرف یار کی مہکی جو شمیم کاکل
بو کبھی پھر نہ ہوئی مشک و اگر میں پیدا

ترا خدنگ کلیجے کے پار ہو جاتا
یہ آرزو تھی کہ تجھ پہ نثار ہو جاتا

ترے چمن میں جو گرد و غبار ہو جاتا
فلک پہ جاکے میں ابر بہار ہو جاتا

چمن کی سیر کبھی اسلیے نہ کی میں نے
جو پھول کو بھی میں چھوتا تو خار ہو جاتا

ہمارے خون میں نہاتا تو سرخرو ہوتا
ترا بناو ہمارا نکھار ہو جاتا

یہ آرزو تھی کہ ہم لاغر اسقدر ہوتے
جگر میں داغ جو تھا آشکار ہو جاتا

میں وہ شہید ہوں پڑتا مرا لہو جسپر
وہ سنگریزہ گل نوبہار ہو جاتا

بھلا ہوا نہ کیے درد ہجر میں نالے
فغانیوں میں ہمارا شمار ہو جاتا

ترے شہید کا چہرہ تھا اسقدر روشن
عجب نہ تھا جو چراغ مزار ہو جاتا

وہ دم بھر اور نہ اوٹھتے جو میرے پہلو سے
قرار واقعی دل کو قرار ہو جاتا

جو اونکے بام کی حسرت میں خاک ہو جاتی
اک آسمان ہمارا غبار ہو جاتا

وہ دل کے تاکنے میں کچھ کمی اگر کرتے
پھڑک کے صورت بلبل شکار ہو جاتا

دوئی سے آئینۂ دل کو جو کرتا صاف
پسند خاطر پروردگار ہو جاتا

خوشی کے مارے لپٹ جاتے گل بھی بلبل سے
ہمارے اونکے جو اخلاص پیار ہو جاتا

وہ دیکھتے گل داغ جگر کی شادابی
کسی طرح سے جو سینہ فگار ہو جاتا

چمن میں تم جو مرے ساتھ دو قدم پھرتے
جگر کا داغ گل نو بہار ہو جاتا

کبھی نہ تیری اطاعت سے سر اوٹھاتا میں
جو کاف و نون پہ مجھے اختیار ہو جاتا

گناہگار پر اپنے وہ رحم اگر کرتے
شرف بہشت کا طبقہ مزار ہو جاتا

لرزاں رہی زمین جو مرا امتحاں رہا
سکتے میں آئینے کی طرح آسماں رہا

روز ازل سے غنچۂ دل میں بسا ہے تو
پھر مجھسے بوے گل کی طرح کیوں نہاں رہا

حکم فشار ہو کے ہوا حکم باز پرس
کنج مزار میں بھی مرا امتحاں رہا

حسرت سرا میں صاحب خانہ ہوا جو دل
معشوق بنکے داغ ترا میہماں رہا

بو ہو گیا میں تو نے بسایا جو باغ کو
اوس جا پہ میری روح رہی تو جہاں رہا

شام و سحر طواف کو آیا کی بوے گل
اوس نور کے چمن میں مرا آشیاں رہا

حسرت میں بزم یار کی پروانہ ہو گیا
دل کو جو اپنے دل میں کہوں دل کہاں رہا

میں وہ چراغ ہوں کہ نہ ٹھنڈا ہوا کبھی
شعلہ وہ نور کا ہوں نہ جسمیں دھواں رہا

لپٹی رہی ترے در دولت سے نعش بھی
سینے پہ لوح ہو کے ترا آستاں رہا

ترکش سے میرے غم میں برآمد نہ تیر ہوا
چھوڑا کماں کو تیر ترا ایسے کماں رہا

کچھ بس نہ میری گردش قسمت سے چل سکا
چکر میں لاکھ طرح آسماں رہا

صفتوں کیا شباب کو اقبال حسن نے
تصویر کی طرح وہ ہمیشہ جواں رہا

خوشبو عروس گل کی ہمیشہ بسی رہی
گلدستۂ مراد مرا آشیاں رہا

میری بھی دھوم اوڑی تری شہرت جہاں اوڑی
چرچا ترا رہا تو مرا بھی بیاں رہا

قاتل سے گفتگو کو بڑی اک سند رہی
اچھا ہوا جو زخم تو اوسکا نشاں رہا

فوراً مری نجات ہوئی ہو کے باز پرس
چھٹی ملے شرف جو سبق بر زباں رہا

پتلی رہا وہ آنکھ میں قالب میں جاں رہا
ان پردوں میں ہماری نظر سے نہاں رہا

صیاد نے شکار نہ کھیلا ہمارے بعد
برسوں چمن مین سوگ نشین باغبان رہا

جبتک جگر پھڑکا ترے کاجل کے واسطے
کجلوٹیون کے سائے مین اسکا دھوان رہا

رہ رہ گیا ترے لیے مین دل مسوس کر
تڑپا کیا جو کوئی کہین میہمان رہا

تنکے مری تلاش مین صیاد نے چنے
دیوانہ جستجو مین مرے باغبان رہا

اوس شاہ حسن نے جو کیا مجھکو گرد برد
برسون مرے غبار کے گرد آسمان رہا

عمر رواں بھی کر نہ سکی عشق مین ضعیف
وہ ولولے رہے کہ مرا دل جوان رہا

ہستی کو تیرے قہر نے مسمار کر دیا
بستی کہین رہی نہ کسی کا مکان رہا

منھ ڈھانکتا تھا کوئی کوئی دیکھتا تھا سار
شب بھر یہ حال سن کے مری داستان رہا

جوش جنون مین چاک گریبان نہو سکا
مجنون سے بڑھ کے اپنی برس ناتوان رہا

غم نے بھی کی نہ سوئے قفس مین ہمدمی
یہ بھی رہا تو چند نفس میہمان رہا

بکھرا دیے جو یار نے اپنے چمن کے پھول
قبر شرف پہ عالم باغ جنان رہا

رخ دکھایا کبھی غنچہ سا دہن دکھلایا
آج جلوہ ہمین اوسنے ہمہ تن دکھلایا

بعد مدت کے پھر آئے ترے کوچے مین
جسکی بلبل تھی خدا نے وہ چمن دکھلایا

اوسکی رحمت نے نہ گھبرانے دیا مدفن مین
گھر کا آرام دیا لطف وطن دکھلایا

شوخ روی پر جو وہ آئی تو وہ آفت ڈھائی
دو قدم چل کے قیامت کا چلن دکھلایا

منتظر کر کے کبھی آنکھ نہ جھپکانے دی
خوب رستا ہمین اوس عہد شکن دکھلایا

رات اس گور مین رہتا تھا جو خاک اڑتی ہے
کسکا گھر لا کے یہ اے اہل وطن دکھلایا

کیا اثر ہے کہ گریبان کو نہ سلوایا پھر
ہمدموں نے جو ہمین لا کے کفن دکھلایا

تری نخچیر نے پیکان جو چھپایا دل مین
پھر کسی کو بھی نہ اسے صید فگن دکھلایا

اسقدر دفن کیا جلد مجھے قاتل نے
گور کا منھ بھی نہ سر کا کے کفن دکھلایا

دوست بہلانے لگے غم مین جو اوس گلرو کے
تنکے چننے لگے جسوقت چمن دکھلایا

سرخرو ہمنے کیا حشر مین بھی قاتل کو
خون بھرا جا کے خدا کو نہ کفن دکھلایا

مسکرانا جو شرف سیکھ لیا غنچوں نے
حُسن نے کولتے ہنس مکھ کا دہن دکھلایا

گلی میں یار کے میں سر بکف جس وقت جا نکلا
مراد آئی اجل کی امتحان کا حوصلا نکلا

جنازے پر جنازہ ہر طرف سے جا بجا نکلا
ہزاروں نے گلے کاٹے جدھر قاتل مرا نکلا

یہانتک اوس پری پیکر کے ارمانوں نے کثرت کی
کلیجا پس گیا لیکن نہ دل کا حوصلا نکلا

ہمارے خانۂ تن کی جو تقسیم کی تو کیا پایا
فقط اک جان جاں اک روح نکلی اور کیا نکلا

رجوع قلب سے جب کی مناجات وصل ملنے کی
جگر بیتاب ہو کر منہ سے ہمراہ دعا نکلا

علاج درد و غم چاہا محبت میں تو بگڑا دل
گرایا ناتوانی نے جو لانے کو دوا نکلا

تمنا عالم ارواح سے کی تجھ پہ مرنے کی
بشر کے بھیس میں میں ڈھونڈھنے اپنی قضا نکلا

ہم اپنے خانۂ دل کو مکان ہو سمجھتے تھے
تلاشی کی جو اس گھر کی تو اس گھر میں خدا نکلا

خدائی میں جو ڈہونڈا ہمنے یکتائے زمانہ کو
وحید عصر تم نکلے نہ تمسا دوسرا نکلا

ڈبویا جب مجھے دریائے غم میں یاس حسرت نے
نہ کوئی آشنا نکلا نہ کوئی ناخدا نکلا

شرف کس بات پر تم اپنے زخم دل پہ نازاں ہو
نہ اک ٹانکا لگا دلمیں نہ قطرہ خون کا نکلا

جو نخچیر اوس شہ خوباں کی صدقے میں ہوا ہوتا
سعادت دھوم اوڑا دیتی نثار اوس پہ ہما ہوتا

تمنا ہے گلستاں میں جو میرا دم ہوا ہوتا
لپٹتی بوے گل باغوں میں دامان صبا ہوتا

شہید با وفا ہوں مجھکو پھر پاس وفا ہوتا
بحل کرتا اگر قاتل پہ ثابت خونبہا ہوتا

اگر ٹھوکر لگانے میں ترا سایا پڑا ہوتا
ہمارے استخواں میں جان پڑ جاتی ہما ہوتا

قضا میں کر گیا درد جدائی میں تو وہ بولے
علاج اونکا اگر ممکن نہ تھا ہمسے کہا ہوتا

مزا اچھی طرح ہم لوٹ لیتے جانفشانی کا
ہوا تھا درد اگر دلمیں تو درد لا دوا ہوتا

کبھی قرآن لکھوا کر جو تم ہمکو کفن دیتے
قیامت تک ہماری نعش کا حافظ خدا ہوتا

وہ نورانی ترے کشتے کا چہرہ تھا حقیقت میں
خجل ہوتا جو اوسکے سامنے بدر الدجا ہوتا

ذرا بھی تجھ میں اے گلرو اگر بوئے وفا ہوتی
ترے گلزار کا کانٹا کلید دلکشا ہوتا

نہ کرتے تم اگر نخوت سے آئینے مین خود بینی
تری دوری کا جتنا غم ہے اتنا غم نہ کرتا مین
خبر ہوتی خدائی مین جو تیرے خود نمائی کی
پھر اپنے دم کی بیت جستجو کرتے جو اوٹھ سکتے
خبر بھی تیرے آمد کی جو ہوتی پھر نہ مرتا مین
ترس کھاکر جو شاید وصل کو راضی ہی وہ ہوتے
پری سی صورتین تم جو نہ پیوند زمین کرتے
مہم عشق مین ترغہ وہ مجھ بیکس پہ کیا کرتے
امید دولت دیدار اوسکے پاس کیا کم تھی
ہوئی تھی درد ہجران مین وہ نفرت تندرستی سے

خدائی مین خدا کے پھر نہ تمسا دوسرا ہوتا
اگر دل مجھسے چھوٹ جاتا جگر مجھسے جدا ہوتا
جہان مین یار ہنگامہ قیامت سے سوا ہوتا
وہین جاتے جہان اوسکے مسافر کا پتا ہوتا
مری آنکھین پھر اتین جو تو جلوہ نما ہوتا
ہم آغوشی کو مانع غمزۂ شرم وحیا ہوتا
گلون کا خاک سے ہرگز نہ پھر نشو و نما ہوتا
خدائی اوسطرف ہوتی میری جانب خدا ہوتا
جہان مین کیون کسی سے ملتجی ہر اگدا ہوتا
منگا کر زہر کھا لیتا اگر ذکر شفا ہوتا

صدائے کن ترانی سنکے کیون خاموش ہو رہتے
شرف پردہ اولٹ دیتے جو کچھ بھی حوصلا ہوتا

دل لگی اوسکی نہ تھی خوش اسلیے قاتل نہ تھا
مطمئن مجھکو کیا قابو مین میرا دل نہ تھا
گلشن عالم مین خونریزی کی بو کسمین نہ تھی
جا کے پوچھونگا خدا سے کیون نہ میری داد کی
وجہ شور و غل کے ہنگام قیامت تھی ہی
کھو دیا تھا نالۂ مجنون نے لیلا کا حجاب
کیون نہ دی گور غریبان مین دل کو جگہ
خاک سے گل ہوکے اوسکی خو لیے کی [illegible]
لعنت دنیا و دین تقسیم ہوتی تھی جہان
[illegible] مین نے جسپر اوسکی حسرت جاتی ہے
ڈھونڈھ لایا عالم بالا سے اوس محبوب کو

ہاتھ مین ننگی چھری تھی سامنے بسمل نہ تھا
تو نے کی بیداد لیا اری مین کسی قابل نہ تھا
کونسا گل تھا جو میرے غنچۂ [illegible] شامل نہ تھا
تو ترا دل تھا جو دنیا مین کوئی عادل نہ تھا
تیری آمد سنکے قابو مین کسی کا دل نہ تھا
چاک دامان حیا تھا پردۂ محمل نہ تھا
مرنیون کا قافلہ کیا قابل منزل نہ تھا
کون کہتا تھا شہید ناز گل [illegible] نہ تھا
اک خدائی تھی [illegible] دیدار کا سائل نہ تھا
مشکل آمر قتل کی سہی مرنا تو [illegible] مشکل نہ تھا
جس پر پردہ کا کھٹکا [illegible] منزل نہ تھا

بحث کیا کرتا تڑپنے مین تری نخچیر سے
صدمہ پر نخچیر کا تھا فطرس کوئی بسمل نہ تھا

ترے شوق و ذوق مین جبتک نہ مجھکو یاس تھی
اے پری ہیکل مین زندہ دل تھا مردہ دل نہ تھا

خاک کیون اوڑنے لگی سیلاب رقت مین مری
یہ تو وہ دریا تھا جسکی حد نہ تھی ساحل نہ تھا

تو رہے محفوظ اے خونریز چشم زخم سے
وہ گلے کاٹے کہ تیرا سن بھی جس قابل نہ تھا

رہگئی دنیا مین مجھکو حسرت رنج عظیم
سیکڑون جلاد تھے لیکن مرا قاتل نہ تھا

تربت مجنون پہ تھا لیلای محزون کا یہ حال
دھجیان تھین پیرہن کی پردہ محمل نہ تھا

اسلیے برخاستہ دل بزم دنیا سے ہوئے
جسکے پروانے تھے ہم وہ رونق محفل نہ تھا

بھر رہا تھا مین ترا سودا نفس مین بھی دم
غش پہ غش آتے تھے لیکن تجھسے مین غافل نہ تھا

نقش حب بیٹھا ہوا ہی مجھکو جسکا ای شرف
اک ولی اللہ کا پیارا وہ تھا غافل نہ تھا

خدانخواستہ واقف جو جاہ سے ہوتا
کوئی گھڑی نہ مفر آہ آہ سے ہوتا

لحد مین چین سے سوتے جو چین تم دیتے
خبر نہ کوئی اس آرامگاہ سے ہوتا

بھلا ہوا نہ کن انکھیون سے یار نے دیکھا
ستم کا سامنا ٹیڑھی نگاہ سے ہوتا

تلون اونکا نہ جاتا جو اونپہ غش کرتے
لبون سے معجزہ جادو نگاہ سے ہوتا

تری بہشت یہی ہوتی نہ ضبط اے شداد
جو ربط اشہد ان لا الہ سے ہوتا

بلا کے خواہی نخواہی نوازتا مجھکو
خبر جو وہ مرے حال تباہ سے ہوتا

ترے فقیر کو کس چیز کی تمنا تھی
جو ملتجی وہ کسی بادشاہ سے ہوتا

دکھاتے زخم جگر کے اوسے صف آرائی
مقابلہ جو گلون کی سپاہ سے ہوتا

خدا ہی جانے فرشتے سلوک کیا کرتے
کوئی گناہ جو مجھ بے گناہ سے ہوتا

کراہتا جو مین درد جگر کی شدت مین
تو ایک حشر مری آہ آہ سے ہوتا

بیان کرنے کو جاتا جو میری کیفیت
کلام حق کا مچلکا گواہ سے ہوتا

تلاش کرتے جسے منزل وفا مین شرف
اوسی کا نور عیان گرد راہ سے ہوتا

تڑپے جو مرا دل تو مرے دل سے نہ پھرتا
خنجر ہی پھیر کے بسمل سے نہ پھرتا

بیر جنون سے کہاں سے کوئی آتی ہے تپ بہشت
ہو گا تمھیں معلوم یہ باطل سے نہ پھرتا

قادر ہو اگر اپنی مسیحا نفسی پر
ہشیار رہے جہوش سے غافل سے نہ پھرتا

جو رنگ کرے شوق سے پرندہ وہ اوڑ جائے
اے چشم مروت کبھی قاتل سے نہ پھرتا

جلجائیو بھن جائیو پروانون مین اے دل
زندہ کبھی اوس شوخ کی محفل سے نہ پھرتا

لیتا ہے محبت مین جو دم راہ عدم مین
منظور مسافر کو ہے منزل سے نہ پھرتا

جاتا ہی جو تو ڈوبنے کو خون مین اے دل
دریا بھی جو بہ جائے تو ساحل سے نہ پھرتا

خوش ہو جیو آجائے محبت کا جو جھوکا
معشوق ہو دیدار کے سائل سے نہ پھرتا

مردان خدا مین شرف افسانہ رہیگا
درپیش جو مشکل ہو تو مشکل سے نہ پھرتا

جبتک کہ نمک زخمون مین قاتل نہین بھرتا
کیا تجھکو مزا ہے کہ مرا دل نہین بھرتا

دم توڑ کے مرجائیگا سمجھائیے چل کر
کیون زخم نہین سوفت آ بجا گھائل نہین بھرتا

جیسے مین رہا تا ہون ترے عشق مین ہوتی
چلا بھی تو دسطح سے عامل نہین بھرتا

سینے کو جھبت کرتے ہین ناخن کی خراشین
وہ نقش مین بھرتا ہون جو عامل نہین بھرتا

بارش کبھی ہوتی ہے تو بھر جاتی ہین جل تھل
لیکن کبھی رونے سے مرا دل نہین بھرتا

رکھتا ہے وہ دل شربت دیدار سی خالی
شیشہ تو یہ ہے بھرنے کے قابل نہین بھرتا

صوفی ہو کہ مجذوب ہو تمری ہو کہ یا ہو
دم کوئی ترا میرے مقابل نہین بھرتا

گرد او سکے شرف حسید تڑپتے ہین ہزارون
دامن بھی لہو سے کوئی بسمل نہین بھرتا

جو سانسا بھی کبھی یار خو بر و سے ہوا
زمانے بھر کا پرغش مجھ پہ چار سو سے ہوا

کہا اشارون سے مین نے کہ تمپہ مرتا ہون
جو نطق بند مرا اونکی گفتگو سے ہوا

کسی کو بھی نہ ہوس تھی حلال ہونے کی
رواج شوق شہادت مرے گلو سے ہوا

جدھر نگاہ کی جلوہ ترا نظر آیا
کمال کشف مجھے تیری آرزو سے ہوا

کھلا نہ حال کسی پر کہ کیا مزاج مین ہے
خدائی مین کوئی واقف نہ اوسکی خو سے ہوا

عجب گھڑی سے گریبان پھٹا تھا مجنون کا
تمام عمر نہ واقف کبھی رفو سے ہوا

بڑے بڑون کو لگایا نہ منھ کبھی مین نے
وہ ظرف ہون کہ نہ واقف کبھی سبو سے ہوا

وہ خود بھی کر گئے تر آنسوؤن سے تربت کو
گلی مین یار کی مدفون اس آبرو سے ہوا

بہار باغ کو آئے جو دیکھنے سب یار
دماغ اور پریشان گلون کی بو سے ہوا

چڑھائے گور غریبان پہ گل جو اوس گل نے
چمن بہشت کا پیدا مقام ہو سے ہوا

حلال ہونے کو صیاد سے محبت کی
قضا جو آئی تو مانوس مین عدو سے ہوا

خدائی کرنے لگا یار بے نیازی سے
بڑا غرور اوسے میری آرزو سے ہوا

جہان سے محفل معراج مین ہوئی طلبی
بشر کا مرتبہ یہ اوسکی جستجو سے ہوا

لگاتے ہین جو سب آنکھون سے آب زمزم کو
شرف یہ فیض کا چشمہ مری وضو سے ہوا

کھینچئے ناز خدائی سے خود آرائی کا +
آئینہ توڑ لیے دعوی ہے جو یکتائی کا

مار اوتارا مجھے تڑپا کے جو بے موت اسنے
کیا گنہ مین نے کیا تھا شب تنہائی کا

شاخ گل جھوم کے گلزار مین سیدھی جو ہوئی
پھر گیا آنکھون مین نقشہ تری انگڑائی کا

اوس پری رو کی پھبن جان ہے آرائش کی
آدمیون مین وہ معشوق ہے زیبائی کا

جلوہ گر ہین تجھین ہر دل مین سنا کرتا ہون
چل رہے ہو یہ چلن کونسی ہرجائی کا

رحم کر رحم مجھے بندۂ ناچیز سمجھ
کبریائی کے لیے واسطہ یکتائی کا

زندہ در گور ہی بیٹھا ہے کلیجا پکڑے
جسنے دیکھا ہے جنازہ ترے شیدائی کا

پیس ڈالوگے تو اف بھی نہ کرونگا تجھ سے
امتحان کرتے ہو کیا میری شکیبائی کا

حسن نیرنگ دو عالم کو جو دیکھا بھی تو کیا
تم نظر آتے تو پھر لطف تھا بینائی کا

مہر تابان اوتر آیا ہے سوا نیزے پہ
پاک جھنڈا یہ گڑا ہے ترے سودائی کا

نونہالان چمن ناز پہ غش کرتے ہین
سبزہ رنگون مین ہے شہرہ تری رعنائی کا

اسقدر یار مرے دل کو دکھایا تو نے
حوصلہ بھی نہ رہا صبر و شکیبائی کا

بوئے وحدت ہی ازل سے تری پیراہن مین
دونون عالم مین ہی شہرہ تری یکتائی کا

سیکڑون جانین تلف ہونگی خدا خیر کرے
آج کرتے ہین وہ سامان خودآرائی کا

بھول کر بھی کوئی دم بھر نہ مرے پاس آیا
عمر بھر داغ رہیگا مجھے تنہائی کا

دھیان مین بھی مرے آئیگا نہ پریون کا بناو
مین نے دیکھا ہے تماشا اوسکی خودآرائی کا

ای شرف غل جو مچاتے ہو پہنکر زنجیر
تمکو ارمان ہی اب کون سی رسوائی کا

اوسکے فرمانون کا قرآن ہو کی اک دفتر ہوا
جو ہوا پیغام بر اوسکا وہ پیغمبر ہوا

قدر دینے کی ہوس مین شیفتہ تجمیر ہوا
زر بکف گل ہوکے تیرا بندۂ بےزر ہوا

جان لیکر اپنے مظلومون کی اوسنے دادری
گلشن جنت ملا پر یاد جنکا گھر ہوا

اسقدر تو منزلت ہی خاکساری کے لیئے
پائے آنکھون مین جگہ سرمہ جہان پتھر ہوا

گلشن ایجاد سے کھویا گیا میرا غبار
نکہت گل کی طرح گم کردہ عنصر ہوا

جینے کی دلجوئی اوسکی تشنۂ دیدار کی
فی سبیل اللہ اوسکو ساغر کوثر ہوا

پیار آیا اسقدر دونون حریفون پر مجھے
جانجان قاتل ہوا لخت جگر خنجر ہوا

جب اوٹھے میت ترے دیوانۂ مستغفر کی
اک طرف جنت ہوئی اور اک طرف محشر ہوا

جل بسی وہ بو نکل چلنے مین سبقت جسنے کی
پہلے مرجھایا وہ گل جامے سے جو باہر ہوا

طرفہ نیرنگی دکھائی پان کھاکر یار نے
پیک جس پتھر پہ تھوکی لعل وہ پتھر ہوا

آرزو کی قاصدی کی جسنے راہ عشق مین
حق تعالے نے نبوت دی وہ پیغمبر ہوا

دامن رحمت کی سائے مین اوٹھی ہم ای شرف
حلۂ جنت ہمارے واسطے بستر ہوا

نوجوانی مین وہ عالم اوس ستمگر پر ہوا
پھٹ پڑا جوبن حسینون مین پری پیکر ہوا

شمع رویون نے بنایا آنکھ کا سرمہ اوسے
دل مرا جل کر جو پروانون مین خاکستر ہوا

یاس واس ہوگئی جسوقت تو ہمت کی
قابل رحمت ہوئے جسدم خدا کا ڈر ہوا

خون کرکے کیا کسی جلاد کا رتبہ بڑھا
سرخرو کسدن حنا کو پیس کر پتھر ہوا

رحم آ او نکو آگیا مجھکو جو رقت آ گئی
رہ ہو گئے بالکل گنہ جسوقت دامن تر ہوا

فرش پھولون کا بچھایا جاتا تھا جنکے لیے
قبر مین اونکا غبار اونکے لیے بستر ہوا

آبدیدہ ہو کے لیلی پوچھتی تھی قیس سے
کیون گریبان پھاڑ ڈالا کیون برہنہ سر ہوا

اسقدر کی زیست سے سودای الفت نے خلش
دل مرا سیری رگ جان سکے لیے نشتر ہوا

میری ویرانی کا کس گل نے پتا تجھکو دیا
اسطرف آنا ترا باد صبا کیونکر ہوا

آسکے ہمی باغمین بلبل کو دی صیاد نے
باغبان ڈوسکے لیے حاضر پہونکی چادر ہوا

اسے شرف انعام ہین سونیکی دیوارین نہین
پٹریان میری بڑھا کر پارس آ نہنہ ہوا

ہے عجب دلچسپ افسانہ مری تدبیر کا
بنگیا ہون جب سے آئینہ تری تصویر کا

واہ کیا جلدی گلا کاٹا ہے مجھ نخچیر کا
بدل پالا ہو ترا شہرہ رہے تکبیر کا

لائے تھی دنیا مین حسرت راحت آرام کی
امتحان کرنے کو آئی تھی یہان تقدیر کا

سچ کیون تکبیر مین ہے رکھ کے گردن پر چھری
کام تو جلدی کا ہے باعث ہے کیا تاخیر کا

ہون وہ دیوانہ ہون مجنون گرد پھرتا ہے مرے
کرتی ہے لیلی طواف آکر مری زنجیر کا

مجھ بسا مین جسکے ہو غایت ہے کریم و کارساز
مطمئن ہون بخشنے والا ہے وہ تقصیر کا

قبر مین جسدم ولا تحزن سنا ثقلین مین
مژدۂ جان بخش سمجھے خلد کی جاگیر کا

میری حیرانی پر اکثر ہنس کے کہتا ہے مجھے
مسکرانا مین نے دیکھا ہے تری تصویر کا

لن ترانی کا دیا صدمہ خیال یار نے
خواب بھی دیکھا تو برسون غم رہا تعبیر کا

ہاتھ بچتی ہی نہین چھٹکر بھی اوسکی ہاتھ سے
ذبح کرتا ہے وہ بازو توڑ کر نخچیر کا

کی ہے جسدن سے رسائی بارگاہ یار مین
دھوم ہے اقبال کے افسانہ ہے تقدیر کا

گرگئے میرے جگر سے چھٹ پڑا تعویذ جب
کیون سر اسیمہ ہوا کیا کوچ ہے تاثیر کا

واہ وا کس ناز سے تو نے کیا ہے ہمکو ذبح
سانس اگر ہوتی تو دم بھرتے تری تکبیر کا

جل بھی جاؤنگا تو تیرے بزم کا ہونگا چراغ
مین وہ پروانہ ہون تیرے حسن عالمگیر کا

کھینچو چو رنگ اے قاتل مری تصویر کو
دم جو میرے بعد گھبرائے تری شمشیر کا

داد دینے کے لیے اوسنے قیامت ڈھائی ہے
سن لیا ہے نالہ کس مظلوم بے تقصیر کا

تو اگر چاہے تو پھر جائے اجل آئی ہوئی
یاس بخشے زہر خوردہ کو اثر اکسیر کا
شمع کی لو مین جو اک دھبا سیاہی کا ہے
داغ ہے سرتابی و بے رحمی گلگیر کا
اوڑ کے آتا ہے کہان سے آکے پڑتا ہے کہان
الٹ رہے توڑا اللہ ری پلہ قضا کے تیر کا

پڑ رہی ہے سیر سے دل پر چھوٹ اوسکے عکس کی
اے شرف عرش الٰہی گھر ہے جس تصویر کا

اُف نہ کی ظلم کی برداشت مین کامل ایسا
ذبح ہونے مین نہ تڑپا متحمل ایسا
سامنے اونکے تڑپتا ہی مرا دل ایسا
خود وہ کہتے ہین کہ دیکھا نہین بسمل ایسا
گھر کے گھٹ کے جو گلزار ہی بزم ہستی
کون آیا ہی یہان رونق محفل ایسا
منھ چھپانے کی بھی قدرت نہ رہی لیلی کو
آہ مجنون سے اوڑا پردۂ محمل ایسا
دیکھہ رکھ یار گل داغ جگر کو میرے
پھول کھلتا ہی نہین دید کے قابل ایسا
سر پڑا لو ہی چھری پھینک کے کیون آ بیٹھا
ہوگیا سرد ترا کوئی تو بسمل ایسا
گور مین رہ کے نشان تک نہین رہتا باقی
خاک کرتی ہے مسافر کو یہ منزل ایسا
آئینہ دیکھہ کے حیرت سی ہوئی کیون تصویر
خوبرو کون ہوا تمسے مقابل ایسا
آبپاشی کی نہ حاجت ہوئی مٹی دیکر
قبر پر بیٹھ کے رو یا مجھے قاتل ایسا
دونون عالم کی نگاہون مین کھبا جاتا ہون
ہوگیا ہون مین ترے رنگ مین شامل ایسا
جانفشانی کی مری داد مجھے ملجائے
کس سے فریاد کرون کون ہی عادل ایسا
رونمائی کے عوض چشم نمائی جو ہوئی
کیا گنہگار تھا دیدار کا سائل ایسا
ہمدمی تیرے تڑپنے مین کرے کون ای دل
کوئی پروانہ نہ ایسا ہے نہ بسمل ایسا
دم ہی لینے نہین پاتے کہ کہین منزل آئی
کوچ درپیش ہوا ہے ہمین مشکل ایسا
غسل میت کو بھی قابل نہین کہتے افسوس
کشتۂ ناز کو تم کرتے ہو گھائل ایسا

ای شرف + بلقیس بھی پروا نہ ہو
خط رسائی کو مجھے چاہیے حامل ایسا

دل کو قالب سے تہ خاک بھی یہ جان اپنے لیگا
صاحب خانہ کو کر مہمان لیجائیگا

جسم سے یک اجل دم بھر میں جان لیجائیگا — لاش کو مقسوم کیا جانے کہاں لیجائیگا
بیقرار دل سے جو ہو جائیگا افشار عشق — سب تو چھٹ جائینگے وہ بجھیر گماں لیجائیگا
ہونگا وہ تصویر میں ہی اوسکی صورت دیکھکر — یار سجنے کے لیے اپنا مکان لیجائیگا
منزلوں انسان کی صورت نہ آئیگی نظر — ایک دن جوش جنون مجھکو وہاں لیجائیگا
حق تعالے کھینچ دیگا میرے یوسف تک مجھے — مجھکو بھی اللہ کوئی کاروان لیجائیگا
کیا کروں دل کو یونہیں اک تذکرہ اسکا مگر — قید خانے میں یہ چرچا اے زبان لیجائیگا
عرش قصر یار پر چھائیگا جب میرا غبار — شان رفعت سیکھنے کو آسمان لیجائیگا
حشر تک تربت میں بھی سوئینگے ہم آرام سے — روز پھولوں کی مسہری باغبان لیجائیگا
خوش ہوا ے بلبل مبارک ہو یہ مژدہ شب گیر — صبح کو دکھلانے صیاد آشیاں لیجائیگا
جو پری پیکر مرا دیکھیگا دل چھکتے ہوے — کاجل آنکھوں کا بنانے کو دھوان کھنچ جائیگا
کہتے تھے لیلی اوٹھاتا تھا جو بار عشق قیس — کسطرح یہ بوجھ تو اے ناتوان لیجائیگا
بھیج دونگا میں چنگیروں میں اونہیں لخت جگر — جب وہاں پھولوں کی ڈالی باغبان لیجائیگا
نازنین کچھ مول لیتے ہیں تو کہتا ہے یہ دل — ہمکو بھی کوئی نہ کوئی قدردان لیجائیگا
سرخرو ہونے کو قاتل سے لپٹ جاونگا عزیز — سامنے اوسکے جو شوق امتحان لیجائیگا
دل کے ملتے ہی مجھے دھڑکا دیا تھا عشق نے — چھین کر تمسے اے اک نوجوان لیجائیگا
خوب اسیری کا مزہ زنبور لے گا میرے بعد — طوق لیلے لیکے مجنون بیڑیاں لیجائیگا
مر بھی جاونگا جو کوے یار میں گھل گھل کے میں — خلد میں رضوان اوٹھاکر استخوان کھنچ جائیگا
دوش پر رکھکے پھریگا پرچم خورشید حشر — وہ صف آرا کون ہے جو یہ نشان لیجائیگا
ساری دنیا کی جو ہے ہمراہ میری لاش کے — اسکو تو اس شان و شوکت سے کہاں لیجائیگا
جا بجا ٹکراونگا سر اوسکے آنے کے لیے — جو کسی کو اپنے گھر میں میہمان لیجائیگا

گوش زد ہو گئے یہ جس محفل میں حسن معشوق کے
اے شرف لکھولے میری داستان لیجائیگا

تصور سے عشق آیا سامنا ہوتا تو کیا ہوتا — وہی جالی جو وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

کیا ہی خون دل کو دور اندیشی رخصت نے
جگر سے یار لپٹا ہی جدا ہوتا تو کیا ہوتا

قریب مرگ پہونچایا ہی تونے وصل کی شب مین
خوشی مین تو یہ آفت ہی خفا ہوتا تو کیا ہوتا

قیامت پر قیامت ڈہائی جسکی پردہ پوشی نے
جو شتا قون مین وہ جلوہ نما ہوتا تو کیا ہوتا

ذرا سے حسن انسان پر ہزارون جان دیتے ہیں
خدائی مین اگر ظاہر خدا ہوتا تو کیا ہوتا

رگ و پے مین لگی ہی آگ ایسا دل تپکتا ہی
معاذ اللہ اگر یہ آبلا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے تصویر حیرت کی بنا کر بیٹھے ہنستے ہو
تمہارے آگے آئینہ لگا ہوتا تو کیا ہوتا

بہار آنے سے خوشدل ہون قفس مین چہچہاتا ہون
اسیری مین یہ خوشیان مین رہا ہوتا تو کیا ہوتا

لیے رہتا ہون اوسکو ہر دم آغوش تصور مین
یہ صورت ہجر مین ہی ایک جا ہوتا تو کیا ہوتا

شروع درد الفت مین تو مین مردہ سے بدتر ہون
لگی کی تو یہ شدت ہی سوا ہوتا تو کیا ہوتا

دلاسا تو جو دیتا ہی تو شادی مرگ ہوتا ہون
بتا صیاد تو مجھکو رہا ہوتا تو کیا ہوتا

جسے دیکھو وہ سیر شہر خاموشان پہ مرتا ہی
خدا جانے یہ ویرانہ بسا ہوتا تو کیا ہوتا

حسینون نے جو لیا ہی تو اوسکی یہ شکایت ہی
خدا کا شکر کر آیا دل جدا ہوتا تو کیا ہوتا

مٹے پر بھی وفا ہی کی مہک ہی غنچہ دل مین
یہ مرجھانے مین خوشبو ہی کھلا ہوتا تو کیا ہوتا

گذر جاتا ہی جس دل سے خدا ہی یاد آتا ہی
اگر تیر ہدف تیر دعا ہوتا تو کیا ہوتا

خدائی مین خدا کی ہی زیارت تیرے کشتے کی
یہ شہرت مٹ کے ہے نشو و نما ہوتا تو کیا ہوتا

چراغ گور ہی چہرہ شہید ناز کا جسکے
جو اسکو دفن خود اوسنے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

مکان گور مین گھبرا گئی اے روح دم بھر مین
یہ گھر دنیا مین رہنے کو ملا ہوتا تو کیا ہوتا

مری واماندگی کا غم نکر تو شکر کر اے دل
کسی بیمار کا مین نقش پا ہوتا تو کیا ہوتا

مجھے اتنا بتا دو تم اگر دنیا مین جاتا مین
تو انگر ہو کے کیا ہوتا گدا ہوتا تو کیا ہوتا

تجھے بیجرم بیدم کر کے جینا آیا ہی مدفن مین
کوئی اونکا گنہ مین نے کیا ہوتا تو کیا ہوتا

سمجھتا ہون مین جسکی نکہت گیسو کو روح اپنی
جو اوسکی بو مین پیراہن بسا ہوتا تو کیا ہوتا

کبھی صیاد سے پوچھونگا مین شوق اسیری مین
قفس مین رہ کے کیا ہوتا رہا ہوتا تو کیا ہوتا

علاج زخم دل ممکن ہی کیون اتنا تڑپتے ہو

شرف دم لو جو درد لا دوا ہوتا تو کیا ہوتا

وہ چراغ آپ کا شباب ہوا
جسکا پروانہ ماہتاب ہوا

ہو گیا ساکتہ آئینہ کی طرح
اس ادا [illegible] حجاب ہوا

ہوش بھی کچھ رہا تو چند نفس
گور مین سو کے وہ بھی خواب ہوا

چودھوین شب ہر ایس اوسیر جو ہوئی
اختر صبح ماہتاب ہوا

ہر نفس مین ہے سوختی کا مزا
کیا کوئی لخت دل کباب ہوا

ذرہ تھا زندگی مین داغ جگر
خاک مین مل کے آفتاب ہوا

کی خدا نے وہ قدر خیر البشر
اشرف الانبیا خطاب ہوا

ایسی بھڑکی چمن مین آتش گل
بلبلون کا جگر کباب ہوا

گل کیا کیون مرا چراغ مراد
کیا گنہ تھا جو یہ عتاب ہوا

ہو گیا چور چور شیشۂ دل
جب شکستہ کوئی حباب ہوا

کیفیت تو مرے غبار سے نکی
جب ہوا [illegible] اوڑا سحاب ہوا

آب زہرہ ہوا جو بلبل کا
وہ بھی اے باغبان گلاب ہوا

سلطنت اوسکی ایکسان ہی رہی
ہر زمانے کو انقلاب ہوا

عشقبازی کا کچھ مزا نہ ملا
رائگان مفت مین شباب ہوا

روشنی کسکی یہ خدائی مین ہے
کون معشوق بے نقاب ہوا

قطع دیدار کی امید ہوئی
لن ترانی سنی جواب ہوا

بیکسی گور پر برسنے کو
شامیانہ شرف سحاب ہوا

بہار خلد ہو گا سوز خورشید قیامت کا
ہوا دیگا گنہگارون کو دامن اوسکی رحمت کا

سراپا نور ہے جلوہ نظر آتا ہے قدرت کا
ہمارا دل بنا ہے آئینہ کس خوبصورت کا

کریگا سامنا شمشاد کیا اوس سرو قامت کا
نشان فوج گل ہے وہ یہ گلدستہ ہے قدرت کا

قیامت ہو رہی ہے دہوم ہے نفسی نفسی کی
گنہگار روتا ہین شاید امتحان ہے اوسکی رحمت کا

ہمارا دل بہی خوش ہو جو ہمسے ہم آغوش ہو جاؤ
کبہی تو خوش کرو دل ناز بردار محبت کا

چراغ داغ دل کی روشنی مین وہ تکلف ہے
جو گل ہوگا تو گل ہو جائیگا بلبل کی تربت کا

عجب بوئے وفا پژمردگی مین بہی سماتی ہے
عجائب پہول ہے جو پہول ہے مجنون کی تربت کا

بیان درد دل سُن سُنکے ہاتھون سے جگر تھاما
لگی بجلی اونہین جب ذکر آیا میری رقت کا

مزا تحلیل ہونے کا ہے مجھکو تیری حسرت مین
نہ کوثر کا مین پیاسا ہون نہ بہوکا خوان نعمت کا

قیامت تک کہین دہبا نہوا ہے پاک دامانی
کفن لمسد دلوانا مجھے تو اس نفاست کا

نصیری کی خدا سے عشق کر ہوگا خدا راضی
اطاعت کر پیمبر کی ملیگا اجر طاعت کا

کیا معبود نے پہر اور مخلوقات کو پیدا
لگایا پہلے بندون کے لیے گلزار جنت کا

برنگ بوئے گل جہان ہے میری روح قالب مین
اوسے ڈر ہے خزان کا اسکو اندیشہ ہے رحلت کا

مرے جاتے ہین لوگ اپنے گلون مین پہانسیان دیکر
پڑہا ہے طوق یارب کونسی کمسن کی منت کا

اوداسی ہی رہیگی حشر تک گور غریبان پر
رہیگا ہو کا عالم ہی یہان یہ گھر ہے حسرت کا

تمہاری یاد حسرت ہی مین گھل گھل کر قضا کی ہے
بہرا ہے سینے مین دم سوز تنفس مین بہی الفت کا

نہ دونگا اوسکے رخساری سے آئینے کو نسبت مین
یہ شیشہ ہے سکندر کا وہ پرکالہ ہے قدرت کا

چمن کی سیر سے فردوس کی کیفیت اوٹھتی ہے
در گلزار پر پردہ پڑا ہے ابر رحمت کا

ہماری ہٹ بہی رکھو بوسہ دیدو گالی پہر دینا
اوٹھا لو ناز تم بہی نازبردار محبت کا

قیامت مین کریگی جو تری مجھکو نوازے گی
گنہ میرا پکاریگا فرشتہ ہون مین رحمت کا

چلے آتے ہین وہ خنجر بکف گنج شہیدان مین
تلاطم عاشقون مین ہے یہی دن ہے زیارت کا

دعائین مانگتا ہون اے شرف اللہ پہونچا دے
ہوس ہے دل کو حج کی عشق مولا کی زیارت کا

چہرہ مری تربت مین جو گلنار ہے میرا
بندہ ہون مین جسکا وہ مددگار ہے میرا

ہون باغ رسالت کا ازل سے مین ہواخواہ
بلبل ہون اوسی کا وہی گلزار ہے میرا

اوٹھنے کی ترے در پہ سے حسرت کوئی دیکھے
جاتا ہون مگر منھ سوے دیوار ہے میرا

کہتے ہیں وہ عیسی سے تشفی مجھے دیکر
میں اسکا مسیحا ہوں یہ بیمار ہے میرا

وہ گل نظر آتا نہیں بلبل ہوں میں جسکا
رہتا چمن دہر میں بیکار ہے میرا

درد جگر و دل سے سفر ہی نہیں ہوتا
اک روگ مری جان کو آزار ہے میرا

لیلی نے جو پوچھا یا مرے داغ جگر کو
مجنوں نے کہا طرۂ دستار ہے میرا

کہتے ہیں محبت یہ مری ہو کے وہ نازاں
چاہت ہی عجب میری عجب پیار ہی میرا

پہلو میں سلاتا جو نہیں یار کو لاکر
بیدار یہ کیوں طالع بیدار ہے میرا

لوٹاتا ہے دنیا کو بڑا فسانۂ محشر
ادنا سا یہ باندھا ہوا طومار ہے میرا

اک دل تھا تو وہ مجھسے چھٹا اوس سے چھٹا میں
اب کوئی نہ ہمدم ہے نہ غمخوار ہے میرا

جو اوسکی خوشی خاک میں جب جا کے ملادے
مالک ہی مری جان کا مختار ہے میرا

مجرم کو وہ کہتے ہیں کہ تعذیر اسے کیا دوں
کیا کم یہ سزا ہے کہ گنہگار ہے میرا

وہ گل ہوں کہ کعبے میں مہکتی ہے مری بو
وہ باغ ہوں میں قبلہ نما خار ہے میرا

فرمایا ہے اکثر یہ **شرف** سبط نبی نے
اللہ کو پیارا ہے جو زوار ہے میرا

غم ہے کس بات کا سوچ آٹھ پہر ہی کسکا
دل جو سینے میں ہی اسپہ گذر ہی کسکا

حسن پہ ناز جو انسان سے ہی حوروں کو
یہ بھی معلوم ہی معشوق بشر ہے کسکا

میں وہ بیکس ہوں کہ اللہ مرا حامی ہے
واجب الرحم ہوں میں پھر مجھے ڈر ہی کسکا

فیض تیرا کس و ناکس کو غنی کرتا ہے
زر بکف گل جو ہی یہ دست نگر ہے کسکا

طائر روح کا ہو جاتا ہے شہپر اے یار
یہ وفادار ترے تیر میں پر ہے کسکا

کونسا کشتۂ جانباز یہ تھا دریا دل
کوئی قاتل میں لہو تا بہ کمر ہے کسکا

چاک رہ رہ کے گریبان جو سحر کرتی ہے
کس مسافر کا اسے غم ہی سفر ہے کسکا

خانۂ دل میں جو ہے حسن کی گھما گھمی
جلوہ گر کون ہی اس گھر میں یہ گھر ہی کسکا

مجھسے بیمار کو تیر یہ جو پلواتے ہو
ہی محبت کا اثر اور اثر ہے کسکا

شیشۂ دل میں جو ہوتے ہیں پری رو تسخیر
ہی کشش کا یہ اثر اور اثر ہے کسکا

وجہ کھلتی نہین کچھ گور کے سناٹے کی
ہاتھ مین تیرے گل سرخ جو ہی اسے گلچین

پہلے رہتا تھا یہان کون یہ گھر ہے کسکا
یہ جو بلبل کا نہین ہے تو جگہ ہے کسکا

طفل اشک اے شرف اوس شوخ نے دیکھا تو کہا
مجھکو پیار آتا ہے یہ نور نظر ہے کسکا

دنیا تباہ کرکے برباد کیا کریگا +
کچھ اور ظلم تازہ ایجاد کیا کریگا

جسنے مٹا دیا وہ آباد کیا کریگا
جلاد بیکسون کی امداد کیا کریگا +

اتنا کوئی بتا دے اسمین جو ہم نہونگے
خالی قفس ہمارا صیاد کیا کریگا

سنتا نہین زمانہ یارو سوا خدا کے
میری طرح سے کوئی فریاد کیا کریگا

منظور ہی نہوگی اسکو مری تباہی
بندے کو بندہ پرور آزاد کیا کریگا

ہم جو بسے قفس مین جان آگئی قفس مین
یون اوجڑے گھر کو کوئی آباد کیا کریگا

رسم وفا کریگا کیا مجھسے وہ پریرو
تحقیق کرکے میری بنیاد کیا کریگا

کیونکر گوارا ہوگی اسکو مری اسیری
فوراً رہا کریگا صیاد کیا کریگا

ہر گل کی بلبلون نے بھر لی دماغ مین بو
گلچین نے کر لیا کیا صیاد کیا کریگا

پہلو سے چل بسا دل اے صدمۂ جدائی
قالب سے روح کو بھی آزاد کیا کریگا

ہوگا مرید حسرت دیدار کا جو سائل
او مرشد زمانہ ارشاد کیا کریگا

تڑپا کے مار ڈالا بیت نہ دی اوٹھانے
اس سے زیادہ ظالم بیداد کیا کریگا

ہو جائیگا خلاف صبر و شکیب اے دل
تو چپ کی داد لینا فریاد کیا کریگا

آمد بہار کی ہے اب زمزمی مری شوق
صیاد وجد کرلے تو یاد کیا کریگا

اوس گل نے نام رکھا ہر کوزہ پشت اوسکا
خوش قامتی کا دعوا شمشاد کیا کریگا

اڑتا ہی ہے جو شیرین تو اوسکی جان لیکر
اسکی بھی کچھ خبر ہی فرہاد کیا کریگا

کنج قفس مین اپنے دم سے چہل پہل ہے
جب ہوگا نہوگا عالم صیاد کیا کریگا

آغاز عاشقی مین اے دل گرا نہ جانا
ابتو پڑی یہ تجھپر افتاد کیا کریگا

اک دن کریگا تیرے جانبازون پہ بیداد
گنجینہ جوہرون کا فولاد کیا کریگا

مرجائیگا زبان پر دودھ آئیگا چھٹی کا
چنگیز خوانیان سب غم نے مری بھلا دین
خفیہ رہا کرے وہ اغوا کی آرزو مین
تصویر مین تمہاری ہم خون دل بھرینگے
انسان کی دل کو مفتون کرتی ہی اچھی صورت

تو جوے شیر لاکر فرہاد کیا کریگا
چو رنگ اب کسیکو جلاد کیا کریگا
طاعت کا ہو نہین بندہ ہمزاد کیا کریگا
تدبیر رنگ و روغن بہزاد کیا کریگا
تعلیم عشق کوئی استاد کیا کریگا

کیا جان ہی شرف کو روکے جنون مین کوئی
پابند بیڑیون کا حداد کیا کریگا

خود ہی تو زندہ باغ ریاض جہان کیا
کیا خوب ناز عشق نے ای جانجان کیا
مین نے وہ عشق اسیری سے ای باغبان کیا
نشو و نما جو کر کے مجھے بے نشان کیا
جسدم خزان سے غنچہ و گل سہمنے لگے
سجے کو لٹنے وہ ناز ہوے جتنے بے نیاز
ثابت ہوئی کسیکو تمہاری نہ بود و باش
دل پھٹ گیا حیات سے خون ہوگیا جگر
اللہ نے بنا کے گلون کی پری سی شکل
غرفہ ہوا سنجات کا اوتنی زمین مین
روز سرشت اوسنے جو ایجاد کی زمین
اللہ نے ریاض ہلاکت کی داد دی
پیکان بھی دل سے مین نے نکالا نہین کبھی
تنکے بھی جا کے باغون مین ہمنے اگر چنے
ایسی زمین نے مری مٹی عزیز کی
گلگون بہار نے جو چمن کے زمین کی

پھر آپ ہی مٹاکے اوسے بے نشان کیا
مردہ کیا مجھے تمہین روح روان کیا
چھوڑا چمن قفس پہ نثار آشیان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا
خوشبو کو بلبلون کے دلون مین نہان کیا
قابو مین کن اداؤن سے کتنے جہان کیا
دل مین بھی تم رہے تو اوسے لامکان کیا
بیدم جہان اجل نے کوئی نوجوان کیا
کیا بات ایسی تھی جو انہین بے زبان کیا
رگڑی جہان جبین تجھے سجدہ جہان کیا
میرا غبار اوڑا کے اوسے آسمان کیا
کافور خلد پاک مرا استخوان کیا
رخصت کیا نہ اوسکو جسے میہمان کیا
تیار ہم قفس کے لیے آشیان کیا
حسرت زدہ نہ کوئی مرا استخوان کیا
بلبل کے خون کو شفق آسمان کیا

کاجل جو یار نے کو دیا اوس پری نے حکم
ہمنے دل و جگر کو جلا کر دھنوان کیا

اٹھو کر اٹھنے کی بھی طاقت نہین شرف
ایسا کسی کے غم نے ہمین ناتوان کیا

نشو و نما جو کر کے مجھے بے نشان کیا
کیا جانے اوسنے میری طرف کیا گمان کیا

مایوس پھرتی ہی جو دعا ڈھونڈھتی ہوئی
سے تمنے مری مراد کو غائب کہان کیا

کی آمدِ بہار کی گلچین سے لنے جو خوشی
آراستہ گلون سے مرا آشیان کیا

سرکش وہ کونسا ہی کہ جس سے جھکا ہی تو
یہ کسنے سرنگون تجھے اے آسمان کیا

بارے صبا نے لاکے لیائی گلون کی بو
گلدستۂ ہوا و مرا آشیان کیا

چھوڑا جو زندہ بھی تو سسکنے کی واسطے
نخچیر بھی کیا تو مجھے نیمجان کیا

پرسان مری مزار کا ہوتا نہ تھا کوئی
دو پھول تمنے پھینک کے باغ جنان کیا

وحدت سرا مین ایسی رسائی بشر نے کی
اللہ نے حبیب کہا میہمان کیا

باتین جو عشق کی مرے منھہ سے نکل گئین
اوسکو تری خدائی نے اک داستان کیا

برپا ہے حشر و نشر یہ کیون ہم بھی تو نہین
کس شیفتہ کا آپ نے آج امتحان کیا

انسان بھی ذبح ہوتے ہین نخچیر کی طرح
شوق شکار نے اونھین چنگیز خان کیا

ہم جا کے بیٹھے تودہ پہ دل اوڑوانے کی لیے
صیاد نے خدنگ جو سوے کمان کیا

دنیا سے لیکے جاتے ہین دل مین وطن کا داغ
تقدیر نے چھڑا کے مکان بے مکان کیا

ذہن مین جنون کے خاک اوڑاتا ہون اے خدا
دیوانہ ہونے کو مجھے کیون نوجوان کیا

ملتی کہین تو عمر گذشتہ سے پوچھتا
تو نے مری جوانی کو غارت کہان کیا

مجنون کو عشق نے نہ نشینے دیا شرف
اوس بیوطن غریب کو بیدم جوان کیا

گلے سے مل کے جو وہ بے حجاب ہو جاتا
فسانہ غم کا خیال اور خواب ہو جاتا

تری حضوری مین جو باریاب ہو جاتا
صنم یقین ہے خدا رس جناب ہو جاتا

ترا جو چاند سا رخ بے نقاب ہو جاتا
جھپک جھپک کے غروب آفتاب ہو جاتا

شگون نیک کو جاتا تو ہوتی بد شگنی
جب مجھے عدم کا سفر با تراب ہوجاتا

یہ ہی سمجھ شکل تم آئینے کو جو دکھلاتے
خلاف شرم و خلاف حجاب ہوجاتا

تمہارے کشتے کی تربت پہ اسقدر تھی چمک
نہ کرتے دفن تو وہ آفتاب ہوجاتا

یہ بیکسی نہ پرستی جو تم کرم کرتے
مری لحد کا اندھیرا سحاب ہوجاتا

نہ دیکھ سکتے جو وہ دیکھکر پھر آئینہ
تو انکو مجھسے سوا اضطراب ہوجاتا

مقابلہ بھی جو ہوتا ترے پسینے سے
خود اپنی بو سے کشیدہ گلاب ہوجاتا

کہیں لگاتے جو وہ عاشقوں کی تصویریں
شبیہ قیس کا میں بھی جواب ہوجاتا

تری رحیمی سمجھے خوش مزاج کر دیتی
جو مجھ غریب پہ تیرا عتاب ہوجاتا

حلال ہونے کے بعد اسلیے نہ تڑپا میں
لہو سے یار کا دامن خراب ہوجاتا

ترے محب جو اک الحمد آکے پڑھ دیتے
مری لحد کا مجاور ثواب ہوجاتا

اگر وہ ناز و تلون کسی سے بھی کرتے
زمانے بھر کو ابھی انقلاب ہوجاتا

ہمارے خون کے محضر کو تم جو دھوتے بھی
گواہی دینے کو پانی شہاب ہوجاتا

ہماؤ پہ کبھی رقت جو میری آجاتی
سمٹ سمٹ کے سمندر حباب ہوجاتا

محاسبے میں ہمارے لگائی اتنی دیر
خدائی بھر کا تو اتنک حساب ہوجاتا

بیاں جو کرتے ترے حسن استراحت کو
فسانہ یوسف کنعاں کا خواب ہوجاتا

بلا کے سامنے اپنے خفا جو تم ہوتے
ہزار رحم سے بڑھکر عتاب ہوجاتا

ہمارے داغ کا پڑتا جو اسپہ سایہ بھی
تو اسے شرف آفتاب ہوجاتا

نکل کے جاؤں کدھر تیرے انجمن کے سوا
چمن کی بو ہوں بسوں پھر کہاں چمن کے سوا

کہاں ہے روئے زمیں پر بہشت کا طبقہ
دکھا تو دے مجھے کوئی مرے وطن کے سوا

کلام منھ سے جو نکلے تو وحی ہوجائے
سنی نہیں یہ کرامت ترے دہن کے سوا

ہزاروں ہوگئے بسمل تمہاری محفل میں
یہ کشت خوں نہیں دیکھا اس انجمن کے سوا

شریک وقت نہ تھا کوئی قبر کیوں ترسے
پھر اور کون یہ رویا ہے گورکن کے سوا

کہاں سے لاؤں جو پوشاک حشر میت کو
نہیں ہے اور کوئی پیرہن کفن کے سوا

دیا تھا دم جو صباحت پہ سبزہ رنگوں کی
اوگا نہ کچھ مری تربت پہ یاسمن کے سوا

کھیگا قہر خدا مجمع قیامت مین
کسیکا پاس نہیں مجھکو پنجتن کے سوا

نشانے اوسنے اوڑا کر جو تیر ڈھونڈھوائے
کہیں پتا نہ لگا میرے تن بدن کے سوا

چلے ہین لیکے جہان سے لباس عریانی
نہیں ہے پاس کچھ اس جامۂ کہن کے سوا

رہا جو ہو جیو اے روح قید غربت سے
بہشت مین بھی نہ تو جا ئیو وطن کے سوا

قفس مین دیکھیے کیا ہوئے شام ہوتی ہے
کیا نہیں ہے بسیرا کہیں چمن کے سوا

ہمیشہ ہمنے شرف وجد وحال کو ڈھونڈھا
کہیں پتا نہ سنا اوسکی انجمن کے سوا

جسدم لہو مین غرق ترے تیر نے کیا
شکرانہ سرخروئی کا نخچیر نے کیا

نورانی تیرے چہرے کی تنویر نے کیا
تصویر آئینہ تری تصویر نے کیا

اُلفت وہ کی کہ اوسنے نہ چھوڑا مجھے کبھی
تقدیر کا مزا مری تدبیر نے کیا

بسمل بھی ہو کے زندۂ جاوید ہو گئے
روح القدس ہمین تری تکبیر نے کیا

تجویز ہے جو درد جدائی کے واسطے
پرہیز اوس علاج سے تاثیر نے کیا

پروانے بلبلون کی طرح نعرہ زن ہوے
گل شمع کو جو بزم مین گلگیر نے کیا

جلتا تھا خط شوق کے مین جس اُمید پر
مطلب وہ فوت یار کی تحریر نے کیا

مانی نے دی بتا کے جو سکتے مین رہگئے
تصویر ہمکو بھی تری تصویر نے کیا

باغ جہان سے جاکے وہ خلد آشیان ہوے
بسمل جنھین جنھین تری تکبیر نے کیا

پھیری چھری جو تونے تو جان اس خوشی سی دی
ایوب کو خجل تری نخچیر نے کیا

اغیون کی تو بُرائی نہیں جانتا کوئی
یہ یاد کیون مجھے مری تقدیر نے کیا

اوس بے نیاز کا مین ہوا ہون نیازمند
ایسا رسا مجھے مری تقدیر نے کیا

مٹی بھی میری شیشۂ ساعت مین بند کی
اسکا بھی امتحان تری تسخیر نے کیا

افسانۂ مراد مرے حق مین ہو گئی
محفوظ اسقدر تری تقریر نے کیا

شیرون نے گاؤزوری جو مجھسے جنون مین کی — اونکو بھی سرنگون مری زنجیر نے کیا

ٹھہرا نہ کوئی تیرے تلون کے سامنے — جب سامنا کیا مری تقدیر نے کیا

دو گز زمین گور کی حسرت مین مر مٹے — برباد دبے نشان ہمین جاگیر نے کیا

موسی جو ہو رہے ہین سراسیمہ طور پر — یہ حال کسکے نور کی تنویر نے کیا

دیدار کی ہوس مین سنین لن ترانیان — ناشاد مجھکو خواب کی تعبیر نے کیا

ہرگز وطن کی راہ نہ لینے دی ای شرف
پابند نجد کا ہمین زنجیر نے کیا

ای رشک پری انس جو انسان مین نہوتا — الفت کا مزا عالم امکان مین نہوتا

یون مدین تری کشتون کی جو خون کی نہ سکتین — گلزار مین گل لعل بدخشان مین نہوتا

احباب مجھے دفن اماناتا جو نہ کرتے — مردہ بھی مرا گور غریبان مین نہوتا

دم بھر کو وہ آتے تو خدائی یہین ہوتی — کوسون کہین ویرانہ بیابان مین نہوتا

گلزار مین یارو جو رسائی ہوئی ہوتی — پھولون کا ذخیرہ مرے دامان مین نہوتا

پرسش جو اسیرون کی نہ کرتا وہ پریرو — زنجیر کا غل خانۂ زندان مین نہوتا

الفت مین جو مرجانے کی انشا مجھے پہنچا — عالم مین کوئی طفل دبستان مین نہوتا

مرجھانے کی پہلے سے خبر اسکو جو ہوتی — غنچہ کبھی شاداب گلستان مین نہوتا

عالم مین جو محبوب خدا پہلے سے آتے — یوسف کا کہین ذکر بھی قرآن مین نہوتا

موتی کی صدف مین کبھی بنیاد نہوتی — قطرہ مری آنسو کا جو نیسان مین نہوتا

سنتے جو کبھی تم مری الفت کی حکایت — چرچا گل و بلبل کا گلستان مین نہوتا

سودے کی خرابی تھی جو صحرا مین نہ جاتے — گھٹتا دم اگر چاک گریبان مین نہوتا

مہلت جو غریب الوطنی سے مجھے ملتی — کیون ہند مین ہوتا مین خراسان مین نہوتا

مغرور جو ہم دور جوانی پہ نہوتے — پیری مین یہ رعشہ تن لرزان مین نہوتا

کرتا نہ اگر انکی حفاظت وہ پریرو — دیوانون مین زندہ کوئی زندان مین نہوتا

دیدار دکھاتے تو وہی اسمین سماتے — حسرت کا گذر دیدۂ گریان مین نہوتا

الله نہ کرتا جو کبھی خلق بشر سے
تو سورۂ اخلاص ہی قرآن مین نہوتا

معدوم کیا میرے بگولے کو صبا نے
دنیا مین جو ہوتا تو بیابان مین نہوتا

آنکھین نہ لڑی ہوتین جو رقت سے ہماری
اشکون کا یہ لشکر صف مژگان مین نہوتا

ہنس ہنس کے اگر اسکو ہنسی تم نہ سکھاتے
یہ حسن تبسم گل خندان مین نہوتا

کیون خاک بیابان شرف آتا مین اوڑاتے
دیوانہ نہوتا تو پرستان مین نہوتا

نالان مین اسقدر دل ناشاد سے ہوا
سائل خود اپنے قتل کا جلاد سے ہوا

صد شکر عشق حسن خدا داد سے ہوا
مانوس بھی ہوا تو پریزاد سے ہوا

مجنون سے انس رابطہ فرہاد سے ہوا
واقف نہ مین کسی وطن آباد سے ہوا

کمہلا کے گر پڑا گل شاداب کیلئے
افتادہ خاک پر یہ کس افتاد سے ہوا

بیخود کیے ہوے ہے مجھے خود فراموشی
آخر مرا یہ حال تری یاد سے ہوا

عالم مین کشتہ خون کی دکھاؤ کو صورتین
ایجاد چار آئینہ فولاد سے ہوا

لی اپنے ذمہ مین مرے عقبی کی بازپرس
قسمت سے کار خیر یہ جلاد سے ہوا

کوئی خطا خزان کی نہ کی تھی بہار نے
ناحق عناد باغ کی بنیاد سے ہوا

آہین جو کین چھٹین رخ گل پر ہوائیان
غنچے کا دل لہو مری فریاد سے ہوا

اے جان جہان مزار مرا جا مقام ہو
طبقہ بہشت کا تری امداد سے ہوا

چاہا تجھے ترا کلمہ پڑھ کے جان دی
بیدم خوشی خوشی ترے ارشاد سے ہوا

شوق ارم مین جسم سے نکلی یہ کہکے روح
آج الفراغ قید کی میعاد سے ہوا

رومال اوس پری کا ہوا اٹھیون حشر
اوسپر بھی خون بند نہ فصاد سے ہوا

ہوتا کسی سے بھی نہ مرا کار مغفرت
محبوب ذوالجلال کے داماد سے ہوا

دیوانہ مین تو یار کی تنہا روی کا ہون
آگاہ سائے سے نہ وہ ہمزاد سے ہوا

دل ہل گئے حسینون کے شمعین لرز گئین
شب کو وہ تہلکا مری فریاد سے ہوا

آشفتہ نجات نہوتا کبھی نصیب
واللہ جبرئیل کے استاد سے ہوا

طاقت مری نہ تھی جو اوٹھاتا مین بار عشق
یہ زور مجھ مین زور خداداد سے ہوا

دشمن کے بھی فراق نے مردی کی شکل کی
دل مرگیا جدا جو مین صیاد سے ہوا

سکھلائی اوسکو رحم دل پر سے عجز نے
عادل وہ مجھ غریب کی فریاد سے ہوا

دم کی روا روی کا رہا ہے مجھے ملال
افسوس ہے کہ اُنس کس آزاد سے ہوا

بہتے تھے اشک آنکھون سے بہنے لگا لہو
شاید جگر جدا دل ناشاد سے ہوا

ہنس ہنس کے اوسکا نام دھرا اونسی کو زندہ بہشت
برہم اگر ملنے پر جو وہ شمشاد سے ہوا

کھب کھب گئے زمانے کے دلمین سے کہے وہ شعر
نیرنگ شاعری مرے استاد سے ہوا

خاموش ہو خدا کے لیئے دم لے ای شرف
ٹکڑے مرا جگر تری فریاد سے ہوا

عاشقی مین ہمنے دل سا دوست کو دشمن کیا
رہنما کو منزل مقصود مین رہزن کیا

ابر رحمت نے بہارستان مرا مدفن کیا
بھاگتی تھی بوے گل جس سے اوسے گلشن کیا

تیرے غم مین جسنے اپنا چاک پیراہن کیا
خاک کا پیوند تو نے اوسکو جان من کیا

غم نے سخت دل جو گوندھے آنسوؤن کے تار مین
ہمنے تیرا نام جپنے کو اوسے سمرن کیا

موجد گلزار نے گلزار کی جو سیر کی
بیکلی بلبل کو دی غنچون کو خندہ زن کیا

داغ اوٹھا کر عشق کا دل پر کہ بیٹھے بہار
بوجھ کو اک پھول کے ہمنے ہزارون من کیا

دستگیری کچھ ہماری تو نے اسیری ہی کی
ہمنے پیکان سے پہلو کو ترے جوشن کیا

گل جو پژمردہ کیا اوس تک بہار آئی نہ دی
جو چراغ اوسنے بجھایا پھر نہ وہ روشن کیا

یار سوتا ہے محل مین دیکھتے ہین ہم اوسے
دید کو خفیہ نگاہ شوق نے روزن کیا

صید حسرت ہو گیا جسپر پڑی چشم سیاہ
کھیل نے قدرت کی آہو کو شکار افگن کیا

سرکشی پابوس ہو کر خار صحرائی نے کی
پیرے دامن سے لپٹ کر مجھکو بے دامن کیا

جس سے آزردہ ہوئے بھیجا جہنم مین اوسے
جسکو چاہا اوسکی خاطر آگ کو گلشن کیا

تیرے باعث سے شب قدر اسکی اندھیاری ہوئی
مرحبا اے داغ دل کیا قبر کو روشن کیا

تجھ مرنے کو وہان بھی اک نئی دنیا بسی
جانجان تو نے خدائی کی جہان مسکن کیا

اسنے ایسا کیا کیا تھا ای صبا تیرا قصور
کیون طمانچے مار کر نیلا رخ سوسن کیا

اوس در دولت پہ چھایا ای شرف تیرا غبار
جسکی شان اوج نے گردون کو خم گردن کیا

غارت ای دست جنون دودن مین پیراہن کیا
کل کیا تھا بے گریبان آج بے دامن کیا

شکر کی جا ہے ہزارون داغ دلمین ہو گئے
کی عنایت عشق نے اک دانے کو خرمن کیا

مردنی دیکھی مرے منھ پر تو یو چہا یار نے
کسنے اس تصویر کو بے رنگ دبے روغن کیا

ایک تاری مین کیا طی منزل معراج کو
شہسوار لو کشف نے خنگ جب توسن کیا

رنگ قدرت کی جو دکھلائے تلون نے تری
باغ کو صحرا کیا ویرانی کو گلشن کیا

دونون آنکھون کو برابر آبرو رقت نے دی
ایک کو بھادون کیا اور ایک کو ساون کیا

مجھ پریشان کا جو ناحق دم کیا تنگ قفس مین
زلف پیچان نے تجھے غارت نہ ای الجھن کیا

دل ہزارون توڑ کے بتنے کھلونون کی طرح
اوسنے طفلی مین کیا بچپن تو یہ بچپن کیا

سے دل بہلنے کی مجھکو کچھ نہ دکھلائی بہار
آگ مین جھکوا کے تمنے گلفشان آہن کیا

آگ جن پھولون کی رنگت سے لگی تھی باغ مین
گلخن افروزون نے اونکو داخل گلخن کیا

آب زہرہ ہو گیا گھٹ گھٹ کر اسپارو نے ہم
خون ہو کر بہ گیا دل اسقدر شیون کیا

ایک پروانہ جو پہونچا اوسنے اونکی بزم مین
شمع کو گلگیر نے سو بار بے گردن کیا

باندھنے بیٹھے جو شیرازہ کتاب عشق کا
رشتۂ جان کو شرف نے رشتۂ سوزن کیا

چاہیے تھا جو مزا وصل کا اسے یار ملا
دہن زخم سے جسدم لب سوفار ملا

آخر کار ترا خاک مین بیمار ملا
کیا وہ بچتا نہ جسے شربت دیدار ملا

اوس پریرو سے ملاقات ہوئی رویا مین
خواب مین بھی مجھے مرا طالع بیدار ملا

لن ترانی نہ دہشتا پردے سے باہر تو نکل
آئے ہین دور سے ہم آنکھ تو اے یار ملا

منزلون پائی نہ راحت تری بربادی نے
بیٹھنے کو نہ کہین سایۂ دیوار ملا

زندے پریون سے ہم مردے ملے حورون سے
پر کسی سے نہ ترا طالب دیدار ملا

اوسکے نقشے سے جو یوسف کی ملائی تصویر
حسن سے حسن نہ رخسار سے رخسار ملا

نجد مین قیس نے ڈھونڈھا جو تبرک کیلیے
پیرہن کا مرے ثابت نہ کوئی تار رہا

گھر سے نکلے جو حسینون کی خریداری کو
بک گئے سفت جہان حسن کا بازار ملا

پوچھتے کیفیت قید محبت کس سے
کوئی وندہ بھی نہ زندان مین گرفتار ملا

ہمنے دل دیکے اونھین داغ ہزارون پائے
ایک غنچے کے عوض مین ہمین گلزار ملا

دیکھکر اوسکی پھبن دلکو مسوسا پھرون
آگیا پیار جو معشوق طرحدار ملا

مسکراتے ہین گل زخم نمک پاشی پہ
کاٹنا ہے جگر و دل کو تو زنگار ملا

آج بلواکے مری اوسنے بڑی خاطر کی
خود بغلگیر ہوا عطر ملا ہار ملا

ذبح کر ڈالے گا صیاد تجھے ای بلبل
پیار غنچے کو نہ کر گل سے نہ منقار ملا

مین تو کہتا تھا نہ اب تمسے ملونگا ہرگز
بیقراری سنے ملایا تو مین ناچار ملا

کھا لیا زہر کسی سے تے جو غم ہجران مین
دیکھو انصاف خطاب اوسکو گنہگار ملا

اوس ستمگار نے چھریون سے گر دیا برسون
دلمین گم ہوکے نہ پیکان نہ سوفار ملا

مین وہ مجنون ہون کہ سمجھا اوسی مفتاح مراد
وادی راہ وفا کا جو کوئی خار ملا

اوسطرف گلشن بخشش کی ہوا ایلٹا دی
جسطرف تیری رحیمی کو گنہگار ملا

پاک دامن ہو شرف جسمین کفن مین نکھا
پیرہن پھوک بھی دی خاک مین دستار ملا

گرد پروانے جو تھے وہ گرد فر کیا ہو گیا
رات کا سامان اے شمع سحر کیا ہو گیا

کیون اندھیری قبر ہے داغ جگر کیا ہو گیا
کس گھٹا مین گھر گیا میرا قمر کیا ہو گیا

بلبلون مین مر مٹا یا جان پروانون مین دی
دل ہمارا ہوکے مفقود الخبر کیا ہو گیا

مانگتا تھا جب دعا فی الفور آتی تھی مراد
بے اثر کیون ہوگئی اسکا اثر کیا ہو گیا

روبرو ہا ہر دل پتا دامن مین آنسو کا نہین
آنکھ کا تارا مرا نور نظر کیا ہو گیا

وحی آیا کی اوسے اوسطے کیا جسکو سفیر
وہ پیمبر ہو گیا پیغام بر کیا ہو گیا

جا کے اے دل دیکھ تو رنگ مہ حسن و عشق
ہر ادھر شور سیار کیا ادھر کیا ہو گیا

نکہت گل کیسلئے غم مین جل بسی گلزار سے ‏/ بے حلاوت ہوگیا کیون ہر ثمر کیا ہوگیا

خون گھل کر ہوگیا یا کھالیا غم نے اوسے ‏/ بے کلیجے ہوگیا میرا جگر کیا ہوگیا

ہو رہی ہی بیگنہ چو رنگ تیغ عشق سے ‏/ کیون جگر ہوتا نہین دل کی سپر کیا ہوگیا

تاب لاسکتی نہین برق جمال یار کی ‏/ کیون جھپکتی ہے یہ تجلا ہی نظر کیا ہوگیا

کی ہی کیون ظالم شہید ناز کی مٹی خراب ‏/ دفن بے سر ہورہی ہی لاش سر کیا ہوگیا

کیون کیا ہی چاک تکیہ اوسنے تیر قیس پر ‏/ کیا ہوئی لیلا کی محمل اور گھر کیا ہوگیا

کونسی کشتے کے غم مین کشت خون موقوف ہی ‏/ نیمچہ ہوتا جو تھا زیب کمر کیا ہوگیا

مرگیا ہی کونسا شب زندہ دار و صبح خیز ‏/ کیون گریبان پھاڑتی ہی اے سحر کیا ہوگیا

پاسداری پہلے کیون کی تھی جواب ملتے نہین ‏/ کونسا جب فائدہ تھا اب ضرر کیا ہوگیا

پوچھتی ہی مجمع محشر سے بربادی مری + ‏/ کیا قیامت ہی جہان زیر و زبر کیا ہوگیا

کیون پڑے ہو ایک کروٹ اے شرف گور مین ‏/ چین سے سوتے تھے جس گھر مین وہ گھر کیا ہوگیا

پر جو بلبل نے قفس کے چاک سے باہر کیا ‏/ دونون بازو توڑ کر صیاد نے بے پر کیا

کار مردانہ یہ قاتل ہمنے مرنے پر کیا ‏/ روح کو اپنی ترے شمشیر کا جوہر کیا

انتقال الفت مین تیری اے پری پیکر کیا ‏/ بھاگتی تھی روح جس سے اوس جسم کو گھر کیا

کیا ہی نیرنگی تری اللہ رے ایجاد رنگ ‏/ پیس دی جسپر حنا یاقوت وہ پتھر کیا

پاسداری کی ملائک سے سوا انسان کی ‏/ انتہا کی سرفرازی کی کہ پیغمبر کیا

پاک دامانی ہی کو اوڑھا اور بچھایا عمر بھر ‏/ تیرے کوچے مین کبھی بستر کبھی چادر کیا

باغبان کے ظلم سے تنکے گلستان مین بچے ‏/ بازون کو توڑ کر صیاد نے بے پر کیا

حشر مین لرزان تھا میرے نامۂ اعمال سے ‏/ حق تعالی نے معافی کا اوسے دفتر کیا

کوئی پھرتا تو خبر ہم رفتگان کی پوچھتے ‏/ کونسی منزل پر اوترے ہین کہان لشکر کیا

جب کیا اوس شمع رو نے ناز سے تابی حسن ‏/ پہلے پروانون سے میرے دل کو خاکستر کیا

کونسا یا آبرو رویا تھا نیسان کیطرح ‏/ حق تعالی نے یکسلے اشک کو گوہر کیا

دلمین آمد آمد اوس پردہ نشین کی جب ہوئی
دم کو جلدی جلدی مین لے جسم سے باہر کیا

آئینہ اسمین لگا تا تھا کہ تھا مین صاف دل
نصب میری قبر پہ یارون نے کیون پتھر کیا

شور و غل پر اپنے دیوانون کے رحم آیا اوسے
رستگاری ہر طرف کی بر طرف محشر کیا

کچھ حقیقت ہی مرے اعمال نامے کی نہ تھی
اے کراما کاتبین تمنے اسے دفتر کیا

گور مین پہونچانے کو بھی ساری دنیا ساتھ تھی
میرے مُردے کو بھی تو نے صاحب لشکر کیا

آنکھین حسرت نے بچھائین چادر گل کی عوض
بیکسی نے آکے تربت پر مری بستر کیا

میرے آنسو کی شباہت پائی جسمین یار نے
دیکھکر اوسنے نظر انداز وہ گوہر کیا

میرے قالب مین تری بو روح ہو کر بس رہی
حور ہو کر دل مین تیرے آرزو نے گھر کیا

کونسا گلچین کمی کرتا تھا میری تاک مین
جس لیے صیاد نے گلزار مین بستر کیا

قطرۂ شبنم کو اوس گل نے جو بخشی آبرو
میرے آنسو کے مقابل کا شرف گوہر کیا

فروغ خوبی داغ جگر لکھا تو کیا لکھا
چراغ طور لکھنا تھا قمر لکھا تو کیا لکھا

لکھا محبوب اوسے اپنا کہ اپنی جان نثار و نمین
خدا نے عشق و اخلاص بشر لکھا تو کیا لکھا

نہ لکھنے پائے جلدی مین حقیقت بیقراری کی
مسیحا کو فقط درد جگر لکھا تو کیا لکھا

یہ لکھنا تھا کہ دل بھر کی ہمین دیدار دکھلاؤ
کسی کے دیکھنے کو اک نظر لکھا تو کیا لکھا

مٹا دیگی رحیمی اے کراما کاتبین اوسکی
گناہون کا مرے دفتر اگر لکھا تو کیا لکھا

دعاے مغفرت ہی یا کلام اللہ کی آیت
یہ تمنے آکے میری قبر پر لکھا تو کیا لکھا

بسا تا تھا کوئی فرمان لکھکے اپنے کوچے مین
ادھر جڑ وانے کو مجھ شیدا کا گھر لکھا تو کیا لکھا

وصیت کی ہی لیلی کو کہ نقش حب ہرای مجنون
یہ تو نے خاک پہ انگلی کے سر لکھا تو کیا لکھا

ہوا بیکار اک دفتر نہ پوچھا اوسنے اتنا بھی
حساب عشقبازی عمر بھر لکھا تو کیا لکھا

نگاہ یار مین جچتا وہ اسکی آبرو بڑھتی
مرے آنسو کو یارون نے گہر لکھا تو کیا لکھا

حنا کے ساتھ پس جاتے ہمین کہتے جو پسنے کو
ملانے کو فقط خون جگر لکھا تو کیا لکھا

مریضان محبت کی حقیقت اوسنے پوچھو آکے
دوا لکھی تو کیا لکھی اثر لکھا تو کیا لکھا

شہید ناز کو لکھ دی سند کیا بیقراری کی
بتاؤ تو شہادت نامے پر لکھا تو کیا لکھا

لکھی سودے کی کیفیت حقیقت اسکی لکھنی تھی
نہ لکھا درد دل کا درد سر لکھا تو کیا لکھا

ہمارا پڑھ کے خط شوق آخر اوس پہ رونے
زبانی کیا کہا اے نامہ بر لکھا تو کیا لکھا

لکھا ہوتا کہ تیغ یار روکین سگے کلیجے پر
حجاب آتا ہے سینے کو سپر لکھا تو کیا لکھا

خط آتا نزع مین تیرا تو اسکو حرز جان کرتے
ہمارے بعد کچھ اور بے خبر لکھا تو کیا لکھا

دو طرفہ تمنے خط مین اے شرف تحریر کیا کی
ادھر لکھا تو کیا لکھا ادھر لکھا تو کیا لکھا

تمھین جو چاہ کی ہین سب یہ چھری حلال ہوا
یہ سیر کو نکلے کردار کا مآل ہوا +

مراد حسن گل آئی تو پھر زوال ہوا
مٹا دیا اوسے تمنے جسے کمال ہوا

سسکتے مجھسے نہ دیکھا گیا جو بسمل کو
تڑپ تڑپ کے مین اسکا شریک حال ہوا

تمام عمر دل اولجھا جو زلف سلجھائی
کسیکی مانگ سنواری تو غیر حال ہوا

خدا کے فضل سے ایسا دیا جواب انہین
کہ لاجواب نکیرین کا سوال ہوا

کوئی رحیمی کو اوسکی چراغ سے پوچھے
کہ گل سحر کو ہوا شام کو بحال ہوا

یہانتک اوسکی کہین خوش نگاہیان دلمین
کہ داغ بحر جو تھا دیدۂ غزال ہوا

وہ گل جو آئے تھے بیمار دل کی عیادت کو
کنھین چلا گئے کسکا انتقال ہوا

بشر کے حسن پہ غش کرکے قدسی کہتے ہین
ترے نثار کہ محبوب ذو الجلال ہوا

شہید ناز کی تربت پہ گل چڑھائینگے
ہمارے زخم جگر کا جو اندمال ہوا

تمام عمر نہ پوچھا کسی نے درد مرا
سوا خدا کے نہ کوئی شریک حال ہوا

اوڑے جو تجد مین ہوش ایسے کہ کڑی کے بھو
کہ آئینہ بھی مرے حال پر غزال ہوا

شہید ناز ہوا مرکے زندہ جاوید
زوال ہوکے اسے اوج لازوال ہوا

تری رحیمی ترے سامنے مجھے لیجائے
اس آرزو مین گنہگار پائمال ہوا

جہان کسی لے رہ عشق مین جبین رگڑی
شرف کو شکر کے سجدے کا احتمال ہوا

جگر کا درد جو معشوق دلربا سے کہا
کوئی بتائے کہ بیجا کہا کہ جا سے کہا

ہمارے تئیں لینے کو جان اوسنے اس ادا سے کہا
کہ قبض روح کو خوش ہو کے خود قضا سے کہا

قیامت آئی ہے مریخ تھرتھراتا ہے
تمہارے زخمی نے کیا جانے کیا خدا سے کہا

دوبارہ مرنے کو پھر ہم لحد مین اوٹھ بیٹھے
ملائکہ نے جو قم قم تری صدا سے کہا

عجب طرح کی خدائی کی خود بدولت نے
نہ بادشاہ کو پوچھا نہ کچھ گدا سے کہا

کسی کو دوست نہ سمجھے نہ کچھ وصیت کی
جو نزع مین ہمین کہنا تھا وہ خدا سے کہا

جہان کی آکے جو اوس گل نے روشنی دیکھی
مرا چراغ بجھا دینے کو ہوا سے کہا

یہ سوچتا ہون کہ مین نے یہ کیا قیامت کی
کہ درد عشق کہا بھی تو کبریا سے کہا

کبھی کسی نے سفارش ستی نہ بلبل کی
ہزار بار گلون سے کہا صبا سے کہا

ستا رہی ہے جو مسکینون کو غریبون کو
کسی حریف نے کیا جانے کیا جفا سے کہا

لرز لرز کے مرے استخوان اوگلتا ہی
ہما کے دل نے خدا جانے کیا ہما سے کہا

دیا جو حکم بھی اوسنے نقاب اولٹنے کو
تو رعب حسن سے لی جان اس ادا سے کہا

کبھی نہ ہمنے حقیقت مسیح کی سمجھی
تمام عمر نہ درد جگر خدا سے کہا

کہا جو بیٹھنے کو اوسنے اپنے پہلو مین
تو روح کھینچ لی ہٹ ہٹ کی اس حیا سے کہا

مری طرح سے کلیجا پکڑ لیا اوسنے
فسانہ درد جگر کا جس آشنا سے کہا

خدا کے آگے جو بو خون کی لگی دینے
کسی شہید نے کیا جانے کیا حنا سے کہا

نہ آئی پھر کے جو پھر بارگاہ سے تیری
مری مراد نے کیا کیا مری دعا سے کہا

نکل پڑے مرے آنسو تو آبرو ڈوبی
ہنسا وہ مجھپہ غم اپنا جس آشنا سے کہا

ہوے فریفتہ یہ جو ترے تلون کے
یہ تونے کیا مری تقدیر نارسا سے کہا

بتا دو تو اسے بھیجا ہے اے شرف کسنے
یہ مسکرا کے اشارون سے کیا قضا نے کہا

سبنے سرمہ ہوے آنکھون مین گھر ہو نہین سکتا
اوس شوخ کی منظور نظر ہو نہین سکتا

تنہائی کے قابو سے سفر ہو نہین سکتا
دل کا بھی تو پہلو مین گذر ہو نہین سکتا

بے حکم تمہارے کوئی بھی نہیں ہلتا
ذرہ بھی ادہر سے تو ادہر ہو نہیں سکتا

کیا کرتے ہو اسکو مرے آنسو سے مقابل
وہ نور نظر اے یار گہر ہو نہیں سکتا

چھایا ہے ترے حسن کا رعب اسقدر اسپر
آئینے کو سکتے سے مفر ہو نہیں سکتا

معلوم نہیں رشتۂ جاں ہے کہ رگ گل
جو چاہیے اثبات کمر ہو نہیں سکتا

ممکن ہی نہیں عدو کرے حسن جدائی
پھر چودھویں کا چاند قمر ہو نہیں سکتا

صیاد کی رہتی ہے وہ بلبل پہ سیاست
پرواز کے قابل کوئی پر ہو نہیں سکتا

کرتے ہیں ہزاروں کے کلیجوں کو وہ چھلنی
مجھسا کوئی تفتیدہ جگر ہو نہیں سکتا

دنیا سے بسانے کے پہر جاتے ہیں اسکو
بستی سے بھی آباد جو گھر ہو نہیں سکتا

بس ہمنے کرامات تری دیکھ لی ایدل
اتنی سی محبت میں اثر ہو نہیں سکتا

کیجے گا گنہگاروں کو کسطرح سے ماخوذ
توبہ کا تو بند آپ سے در ہو نہیں سکتا

مردوں ہی سے ہے ناز مسیحائی تمہارا
موقوف مرا درد جگر ہو نہیں سکتا

تم اپنی طرف یار لوا دو مجھے کروٹ
مرتا ہوں سسکتا ہوں ادہر ہو نہیں سکتا

اللہ نے دی رہنے کو اسکی وہ بلندی
خود اوج بھی ہم اوج بشر ہو نہیں سکتا

پھولوں کی آجائے گریں پیچھے بلبل
گلشن کبھی صیاد کا گھر ہو نہیں سکتا

زندہ بھی نہ مجھ زخمی افتادہ کو چھوڑو
چورنگ کرو سینہ سپر ہو نہیں سکتا

کیا کیجیے اس معرکۂ عشق میں ایدل
ارمانوں کے لشکر سے تو سر ہو نہیں سکتا

مرتا ہوں میں جسپر وہی کرتا ہے تشفی
اب حال مرا نوع دگر ہو نہیں سکتا

نرگس تری آنکھوں کو لگائے گی نظر کیا
اعجاز پہ جادو کا اثر ہو نہیں سکتا

جسطرح سے جاتے ہیں ضعیف اوٹھ کے عدم کو
ایسا تو جوانوں سے سفر ہو نہیں سکتا

تربت پہ تڑپتی ہے مرے غم میں مری روح
بے بس ہوں میں ایسا کہ خبر ہو نہیں سکتا

جاتا ہوں جدھر خاک اوڑانے کے لیے میں
ہنگامہ قیامت کا ادھر ہو نہیں سکتا

رقت ہی نہیں تھمتی نکل پڑتے ہیں آنسو
کرتا ہوں شرف ضبط مگر ہو نہیں سکتا

ہمارا دل اونہین کے پاس نکلا ہمنے پہچانا
گواہی دی خدائی بھر نے اک عالم نے پہچانا

رہا پیش نظر لیکن نہ اک عالم نے پہچانا
خدائی کا وہ ہی معشوق اوسکو ہمنے پہچانا

نگاہین لڑ گئین اوس شوخ سے انبوہ محشر مین
اوسے ہمنے ہمین اوس قاتل عالم نے پہچانا

یہان تک کسطرح آیا جو پھر اسمین سمجھا یا ہی
مری میت کو گورستان مین کیونکر دم نے پہچانا

نہ شادان ہون نہ غمگین ہون خدا جانے مین کیا سمجھا ہون
نہ خوشدل نے مجھے جانا نہ اہل غم نے پہچانا

سحر تک ساتھ تیرے غمزدہ کی شام سے روئی
یہ ہمگریہ جو تھا اوسکا اسے شبنم نے پہچانا

چڑھائی لاکے پھولون کی مسہری اوسکی تربت پر
شہید ناز کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

یہ صورت عاشقی نے کی مری سو تنفس مین
کہ جو دمساز تھا مجھکو نہ اوس ہمدم نے پہچانا

پڑے تھے اسقدر بیہوش ہم درد جدائی مین
عیادت کو جو آئے تھے نہ اونکو ہمنے پہچانا

مریض عشق ہو کر وہ کبھی دم بھرنے لگا اوسکا
مرے عیسی کو جیسے دم عیسی مریم نے پہچانا

ہمیشہ گرد آلودہ ہی رکھا عشقبازون کو
نہ اپنے ذرون کو اوس نیر اعظم نے پہچانا

پڑھا فی الفور کلمہ تیری شان بے نیازی کا
ہوا بندہ ترا ایسا تجھے آدم نے پہچانا

دعاے مغفرت کی اوسکو لپٹا کے گلے سے
تمہارے کشتے کو جس صاحب ماتم نے پہچانا

قیامت ہوگئی برپا جو پروانون مین دل تڑپا
مگر تیری نہ بزم درہم و برہم نے پہچانا

گر آئے جا سکے اوسکے سامنا انبوہ محشر مین
شرف وہ قاتل عالم ہین بیشک ہمنے پہچانا

جب سے ہوا ہی عشق ترے اسم ذات کا
آنکھون مین پھر رہا ہے مرقع نجات کا

مالک ہی کے سخن مین تلون جو پایئے
کیجے یقین لایئے پھر کسکی بات کا

دفتر ہماری عمر کا دیکھیے گے جب کبھی
فوراً آ اوسے کروگے مرقع نجات کا

الفت مین مر مٹے ہین تو پوچھے ہی جائینگے
اک روز لطف اوٹھائینگے اس واردات کا

سرخی کی خط شوق مین حاجت جہان ہوئی
خون جگر مین سوف ڈبو یا دوات کا

موجد جو نور کا ہے وہ میرا چراغ ہے
پروانہ ہو نہین انجمن کائنات کا

اے شمع بزم یار وہ پروانہ کون تھا
لو مین تری یہ داغ ہے جسکی وفات کا

مجھسے تو لن ترانیاں اوسنے کبھی نہ کین — موسی جواب دے نہ سکے جسکی بات کا
اس بیخودی کا دینگے خدا کو وہ کیا جواب — دم بھرتے ہین جو چند نفس کے حباب کا
قدسی ہوے مطیع وہ طاعت بشر نے کی — کل اختیار حق نے دیا کائنات کا
ایسا عتاب نامہ تو دیکھا سُنا نہین — آیا ہے کسکے واسطے سورہ برات کا
ذی روح مجھکو تو نے کیا مشت خاک سے — بندہ رہونگا مین ترے اس التفات کا
ناچیز ہون مگر یہ ہون اونکا فسانہ گو — قرآن حمد نامہ ہے جنکی صفات کا
رویا ہے میرا دیدۂ ترکس شہید کو — مشہور ہوگیا ہے جو چشمہ فرات کا
آئے تو آئے عالم ارواح سے وہان — دم بھر جہان نہین ہے بھروسا ثبات کا

دہوم اوسکے حسن کی ہے دو عالم مین ہے شرف
خورشید روز کا ہے وہ مہتاب رات کا

پرنور جسکے حسن سے مدفن تھا کون تھا — چہرہ یہ کس شہید کا روشن تھا کون تھا
ٹھہرا گیا ہے لاکے جو منزل مین عشق کی — کیا جانے رہنما تھا کہ رہزن تھا کون تھا
توڑا تھا کسکے دل کو جلانے کی طرح سے — عاشق تمہارا جسکے لڑکپن تھا کون تھا
کس دل سے ہے خدائی مین ایجاد درد عشق — روز ازل جو موجد شیون تھا کون تھا
ہوگا مقام تھا مجھے روتی تھی بیکسی — کوئی نہ تھا جہان مرا مدفن تھا کون تھا
جھک جھک کے دیکھتا تھا وہ کسکی جگر کا گھاؤ — تر جسکے خون مین یار کا دامن تھا کون تھا
ہم مسکراتے تھے وہ دکھاتا تھا سیر باغ — دم کسکا شگفتہ دم مردن تھا کون تھا

انسان تھا کہ کوئی پریزاد تھا شرف
دل میرا جسکے نور سے روشن تھا کون تھا

دل کو پہلو سے اوڑا کے خون پیکان مین نہ تھا — صاحبخانہ کے غم مین دم بھی مہمان مین نہ تھا
مجھ مین رعب حسن سے دم بزم جانان مین نہ تھا — خون دل تھا خشک آنسو چشم گریان مین نہ تھا
مرنے مٹنے کا نہ تھا غم عالم ارواح مین — عاشقی و عشق کا جھگڑا دل و جان مین نہ تھا
تیرا دیوانہ بسا تھا جاکے جس ویرانے مین — کونسا عالم وہ تھا جو اوس بیابان مین نہ تھا

کھینچے مین دونون کو کھینچا تھا تری تصویر نے
حسن گلشن مین نہ تھا جو بن پرستان مین تھا

خلوت معراج مین اللہ سے کی گفتگو
وہ کیا انسان نے جو اسکے امکان مین نہ تھا

کی اوٹھانے کی جو ہمت ترے بار عشق کی
کونسا وہ زور تھا جو زور انسان مین نہ تھا

حشر کے دن بھی وفا کی پاسداری تھی مجھے
ہاتھ تھا قاتل کی ٹھوڑی مین گریبان مین نہ تھا

بیکسی روتی تھی دم نکلا تھا جسدم قیس کا
جان لیلی دے رہی تھی دم حدی خوان مین نہ تھا

کیا کہون ای ہمدم احوال برزخ کی خبر
ہو گیا تھا خاک مین گور غریبان مین نہ تھا

میرے مرتے ہی گیا پاک اونکو میرے خون نے
دم نکلتے ہی کہین دھبا بھی دامان مین نہ تھا

جب مے باندھی تھی کمر جسدم مہم حشر مین
تھا فقط فضل الٰہی کوئی میدان مین نہ تھا

موت کو بھیجا تھا جب نازکون لے ترے
ہوش بلقیس اوڑ گئے تھے دم سلیمان مین نہ تھا

کاٹ کر گردن پہ گردن لوٹتا تھا وہ ثواب
دوسرا شغل اور اوسکو عید قربان مین نہ تھا

اک نشانی ہے داغ دل کی تھی رکھی ہوئی
اسے پر پردہ وہ پرطاؤس قرآن مین نہ تھا

اسقدر مین نے کیا تھا اوسکو پروانون سے تنگ
نور کی لو تھی وہ جو شمع شبستان مین نہ تھا

ای گلہ ہم بھی کبھی اوسکے چمن کے پھول تھے
داغ لالے کے جگر مین جس گلستان مین نہ تھا

چل بسا تھا عشق مین دل دم ٹھہرتا کسطرح
صاحب خانہ ہی مہمانی مہمان مین نہ تھا

مجھسے طفلی مین بھی ایسی ضد تھی ناز حسن کو
سورۂ یوسف مرے پڑھنے کی قرآن مین نہ تھا

مسکرا کے اوسنے جسدم دل سے کھینچی تھی چھری
کونسا حسن تبسم زخم خندان مین نہ تھا

چشم حسرت تھی صدف موتی کی پیدائش نہ تھی
میرے آنسو کا جو موتی ابر نیسان مین نہ تھا

سانس تھی میری سنک یا دہاری کی نہ تھی
تھا مرا لخت جگر لالہ گلستان مین نہ تھا

صبر بلبل نے رہا تھا خوف بلبل کا عوض
ہاتھ کس گلچین کا کس گل کے گریبان مین نہ تھا

شام سے تڑپے اسیران محبت اسقدر
صبح ہوتے ہوتے زندہ کوئی زندان مین نہ تھا

کون دیتا پھر گل داغ جگر کی مجھکو داد
ایک دم بلبل کا تھا وہ بھی گلستان مین نہ تھا

کس سے کہتے خاک مین ملنے کی اپنی سرگذشت
ای شرف ہمدم کوئی شہر خموشان مین نہ تھا

کلیجا کاہے کو تیر نظر سے اوڑ جاتا
کسی طرف کو جو مین پشتر سے اوڑ جاتا

ہوس بھی سر بری تیغ دور سے اوڑ جاتا
جگر مرا ترے تیر نظر سے اوڑ جاتا

ذرا بھی ہوتی جو پرواز روح کی تائید
مین اونکے گھر مین ابھی اپنے گھر سے اوڑ جاتا

خدا نخواستہ رہتا جو تاک مین صیاد
چمن مین شام کو جاتا سحر سے اوڑ جاتا

وہ شمع وکبھی کہتا جو دیکھنے کے لیے
یہ داغ ہوکے پتنگا جگر سے اوڑ جاتا

بھلا ہوا نہ سنی اونکی قیصر کی آمد
عادم کو جسم سے دم اس خبر سے اوڑ جاتا

قفس مین چاک بھی صیاد نے نہ رکھا تھا
کوئی بتائے کہ پھر مین کدھر سے اوڑ جاتا

دیے تھے جھولی مین صیاد نے کئی پھندے
کمر نہ تھی جو تڑپ کر کمر سے اوڑ جاتا

زیادہ کرتی پریشان جو حسرت گیسو
دھوان مین ہوکے اگر مین اگر سے اوڑ جاتا

ہلاک کا ہیکو صیاد و باغبان کرتے
بسیرا لے کے جو پہلے گجر سے اوڑ جاتا

تباہ اسکو قیامت کی آندھیان کرتین
مرا غبار اگر تیرے در سے اوڑ جاتا

خزان رسیدہ سنگھاتے جو پھول بلبل کو
رہا سہا بھی جو تھا ہوش اثر سے اوڑ جاتا

برائے قوت دل جسکو چاہتے ہم بے یار
تو پر لگا کے مزا اوس ثمر سے اوڑ جاتا

کبھی وہ حکم جو دیتے عدم کے جانے کا
شرف کا دم بھی تو خوف سفر سے اوڑ جاتا

دکھلائے رنگ تمنے قدرتی ایجاد سے کیا کیا
نمائش کی گلون کی خاک کی بنیاد سے کیا کیا

بتاؤ یار روپیٹے گا وہ مجھ ناشاد سے کیا کیا
ہزارون آرزوئین ہین کہون جلاد سے کیا کیا

ہزارون بستیان اوجڑین ہزارون سے وطن چھوٹے
ابھی ہونا ہے کیا جانے تری بیداد سے کیا کیا

غش آنے کا نہ کچھ غم ہے نہ ہشیاری کی پروا ہے
ہوئی ہے خود فراموشی تمہاری یاد سے کیا کیا

چھری مجھپر اسیری سے جو پہلی تیز کرتا ہے
خدا معلوم گلچین نے جڑی صیاد سے کیا کیا

خود آرائی سے کچھ مطلب نہ رکھا ترک دنیا کی
مٹے تیری محبت مین ترے ارشاد سے کیا کیا

کوئی گلگون قبا ہو خون مین کوئی نہاتا ہے
دکھلاتے ہو طلسم آئینہ فولاد سے کیا کیا

زمین پر وحی بھیجی عرش پر بلوا کے کرسی دی
خدا نے بھی محبت کی ہے آدم زاد سے کیا کیا

بہا ہی آنسوؤں میں خون ہو ہو کر رو رہا ہوں
ہوا ہے دل مرا تحلیل تیری یاد سے کیا کیا

کرینگے شاخ گل سے خاک پر جب پھول مرجھا کر
تو ہوگا ہول دل بلبل کو اس افتاد سے کیا کیا

رلا دیتا ہی حسرت سے کبھی مجھکو ہنساتا ہی
ترا غم کر رہا ہے ناز مجھ ناشاد سے کیا کیا

جو رحم آیا تو قہر آیا غضب ڈھایا تلون نے
عنایت کے عوض تمنے لئے شداد سے کیا کیا

اسیر گور ہو کر کیسی روح تڑپی ہے
قیامت پر قیامت گذری ہی صیاد سے کیا کیا

اونہیں آغوش میں لینے کی حسرت جب میں کرتا ہوں
لپٹتی ہی تمنا آکے مجھ ناشاد سے کیا کیا

اسیران قفس حسرت سے منقاریں جو کھولے ہیں
خدا جانے کہیں گے درد دل صیاد سے کیا کیا

دم رحلت کوئی پوچھے عدم کے جانے والوں سے
دیا کیا کیا لیا اس عالم ایجاد سے کیا کیا

چھری پھیری مگر پٹی نہ کھولی میری آنکھوں سے
سوال دید حسرت سے کئے جلاد سے کیا کیا

تلاطم ہو رہا ہے غل ہے آمد ہی قیامت کی
خدا معلوم ہوتا ہی مری فریاد سے کیا کیا

سرشت حسن سے انکے لہو کا رنگ پیدا ہی
شگوفے پھولینگے ان پھولوں کی بنیاد سے کیا کیا

تجھے صد آفریں صد مرحبا صد مرحبا اے دل
کیا ہی امتحاں میں سرخرو جلاد سے کیا کیا

نہ آئے پاس میرے وہ گرا کر مجھکو نظروں سے
خدا جانے اونہیں ہم آئے اس افتاد سے کیا کیا

وہ دیوانوں کے بلوانے کی تیاری جو کرتے ہیں
چمن کتنے اجڑوا لئے لیا حداد سے کیا کیا

تری تصویر مجھکو کھینچ دینے کی جو صورت کی
گئے اس کے ہوش انکی بیرخی بہزاد سے کیا کیا

ولی اللہ کا کبھی علم کیا علم لدنی سے
دو عالم کو ہوا ہی فیض واں استاد سے کیا کیا

کبھی جو شاخ گل لاکر قفس کے پاس رکھ دی ہے
تو بلبل نے کئے ہیں چوچلے صیاد سے کیا کیا

درانداز ان نے جانیں لیں جو کوہستان و عشق کی
دیئے شیریں کو دم کیا کیا کہا فرہاد سے کیا کیا

ہوا وارستہ دل مایوس دم کی آمد و شد سے
کیے رخصت کے ناز آزادوں نے آزاد سے کیا کیا

کبھی اسکو رلا ڈالا کبھی ہنسا شرف ناحق
قصاص اوس نے لئے میرے دل ناشاد سے کیا کیا

کیا رعب حسن آئینہ و انجمن میں تھا
سکتے میں سب تھے دم عیسیٰ کے بدن میں تھا

خونریز لیلیٰ کا غل جو تری انجمن میں تھا
برہم بہار گل کا مرقع چمن میں تھا

باغ مراد گو نہ تھی مجھ خاکسار کی
جنت کا تھا وہ پھول جو دھبا کفن مین تھا

فرہاد و قیس کی نہ اوڑی تہین یہ دھجیان
وحشت مین جو جو چاک مرے پیرہن مین تھا

گلکاریان یہ داغون سے بد تر قفس کی ہین
مفتاح دلکشا تھا جو کانٹا چمن مین تھا

اعمال نامہ لیکے نکیرین پھر گئے
ایسا جواب نامہ ہمارے کفن مین تھا

العدر نے رہنے کی ترے دیوانون مین خوشی
خندان مین گل کیطرح پھٹے پیرہن مین تھا

بیچین روح ہے قفس گور مین ہون بند
دم بھر کی بات ہے کہ مین زندہ چمن مین تھا

میت اوٹھی جو حشر کے دن مجھ نفیس کی
جھُرّی نہ تھی بدن مین نہ دھبا کفن مین تھا

روز ازل سے غش ہون تیری اوس کلام پر
اے یار کاف و نون کا اثر جس سخن مین تھا

فردوس مین بھی ڈھونڈھ رہی ہے اوسی کو روح
تھا کونسا وہ باغ مین جسکے چمن مین تھا

شامل کسی کا رنگ نہ تھا میرے رنگ مین
خوشبو تری بسی تھی مین جس پیرہن مین تھا

میرے جنون کو دیکھ کے سہمے تھے اسقدر
دم تھا نہ قیس مین نہ لہو کوہکن مین تھا

کیونکر زبان کھولتے اوس گل کے سامنے
کیا بولتے کہ قفل خموشی دہن مین تھا

خوش خوش جو خاک اوڑاتے ہین صحرای عشق مین
ارمان اس تباہی کا ہمکو وطن مین تھا

سہمی ہوئی بہار تھی اوس گل کے سامنے
جو غنچہ تھا وہ نیم شگفتہ چمن مین تھا

دزد حنا حسینون مین کیونکر ہو لقب
مخفی یہ چور تو مرے زخم کہن مین تھا

تاکا تھا موت نے ترے بیمار عشق کو
جب سے مریض تھا نظر گورکن مین تھا

دیکھی نہ میرے دل کی تڑپ صیدگاہ مین
افسوس ہے کہ دھیان تمہارا ہرن مین تھا

پھیلا دیا جو یار نے صحرا مین دام زلف
نافہ جو تھا چرائے ہوے دم ختن مین تھا

جس سے مزار مین تری بیت لکھ گئی
کیون ای شرف وہ کونسا حلہ کفن مین تھا

دم دلاسے سے نہ آیا نہ بمشکل آیا
سالہا سال سے پہلو مین نہین دل آیا

جاکے اوس شوخ کی محفل سے نہ خوشدل آیا
نیمجان ہوکے تڑپتا ہوا بسمل آیا

قبر پر پھول چڑھانے کو وہ قاتل آیا
باغ حسرت کی ریاضت کا محاصل آیا

رنگ خوشتر رنگ یہ مہندی میں جو قاتل آیا — شاید اسمیں ترے کشتے کا لہو مل آیا
تیرے پروانوں میں جلنے جو مرا دل آیا — اوس نہ کی منھ سے یہ ایسا متحمل آیا
زخمیوں میں جو تڑپنے کو مرا دل آیا — دھیان میں بھی کوئی نخچیر نہ بسمل آیا
واہ رے حوصلہ اللہ ری خوشی مرنے کی — سجدۂ شکر کیا میں نے جو قاتل آیا
بیٹھے کوئی بھی اوٹھا نہ تری محفل سے — صاحب دل بھی جو آیا تو وہ بیدل آیا
تیری محفل میں تصور کی طرح پہونچا میں — جا پہنچا چشم زدن میں کئی منزل آیا
جلد مرنے کو چھری اوسنے دوبارہ پھیری — پاس اونکے جو تڑپتا ہوا بسمل آیا
تربت قیس پہ وہ ہوگئی زندہ درگور — کوئی لیلی کے لیے لیکے نہ محمل آیا
دھوم ہے گنبدوں میں کہ بہار آ پہونچی — شور ہے موسم فریاد عنادل آیا
بے تکلف وہ رہا جسکو نہ دیکھا جبتک — پھر نہ آیا وہ کبھی جسپہ مرا دل آیا
نقش حب لکھنے پر اوسنے وہ فسوں سازی کی — ہاتھ باندھے ہوے رومال سے عامل آیا
دولت حسن لٹانے ہی لگے پردے سے — آگیا رحم جو دیدار کا سائل آیا
چاہنے والوں کی فریاد سنی جاتی ہے — کونسا محکمۂ عشق میں عادل آیا
لے چلے حسن پرستی کی ہوس دنیا سے — سامنے بھی نہ کوئی پیار کے قابل آیا
دونوں ہاتھوں سے کلیجا جو سیا سینے میں — ہو کے بیتاب سفارش کیلئے دل آیا
پتے گل گور غریباں میں بھری جاتی ہے — کون لیسوانے یہ اوجڑی ہوئی محفل آیا
ہوش تک بھی شب ہجراں میں نہ آیا افسوس — دم بھی دم بھر کو جو آیا تو بمشکل آیا
دل نہ قابو میں رہا دیکھ کے میرا تابوت — گور تک خاک اوڑاتا ہوا قاتل آیا
ہو رہی ہے جو یہ گھبرائی ہوئی خود بینی — کون آئینے میں ہونے کو مقابل آیا
ہے ازل سے یہ مجھے حسرت نظر رحمت کی — اسلیئے میں بھی گنہگاروں میں شامل آیا
پیوستہ میں وہ زخم رسیدہ ترے بیتابوں میں — دھیان میں کوئی نہ نخچیر نہ بسمل آیا
تھک کے مرجاؤنگا میں کہ وفا میں بیدل — دم تو لینے دے کہیں سیکڑوں منزل آیا
بزم ہستی تھی نگاہوں میں ہماری اندھیر — روشنی آئی جو وہ رونق محفل آیا

حاصل ملک لعشق نہ کسی نے پوچھا
اس علاقے کی نہ تحصیل کو عامل آیا

سجدۂ شکر کی حسرت لے کشش کی جسدم
آستان در محبوب ادھر رل آیا

مجھ سے بیکار سے مرجانے کی قربانی کی
کام درپیش جو آیا بھی تو مشکل آیا

بام پر اوسنے بلایا مجھے معراج ہوئی
جاکے اوس شوخ سے مین آج شرف ل آیا

خوب ہی نام نکالوگے مری جان اپنا
لوٹ کر مجھکو جتاتے ہو جو احسان اپنا

لاکے مجنون کو دکھایا جو بیابان اپنا
پھاڑ کر پھینک دیا اوسنے گریبان اپنا

روح رخصت ہی جگر خون ہی دل ہی ریزے
آج شیرازۂ ہستی ہے پریشان اپنا

کی جو خواہش تری دیوانون نے گنجایش کی
خاک اوڑانے کو دیا حشر نے میدان اپنا

خاک ہو جائینگے تجھ مین ہی نہین رہنے کی
ہمکو مہمان سمجھ اے گور غریبان اپنا

تیری حسرت کا جو ہر دم کلمہ پڑھتا ہون
اس وظیفے کو سمجھتا ہون مین ایمان اپنا

گھٹ کی جب روتی ہین ہوجاتی ہی وحشت ہمکو
دلکشا ہمکو سمجھتے ہین یہ زندان اپنا

اے دل آزردہ نہو آمد و شد سے دم کی
اسکی خاطر سے تجھے چاہیے مہمان اپنا

تیری حسرت نے کیا ہے ہمین ایسا نابود
عالم ہو مین ممکن نہین امکان اپنا

اسقدر خوش تھے ترے ہاتھ سے گھائل ہوکر
دم ہی نکلا ہی تو ہر زخم ہے خندان اپنا

لپٹے ہین ساری خدائی کے گنہگار آکر
تیری رحمت نے بڑہایا ہے وہ دامان اپنا

داغ دل کو مرے برباد نکرنا مرے بعد
کیجیو اسکو چراغ اے شب ہجران اپنا

استخوانون کو مرے لیکے امانت رکھ چھوڑ
تو دفینہ سمجھ اے گور غریبان اپنا

پیرہن وقت کیا راہ جنون مین ہمنے
قبر مجنون پہ چڑھا آئے گریبان اپنا

کر گیا آپکا دنیا سے دعا کو رحلت
قبر پر رکھنے کو بھیجا اپنے قرآن اپنا

ہمیں ڈالے تو نہ کر اوسکی شکایت اے دل
بات دیکر کہ نہو دوست پشیمان اپنا

دم نکلجائے تو مرتے ہی خدا رس ہوجائے
چاہیے نزع مین انسان کو سامان اپنا

ہمنے دل بھر کے گل داغ محبت لوٹے
اوس پہ پیروئے لٹایا جو گلستان اپنا

سنا ہوتا ہے اک روز خدا کا ایدل
کیا دکھائینگے اوسے روسے پشیمان اپنا

اوس پر روتے شرف یاد کیا ہے تمکو
تخت لیجانے کو لائے ہین سلیمان اپنا

ارادہ اوس سے کرے کیا کوئی لڑائی کا
کہ جیسکے تیرون کو دعوا ہے دلربائی کا

کیا ارادہ جو اوس گل نے رونمائی کا
تو کارخانہ دگرگون ہوا خدائی کا

سیاہی آنکھون کی حل آنسوؤن مین کرتا ہو
فسانہ ہوگا مرے خط کی روشنائی کا

گناہگار کی میت جہان سے اوٹھتی ہے
ہوا ہے حکم رحیمی کو پیشوائی کا

پہونچ کے بارگہ خاص تک پھرے مایوس
رسائی کرکے لیا داغ نارسائی کا

نظر لگی نہ کہین نازکی کو نرگس کی
نہ شاخ گل سے ارادہ کرو کلائی کا

ہوس ہی رہگئی پہونچے نہ اوس پری رو تک
جہان سے لیکے چلے داغ نارسائی کا

نیاز مند سے جانے دو بے نیازی کو
غریب سے نہ کرو ناز کبریائی کا

چمک وہ ہے کہ مرا اشک دکھائی دیتا ہے
یہ عالم اب تو ہے رخسار کے صفائی کا

اسیر تھا تو مین کڑھتا تھا چھوٹنے کے لیے
رہا ہوا تو مجھے غم ہوا رہائی کا

اسی مین ہو گئی حسرت آرزو کی گنجائش
کہ خاتمہ ہے مرے دل پر اس سمائی کا

کسی نے چادر گل بھی نہ بھیجی تربت پر
بڑا بھروسا تھا یارون کی آشنائی کا

شرف حسینون کو تم ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر چلے
نہ پہنو جامہ جدائی مین پارسائی کا

اگر تم بیٹھتے مجھکو تو مین شکر خدا کرتا
کہ سرمہ بھی جو ہو جاتا تو ان آنکھون مین جا کرتا

تجھے جانا تھا عاشق تھا ترا شکوہ مین کیا کرتا
کیا تھا پیار اس منھ سے اسی منھ سے گلا کرتا

تمہارا ہجر کے دم سو ہر نفس مین قضا کرتا
یہ حسرت تھی کہ جو شرط محبت تھی ادا کرتا

بچاتا ڈوبنے سے کون میری چشم گریان کو
مین اس کشتی طوفانی کا کسکو ناخدا کرتا

نہ دیتا کسطرح دنیا مین نقد جان کو وعدے پر
خدا کا قرض تھا مجھپر نہ کیونکر مین ادا کرتا

کلیجے سے لپٹ جاتے جو تم آغوش مین آکر
تو ہمسے برخلافی کیون جدائی کا مزا کرتا

خدا دیتا مجھے قدرت اگر ہیئت بدلنے کی — ترا دل ہو کے ہر دم تیرے پہلو مین رہا کرتا
نہ منظور اوسکو ہوتی خانہ بربادی گلشن کی — چمن سے رنگ کیون غنچون سے کیون خوشبو جدا کرتا
نحر مین ہوے خلد آتی تری رحمت جو ہو جاتی — مقام ہو کو بھی تو چاہتا تو دلکشا کرتا
مزا گوشہ نشینی کا وہ لوٹا ہے جو چھٹتا ہی — گلون کو جا کے دیکھ آتا قفس ہی مین پڑا کرتا
وہ بیکس ہون اگر تربت مری مسمار ہو جاتی — تو مشت استخوان کی جو کسی برسون ہما کرتا
ہزار دن روگ صدہا دکھ تھے آزار محبت مین — دوا کرتا تو کس کس درد کی یارو دوا کرتا
شگفتہ کس طرح ہوتا گل شاداب مرجھا کر — مٹا یا تھا جسے تو نے وہ کیا نشو ونما کرتا
قفس مین بوے گل کے واسطے ایسا ترستا ہون — جو بس چلتا تو اپنی سانس کو باد صبا کرتا
کیا تھا بندۂ احسان مجھے دیدار دکھلا کر — سوا مر جانے کے تجہیز عوض اسکا مین کیا کرتا
قفس کے جلس سے چھٹ کے جو ہم تفریح کو جاتے — تو وہ گل ہو کے پر ہم بند گلشن کی ہوا کرتا

کریمی اوسکی پھر دیتی شرف دامن ادون سے
رجوع قلب سے جو بندۂ عاجز دعا کرتا

دل کبھی بوے بہاری نے خوش اسکا نکیا — کوئی نسیمہ پھول کو بلبل نے کلیجا نہ کیا
دم نکلتے ہی گیا پھول تری رحمت سے — دوش احباب پہ بھاری مرا مُردا نہ کیا
مٹتے والون کی نمائش نہ کبھی کی اوسنے — جنکو نابود کیا پھر اونہین پیدا نہ کیا
خاک برسون چمنستان مین وطری بلبل کی — پیرہن غنچہ و گل کا کبھی میلا نہ کیا
مرے اشکون نے زمانہ سے نہ کہو یا کسکو — آبرو کسکی نہ ڈوبی کسے رسوا نہ کیا
سوز رقت کی جو لو میرے جگر مین بھڑکی — شمع سنت کی سنبھ کے اوسے ٹھنڈا نہ کیا
جیسے انسان ہے محبوب الٰہی مشہور — نام ایسا کسی قدسی نے بھی پیدا نہ کیا
اس رحیمی و کریمی کے تصدق جاؤن — دھیان بھی میرے گناہون کا کچھ اصلا نکیا
شاد ہین گل کی طرح جامۂ عریانی مین — دل نفاست نے ہمارا کبھی میلا نہ کیا
ہم وہ برباد ہین اوٹھی تھی جہان سے مٹی — دفن قاتل نے ہمارے ہمین اوسجا نہ کیا
لن ترانی پہ اگر ناز کیا تھا تمنے — وجہ پھر کیا تھی جو آئینے سے پردا نکیا

گل کسی سے نہوئی آگ مرے دل کی لگی
کون کون آکے شرف اسکو بجھایا نہ گیا

لبون پر دم ہی وہ عیسی شمائل کیون نہین آتا
فلک غم کا گرا کر مجھپر ا یدل کیون نہین آتا

ازل سے بی چھری جسکا ہو دل بسمل کیون نہین آتا
مری آسان کرنے کو وہ مشکل کیون نہین آتا

زمانہ تمسے لیجاتا ہی نعمت دین و دنیا کی
جو ہر دیدار کا بھوکا وہ سائل کیون نہین آتا

چلی آتی ہے خلقت میری تربت کی زیارت کو
شہید ناز ہون جسکا وہ قاتل کیون نہین آتا

مسافر تھک کر مرجاتا ہی کیون شہر خموشان کا
غریب آفت زدہ منزل بمنزل کیون نہین آتا

پری سی صورتون سے جسنے یہ دنیا بسائی ہی ہر
پھر اس محفل مین وہ بانی محفل کیون نہین آتا

طرفداری مری کرتا ہی جھگڑے مین قیامت کے
یہ جسکا رحم آیا ہی وہ عادل کیون نہین آتا

جنازہ دہوم سے لیلی نے اوٹھوایا ہی مجنون کا
جلو داری کو ناقہ لیلے کے محمل کیون نہین آتا

پھر آئے چند پروانے بھی زندہ اوسکی محفل سے
نہین معلوم کیا گذری مرا دل کیون نہین آتا

مکان صیاد کا باہر ہے کیا گلزار عالم سے
یہان پیک صبا طی کرکے منزل کیون نہین آتا

تمہاری بزم مین ساری خدائی جمع رہتی ہی
لیا ہی جسکا تمنے دل وہ بیدل کیون نہین آتا

بتاؤ تو ہمین کیا تمنے خونریزی سے توبہ کی
چھری کھاکے کوئی مرنے کو بسمل کیون نہین آتا

مسافر ہون عدم کا دیکھ لون اوسکو تو رخصت ہون
ہوئی جاتی ہے کھوتی میری منزل کیون نہین آتا

غشی موت مین مجھسے وہ کہتی ہین ہم آئی ہین
تجھے اب ہوش آ ہی بیہوش غافل کیون نہین آتا

اوجڑ جائیگا ایدل چھوڑتا ہی تو جو پہلو کو
یہ بیتابی ہے جسکے واسطے دل کیون نہین آتا

ہزارون غنچہ و گل منتظر ہین جسکی خوشبو کے
شرف مشتاق ہی جسکی یہ محفل کیون نہین آتا

گلزار حسن و عشق ہین ہمکو مکان سے کیا
پہلو نشین گل ہین ہمین آسمان سے کیا

کہنے کو کیا تھے ہمنے کہا جانجان سے کیا
کیا جانے بیخود اسی مین نکلا زبان سے کیا

ہین جان بلب قفس مین ہمین آشیان سے کیا
قصہ یہان تمام ہی مطلب وہان سے کیا

بلبل سے ہو گیا ہی جو اسکو دلی عناد
کیا جانے فصل گل نے جڑی باغبان سے کیا

اپنی ہی خاک اوڑ سکے کریگی طواف عرش
ہوگا بلند اور غبار آسمان سے کیا

کیا ہی جھک رہا ہی جو بلبل کا آشیان
دو پھول بھیک مانگ لیے باغبان سے کیا

پھیکا ہے بیکسی نے جو باہر مزار کے
یارب گنہ ہوا ہے مری استخوان سے کیا

خود رفتہ ہو کے عشق مین جاے جہان رہے
دیوانے کو مکان سے کیا لامکان سے کیا

کی ہی جو قدسیون نے حضوری کی آرزو
انسان کو خدا نے کہا ہی زبان سے کیا

پوچھا فرشتون سے جو سنا ہمنے شور حشر
یوسف کوئی چھٹا ہے کسی کاروان سے کیا

دیگا مرے تڑپنے کا پروانہ کیا جواب
بیتابیون کی بحث کرون بے زبان سے کیا

مرتے ہین تم پہ کیون ہوس سلطنت کرین
تابوت چاہیے ہمین تخت روان سے کیا

بھرتے ہین دم کلام کرامات کا مسیح
کیا جانے سن لیا ہی کسی کے دہان سے کیا

چھٹتا نہین ہی خون مرا تیری تیغ سے
اور امتحان ہوگا اب اس امتحان سے کیا

بیکار ہی ضعیفی مین حسرت شباب کی
جو تیر چھٹ گیا وہ ملیگا کمان سے کیا

بلوا کے باتین کی ہین تو پردہ اولٹ ہی دو
بیٹھے ہو منہ چھپائے ہوئے میہمان سے کیا

جبرئیل کھلے بلبل سدرہ جو ہو گئے
یارب اوڑا لیا ہے مری داستان سے کیا

چھائی ہے سوی قبلہ گھٹا کی طرح شفق
برسے گا تیرے کشتون کا خون آسمان سے کیا

برسون ریاض کر کے ہوا ہی قفس نصیب
صیاد سے ہی عشق ہمین بوستان سے کیا

خوش ہو رہے ہو آپ ہی تم پڑھکے ای شرف
ہم بھی سنین جواب خط آیا وہان سے کیا

جلا وطن کو وطن کی خبر سے کیا مطلب
خدا نے گھر سے نکالا تو گھر سے کیا مطلب

صبا کو بند لحد مین گذر سے کیا مطلب
اسیر گور کو دیوار و در سے کیا مطلب

رسائی ہوگی نہ انسان کی اوس پری تک
وہ بے نیاز ہی اوسکو بشر سے کیا مطلب

اوڑا دو شوق سے دل کو نہ جوڑو تیر اسیر
اوسی نے تاکا ہی تمکو جگر سے کیا مطلب

لحد مین روشنی چاہی تو بولی تاریکی +
شب مزار کو نور سحر سے کیا مطلب

گلو سے فرق بریدہ کرو یہ چسپیدہ ہ
شہید ناز کی میت کو سر سے کیا مطلب

نہ لینگے ساتھ کوئی شی عدم کی منزل مین
خدا کی راہ مین زاد سفر سے کیا مطلب

لگا نہ بلبل کشتہ کو تیرا اے صیاد
شکار کھیل چکا مشت پر سے کیا مطلب

اثر جو آہ مین ڈہونڈھا تو جل کے بولی آہ
کوئی دوا نہین مجھ مین اثر سے کیا مطلب

زوال عمر ہوا جب تو حسن زیست کہان
ڈھلا جو دن تو اوسے دوپہر سے کیا مطلب

یہان تو ملتی ہے دولت اسی مرادون کی
ترے گدا کو کسی اور در سے کیا مطلب

محبت اوسکی سمجھتا ہون مین یہ اکسیر
کسی کو بے اثری و اثر سے کیا مطلب

حبیب کہکے جو معراج مین بلایا ہے
یہ رمز کیا ہے خدا کو بشر سے کیا مطلب

ستم کرو نہ کسی پر کریم کہلا کر
کہ تم تو خیر کے موجد ہو شر سے کیا مطلب

قضا کی آچکے آنکھین بچھانے والی نے
اب اس غریب سے ترچھی نظر سے کیا مطلب

کسی سے ہمنے جو اونکا مزاج پچھوایا
کہا وہ کون ہین میری خبر سے کیا مطلب

لکھا ہے نامہ تو مین نے کرو مرے پرزے
گناہگار ہون مین نامہ بر سے کیا مطلب

مزا نہ ڈھونڈھ حلاوت مین ترک لذت کی
کہ فقر فاقے مین شیر و شکر سے کیا مطلب

شب فراق مین کیا چاندنی کی سیر کرین
اک آسمان پھٹا ہے قمر سے کیا مطلب

تمام عمر نہ بیٹھے کبھی جو سائے مین
مرے پر اوسکو لحد کے شجر سے کیا مطلب

نظر مین رکھتے ہین صیاد و باغبان ہمکو
گلون کی بو سے ہمین کیا ثمر سے کیا مطلب

گھڑی گھڑی جو لپٹتا ہے طرۂ گیسو
یہ اسکو ہے تری نازک کمر سے کیا مطلب

شرف وصیت آرائش لحد نہ کرو
فنا کے بعد تمہین کروفر سے کیا مطلب

دیکھکر مجھکو وہ بولے اپنی محفل کے قریب
یہ مسافر ہوگا شادی مرگ منزل کے قریب

رحم بھی صیاد کو آیا تو سمجھا یا مجھے
پر بریدہ کرکے چھوڑا بھی تو بسمل کے قریب

تیغ ابروسیان سے واقف کبھی ہوتی نہین
یہ وہ لیلی ہے نہین جاتی جو محمل کے قریب

جان دونون مین تھی تم جو نہ تھے آغوش مین
دل جگر کے پاس بیدم تھا جگر دل کے قریب

اوس ستمگر سے جو مانگی دل کے ناسورون کی داد
رکھ دے اک تصویر چھلنی کی مرے دل کے قریب

چاہنا ظالم نہ دنیا چاہنا دنیا مراد
سن تو لے اسکی ٹھہر تو اپنی سائل کے قریب

جان کو اپنی لڑا کر اوسکے دل مین کی ہے جا
معرکے مین لی ہے جا پہلوی قاتل کے قریب

اوسکی ترکش سے کیا تیرون کی دستون نے جو کوچ
کچھ جگر کے پاس او تیر کچھ مرے دل کے قریب

یاس نے بٹھلا دیا تھوڑی رہی جب راہ عشق
نارسائی نے کیا وا ماندہ منزل کے قریب

چودھوین شب جل بسی وہ داغ حسرت ہو گیا
جب تری تصویر رکھ دی ماہ کامل کے قریب

سخت دل یون آکے تڑپا ڈبڈبائی آنکھ مین
جیسے کشتی ڈگمگا جاتی ہے ساحل کے قریب

شوق عشق آغاز ہے انجام ہے اے دل بخیر
موسم حق اب کہان دن آگئے باطل کے قریب

دیکھکر آئینہ کیا عالم ہے دل کا سچ کہو
کیسے چپ بیٹھے ہو تم اپنے مقابل کے قریب

اے شرف اک پھول سے بھی ہم تو کم سمجھے اسے
کوئی دیوانہ نہ آیا جس سلاسل کے قریب

بے نیازی تجھکو زیبا تیری باتین لاجواب
لن ترانی کا تجھے دون ہی پہ پرو کیا جواب

عشق مین بےمثل ہون مین حسن مین یکتا ہو تم
کوئی دنیا مین نہ مجھسا ہے نہ تمسا لاجواب

لن ترانی سنکے مین نے بھی دیا پردہ اولٹ
لاجواب اوسنے کیا تھا خوب ہی سوجھا جواب

حضرت موسی کے منھ سے پھر نہ نکلی بات بھی
ہوش ہی جاتے رہے اوسنے دیا ایسا جواب

شاد ہو اے دل مبارک ہو مبارک ہو تجھے
شکر ہے آئی مراد آیا مرے خط کا جواب

تیغ چمکانے کو وہ کہتے جو میرے سامنے
بھول جاتے بانکپن ایسا اونہین دیتا جواب

راستی پر ہم بھی ہین تم بھی نہ ہمسے بل کرو
سیدھی سیدھی بات کا دینا ہو کیا ٹھہرا جواب

ہو رہے ہے تیرے کرم سے دم بخود منکر نکیر
سر جھکا کر رہ گئے اونکو دیا ایسا جواب

اے پری رو کیون نہو شہرت تری یکتائی کی
حق تعالی نے نہین پیدا کیا تیرا جواب

خط نہ لکھنے کو اونھون نے نامہ لکھا ہے مجھے
ہو چکی اونسے صفائی صاف صاف آیا جواب

جانچان کرتا ہو نہین تسکینئ دل کا سوال
مطمئن ہو جاؤن مین ایسا مجھے دینا جواب

کچھ نہ پوچھو دوستو مجھسے جواب خط کا حال
نامہ بر کی جان کو روتا ہو نہین کیسا جواب

سچ بتا دو آج بھی آؤ گے شب کو یا نہین
کیا تمہین منظور ہے دیتے ہو مجھکو کیا جواب

خط شوق اونکو تو پہونچا میری دکہجی نہین — نامہ بر کہتا ہے آئیگا لیس فردا جواب

اے شرف روتی ہو کیون قاصد کی صورت دیکھکر
تمنے کیا لکھا تھا اوسکو اوسنے کیا لکھا جواب

فرصت ملیگی بات کی اوس نازنین سے کب	چھوٹیگی جان قیدِ دنیا و دین سے کب
لیے یار ہوگا صبر مجھے اندوہگین سے کب	زندہ رہونگا چھوٹکے مین اوس نازنین سے کب
رلواکے ہمیں آپ کو کب رحم آئیگا	آنسو ہمارے پونچھیگا آستین سے کب
دنیا مین کوئی یار ہے طبقہ بہشت کا	اتنی زمین اوٹھ آئی تھی خلد برین سے کب
سونپی ہین تمنے خاک مین میری چوڑیان	یہ تو کہو یہ لوگے امانت زمین سے کب
دیدار کے سوال کو ہم آپ جائینگے	ہوگا سوا ہمارے یہ روح الامین سے کب
لیکا ہماری آنکھون کو ہے جہانک تاک کا	ہوگی موافقت کسی پردہ نشین سے کب
مجھ بیکس کی حشر مین دینگی گواہیان	چھینٹین چھٹینگی خون کی تری آستین سے کب
قالب سے نکلے تو تو ملے دولتِ وصال	اے دل کمائی ہوتی ہے خانہ نشین سے کب
دستِ حنائی چوم لیے ہین چھری تلے	آنکھین ملی ہین یار تری آستین سے کب
تربت وہین بنےگی جہان گر پڑونگا مین	نقشِ قدم کی طرح اوٹھونگا زمین سے کب
یکتائی کا تری کلمہ کب پڑھونگا مین	گویا زبان ہوگی تری آفرین سے کب
کسطرح دیکھون چشم تصور سے قصر یار	آئیگا لامکان نظر اس دوربین سے کب
کہنے لگے اوٹھا کے وہ لخت جگر مرا +	یہ لعل کھل پڑا تھا مرے آستین سے کب
تربت مین میری روح کو کب ہوگی تازگی +	دو پھول پھینک جاؤگے لاکر کہین سے کب
الفت جتا جتا کے لپٹتی ہے مجھسے قبر	اوٹھی تھی مشت خاک مری اس زمین سے کب
بیتاب ہون سنونگا نہ مین لن ترانیان	گستاخ ہون ڈرونگا تمہاری نہین سے کب
برباد کی صبا نے جو اسے شوخ شہسوار	جھٹکا تھا میری خاک کو دامان زین سے کب
گلشن مین آگ چار طرف ہے لگی ہوئی	پھول اسمین جا پڑا تھا رخ آتشین سے کب

دم ضیق مین ہے سو نفس سے اے شرف

چھٹکارا ہوئیگا قفس و اسپین سے کب

قفس میں شاد ہون مین نالہ و شیون سے کیا مطلب
پلا ہون خانۂ صیاد مین گلشن سے کیا مطلب

اگر تم پیرہن کی دھجیان کرتے تو سی لیتا
مرا دل پہاڑ ڈالا ہے مجھے سوزن سے کیا مطلب

پڑا رہنے دو کشتون کو تم اپنے اپنے کوچے مین
شہیدان ادائے ناز کو مدفن سے کیا مطلب

ہوس ہے مجھکو تیری تیغ سے جو زنگ ہونے کی
مجھے چار آئینون سے کام کیا جوشن سے کیا مطلب

وہ کہتے ہین نکالو میری محفل سے ضعیفون کو
جو گل پژمردہ ہوجائین اونہین گلشن سے کیا مطلب

نہ آئیگا وہان تک خون کیون تو سرکا جاتا ہے
الگ ہین تو تڑپتا ہون ترے دامن سے کیا مطلب

عزیز اہل وفا کو ہوتی ہے مٹی شہیدون کی
ستمگارون کو خاک پاک کی سمرن سے کیا مطلب

ارادہ ہی کبھی ہرگز نہ قتل عام کا کرنا +
رہو تم نازنینون مین تمہین ان کہن سے کیا مطلب

لگاوٹ دمبدم ہے ناز معشوقانہ کرتی ہے
تری تیغ دو دم کو ہے مری گردن سے کیا مطلب

جنون مین ننگ ملبوس تکلف کو سمجھتا ہون
بہت زیبا یہ عریانی ہے پیراہن سے کیا مطلب

کسی کی مجلس حیران کی حسرت مین ہون آوارہ
گل نرگس سے مطلب کیا مجھے سوسن سے کیا مطلب

عدم کی راہ مین لوٹے کوئی کیا جان کہتا ہے
خدا ہے حافظ و ناصر مجھے رہزن سے کیا مطلب

ادواٹ و نیخ کو کہتا ہون تسیر ہم ہو کے کہتے ہین
تمہین پیری نقاب چہرۂ روشن سے کیا مطلب

ہزارون گل جو نیرنگ جہان نے اسمین چھونکے ہین
خدا جانے کہ ہے سرتابی گلخن سے کیا مطلب

جہان جانی رہی خوشبوی گل بس پر نہین آئی
مرے پیرا ہے شرف روح روان کو تن سے کیا مطلب

تیری اوج حسن سے ہے پست جاہ آفتاب
کیا ہے وہ ناچیز تو ہے بادشاہ آفتاب

داغ پر اسکے ہوا جب اشتباہ آفتاب
خانۂ دل کو مین سمجھا جلوہ گاہ آفتاب

سیل ہستی کو ہے یون تا کے ہوے ہنگام حشر
جسطرح شبنم پہ پڑتی ہے نگاہ آفتاب

بندۂ بے زر ازل سے ہے جمال یار کا
دونون عالم آج تک تو ہین گواہ آفتاب

نور کا کیا ہے لباس اوس نوجوان کا ہوئیگا
جسنے پیری صبح کو دی ہے کلاہ آفتاب

تفرقہ شام و سحر مین کس سبب سے پڑ گیا
ماہ سے موقوف ہے کیون رسم و راہ آفتاب

حشر تک بھی منھ نہین کرنے کا دنیا کی طرف
اک پری پیکر سے جھپکی ہے نگاہِ آفتاب

عاشقون کے نام سے جھک جاتے ہین آتش پرست
یہ ترے پروانے ہین وہ خیرخواہ آفتاب

غنچہ و گل کو جو تولتا ہی وزن ہر دہوپ مین
کوئی پوچھے تو کیا ہی کیا گناہ آفتاب

حسن کی تو جان ہی معشوقون کا ہی
آفتاب ماہ نو ہے اور ماہِ آفتاب

رعب روی آتشین سے جب یہ روگردان ہوا
نور تیرا ہو گیا پشت و پناہ آفتاب

تو جو سرگردان اسے رکھتا ہی روبروے آسمان
بالا بالا یہ نہین جانے کی آہِ آفتاب

روشنی کس شی کی آئین ہی جو ہون روشن ضمیر
ماہ و پروین کا نہ رستا ہی نہ راہ آفتاب

چاہ بابل سکے اوس زہرہ جبین نے ای شرف
نام رکھا ہے ذقن کا اپنے چاہ آفتاب

باغ مین روتا ہون خون این گل دیگر شگفت
موسم گل مین جنون این گل دیگر شگفت

یون ہین تیری بزم ہی باغ و بہار ای پری
اوس پہ ہوا انگشت خون این گل دیگر شگفت

تازہ شگوفہ سوا آئی ہے فصل بہار
کھل گئے داغ جنون این گل دیگر شگفت

پریون نے دی دیکے دم قصے سے لوائین میری
ہو گیا سودا فزون این گل دیگر شگفت

ہا نزاکت تیری بوسے کا دیکھا جو خواب
چہرہ ہوا نیلگون این گل دیگر شگفت

ورلقا نازنین شکل پری نوجوان
ایسے پہ عاشق نہون این گل دیگر شگفت

زر ہوے سیکڑون خاک مین صدہا ملے
پھول جو تھے لالہ گون این گل دیگر شگفت

بوی چمن شام تک کل مجھے خوش آئی تھی
آج مین صحرا مین ہون این گل دیگر شگفت

جان جہان روح من عشوہ گر و شوخ چشم
پیار نہ اوسکو کرون این گل دیگر شگفت

قیس تو ہی ہمنشین جوش جنون ہے تو ہو
اس سے جدا مین ہون این گل دیگر شگفت

غنچہ دہن گلبدن سرو سہی سبزہ رنگ
اوسکو شرف دل نہ دون این گل دیگر شگفت

اوسکے دیدار کی بھی بنے اگر کی صورت
ہو گی بیتابی مین کیا تاب نظر کی صورت

دل کی پھٹے پھٹے کی ہوئی ہے جو جگر کی صورت
غنچہ بھا ہو گیا کھل کر گل تر کی صورت

میرے خون مین جو نہا کر یہ کبھی نکھریگا
اک پری ہوگی ترے تیر کے پر کی صورت

اوسکے جاتے ہی نہ قالب مین ہا دم باقی
ہوگئی گور سے بدتر مرے گھر کی صورت

غنچے سے بھی دہن یار سوا ہے خوشرو
خوبصورت ہی رگ گل سے کمر کی صورت

کیا تصور رہا پیش نظر جیتے جی
سامنے سے نہ کبھی یار کے سر کی صورت

نظر آتی ہین دوئی مین مجھے دو تصویرین
دیکھون دل بھر کے ادھر کی کہ ادھر کی صورت

حسن کیا حسن ہے کیا نور ہے اللہ اللہ
غش کرے حور بھی دیکھے جو بشر کی صورت

ناتوانی مجھے بیدم ہی پڑا رہنے دے
سانس آئیگی تو اوڑ جاؤنگا پر کی صورت

یار کا مانی نے مرقع کے جو نقشہ کھینچا
ہوش گم ہوگئے نکلی نہ کمر کی صورت

جلوہ گر چار طرف ہی تری تصویر ای یار
دل کسے نذر دون دیکھو نہین کدھر کی صورت

خط یہان سے کوئی پہونچا نہ وہان سے آیا
آرزو رہگئی نکلی نہ خبر کی صورت

اوسکے ابرو ہین اگر تیغ دودم کی تصویر
سرفروشون کا جگر بھی ہے سپر کی صورت

کر لیا اسلیے سامان عدم پہلے سے
دفعتہ ہوتی نہ اسباب سفر کی صورت

شکل وہ پائی کہ محبوب خدا کہلایا
خود بدولت کو پسند آئی بشر کی صورت

غم مین پروانون کے یہ حال ہوا گھل گھل کر
ہمسے دیکھی نہ گئی شمع سحر کی صورت

کس مسیحا نے یہ لکھا ہے مرقع نسخہ
ہر دوا مین نظر آتی ہے اثر کی صورت

تری رحمت سے ہوا باغ ارم کی تصویر
نور کی ہوگئی مدفن مین بشر کی صورت

یاد گیسو مین شرف نالۂ سوزان جو کیا
ہڈیان ہوگئین جل جل کے اگر کی صورت

خلعت فاخرہ دونگا اوسی جاگیر سمیت
نامہ بر یار کا آئیگا جو تحریر سمیت

جو میرے حق مین وہ چاہیگا وہی ہو ویگا
اوسنے قابو مین کیا ہی مجھے تقدیر سمیت

اوس شہ حسن کو ہم دیکھتے ہین رویا مین
عرضیان لکھتے ہین یوسف بھی تعبیر سمیت

لیلی و قیس کو اوسنے جو کسی نے پوچھا
اپنی تصویر دکھا دے مری تصویر سمیت

وا دکھائیگی شاید کسی پروانے کی
شمع محفل مین طلب ہوتی ہے گلگیر سمیت

جان دیگر ترے دیوانے کا زیور اوترا
بیڑیاں آج بڑھائی گئیں زنجیر سمیت

خون ناحق کا سبب اس سے خدا پوچھے گا
سر طلب ہوگا ہمارا تری شمشیر سمیت

تیری حسرت میں فرستادہ تجھکو تیرا
دل میں پیکان کو دیتا ہوں جگہ تیر سمیت

اوسکی رحمت نے نوازا جو گنہگاروں کو
باغ جنت کی معافی ہوئی تقصیر سمیت

دوڑ بھیجا ائی ہے صیاد پر اوس گل رو نے
حکم ہے جلد اوسے حاضر کرو نخچیر سمیت

خاک ملجائے اگر اوسکے در دولت کی
کیمیا کو میں نہ باور کروں اکسیر سمیت

ناحق وحق کی اگر بحث خدا پوچھے گا
عاجزی اپنی کہوں گا تری تقریر سمیت

یار دیوانہ ہشیار مجھے سمجھا ہے
بدھی پھولوں کی جو بھیجی ہو زنجیر سمیت

لاکھ حکمت کی مگر یار نہ قابو ہوا
عقل آرائی دھری رہ گئی تدبیر سمیت

میں نے اس پاس سے قاتل کی چھری کو دیکھا
نیت ذبح بھلا دی اوسی تکبیر سمیت

تم مجھے لکھتے ہو کیا میں تمھیں کیا لکھتا ہوں
اپنی تحریر کو دیکھو مری تحریر سمیت

غل ہے زندان میں تنگ آ کے ترے قیدی نے
کاٹ ڈالا ہے گلا طوق گلوگیر سمیت

درد دوری نے کیا میری دوا کو بیکار
بے اثر ہو کے تھکی آئی تھی تاثیر سمیت

خال خط مصحف رخ کا جو بیان کرتا ہوں
حفظ کرتا ہوں میں قرآن کو تفسیر سمیت

سمجھ ترا جرم کے چومونگا تری ابرو کو
تجھکو قبضے میں کرونگا تری شمشیر سمیت

باب زندان کی حقیقت نہ شرف نے جانی
قفل کو پھینک دیا توڑ کے زنجیر سمیت

ہو رہے ہیں زخم دل صد چاک زخم تن سمیت
گل گریبان پھاڑتے ہیں باغ میں دامن سمیت

کاجل آنکھوں میں لگایا اوس شوخ نے مسی ملی
آج تو نرگس کو لوٹا یار نے سوسن سمیت

ذبح کر اچھی طرح سے ہے نجات مجھکو نہ چھوڑ
میری شہرگ کاٹ دے میری رگ گردن سمیت

عشقبازوں پر ہوا ہے ساحروں کا شک اونہیں
نام جلنے والے پکڑے جاتے ہیں سمرن سمیت

کس ستم کی تیغ تھی وہ کس غضب کا کاٹ تھا
پیکر مرحب کو دو ٹکڑے کیا جوشن سمیت

اے فرشتو میں نہ چھوڑونگا ریاست ہی مگر
لیچلو فردوس میں مجھکو مرے مدفن سمیت

بجھ گیا دل جب چراغ نوجوانی گل ہوا — منھ پہ چھائی مردنی رنگ اوڑ گیا روغن سمیت
پلکین ٹکنے مین چھٹا ہون ہاتھ سے صیاد کے — آنکھ مین ڈورا ابھی موجود ہے سوزن سمیت
لے چل اے بخت رسا آرام گاہ یار مین — دولت دیدار اوسکی لوٹ لون جوبن سمیت
مین شہید بیگنہ ہون ہے یہی میرا کفن — دفن کر دو مجھکو خون آلودہ پیراہن سمیت
تیر مارا ہی تو اسکے زخم مین بھر دو اوگال — بند کرتے جاؤ خون دل مرا روزن سمیت
دم خفا ہی زندگی سے اشتیاق زلف مین — دفن کر دے کوئی جیتے جی مجھے الجھن سمیت
لالہ و گل کو جلاتے ہین جو میرا بس چلے — گلخن افروزون کو پھکوا دون ابھی گلخن سمیت

تنگ وحشت ہو تمھین زیبا نہین ہے ای شرف
پیرہن پھینکو گریبان پھاڑ کر دامن سمیت

پروانون مین تڑپتے رہے ہم تمام رات — بیتابی نے نہ لینے دیا دم تمام رات
رقت نے دی نجات نہ اک دم تمام رات — رومال آنسوؤن سے رہا نم تمام رات
دھڑکا رہی ہی شب کو جو پیہم تمام رات — دل نے مرے کیا ہی یہ ماتم تمام رات
کسوقت اوسنے جاکے کرے کوئی عرض حال — تا خوش وہ دن کو رہتے ہین برہم تمام رات
تا صبح شمع بزم کے آنسو بہا کیے — پروانون کو جلاکے کیا غم تمام رات
کل سے زوال حسن ہی ای چودہوین کے چاند — مہمان ہے یہ نور کا عالم تمام رات
اک دشت مین بٹھا کے ہمارے غبار کو — کیا کیا لپٹ کی روئی ہے شبنم تمام رات
یون ایتو رات کٹتی ہی تیرے مریض کی — اوٹھ اوٹھ کے لوگ دیکھتے ہین دم تمام رات
ہوتا ہی شب کو ذوق ذقن مین جو اضطراب — مرنے کو ڈھونڈھتا ہون مین زمزم تمام رات
دن بھر وہان تو عید ہی شب بھر شب برات — غم شام تک یہان ہے محرم تمام رات
باہر نہ نکلے آج کوئی ہوگا قتل عام — دیکھا ہے اوسنے تیغ کا دم خم تمام رات
اے یار تیرے ذوق مین شب زندہ دار نے — لوٹا ہی کیا مذاق کا عالم تمام رات
شمعین بھی جھلملاتی ہین پروانے مر چکے — ہوتی ہے بزم درہم و برہم تمام رات
گھیرا ہے جب سے آکے ہمین درد و یاس نے — بیتاب دن کو رہتے ہین بیدم تمام رات

دن بھر جہان مین خاک اوڑاتی ہی کیون صبا
روتی ہے کسکے واسطے شبنم تمام رات

زخمی کیا ہے تمنے ہمین دن بھر اسقدر
مہلت نہو لگا دو مرہم تمام رات

حسرت ہی سو بھی جاؤن جو شب کو تو ای مسیح
ڈہونڈھے نکل نکل کے تجھے دم تمام رات

لو دوسری سحر ہوئی درد جدائی کو
دن بھر نہ کل تھا نہ ہوا کم تمام رات

سمجھا کبھی اسے شرف کوئی بے خانمان نہین
دن بھر تو دھوپ پڑتی ہے شبنم تمام رات

یہان پھول سونگھنے کو نہین باغبان نہ لوٹ
برسون کا ہے ریاض مرا آشیان نہ لوٹ

غارتگری گلشن عالم سے درگذر
زندہ چمن یہ ہی اسے تو اے خزان نہ لوٹ

رہزن کہین کے لوگ د رستے مین ڈلکو چین
لے چل کے گھر یہ لوٹ لے ظالم یہان نہ لوٹ

خود جان بلب ہون اپنے کھلا ای غم فراق
ظالم رہی سہی مری تاب و توان نہ لوٹ

پژمردہ اے خزان گل شاداب کو نہ کر
اے موت لطف زندگی نوجوان نہ لوٹ

بہر خدا مسیح کو پوشیدہ اب نہ رکھ
بیمار دون کی حیات کو اے آسمان نہ لوٹ

چکھ چکھ کے چاشنی محبت نہ ہونٹ چاٹ
ہی زہر اس ہوس کا مزا اے زبان نہ لوٹ

تدبیر عشقبازون کی بربادی کی نہ کر
لٹتا ہے یہ لٹا ہوا اب کاروان نہ لوٹ

ناآشنا نہو نہ کلیجا نکال لے
اے جانجان بلا کے مجھے میہمان نہ لوٹ

جانے دے قصر یار مین مجھکو نہ روک ٹوک
دولت مری رسائی کی اے پاسبان نہ لوٹ

اتنا نہ بر خلاف ہو للہ رحم کر
اے انقلاب حشر بہار جہان نہ لوٹ

اے گردش زمانہ نہ عشاق کو مٹا
یوسف کی ہی تلاش مین یہ کاروان نہ لوٹ

تاراجیون سے ہوگا تلاطم جہان مین
مرضی تمھاری ہوگی تو ہوگی کہان نہ لوٹ

اے یاس حوصلہ نہ مرے دل کا تو مٹا
مظلوم دردمند ہے بے خانمان نہ لوٹ

دل چھین چکا شرف کا بس آنکھین نہ اب نکال
اتنا بھی آدمی کو دم امتحان نہ لوٹ

دے رہی ہو سب مجھے ایذا دم تکبیر عبث
کام جلدی کا یہ ہی کرتے ہو تاخیر عبث

مجھسے دیوانے کو پہناتے ہو زنجیر عبث
واجب الرحم ہون تم دیتے ہو تعذیر عبث

ہون مین بیجرم کبھی خط بھی نہین پڑہنے کا
رگڑے جاتے ہو گلے پر مرے شمشیر عبث

مشکل آسان کوئی دم مین ہوئی جاتی ہے
پھڑپھڑاتا ہے چھری دیکھ کے نخچیر عبث

اوڑگئی روح مری تاک رہے ہو کسکو
مرگیا سہم کے مین چھوڑتے ہو تیر عبث

شربت وصل کی ہوگی نہ حلاوت ممکن
خلط سمجھے مین پڑے ہین شکر و شیر عبث

ہوش اوڑجائینگے صیاد جو آجائیگا
نازپروازیہ کرتے ہین عصافیر عبث

دلمین پیوست ہی لپٹی ہو رگ جان اسکی
تمسے کھنچنے کا نہین کھینچتے ہو تیر عبث

واجب القتل کسی طرح نہین ہو سکتا
دل دیا ہے تمہین ٹھہراتے ہو تقصیر عبث

مجھسے بھی ہوگی نہ اے یار رسائی اوس تک
بن پڑیگی نہ تمہین کرتے ہو تدبیر عبث

پھاڑکر نامہ جو قاصد کے اوڑائے پرزے
ایسے بیرحم کو ہی شوق کی تحریر عبث

موسم گل کے بہت روز ابھی باقی ہین
تنگ کرتا ہی ابھی طوق گلو گیر عبث

گرد اوسکی در دولت کی نہ ممکن ہوگی
خاک اوڑاتے ہین جو ہوس مین اکسیر عبث

پنڈلیان سوجی ہین کڑیان ہین گو نہین سستی
پانوٴن کٹجائینگے کٹواتے ہو زنجیر عبث

حوصلہ دل کا نکالو مجھے جو رنگ کرو
برق دم کھینچ کے رہجاتے ہو شمشیر عبث

اب کہان عالم رویا ہین جسے دیکھا تھا
اسے شرف کرتے ہو تم حسرت تعبیر عبث

لٹا ہے باغ گل و لالہ زار کے باعث
چمن پہ آئی یہ آفت بہار کے باعث

جدہر نگاہ کی آئی پری سی شکل نظر
یہ ذوق شوق بڑھا عشق یار کے باعث

بھلا ہوا کہ احبا مین کی قضا مین نے
جنازہ اوٹھ گیا دنیا سے چار کے باعث

بسورے دیتے ہین غنچے پڑا ہی سناٹا
چہل پہل تھی چمن مین ہزار کے باعث

کیا تمہین قدرانداز بلبل دل نے
ہوئی تمہاری نمائش شکار کے باعث

سجھائی بھی نہین دنیا اولٹ گئین آنکھین
ہوا یہ روگ ترے انتظار کے باعث

فرشتے آئے تھے ہنگامہ کرکے تربت مین
چھٹا مین رحمت پروردگار کے باعث

کوئی نہ مرنے کو آتا نہ مجھے بنا رہتا
یہ طمطراق ہی مجھ جان نثار کے باعث

خزان کا ہول نہ ہوتا گلون کو اے صرصر
یہ تہلکا ہے ترے انتشار کے باعث

وہی زمین یہ ہی جسمین ہُو کا عالم تھا
بہشت ہوگئی میرے مزار کے باعث

بنا چکے جو وہ قدرت سے گلشن ایجاد
ہوا طلسم یہ نقش و نگار کے باعث

قریب پردے کے پہونچا ملی مجھے معراج
بڑھی یہ قدر مری اعتبار کے باعث

ہماری خاک جنون خیز ہے شریک اسمین
بگولے اوڑتے ہین اپنے غبار کے باعث

اوس آفتاب نے دی ہی جگہ جو پہلو مین
شرف ہوا یہ شرف انکسار کے باعث

کھا لینگے زہر تو جو نہ آئیگا یار آج
بس اور شام تک ہی ترا انتظار آج

گلشن مین دیکھنے تجھے آئیگا یار آج
کھلتے ہین تیرے پھول عروس بہار آج

بیتاب ہون کرونگا مین دل بھر کے پیار آج
باہین گلے مین ڈال کے لپٹونگا یار آج

ہوتے ہین عشقباز شہادت سے سرفراز
بٹتے ہین سرفروشون کو زخمون کے ہار آج

شاید جہان سے لالہ و گل کوچ کر گئے
آئی نہین چمن سے نسیم بہار آج

کیون مجھ قریب مرگ کو آتی ہین ہچکیان
کرتا ہے یاد کیا مجھے پروردگار آج

اس انقلاب دہر سے عبرت ہی چاہیے
کل بادشہ تھے ہوگئے مشت غبار آج

برسا تھا جنکے باغ مین گل جھوم جھوم کر
روتا ہی اونکی قبر پر ابر بہار آج

شب کو شگفتہ دل تھے سویرے ہوئی شہید
کل پھول تھے گلاب کی ہین لالہ زار آج

اے دل خدنگ ناز سے تجھکو اوڑائینگے
تاکا تھا گل جنھین وہ کرینگے شکار آج

در کی طرف نگاہ ہے آنکھون مین روح ہی
کس زور شور پر ہے ترا انتظار آج

کل تک تو لوگ روکے چلے جاتے تھے یہان
تمنے ہلا دیا ہے ہمارا مزار آج

اوجھن ہی یاد زلف مین گل سے بڑھی ہوئی
دم گھٹ رہا ہے روح کو ہے انتشار آج

محشر بپا ہے اوڑ رہے ہین دھوئین آسمان کے
صحرا سے اوٹھ رہا ہے ہمارا غبار آج

خونرنگ ہی شفق سے سوا آسمان پر
کس باغ سے اوٹھا ہی ہمارا غبار آج

کل تک تو تہا طواف شرف قصر یار کا
پہر پہر کے گرد ہونگے ہم اوسکے نثار رنج

گرد ار عاشقی کا اگر ہے مآل رنج
کاہے کو ہونے دیگا کسیکو بحال رنج

دونا ہی اوس بہار سے داغ اس بہار کا
ہر اگلے سال سے بہی سوا ایکی سال رنج

کہتا خفا کے ساتہ انہین لیجا کے پیس ڈال
کرتا دل وجگر کا جو مجہسے سوال رنج

نازک مزاج ہو نہین رگڑوا نہ ایڑیان
تڑپا نہ مجہکو جلد مجہے مار ڈال رنج

ہیدم ہی کردے یا غم ہجران سے دی نجات
جہگڑا نہ طول ہو جو کرے انفصال رنج

دل کو ہمارے گلشن ایجاد مین لوٹ
سیرانی مین نہ دے ہمین ای نونہال رنج

بیتاب ہو کے ہجر مین کہا جاؤنگا جو زہر
اتنا کہونگا اونکو بہی ہوگا کمال رنج

پہلوے گل کے واسطے تڑپین کے باغ مین
صیاد کی طرح سے کریگا حلال رنج

یارو کرو معاف ہمارا کہا سنا
دل مین نہ رکہو ہمسے دم انتقال رنج

باغ ارم مین بہی مرے دل کو نہین قرار
رہ رہ کے دے رہا ہی تمہارا خیال رنج

دل مین جگہ جو دی ہے غم ہجر کو شرف
لخت جگر کہلا اوسے اور جان پال رنج

خونریزیون کو چہوڑ دے جلاد کسطرح
توبہ کرے شکار سے صیاد کسطرح

دہیان اوسکا ہوگا سیر و تماشائے چمن مین
ایدل مری سنیگا وہ فریاد کسطرح

کیونکر ہوا جہان مین رواج انقلاب کا
دنیا کی بستیان ہوئین برباد کسطرح

کنج لحد سے ہوتی ہے کس روز مخلصی
اس قید کی گذرتی ہے میعاد کسطرح

ایجاد ہے یہ کونسے رنگین مزاج کا
گل کی ہوئی ہے خاک سے بنیاد کسطرح

مانا کہ تو نے کہینچ دی تصویر یار کی
روح اسمین تجہسے آئیگی بہزاد کسطرح

ایدل جہلک جہرہ کے سوا اوسنے دکہا تو دی
معشوق اور کرتے ہین امداد کسطرح

کیونکر بحال کیجیے دل کس سے پوچہیے
اوجڑے ہوئے کو کرتے ہین آباد کسطرح

اک بہید ہی جو قید ہون یہ اوسکے مین گر پڑا
پوچہو نہ کچہ پڑی ہے یہ افتاد کسطرح

کیون چوکے وہ جو آئے دل اوسکی گرفت مین
تونے کیا ہے قید جو قالب مین روح کو
زیر زمین جو شہر خموشان مین قید ہین
کیا دل مین آ گئی جو عدالت پر آ گئے
جھنجھلا کے بولے وہ کبھی مین نے جو ہنس دیا
سنتا نہین وہ شوخ کسی مستغیث کی

بلبل ملے تو چھوڑ دے صیاد کسطرح
اتنا بتا دو گذریگی بیداد کسطرح
بندہ نواز ہونگے یہ آزاد کسطرح
سننے لگے غریبون کی فریاد کسطرح
ناشاد و نامراد ہوا شاد کسطرح
فریاد ہے ملیگی مری داد کسطرح

تقریب کسنے کی شرف اوس شاہ حسن سے
کسطرح پہونچے اوسکے کیا یاد کسطرح

ہوا لحد مین بھی ہمکو فروغ گھر کی طرح
پڑا وہ پھیر محبت کا کوے جانان مین
یہ جلد جائے کہ یارب جنون کی ہوش اوڑین
ترک عروس بہاری کا جائے دیکھ سے اے
بہانہ کرکے جو تم تڑکے تڑکے جاتے ہو
خدا نے سلطنت حسن دی ہے نام کرو
کہونگا مین یہی تو چاہے ذبح کر ڈالے
اسے بہار سے پہونچا ہے کہ لسا صدمہ
ہزار زلف کو لیلی نے اپنے لٹکایا
یہ محو ہو گئے ہم قصر یار مین جا کر
کہا جو مین نے کہ صدقے تو کرکے مجھے تو کہا
یہ بھیڑ ہوگی قیامت مین ہم نہ مانینگے
چلی جو باد خزانی گلون کی پنکھڑیان
روانہ ہونے کو گھبرا کے یار اوٹھ بیٹھا
ہم عشق مین دیکھی ہماری جانبازی

جگر کے داغ نے کی روشنی قمر کی طرح
تمام عمر مسافت رہی سفر کی طرح
ہوا کبھی چل نہ سکے میری نامہ بر کی طرح
نہین ہے جاہ و حشم تیرے کر و فر کی طرح
رولاؤ گے مجھے دن بھر یہی رات بھر کی طرح
لٹاؤ دولت دیدار مال و زر کی طرح
چھری بھی پھیرتی ہوگی تری نظر کی طرح
پھٹا جو ہے دل غنچہ مرے جگر کی طرح
نہ بل کیا نہ وہ لچکی تری کمر کی طرح
کھڑے ہی رہ گئے اک جا ستون در کی طرح
نہ جانور ہو باتین کرو بشر کی طرح
وہان بھی ہوگا نہ حشر اوسکی رہگذر کی طرح
چمن سے اوڑنے لگین میری مشت پر کی طرح
فغان جو کی دل شوریدہ نے گجر کی طرح
جگر پہ آپ کی شمشیر ای سپر کی طرح

جو مرتے دم کوئی پڑھ دیتا سورۂ یوسف — تو دل لگا کے میں سنتا تری خبر کی طرح

شب وصال میں کیا تم پہ اے شرف گذری
پھٹا ہوا ہے گریبان کیون سحر کی طرح

غم نے گھلا دیا ہے مجھے آزار کی طرح — مایوس زندگی سے ہوں بیمار کی طرح
تیر نگاہ توڑ چکا تھا دل و جگر — آئینہ آڑ سے آگیا دیوار کی طرح
کیونکر کلام بلبل ناشاد سے کرین — غنچون کے لب تو بند ہین منقار کی طرح
کیا کیا گلون کی پنکھڑیان خاک مین ملین — بکھرین نہ تیری لٹ پٹی دستار کی طرح
بوسہ جو ہنتے اونکی سروہی کا لے لیا — ٹیڑھے ہوئی وہ ابروی خمدار کی طرح
تاکا ہے آکے کونسے صیاد نے سے — دل کیون پھڑک رہا ہی گرفتار کی طرح
پہونچے ہین جان بیچ کے محفل مین یار کی — سودائیون کی بھیڑ ہے بازار کی طرح
بیتاب ہوکے اونسے جو لپٹے تو بولے وہ — گھبرا نہ جاؤ پیار کرو پیار کی طرح
ڈالین ہین تیغ یار نے زخمون کی بدھیان — کیا کیا گلے پڑی ہین مرے ہار کی طرح
لینا ہی دل جو مول تو پھر گھڑکیان نہ دو — قیمت کرو چکاؤ خریدار کی طرح
اے دل بتا تو عارضہ ہے تجھکو کونسا — ہردم کراہتا ہے جو بیمار کی طرح
رہ رہ گئی ہمیشہ سر اپنا پٹک کے برق — چمکی نہ دکھی یار کی تلوار کی طرح
شب کو ہم اونسے اپنی کہانی کہا کیے — جاگا کیے وہ طالع بیدار کی طرح

اے بیوفا بلالے شرف کو بھی بزم مین
باہر کھڑے ہوئے ہین گنہگار کی طرح

کیا کرون بیتاب بجلی ہی جو بسمل کی طرح — اوس سے بھی تڑپا نہ جائیگا مرے دل کیطرح
عشق مین ہتی نہین کچھ دین و دنیا کی خبر — خود غلط ہشیار ہو جاتے ہین غافل کیطرح
جیب سے تم جب ہو راہی ہو سکے بوسے کا سوال — یاس کی عالم مین ہون مایوس سائل کیطرح
کیا رسائی کی ہے میرے اشک کے سیلاب نے — زیر قصر یار حد کر لی ہے ساحل کیطرح
کوی جانان دور ہی بیٹھو اوٹھو دم تو چلو — طے کرو منزل کو رفتہ رفتہ منزل کی طرح

رحم دل جسکو سمجھ کر درد دل کہتا ہو مین
وائے قسمت وہ عقب ہوتا ہے قاتل کیطرح

تو سہی تسے پڑھاؤن اسقدر کا اتحاد
اپنے پہلو مین جگہ دینے لگو دل کی طرح

ضعف کے مارے مری اب آنکھ کھل سکتی نہین
ہوش مین بیخود پڑا رہتا ہون غافل کیطرح

بادشاہ حسن تم ہو اور فریادی ہون مین
ایک دان تو داد کو پہونچا و عادل کی طرح

کی گلون نے انجمن اپنی ہزار آراستہ
ہو سکے باہم نہ پہنچے تیری محفل کی طرح

حسرت لیلا نہ لیلا پر بھی ظاہر ہو سکی
پردہ پوشی کی دل مجنون نے محمل کی طرح

دم نہ لینے دیگی دم بھر بھی کہین راہ وفا
مار ڈالیگی تھکا کر پہلی منزل کی طرح

دیکھکر اوسکی لپک بجلی تڑپ کر گر پڑی
کیا چمکتی وہ بھلا شمشیر قاتل کی طرح

کو نسے سفاک نے ایدل کیا ہے نیمجان
کسنے یہ تجھپر چھری پھیری ہے بسمل کیطرح

یاس کے عالم مین ہے دل کے سویدا کا یہ حال
اے شرف حسرت زدہ ہے چشم بسمل کی طرح

عرش کا تارا ہوا مہر درخشان کی طرح
قدسیون نے بھی نہ پایا اوج انسان کی طرح

تا قیامت جب مزار و تر شہادت آئیگا
سنگریزے سرخ ہو جائینگے مرجان کی طرح

جب جتایا عشق مجنون سے تو لیلی نے کہا
قیس دیوانہ نہو باتین کر انسان کی طرح

اسقدر دلمین ہمارے حسرتین کشتہ ہوئین
ہو کا عالم ہو گیا گور غریبان کی طرح

جب قدم رکھا ہے مین نے بھدیائے عشق پر
لے اوڑا ہے مجھکو اورنگ سلیمان کیطرح

دلمین ہوگا خانہ باغ ادہمین ہزارون ہونگے داغ
یہ وہ غنچہ ہے جو پھولے گا گلستان کی طرح

اے پری رو دیکھکر جو تو ترے تصویر کی
رہگئی حسرت مین نرگس چشم حیران کی طرح

اے سحر صد سہر کسکے وصل کی شب کاٹ تجھے
کیون گریبان چاک ہے تیرے گریبان کیطرح

تیری حسرت نے ہمین دنیا سے بھی رخصت کیا
رہ چلے کچھ دن یہان ہم آگے مہمان کیطرح

کیا خدا داد آدمیت اوس پری پیکر مین ہے
الفت کرتا ہے ہوا خواہون کی انسان کی طرح

کسکے غم مین نرگس شہلا کی آنکھین بھر گئین
کیون یہ ہے حسرت زدہ بیمار ہجران کی طرح

باغ عالم مین وہ ریحان تنہا ہون شرف

زلف پیچیدہ ہی جیسے عشق پیچان کی طرح

تڑپ تڑپ کے نکلتی ہے ہجر یار مین روح
کوئی گھڑی کی ہے مہمان جسم زار مین روح

ادا و ناز پہ جاتی ہے جان پریون کی
خدا نے حور کی ڈالی ہے جسم یار مین روح

جگا جگا کے نکیرین خاک اوڑانے لگے
نہ آئی گور مین بھی مجھ نحیف و زار مین روح

تصور گل رخسار مین اجل آئی
نکل گئی میرے قالب سی کس بہار مین روح

ہوا کے جھونکے طمانچے اجل کے مجھکو ہوئے
خزان رسیدہ ہوئی موسم بہار مین روح

چمن دکھا اسے صیاد اب یہ بیدم ہے
گلون کو سونگھ کے آجائیگی ہزار مین روح

بگولہ ڈھونڈھتی ہے اپنے جسم خاکی کا
بھٹکتی پھرتی ہی ایک ایک کے غبار مین روح

پھکائیگی طپش عشق خانۂ دل کو
دھوین کیطرح نکل جائیگی بخار مین روح

جلائے لاکھ مسیحا تمہارے کشتے کو
کبھی جو عود کرے جسم جان نثار مین روح

دھوان جگر سے جو ہر سانس مین نکلتا ہے
سلگ رہی ہی مری عشق زلف یار مین روح

شب فراق مین روکون کسی کسی دم دوش
نہ میرا دل پہ ہے قابو نہ اختیار مین روح

چمن کی سیر ہوئی خاک ہجر گلرو مین
نہ باغ باغ ہوئی موسم بہار مین روح

شرف مین یار کے آئینے مین جسم لیتا
دکہاتا صورت اگر ہوتی اختیار مین روح

دم مسیحا جسکا بھرتے ہین مری جان ہی وہ شوخ
مین نے چاہا ہی جسے محبوب یزدان ہی وہ شوخ

حسن قدرت عالم ایجاد مین ہے وہ نگار
جسکی خوشبو ہی خدائی وہ گلستان ہی وہ شوخ

جشن ہی خود بینیان ہین خلوت آئینہ سے
تخلیہ ہے اپنی ہمصورت کا مہمان ہی وہ شوخ

ایسی صورت ہی کہ محبوب الٰہی ہے خطاب
انس کرتا ہے خدا جس سے وہ انسان ہی وہ شوخ

جلوہ فرما دلمین کوئی اور ہو سکتا نہین
صاحب خانہ ہے خود ہی خود ہی مہمان ہے وہ شوخ

سب حسینان جہان بیدل اوسپر کرتے ہین پیار
کم سنی سے اوسکی ثابت ہی پریبان ہی وہ شوخ

مردون مین نا مسیحائی سے جائین آئینگی
جلوہ فرما جانب گور غریبان وہ ہی شوخ

واہ ری تقریر اوسکی واہ رے حسن کلام
ہوگیا قرآن ناطق وہ سخندان ہی وہ شوخ

جب بگڑتا ہے کسی سے پھر لگی رکھتا نہین
معرکہ آرائی مین شمشیر عریان ہے وہ شوخ

کرتے ہین اوس پر پری زاد اپنی جانون کو نثار
روح ہی بلقیس کی جان سلیمان ہی وہ شوخ

حسن و خوبی وہ ہے یوسف ہین اک ادنی غلام
تاج بخش مصر و شاہنشاہ کنعان ہی وہ شوخ

کیا عجب ہی وصل کی شب مین شادی مرگ ہون
ای شرف مین صاحب خانہ ہون مہمان ہی وہ شوخ

ہی قدرتی جلوس عروس بہار سرخ
کوسون جلو مین گل ہین ہزاران ہزار سرخ

عالم سے زرد ہوکے اوڑا ہے گلون کا رنگ
غصے سے جب ہوا ہی کبھی روے یار سرخ

اتنی مری شہیدون مین اوسنے نمود کی
معمار سے کہا کہ بنادے مزار سرخ

داد اپنے خون کی ہے خدا سے یہ مانگتا
یارو شفق نہین ہے مرا ہی غبار سرخ

رہتی اگر نہ یہ ترے کشتون کے خون سے
ہوتا کبھی نہ رنگ حنا نہ بہار سرخ

نہلاؤگے لہو مین تو منھ سے ملون گا منھ
رخسار مین کرونگا تمہین کرکے پیار سرخ

گلرو بھڑک گئے لب سوفار پر ترے
ایسا ہوا یہ چاٹ کے خون شکار سرخ

ہم وہ شہید ہین کہ جب آتا ہی روز قتل
ہوتا ہے خود بخود یہ ہمارا مزار سرخ

رنگین مزاج سٹ کبھی لاتے ہین ایک رنگ
مرجھاکے بھی تو ہوتے ہین پھولون کے ہار سرخ

آنکھون سے میری ہین جو گل لالہ گون خجل
رکھتا ہے کس پری کا انہین انتظار سرخ

شوخی دہان یار کی اوسکو کہان نصیب
لعل یمن تو سنگ ہی ہووے ہزار سرخ

کس سینے پر پڑا ہی جو کوڑی کا ہوگیا
کسکے لہو مین تمنے کیا ہے کٹار سرخ

غصہ یہ آرہا ہے تمہین کس غریب پر
ہوتا ہی رنگ چہرے کا کیون بار بار سرخ

تڑپو نہ اے شرف دردندان یار پر
اس سے تو بہتر ابھی سے کہا جاؤ چار سرخ

کسقدر تونے کیا ہی اسے قاتل گستاخ
ہوگیا شوق اجل سے جو مرا دل گستاخ

ہی یہ پیشانی ہمرشتین سے مرا دل گستاخ
پاکہ ہے شمع سے پروانہ محفل گستاخ

گر دیکھ بھر کے اوڑائیگا لہو کی چھینٹین
تمنے پھیری ہی چھری ہوگا یہ بسمل گستاخ

لن ترانی کوئی مشتاق نہین سننے کا
حاجبان رعب مین آئیگا بمشکل گستاخ

قبر رہ رہ کے لپٹتی ہے ترے کشتے سے
ناز بردار بسا قسے ہی منزل گستاخ

دلبرون کو جو دل چاہنے والون نے دیا
حق پرستون سے ہوا فرقۂ باطل گستاخ

گھونٹتا ہی کوئی دم کوئی دل اوچھلتا ہے
مجھ گرفتار سے ہین طوق و سلاسل گستاخ

نقش جب لکھکے ترا نام چپا کرتے ہین
تیرے طالب ہین اب ایسے ہوے عامل گستاخ

بارہا جاکے لپٹ جاتا ہی اوسکے دل سے
پہلوے یار سے ایسا ہو مرا دل گستاخ

مرکے ای قیس کریگی تری مٹی بھی عزیز
تجھسے ہو جائیگی جب لیلی محمل گستاخ

ناز بردار ہی سے ناز کیا جاتا ہے
جاننے والے سے ہوتا ہی وہ جاہل گستاخ

دیکھ لیگا تمھین آئیگا جو مجھسا بیتاب
پردہ اولٹیگا جو ہوگا کوئی نازل گستاخ

لپٹے ہی جاتے ہین یہ ناتنگ کی پوسلہ ہی یار
کسقدر تجھسے ہوئے ہین ترے سائل گستاخ

عشقبازون ہی کے دل کو وہ دکھا دیتے ہین
قدردانون ہی سے ہوا کرتے ہین عاقل گستاخ

لپٹے رہتے ہین وہ انصاف کی امید مین سب
دادخواہون کو شرف کرتی ہین عادل گستاخ

قفس مین جان ہے دق ہو گئین ناتوان صیاد
چمن سے لائی ہے مجھکو قضا یہان صیاد

جہان مین کہنے کو اوس گل کی داستان صیاد
ہزار شکر کہ گویا ہوئی زبان صیاد

وہانکی خاک سے پیدا ہزارون گل ہونگے
جہان مین ذبح کریگا مجھے جہان صیاد

ہزار مردہ دلون مین ہون پہ وہ بلبل ہون
قفس لباؤن تو پڑجاے اوسمین جان صیاد

مرا دماغ بسا ہے قفس معطر ہی
مہک رہی ہی یہ کس گل کی بو یہان صیاد

رہیگا شوق انہین ہر سون شکار بلبل کا
کہ باغبان ابھی کم سن ہے نوجوان صیاد

جگر مین درد اوٹھا ہی دکھاکے دل سیرا
کراہتا ہے جو رہ رہ کے باغبان صیاد

یہ کس نحیف کی خاطر قفس بناتا ہے
لگا رہا ہے جو مجنون کے استخوان صیاد

دہن مین قفل خموشی ہر دم لبون پہ ہے
زبان بند ہے اب پوچھے کہان صیاد

کہان سے لاؤن وہ نہین ڈھونڈھتا ہی دل جنکو
نہ وہ مکین یہان ہین نہ وہ مکان صیاد

کریگا میری طرح کیا کوئی خوش الحانی
مری تو گھٹی مین بلبل کی ہے زبان صیاد

بسی ہوئی ہے وہ بو جھ مین غنچۂ گل کی
کہ ہو رہا ہے معطر ترا مکان صیاد

کسی طرف کو تم اے ہمصفیرو اوڑ جاؤ
کریگا آکے مرا آج امتحان صیاد

نہ تاب لائیگا سننے کی دل پکڑ لے گا
کہونگا آج وہ یہ درد داستان صیاد

وہ لطف گوشہ نشینی کا ہمین اوٹھا ہے
ترے قفس نے بھلایا ہے آشیان صیاد

گلون کو سونگھ چکے رہ چکے گلستان مین
قفس مین چند نفس اب ہین میہمان صیاد

خدا کے فضل سے ہین اس چمن کا بلبل ہم
کہ باغبان ہے ہوا خواہ قدردان صیاد

قفس مین کونسی صورت ہے چہچہانے کی
نہ ہمصفیر ہے کوئی نہ بوستان صیاد

اوڑا کے خاک زمین دام مین جو پھنس جاؤ
حلال ہون تو لہو روئے آسمان صیاد

ترے مکان مین اسیرون کا اژدہام جو تھا
ہوا کدہر کو روانہ وہ کاروان صیاد

گلے سے مجھکو لگانے دے ہمصفیرون کو
مرے قفس مین یہ آئے ہین میہمان صیاد

الٰہی آندھی وہ آئے ہماری آہون کی
کہ مارے ہول کے دینے لگے اذان صیاد

شرف سے پوچھ لے بعد تنکے چنتا ہون
بنا رہا ہے جنت مین بلبل کا آشیان صیاد

عذر مرنے مین کرین کیا خط تقدیر کے بعد
بات جاتی رہے پھر جائین جو تحریر کے بعد

دل بھر آئے جو ترا عاشق دلگیر کے بعد
روئیو جان جہان دفن کی تدبیر کے بعد

آپ مین آئے نہ ہم جامے سے باہر ہو کر
گھر مین رکھا نہ قدم خانۂ زنجیر کے بعد

ایسی اس ہستی مین آنے کی سزا ملتی ہے
دم بھی انسان مین رہتا نہین تقصیر کے بعد

چہرہ پرداز خدائی نے قلم کو توڑا
پھر نہ تصویر بنائی تری تصویر کے بعد

کسکے پر توڑ کے صیاد نے توبہ کر لی
دام کو پھونک دیا کونسی نخچیر کے بعد

سنکے افسانۂ دنیا کو قضا کی مین نے
نیند آئی مجھے اس خواب کی تعبیر کے بعد

باغ فردوس ملا چلے ملے خلعت مین
اوسنے کیا کچھ نہ دیا قبر کی جاگیر کے بعد

کیمیا سے بھی ہوس کا نہین دل بھرتا
خاک پارس کے لیے چھنتی ہے اکسیر کی بعد

کھینچے دو تنگا کلیجے سے نہ اس ناوک کو
لب معشوق ہوا ہے یہ کبھی تیر کے بعد

ایسے بیتاب ہوے وہ مجھے بسمل کر کے
ٹانکے گردن مین لگانے لگے تکبیر کے بعد

پھر کسیکو نہ ہوئی دولت معراج نصیب
کوئی تقدیر نہ چمکی تری تقدیر کے بعد

چلین لوہی مین جگر گرچہ بھی نہین پڑنے کا
کاٹ مین پاؤن پڑیگا ابھی زنجیر کے بعد

چھوڑکر اسکو بھرے جائینگے سوات اوسمین
مانگ سنورے گی ابھی زلف گرہگیر کے بعد

نزع کے وقت کوئی پاس نہین ٹھہریگا
سانس آئیگی جو دم بھر کو تو تاخیر کے بعد

من و سلوی مرے معبود نے مجھکو بھیجا
جب کیا منھ کو سلو نا شکر و شیر کے بعد

اے شرف تمکو اسیری یہ مبارک ہو گی
بڑھیان پھولون کی تم پہنو گے زنجیر کے بعد

ہزار شکر کرون ذبح کر جو تو صیاد
گھڑی گھڑی جو اسے سونگھتا ہے تو صیاد
کیا ہے خشک مرا بیگنہ لہو صیاد
نہ آئیگی جو مرے بعد میری بو صیاد
کیا ہے کوسنی بلبل کے صدمے نے بے چین
بھلا دی اسنے تو داؤد کی خوش الحانی
ہماری اک ورق گل پہ داستان لکھکر
نہائیگا کہ چھڑکائیگا گلستان مین
چہل پہل ترے گھر مین ہمارے دم تک ہے
ہمارے آنسوؤن مین ہے گلاب کی خوشبو
خدا کے قہر سے ڈر روک بھی چھری ظالم
چھپا لون ایک جگر مین تو دوسرا دل مین
شگاف و چاک کیا ہے جگر جو بلبل کا
ہوس یہ ہے کہ دم ذبح دم نہ مارون مین

کہ ہو نگا شاہد گل سے مین سرخرو صیاد
تری چھری مین ہے کسکے لہو کی بو صیاد
خدا کرے مرے سائے کو سمجھے تو صیاد
قفس جگر سے لگایا کریگا تو صیاد
کراہتا ہے جگر تھام کر جو تو صیاد
عجب طرح کا یہ بلبل ہے خوش گلو صیاد
نہ پھر سنیگا یہ دلچسپ گفتگو صیاد
بھرے ہین خون عنادل سے کیون سبو صیاد
جو ہم نہونگے تو ہوگا مقام ہو صیاد
دماغ مین وہ بھری ہے گلون کی بو صیاد
کہ بلبلون کا لہو ہے گلو گلو صیاد
قفس مین لا کے جو دو پھول رکھ دے تو صیاد
کریگا کیا رگ گل سے اسے رفو صیاد
چھری تلے مری رہجائے آبرو صیاد

پھڑک رہا ہے مرا دم جو گل کی سرخی پر
ازل سے اسمین ہی شامل مرا لہو صیاد

چھری پھری ہے برابر ہماری آنکھون مین
کبھی جو بھولے سے بیٹھا ہے قبلہ رو صیاد

چمن سے ساتھ نسیم بہار کو لیکر
کریگی نکہت گل میری جستجو صیاد

سمجھ کے درد جگر کہیو انسے اے بلبل
تنک مزاج تو گلچین ہے تند خو صیاد

کمال شوق مجھے تھا قفس مین رہنے کا
اسیر ہونے کی تھی دل کو آرزو صیاد

نہ تشنے دے مجھے ریحان و عشق پیچان کے
یہ اوچھی اوچھی نہ کر مجھسے گفتگو صیاد

چمن مین لاکے مجھے تو جو ذبح کرتا ہے
یہی تھی مجھکو تمنا و آرزو صیاد

بڑی خوشی تو یہ ہے مجھکو ذبح ہونے کی
کہ ہو گیا گل لالہ مرا لہو صیاد

نہال کرکے تجھے مجھکو دینگے وہ چھڑوا
چمن سے جلد بلا لے شرف کو تو صیاد

چمن کے گرد لیے پھر مرا قفس صیاد
طواف گل کی ہمیشہ سے ہی ہوس صیاد

چٹک رہے ہین جو غنچے مقام عبرت ہی
یہی بہار کی ہے کوچ کا جرس صیاد

قفس مین بند کریگا کتر کے پر سکو
مرا تو ٹوٹ چکا رشتۂ نفس صیاد

چڑھا رہا ہے مسہری گلون کی تربت پہ
نکالتا ہے مری روح کی ہوس صیاد

خدا کو مان کے اب آشیانہ دکھلا دے
گذر گئے ہین قفس مین کئی برس صیاد

تمام عمر ترے جعل مین نہ آئینگے
یہ دل کی دل ہی مین رہ جائیگی ہوس صیاد

جو مر بھی جائینگے تو بھی نہ اس سے نکلینگے
ہمارا مقبرہ ہوگا ترا قفس صیاد

چمن مین رکھتے نہ نام و نشان ترا باقی
مزا چکھاتے جو چلتا ہمارا بس صیاد

گلون سے رنگ چرانے دیا نہ تونے ہمین
گھٹا بھی جل بسے منہ بھی گیا برس صیاد

پھڑک کر جان نکل جائیگی تنگ نہ کر
خزان کا ہول نہ دے میرے دل کو بس صیاد

حنا کے ساتھ وہ سب انگلیون سے ملتے ہین دل
ستم ہے ایک تو بلبل ہے اور دس صیاد

عدم کو بلبل جان شرف سے کی پروا نہ
لے اب تو چلین پڑا ترے دل کو بس صیاد

رخصت کریگی سب کو سحر دو گھڑی کے بعد
ہوگا مقامیون کا سفر دو گھڑی کے بعد

روئینگے خون دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد
نکلیگی لاش لخت جگر دو گھڑی کے بعد

دم بھر مین عضو عضو مین ہوگی سفارقت
دل سے مرے چھٹیگا جگر دو گھڑی کے بعد

آنکھون پر اوسکے حسن کی کیا کیا پڑیگی چھوٹ
ممتاز ہوگی تاب نظر دو گھڑی کے بعد

ساعت کی ساعت آکی شب وصل چل بسی
اس رات کی ہوئی ہے سحر دو گھڑی کے بعد

کیا اطلاع ہوگی اونہین میرے ضعف کی
جاتی ہے اک قدم پہ خبر دو گھڑی کے بعد

قدغن ہے خلوت شب معراج کیلئے
مہمان ہوگا کوئی بشر دو گھڑی کے بعد

رقت نہ دیگی حسرت دیدار مین جو چین
آنکھون کو چھوڑ دیگی نظر دو گھڑی کے بعد

تیغ خوش آب تیز جو ہوتی ہے شام سے
شبخون پہ اب بندھیگی کمر دو گھڑی کے بعد

بینائی کو کریگا نظر بند انتظار
بیکار ہونگے دیدۂ تر دو گھڑی کے بعد

اے مکر چاندنی نہ مرے دل کو دے فریب
خود جانتا ہون ہوگی سحر دو گھڑی کے بعد

پہونچا ہون ابتو خلوت آرامگاہ مین
زانو پہ ہوگا یار کے سر دو گھڑی کے بعد

ثابت نہوگا دم بھی نکلتے ہوئے مرا
آئیگی یون ہی سانس اگر دو گھڑی کے بعد

صیاد ابھی تو گھونٹ رہا ہے مرا گلا
پھیلیگا نوچ نوچ کے پر دو گھڑی کے بعد

دم بھر مین تری بزم کا پروانہ اور ہون
ہو جائیگا چراغ سحر دو گھڑی کے بعد

بیفائدہ علاج ہے دم بھر مین ہون تمام
کیا ہوگا کسکو ہوگا اثر دو گھڑی کے بعد

دنیا تمام ہوگی قیامت وہ ڈھائینگے
ہوگا زمانہ زیر و زبر دو گھڑی کے بعد

تاران جو ہو رہی ہے لچکنے پہ ناز کی
زلفون سے بل کریگی کمر دو گھڑی کے بعد

دم بھر رہیگی اور جو پیکان کی خلش
اک گھاؤ ہوگا زخم جگر دو گھڑی کے بعد

ملتے ہین دونون وقت اوٹھو غسل سے اے شرف
آرام کیجو جار ہیسر دو گھڑی کے بعد

ہو جائینگے آخر قفس گور مین ہم بند
بیطور کیا ہے ملک الموت نے دم بند

مشغول گناہون مین ہاکرتے ہین بندے
اوسپر نہین ہوتا ہے ترا باب کرم بند

شکوہ نہین اونکا یہ ہے مقسوم کا لکھا
بیوجہ جو وہ گالیان دیتے ہین قلمبند

برسون ہوئے ہمنے کبھی کھلتے نہین دیکھا
مدت سے ہی قفل در زندان ستم بند

روتا تو یہ ہی کھوئے سے کا ہیکو کھلینگی
آنکھون کو کیے دیتا ہی آنکھونکا ورم بند

گو لگتی ہے پر دوسرے دن ہوتی ہی دولتی
کر دیکھے کوئی دولت دیدار قلمبند

اللہ ری حسرت ترے دیدار کی اے یار
ہم مر گئے لیکن نہوئے دیدۂ نم بند

سر کھول کے کرتے ہین دعا جلد جواب کے لئے
کر چلتے ہین جسوقت خط شوق کو ہم بند

اشکون کی لڑی سلک گہر سے یہی ہے تار
اے چشم پر آشوب کہان تھی یہ رقم بند

دشوار ہے جان اپنی مسیحا کو بچانا
بے طرح کیا ہے ترے بیمار نے دم بند

کرتے ہین کفن پہاڑ کے فریاد خدا سے
اس حبس مدفن مین نہین ہی کہ ہم بند

جو رنگ کو ترسے گی نہ چمکیگی مرے بعد
رکھو گے غلافون مین یہ شمشیر دو دم بند

صیاد قفس مین ترے کتنے مرے بلبل
کل اسمین بہت بند تھے آج اسمین ہین کم بند

صیاد جھکنے دے نہ ہوش اسکے اوڑا تو
بلبل کو نہ سمجھا کے کرا ہے سبز قدم بند

جو رنگ ہمارا کوئی دم مین شرنی ہے
تمکو نہ تامل ہے نہ ہین مرنے مین ہم بند

وہ نزع مین کہتے ہین شرف سوئے نہ جاؤ
آنکھین نہ کرو تمکو مرے سر کی قسم بند

بیکسی کا مرے صدمہ جو ہوا میرے بعد
ماتمی صف نے نہ چھوڑی مری جا میرے بعد

اسقدر اوسکو مرا صدمہ ہوا میرے بعد
غم بھی تربت یہ مری بیٹھ رہا میرے بعد

کیا اسیران چمن پر قفسون مین گذری
مر گیا کون ہوا کون رہا میرے بعد

بے نیازی پر اونہین ناز مرے دم تک تھا
لن ترانی کی نہ پھر آئی صدا میرے بعد

سر مرا کاٹ کے جلاد نے افسوس کیا
جان لیکر مری پچھتائی قضا میرے بعد

قدردان مجھسا نہ پائیگی جو بوے گل کا
سر کو گلزار مین پٹکیگی صبا میرے بعد

قبر کو تکیہ آغوش بنا کر بیٹھا
میرے قاتل کا کہین دل نہ لگا میرے بعد

ناز بردار تمہین کون ملیگا مجھسا +
بھول جاؤ گے یہ شوخی و ادا میرے بعد

نجد مین یاد مجھے کرکے لہو رویگا — آبلے توڑیگا جو آبلہ پا میرے بعد

مجھسے ملنی کو تڑپتے ہین جو قیس و فرہاد — ڈھونڈتے پھرتے ہین نقش کف پا میرے بعد

کسکی طاقت ہی کہ جو نجد مین کھڑکائیگا — پھر نہ زنجیر کی آئیگی صدا میرے بعد

دست بردار ہوے وہ بھی مسیحائی سی — پھینک دی یار نے جب میری دوا میرے بعد

منزلون خون سے سیراب کیا کانٹون کو — مجھسا کیا ہوگا کوئی آبلہ پا میرے بعد

اسقدر اوسکو ہوا رنج میرے مرنے کا — رہ گئی غم سے دوتا زلف دوتا میرے بعد

اسقدر میرے لیے وہ ستم ایجاد کڑھا — پھر کسی پر نہ کبھی ظلم کیا میرے بعد

خاک بھی ہوکے ہوئی جسمین سے غائب میری خاک — کون اوس قبر مین پھر آکے رہا میرے بعد

ای شرف نام کا [illegible] پاس کیا
قیس سے تمنے نہ لی [illegible] میرے بعد

مر مٹیگا یار کی محفل کو تو اے دل نہ ڈھونڈ — سیکڑون ہی کوس کی منزل ہے وہ منزل نہ ڈھونڈ

محکمی مین عشق کے ہوتے ہین فریادی اسیر — یہ خلافت ہے حسینون کی یہان عادل نہ ڈھونڈ

جستجو سے مجمع خوبان کے اے دل باز آ — ہو نہ دیوانہ پریزادون کی تو محفل نہ ڈھونڈ

عمر رفتہ کو کہان سے لائیگا رنگ خضاب — تو جوانی چل بسی اب اوسکو ای غافل نہ ڈھونڈ

اوٹھ گیا دنیا سے وہ خالی ہوا صحرا ترا — چل بسا قیس اب اوسے اے لیلی محمل نہ ڈھونڈ

بیشک ای دل ہے وہ یکتا ہے زمانہ لاشریک — ڈھونڈھ اوسی تنہا کیسکو کرکے تو شامل نہ ڈھونڈ

گلشن جنت مین پہونچے خاتمہ سبکا ہوا — روح اپنی اب کسی کشتی مین ہے قاتل نہ ڈھونڈ

زندۂ جاوید دنیا مین نہ کر اسکے تلاش — صید گاہ یار ہے زندہ یہان بسمل نہ ڈھونڈ

جنکو ملنی تھی اونہین دولت شہادت کی ملی — اب نہین ملنے کی دنیا مین تجھے سائل نہ ڈھونڈ

گور کی منزل ہے اے دل ہے یہ عبرت کا مقام — استراحت کی جگہ طے کرکے یہ منزل نہ ڈھونڈ

دولت دیدار کی ہرگز نہ کرنا جستجو — یہ نہین ملتی کسیکو اسکو اے دل نہ ڈھونڈ

روح لیلا کی بھٹکنے پر یہ بولی روح قیس — میری تربت اب تری محمل ہے وہ محمل نہ ڈھونڈ

قید ہے قالب مین تو ہرجائی ہے وہ بیوفا — وہ نہین ملنے کا تجھکو اوسکو اے دل نہ ڈھونڈ

جا ہم عشق پر کہنا شرف کا مان لے
اے دل بیتاب آسائش دم مشکل نہ ڈہونڈ

پردہ ہے روز وعدۂ دیدار شاذ شاذ
انکار دمبدم ہے تو اقرار شاذ شاذ

پوچھا جو ہمنے چھٹتے بہی ہین عشق کی اسیر
آنسو بہا کے بولے گرفتار شاذ شاذ

آزاریون کی تیری شفا دل لگی نہیین
بچتے ہین درد عشق کے بیمار شاذ شاذ

ہر وقت میرے دم کے لیے رہتی ہی کہچی
چمکیگی میرے بعد یہ تلوار شاذ شاذ

چھپ چھپ کر دیکھتے ہین جہروکے مین یار کو
جا بیٹھتے ہین ہم پس دیوار شاذ شاذ

عالم مین روز روز قیامت نہ ڈھایئے
ہردم نہ چلیئے چلیئے یہ رفتار شاذ شاذ

دل مین خدنگ ہین لب معشوق سیکڑون
دکہلائی بہی دیے ہین تو سوفار شاذ شاذ

فرصت نہین بناوسے اوس شاہ حسن کو
خلوت تو آئینے سے ہی دربار شاذ شاذ

صیاد و باغبان نے کیے اسقدر اسیر
گلزار مین ہین بلبل گلزار شاذ شاذ

سب مین گناہگار بہت کم ہین بے قصور
غفلت زدہ ہزارون ہین ہشیار شاذ شاذ

صیاد کے قفس مین یہ ہی بلبلون کا حال
صدہا تو پر بریدہ ہین پردار شاذ شاذ

کیون بد مزاج ہو گئے تہی تم تو خوش مزاج
غصہ نہین تو آتا تہا اے یار شاذ شاذ

مردے کی طرح پڑتے ہین منہ کو لپیٹ کر
راتون کو سانس آتی ہے اے یار شاذ شاذ

وودن بہی خواب مین متواتر نہ آئیے تم
رویا مین بہی دکہاتے ہو دیدار شاذ شاذ

شب کو ترے نہ آنے سے سوتے ہی رہ گئے
چونک اوٹھتے تہے جو طالع بیدار شاذ شاذ

سودا بنے گا دل کا نہ بازار حسن مین
ناقدر سیکڑون ہین خریدار شاذ شاذ

ساری خدائی اوسکی خریدار ہے شرف
کہلتا ہے ابتو حسن کا بازار شاذ شاذ

دل نکلجائے جو دیوانۂ گیسو ہو کر
مشک و عنبر مین مری روح رہی بو ہو کر

روکتا تیر ترا سینے پہ آہو ہو کر ✤
میرے صحرا ہی مین نکلا نہ کبہی تو ہو کر

سوزش ہجران سے دل ایسا ہوا پانی پانی
بہ گیا آخر کار آنکھ سے آنسو ہو کر

اپنے ہمسر پہ کبھی آپکی تیوری نہ چڑھی
آئینے کو کبھی دیکھا نہ ترش رو ہوکر

جانبخان حسن کی میزان مین جو تم تل بیٹھے
آئے یوسف بھی تو پاسنگ ترازو ہوکر

دیکھیئے کو لسنے گلشن مین برس پڑتا ہے
ابر کیا جھومتا جاتا ہے لب جو ہوکر

اوسکی تلوار سے کیونکر نہ گلا کٹوا دون
میرے منھ چڑھتی ہے ہمصورت ابرو ہوکر

خلق مین عشق کے طوفان سے نہ بچتا کوئی
اسکو روکا ہے مری خاک نے ٹاپو ہوکر

کسقدر آتا ہے بہروپ بدلنا اونکو
ہوش انسان کے اوڑتے ہین پریرو ہوکر

جسم کو چھوڑ کے جاتی ہے عدم کو اے روح
گل سے بیزار ہوئی جاتی ہے خوشبو ہوکر

خاک مین مجھکو ملاؤ تو حقیقت کھلجاے
قبر پر بیٹھ رہو تکیہ بزانو ہوکر

شیشۂ دل ہی کم اندر کے اکھاڑے سے نہین
اسمین معشوق اوترتے ہین پریرو ہوکر

آرزو رو ترش آ کے تری اے گلرو
غنچہ ہم دل مین مرے لبس رہی خوشبو ہوکر

ہمسری کی جو ترے حسن سے ہو ترنی مین
رہگئے شمس و قمر سنگ ترازو ہوکر

کیا فقیرون کا ترے رتبہ ہے اللہ اللہ
بادشہ سامنے بیٹھے تو دوزانو ہوکر

اے شرف یار کو کہتے ہو نہین آنے کا
دل مرا توڑتے ہو قوت بازو ہوکر

ہم الفت مین دیکھ لے تو ہمین بھی اے یار آزما کر
ترا پسینا جہان گریگا مٹین گے اپنا لہو بہا کر

ہزار راحت سے بڑھ کے جانون لہو بھی رلواو تم جو آکر
خوشی ہو ایسی کہ مرتے مرتے جو دم بھی نکلے تو مسکرا کر

بشر ہوا مشت خاک سے تو نماز شکر یہ تو ادا کر
خدا کو ہے منھ تجھے دکھانا خدا خدا کر خدا خدا کر

خفا نہو تم تو کہدون تمسے مین وجہ اپنے کراہنے کی
اوٹھے ہو پہلو سے تم جو میرے جگر مسوسا ہے تلملا کر

شب جدائی سے ہو گیا ہے یہ سوز داغ جگر کا عالم

کہ شام کو لوگ آکے اس سے چراغ لیجاتے ہین جلا کر
ہزارون پریون کی جان غش ہے نگاہ حورون کی پڑ رہی ہے
نکھر رہے ہین تمھارے کشتے لہو مین اپنے نہا نہا کر
بتاؤ تو کیون فروغ پاکر چراغ حسرت مرا ہوا گل
کیا تھا کیون آکے اسکو روشن جلا ہو کسواسطے بجھا کر
بسورتے تھے چمن مین غنچے شگفتہ ہوتا نہ جانتے تھے
سکھا دیا انکو مسکرانا ہمارے زخمون نے مسکرا کر
فرشتے تربت کے پوچھتے ہین کہ رحم آیا ہے کسکو تجھپر
یہ لاتخف کون کہہ رہا ہے لحد مین شانہ ہلا ہلا کر
گلو بریدہ تو ہو نہین لیکن کیا ہے اسوقت پیار ہمکو
تڑپ تڑپ کر رسائی کی ہے جگر سے لپٹا لیا ہی آکر
وہ عالم اوسپر فریفتہ ہین وہ باتین اوسکی ہین پیاری پیاری
خدائی بھر کو کیا ہے عاشق رجھا رجھا کر رجھا رجھا کر
گلون کو ہے وجد جو ستے ہین گلون کو صیاد چومتے ہین
کیا ہے سفتون مخالفون کو چمن مین بلبل نے چہچہا کر
جسے بنایا اوسے بگاڑا تلون ایسا اونہین خوش آیا
ہزارون زندہ چمن اوجاڑے بسا بسا کر بسا بسا کر
مرادوسے شرم رکھ لے میری یہ ہاتھ پھیلے ہین تیرے آگے
کریم ہے تو رحیم ہے تو قبول ناچیز کی دعا کر
وہ آتے ہین اونکو دیکھ لین یہ کہ او نیہ جاتی ہے جان انکی
شرف کو بیدم ابھی نہ کر تو تامل اک لحظہ اے قضا کر

روانہ ہوکے شادی گی روح تن کی بہا		نہ ہوئیگی نہ ہوئی ہے کسی چمن کی بہار
درود پڑھتی ہین گھاسے زخم پر حورین		فرشتے دیکھ کے غش ہین مرے کفن کی بہار

نظر مین کھبتی ہی غنچون کے دلمین چبھتی ہے
جو اب ہی نہین رکھتی ترے دہن کی بہار

ہوس ہی گور کی منزل مین کوی جانان کی
مسافرت مین دکھادے خدا وطن کی بہار

عجیب گل ہین جوانان سبزہ رنگ ایدل
ستم کی بو ہے قیامت ہی اس چمن کی بہار

دکھاتے ہین انہین گلہای زخم سیر بہشت
شہید لوٹتے ہین تیرے بانکپن کی بہار

مٹا دی مشک کی بوباس اسقدر مہکی
تمہارے گیسوؤن نے لوٹ لی ختن کی بہار

نہ لائے جامۂ گل کو خیال مین بلبل
جو دیکھ لے ترے زنجی کے پیرہن کی بہار

ملا ریاض کا پھل اوسنے کشت و خون جو کیا
نہال ہوگئے لوٹی جو ہمنے رن کی بہار

تمام عمر کرے وجد بلبل شیراز
وہ رنگ اوسکو دکھادے مری سخن کی بہار

گرے جو شمع سے جل جل کے اوسمین پروانے
گل مزار یہ طرہ ہوئی لگن کی بہار

ہزار رنگ سے سنبل نے پیچ و تاب کیا
نصیب ہی نہ ہوئی زلف پرشکن کی بہار

ہوا کرین جو جھمکا ہین پھول گلشن کے
کہان سے لائینگی اوس گل کے پیرہن کی بہار

پہاڑ پر جو نمائش ہوئی ہی لالے کی
سماگئی ہے بیان خون کوہکن کی بہار

بہت تلاش کی باغ بہشت مین بھی شرف
کہین نظر نہ پڑی اوسکے انجمن کی بہار

مسکراؤ تو نہ عشاق کی فریادون پر
جائے افسوس ہے کیا ہنستے ہو ناشادون پر

جانچان تیرے طلسمات کی ایجادون پر
لوٹے پڑتے ہین پریزاد پریزادون پر

دل سے قربان ہین عشق مین ستم ایجادون پر
جان پر کھیلے ہین مرتے ہین پریزادون پر

مستعد ہے وہ شہ حسن جو بیدادون پر
نامرادون کے گلے کٹتے ہین فریادون پر

چمن دہر مین ہر رنگ کا موجد تو ہے
مرتے ہین سیکڑون گلرو تری ایجادون پر

چار دن مین نہ رہا نام ونشان بھی باقی
اسقدر پھولے تھے گل کونسی بنیادون پر

عاشقی مین جو مجھے ٹھوکرین کھاتے دیکھا
گر پڑے یار کے آنسو مری افتادون پر

تیری جو مرضی ہے ہوتا ہی وہی عالم مین
سارے ہی دنیا کا عمل ہے ترے ارشادون پر

مرگئے یا ابھی زندہ ہین تمہارے بیمار
یہ تو پچھواؤ کہ کیا گذری ہے ناشادون پر

مرہی جائینگے اسیران قفس اے صیاد
حکم ہونے کو ہے دنیا کے مٹا دینے کا
عشقبازون کو نہ پوچھا نہ خبر لی اوسنے
خون تا حق سے جو معشوق نہین بازآتی
روح کو تاکستی ہین پیستے ہین دل سیدا

چھوڑتا جلد نہ رکھتا انہین صیادون پر
دستک آنے کو ہی بربادی کی آبادون پر
رحم آیا نہ کبھی یار کو بربادون پر
اسکو کیا کیجئے کیا زور ہے جلادون پر
کیا قیامت ہی کہ بیداد ہے آزادون پر

تنگدستی انہین برباد شرف رکھتی ہی
صبر پڑتا ہی غادل کا یہ صیادون پر

اُمید معراج کی ہے اونکو جھکے ہین تیرے جو آستان پر
پڑے ہوئے ہین جو اس زمین پر دماغ اونکے ہین آسمان پر
عجیب کیفیتین اوٹھی ہین فسانہ گو نے جھما دیا ہے
کیا ہے اے یار وجد کیا کیا تمہاری دلچسپ داستان پر
سدا رہیگا وہ خوبصورت کبھی نہ کم ہو گا حُسن اوسکا
شباب اوسپر فریفتہ ہے ہوا ہون مفتون میں حسین جوان پر
خدا کے بندون مین کون بندہ بتانے جاتا ہے اونکو رستا
مسافران عدم عدم کو روانہ ہوتے ہین کس نشان پر
چمن کے سایہ سے بھاگتا ہون اسے بہی صیاد چاہتا ہون
بہار نے دل اولٹ دیا ہی گمان قفس کا ہے آشیان پر
وہ آزماتے ہین ظلم اپنا ہم آزماتے ہین اپنے دل کو
ہوا ہے مرنے کا شوق ہمکو وہ ناز کرتے ہین امتحان پر
نہ کر تو عشق مجازی اے دل جو کر تو عشق حقیقی اے دل
نمود ہوتی ہے مٹ کے اوسکی جو کوئی مٹتا ہے قدردان پر
کیا ہے ممتاز بندہ پرور بلا کے معراج مین جھکتے
دکھا دو جلوہ بہی اسکو اپنا کرم کیا ہے جو میہمان پر

شفق کے گلرنگ پھولنے سے ہوا شہادت کا اوج ظاہر
اوٹھا کے لیجاتے ہین فرشتے لہو شہیدون کا آسمان پر

ہلاک کر دیگی کوئی دم مین تلاش نادیدہ آشنا کی
محبت اوسکی جو ہوگئی ہے قضا یہ نازل ہوئی ہر جان پر

کیا ہے تکیہ جو ہمنے اسیر ہنین مرینگے نہین مرینگے
خوشی خوشی تو بہشت دیگا مٹین کے تیرے جو آستان پر

شکار ہونے کی آرزو مین کھونگا اوس سے مین صید گہ مین
اوڑا دے دل کا جو تو نشانہ چھٹا دون چلا تری کمان پر

فلک کا جور و ستم بھلایا مسافرت کا مزا چکھایا
مرے پرا لیسا لحد نے پلیسا چھٹی کا دودھ آگیا زبان پر

طواف گل کے لیے کہان سے چمن پر آکے یورش کیا ہی
یہ پر عنادل کے اوڑ رہے ہین کہ ٹڈی چھائی ہی بوستان پر

مزاج اونکا ہوا ہے برہم اوٹھاؤ بستر یہان سے بھاگو
قیامت آنے کو اے شرف ہی عتاب ہونے کو ہی جہان پر

خوب رسوائی ہوئی عشق جنون زا ہوکر
ہوش تک بھی نہ ٹھکانے رہی سودا ہوکر

چلیے خلوت مین پھر آبیٹھیے گا محفل مین
میری دو باتین بھی سن لیجیے تنہا ہوکر

لیلی و قیس کی اس شوق مین و چلین نکلین
استراحت کا مزا لوٹیے اک جا ہوکر

آڑے آجاتی ہے قربان تری رحمت کے
عیب پوشی یہ کیا کرتی ہے پردا ہوکر

کام ہنگامۂ محشر مین ہمارا کیا تھا
ہم فقط آئے تھے مشتاق تماشا ہوکر

بیٹھے بیٹھے جو خداوند کو غصہ آیا
خاک مین ملگئی دنیا تہ و بالا ہوکر

کیا مین جمعیت محشر مین پہنچ جاؤن
اک کفن تھا سو وہ بھی ہوا میلا ہوکر

دل ہمارا جو لیا اوسنے کف روشن مین
رنگیا ہاتھ مین اوسکے ید بیضا ہوکر

دفن کو آئی جو میت ترے دیوانے کی
خاک گلزار اوڑانے لگی صحرا ہوکر

گوزہ پشتون کی طرح جھک گئی سرو شمشاد
یون بٹایا قد بالا سے دو بالا ہوکر

ساحل وا ایکی جانب جو نظر کی بے یار
مرے اشکون سے نے ڈبویا مجھے دریا ہوکر

چاہنے والون کو دیدار سے ترساتے ہو
منھ چھپاتے ہو مریضون سے مسیحا ہوکر

زیر شمشیر نہ ہوتے جو نہ الفت کرتے
واجب القتل ہوئے ہم ترے شیدا ہوکر

اے شرف انس جو کرتے ہین پریزادون سے
آدمیت سے گذر جاتے ہین سودا ہوکر

ضبط کیا تونے کیا ہے متحمل ہوکر
واہ رے دل کہ تڑپتا نہین بسمل ہوکر

عشقبازی کا مزہ لوٹیے کامل ہوکر
چاہیے یار کو اپنے ہمہ تن دل ہوکر

کی رسائی تو وہ کی عشق مین کامل ہوکر
عمر بھر یار کے پہلو مین رہا دل ہوکر

یار نے دولت دیدار کا انکار کیا
منھ دکھانے کے نہ قابل رہے سائل ہوکر

کر دیا اسکو بہی تصویر تری صورت نے
رہگیا سکتے مین آئینہ مقابل ہوکر

واجب الرحم ہون رحمت سے نہین پیش آتے
حق تلف کرتے ہو حقدار کا عادل ہوکر

ملگئے مٹی مین اوٹھی بھی جہان سے ہستی
خاک تھی خاک ہوئی خاک مین شامل ہوکر

ہمنے ہر زخم مین تصویر کا عالم دیکھا
لالہ و گل کا مرقع ہوئے گھائل ہوکر

دیکھ ہی لینگے ہمین وہ نظر رحمت سے
اب جو آئے ہین گنہگارون مین شامل ہوکر

خاک لیلی کی جو تھک جاتی ہے اوڑتی اوڑتے
تربت قیس بٹھا لیتی ہے محمل ہوکر

ناتوان مین کوئی کیا گور سے بڑھکر ہوگا
تنگ رکھتی ہے مسافر کو یہ منزل ہوکر

شانہ ہلوا کے وہ تربت مین مرا کہتے ہین
انکو چونکا دو یہ کیون سو رہی غافل ہوکر

بے خبر دولت دیدار کے محتاجون کی
کسکے دروازے پہ جائین ترے سائل ہوکر

پھیر لینگے نظر اپنی وہ بپا کر دینا
صف اولٹ جائیگی آراستہ محفل ہوکر

کب تک آنکھون کو رہیگا یہ مرض رقت کا
اب تو بینائی بھی رخصت ہوئی زائل ہوکر

کشتۂ ناز کی تربت کی زیارت ہوگی
گھیر لیگی اوسے رحمت تری نازل ہوکر

بندۂ عشق اوسی اللہ کی رحمت جانے
سہل ہو جائے کوئی کام جو مشکل ہوکر

جان لیتے ہو میری قدر اگر کرتے ہو
تمنے بلواکے بہی ہمکو نہ دکہایا جلوہ
نوجوانون کی جوانی پہ خدا رحم کرے
یار تکبیر کا شکریہ ادا کرتا ہون
پانؤن مجہسے اوٹھالے کہ تڑپ لون ظالم
خون بہا یار یہ ثابت نہین ہوتا میرا
جلوہ گر ہونے لگی پیش نظر شکل انکی
زندہ درگور ہوے ہوکے جدا ہم تجہسے
اسقدر سہم گئی روح چہری پہرتے ہی

حق کبہی دل مین جو آتا ہے تو باطل ہوکر
داغ ہم لیکے چلے آئے تہے خوشدل ہوکر
گل نہ مرجہائے کوئی دید کے قابل ہوکر
لوٹتا ہون ترے قدمون پہ جو بسمل ہوکر
ڈر نہ تو تجہسے مین کیا لپٹونگا بسمل ہوکر
حق محبت مین مٹا جاتا ہے باطل ہوکر
صورت وصل ہوئی ذوق مین کامل ہوکر
زندگانی کا مزا لٹ گیا حاصل ہوکر
مارے ڈر کے ترے تڑپا نہ مین بسمل ہوکر

ای شرف بہتے ہین آنسو جو مری آنکھون سے
یار کے دل کو یہ لہرائین گے ساحل ہوکر

دیا اوسنے جو چرکا میرے دل پر نوجوان ہوکر
وہ مشتاقون مین جب آئی تو آئے جانجان ہوکر
خدائی کی جو نکلا سیر کو وہ نوجوان ہوکر
برنگ بوے گل آئی چلے روح روان ہوکر
ترے صدقے کی بلبل چہٹ کی آتی ہین جو گلشن سے
مین بسمل ہوکے تڑپونگا تو صیاد دیکہین گے
اوٹہائین حسرتین تیرے معشوق نے دل کی
نہ پہونچا یہ تمہاری آستانے کی بلندی تک
یہی چرچا ہے جیسے یار نے آئینہ دیکہا ہے
بہار جاودانی لوٹ لی تیرے شہید دل نے
اوڑائی خاک دنیا ترک کی ساری خدائی نے
کہان سے لاؤن مین وہ قصر جسمین یار رہتا ہے

مہم عشقبازی مین نے سر کی نیمجان ہوکر
چہپی آنکہون کے پردون مین ہر دلمین نہان ہوکر
جہان کو زندہ باغ اوسنے کیا جان جہان ہوکر
دہائی ہے دہائی مار ڈالا مہربان ہوکر
بساتے ہین وہ نہین پہولون کے غنچے آشیان ہوکر
لہو رونیگی چہریان میری گردن پر روان ہوکر
دعا کی صاحب خانہ کو لوٹا میہمان ہوکر
تمنا مین رہا میرا بگولہ آسمان ہوکر
ملے ہین دو پری پیکر دو قالب یکجان ہوکر
مرقع ہو گئی گلزار جنت کا خزان ہوکر
قیامت ہو گئی تیرے تلون کا بیان ہوکر
میری آنکہون سے غائب ہوگیا ہر لامکان ہوکر

ترے پالے ہوے بلبل جو رہجاتے ہین گلشن مین
خوشامد کرتے ہین گلچین نثار آشیان ہوکر

کبھی آنے نہ دیگا دہوپ گور غریبان پر
ترا ابر کرم سایہ کریگا سائبان ہوکر

ترے محفل کا مجمع سانس بھی تو لے نہین سکتا
اسی منزل پہ مٹتا ہی فردکش کاروان ہوکر

یہ کیونکر اسے پری پیکر ترے مجنون نے دم توڑا
کہان سے آگئی اوسمین یہ طاقت ناتوان ہوکر

ہزارون صیدگاہ عشق مین دل تمسے اوڑوائے
مژہ نے ہوکے تیر ناز ابرو نے کمان ہوکر

دراندازون کا دم گھٹ جائیگا رستہ نہ سوجھیگا
میری آہین بھی وہ اندھیر ڈھائینگی دھنوان ہوکر

چھری پھرنے کی حسرت ہی مزا ہے اضطرابی کا
شرف مجھکو تمنا ہے کہ تڑپون نیمجان ہوکر

ہوا جو حسن پر نازان وہ گلرو نوجوان ہوکر
جدائی ہوگئی سفتون بہار جاودان ہوکر

کیا برباد انہین بھی غنچہ و گل نے خزان ہوکر
جہان مین خاک اوڑاتے ہین پریشان باغبان ہوکر

تڑپتا ہون کہ پھر دیکھون جو عالم مینے دیکھا ہے
وہ صورت ہی کہ شرماتے ہین یوسف نوجوان ہوکر

بدل کر بھیس اوسکی انجمن مین غل مچاتا ہون
فغان میری زبان کرتی ہے بلبل کی زبان ہوکر

تم اپنی انکھڑیون کے واسطے کاجل جو پاروگے
تمنا مین ہماری روح نکلیگی دھنوان ہوکر

ہمیشہ خاک اوڑاتی ہے زمین گور غریبان کی
ترے کشتے کو روتا ہی سیہ پوش آسمان ہوکر

تمنا ہے کرون الہام کی باتین حسینون سے
بتاؤن غیب کا احوال تیرا رازدان ہوکر

کسی بیکس کی میت جب مری تربت کے پاس آئی
شریک اوسکے ہوے کافور میری استخوان ہوکر

ترے کوچے مین ایسی شان رفعت اپنی دکھلائی
جھکا میرے بگولے سے پشیمان آسمان ہوکر

پھڑکتا ہون تو گل ہنستے ہین غنچے مسکراتے ہین
پشیمان ہون کہ تنکے کیون چنے بے آشیان ہوکر

کہین سے باغ مین آتا ہی بہکر خون بلبل کا
چھڑکتا ہے گلون پر آبدیدہ باغبان ہوکر

تم اپنے زخمیون کا حسن سامان آکے دیکھو تو
جہان سے کوچ کرتے ہین گلون کا کاروان ہوکر

لحد مین نزع مین محشر مین مجھکو آزمایا ہے
میری بخشش ہوئی ہے امتحان پر امتحان ہوکر

ہوس دل کی نکالین گے بہار امسال آئی تو
ہزارون پھول چن لائینگے ہم بھی باغبان ہوکر

نہ خاطر ہے نہ دلجوئی نہ پرسش ہی نہ صحبت ہی
ہوئے مایوس ہر صورت سے تیرے میہمان ہوکر

ستانے اب نہ پائیگا کسیکو غم تعشق کا + رگ جان نے مری جکڑا ہی اسکو ریسمان ہوکر

ہمین اے ہمصفیرو لے چلا صیاد گلشن سے بسانے جاتے ہین کنج قفس بے آشیان ہوکر

چمن مین اوس پری پیکر نے جب مسّی لگائی ہی ہوئی ہو زرد اوڑا ہی رنگ سوسن کا دہوان ہوکر

ترا دیوانہ اپنے پاؤن جب توڑ ہی مروڑیگا برابر گر پڑینگی ٹکڑے ٹکڑے بیڑیان ہوکر

مریض عشق کے دلمین شرف طاقت نہین باقی
گرا بھی نہین جاتا ہی اوس سے ناتوان ہوکر

گیا تہا لانے کو اوس شوخ فتنہ گر کی خبر سنانی آئی سنگائی جو نامہ بر کی خبر

پتا بھی صبح شب وصل سے نہین ملتا نہ مجھکو دل کی خبر ہے نہ ہی جگر کی خبر

کسی پر آنکھ پڑیگی تو برق کوندے گی اوڑیگی چشم زدن مین تری نظر کی خبر

پیام بھیجا ہے اوسنے مزاج پچھوا کر اڑا نہ تا ہے خبر دار اس خبر کی خبر

سنا کسی سے رگ گل کسی سے رشتۂ جان مگر کھلی نہ مفصل تری کمر کی خبر

گلون کے گرد مین برباد گو ہین صرصر سے سنے ہی اوڑتی ہوئی اپنے مشت پر کی خبر

صبا نے دہوم اوڑائی جو بوے گیسو کی جہان مین پہر گئی عنبر و اگر کی خبر

اخیر وقت تم آئے تو کیا ہوا اے یار بشر ہی لیتے ہین اس وقت ایسے بشر کی خبر

پڑا ہے بیخبر ایسا شہید ناز ترا نہ سر کو تن کی خبر ہے نہ تن کو سر کی خبر

کہان تک اسنے کہون سرگذشت دنیا کی فرشتے پوچھتے ہین مجھسے عمر بھر کی خبر

جہان مین عالم ارواح سے نہ آتا مین وہان جو ہوتی عدم کی مجھے سفر کی خبر

غش آگیا جو کبھی آنکھ کھل گئی میری گھٹنڈہائی پی تو نہ مجھکو رہی اثر کی خبر

خدائی مین وہ پریرو خدائی کرتا ہے ہو ہو ہے اوسے ایک ایک بشر کی خبر

تری سواری نکلنے کا راستہ نہ ملا کسی کو بھی نہوئی تیرے رہگذر کی خبر

وہ ضعف ہے جو مسیحا بھی آکے پوچھیگا کہی نہ جائیگی درد دل و جگر کی خبر

ہر اک طرف سے شرف مجنون کا نرغہ ہے
دماغ اوڑیگا سنون مین کدھر کدھر کی خبر

رجوع ہوتے ہین یارب یہ خوبرو کیونکر
کسی کی اوسنے نکلتی ہے آرزو کیونکر

کیاہے کونسا اوس سے فریب مشاطہ
ہوئی ہے یار کی آئینہ دار تو کیونکر

کسی پہ وار کرے وہ اولٹ کر مجھ پہ پڑے
چٹا دون یار کی تلوار کو لہو کیونکر

جنون کی داب سے واقف نہین ہین اے مجنون
جہان مین خاک اوڑاتے ہین چارسو کیونکر

گناہگار ہون اوسنے مجھے بلایا ہے
غضب ہی جاؤنگا مین اوسکے روبرو کیونکر

لہو لگا کے شہیدون مین مین بہی ملجاؤن
رگڑ دون یار کی تلوار پر گلو کیونکر *

زبان بند ہوئی وقت نزع ہے اے دل
وہ شاید آئے تو اب ہوگی گفتگو کیونکر

بٹھا دیا ہمین اک جا پہ ناتوانی نے
کرینگے یار کی افسوس جستجو کیونکر

لباس چاک جو ہوتا تو کرتے ہم بخیہ
پھٹا ہوا ہے کلیجا کرین رفو کیونکر

ہوس مین دید کی آنکھین جو تنے پھوڑ دین
ہمارے دل سے نکالوگے آرزو کیونکر

نماز شکر جو مانی ہے اونکے آنے کی
خوشی کے مارے کیا جائیگا وضو کیونکر

ہمارے دل کی اوڑائی ہین حسرتین کسنے
کہا ہے یاس نے اسکو مکان ہو کیونکر

بنا تھا حسن کے جامے سے پیرہن گل کا
ہوا ہے چاک یہ کیونکر کرون رفو کیونکر

جو ضبط ہو نسکے کی جدائی مین رقت
ہنسینگے لوگ رہیگی پھر آبرو کیونکر

تمھین بتاؤ نہ منھ پر جو روکتا شمشیر
تمہارے سامنے ہوتا مین سرخرو کیونکر

شرف تمام ہوئے انتظار مین آخر
اب آنکھین پھاڑ کے دیکھوگے چارسو کیونکر

چھڑکتا ہون مین بلبل کی طرح اوس روے رنگین پر
کہ جسکی سادہ لوحی طرہ ہے ہر گل کے تزئین پر
تعشق دل کو شہباز نظر سے اوس پری کے ہے
وہ جانباز طائر ہے جو پروانہ ہے شاہین پر
تصور مجھکو اوس پیشانی کی افشان کا رہتا ہے
قیامت توڑتی ہے چھوٹ جسکے ماہ و پروین پر

ترے شبدیز سے یہ کونسا مجروح لپٹا تھا
یہ کسکے خون کے دھبے پڑے ہین دامن زین پر
یہ خوشبو اس ستم کی بھینی بھینی کسکی آتی ہے
ہوائی چھوٹتی ہے جو نسترن پر اور نسرین پر
کیا ہے تمنے جاری یہ جو سکہ بے نیازی کا +
چلے ہو بادشاہ حسن ہوکر کسکے آئین پر +
سمجھتے ہین یہ کیا تفسیر ترے مصحف روکے
جو اکثر نزع والے جان دیدیتے ہین یٰسین پر
جنون کا دل سے مجنون کے مزا ہرگز نہ جائے گا
کیا ہے وجد میری داستان وحشت آگین پر
دلاسا تم جو دیتے ہو تو شادی مرگ ہوتا ہے
غضب مین جان پڑتی ہے جو رحم آتا ہے غمگین پر
سر اپنا وہ پری رو میرے زانو پر جو رکھدیگا +
ہزارون شکر کے سجدے کرونگا خشت بالین پر
امید دل کی بر لانے مین اسنے بھی نہ کوشش کی
دعا کس یاس سے مانگی تھی نازان ہوکے آمین پر
جنون بلقیس لائی ہے مگس رانی کی حسرت مین
تمھین بیٹھے ہوے دیکھا ہے جب سے تخت زرین پر
جگر پکڑے ہوئے بیتاب کیون عالم مین پھرتے ہو
شرف تم تو بہت نازان تھے معشوقون کی تسکین پر

روح غائب ہوگئی افسوس تن سے چھوٹکر
داغ دل چمکا ہے زلف پرشکن سے چھوٹکر
بجد مین کس سے لپٹا پھر ہرن سے چھوٹکر

چل بسی یوسف کی خوشبو پیرہن سے چھوٹکر
آفتاب حشر نکلا ہے گہن سے چھوٹکر
اے جنون مجنون پہ کیا گذری وطن سے چھوٹکر

جان دی ہی گلرخون کی انجمن سے چھوٹ کر
شہر خاموشاں بسایا ہی چمن سے چھوٹ کر

سیکڑون صیاد سو خارون کی خاطر لے گئے
خون ہم روئے جو اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

پاک دامن خون کے دھبّون نے قاتل کو کیا
خود بخود غائب ہوئی سب پیرہن سی چھوٹ کر

گل کو پژمردہ کیا بلبل کو افسردہ کیا
ہو گیا افسوس شگوفہ بھی دہن سی چھوٹ کر

دیکھی دم دنیا سے گورستان مین لے آئی اجل
آئی کس ویرانے مین کس انجمن سے چھوٹ کر

دیکھکر گنج شہیدان کی زمین بھر آگیا
گر پڑے اوزار دست گورکن سے چھوٹ کر

اک تلاطم مین رہیگی مارے غم کے جوئے شیر
کوہ کا دل خون ہوگا کوہکن سے چھوٹ کر

میری تربت کی گلون مین ہو گئی پژمردگی
غم جو حسرت کو ہوا داغ کہن سے چھوٹ کر

توڑ کر پھانسی ترے وحشی کو آیا ہی جلال
شور ہے اک شیر بپھرا ہے ہرن سے چھوٹ کر

مخلصی کا چاہ کنعان پر چڑھاونگا چراغ
یوسف دل آئیگا جسدن ذقن سی چھوٹ کر

اوس پری کی بزم مین ملتا نہیں جسکو عطر
فتنہ ہو جاتا ہی میل اوسکے بدن سی چھوٹ کر

جیسے آدم کو ہوا تھا غم نکل کر خلد سے
مجھکو وہ صدمہ وطن کا ہی وطن سی چھوٹ کر

جانثار تیری کریمی بھیجتی حلہ کے ساتھ
پاکدامانی جو رہجاتی کفن سے چھوٹ کر

ہو گئے تصویر غم کی پھر نہ بولے عمر بھر
ہم تو ایسے چپ ہوے اوس کم سخن سی چھوٹ کر

غم سے ہے معشوقون کو اوجبل ہو کے چشم یار سے
چوکڑی صیاد بھولے ہین ہرن سی چھوٹ کر

کھلتے ہی رنگ اوس گل نے جو پھینکا گلال
سرخی اوسمین آگئی لعل یمن سے چھوٹ کر

رحم کر مجھکو بچالے اے خداوند کریم
مین بیابان مرگ ہوتا ہون وطن سے چھوٹ کر

جامۂ جسم اسقدر آخر کو بوسیدہ ہوا
مر گئی بوے حیات اس پیرہن سے چھوٹ کر

ڈھونڈھنے جاتی ہے میت عالم نابود مین
رات کو گم ہو گئی ہے روح تن سی چھوٹ کر

کسکے مژگان کی چبھن نے اسقدر لرزا دیا
گر پڑی کیون چھوٹ سورج کی کرن سے چھوٹ کر

جامۂ گل مین بسی ہی یہ جو بوے دلفریب
ہو گئی مفقود الخبر اس پیرہن سے چھوٹ کر

سیکڑون صیاد آتے ہین طواف قبر کو
مر گیا ہون کو لیے ناوک فگن سے چھوٹ کر

اسلیے مین سونگھتا پھرتا ہون بو ہر پھول کی
اک قفس مین جا کے بستا ہی چمن سے چھوٹ کر

منزل راہ وفا مین ہون فنا کی اسلیئے
کھو گیا ہے دل مرا مجھ لغزہ زن سی چھوٹ کر

جا کے تیر قیس پر لیلا نے اپنی جان دی
چل بسی دنیا سے شیرین کوہکن سی چھوٹ کر

میری بیتابی پہ نخچیرون کے آنسو گر پڑے
اسقدر تڑپا کہ مین اوس ناوک فگن سی چھوٹ کر

جان لیگی اوسکی محفل کی بلا قید ای شرف
ہونگے شادی مرگ ہم رنج و محن سی چھوٹ کر

مجھکو بھی دم تو نے دی دم ابھی بسمل نہ توڑ
ہون ترا ہمدرد صدمہ دیکے میرا دل نہ توڑ

ایک بوسے کے لیے للہ ظالم منھ نہ پھیر
صدمۂ بے اعتنائی سے دل سائل نہ توڑ

دل مرا ہے تیری تصویر خیالی کا جواب
ایسے آئینے کا ملنا ہوگا پھر مشکل نہ توڑ

مشکل آسان کر ہماری بگیا ہی پر نہ جا
شوق سے چورنگ کر شمشیر اے قاتل نہ توڑ

تیری معشوقہ ہی لیلی رنج لیلی کو نہ دے
دل سنبھال اپنا دم اے مجنون بس محمل نہ توڑ

منع کر آنے کو تو لے چل کے خلوت مین مجھے
رشتۂ امید کو میری سر محفل نہ توڑ

بادشاہ حسن ہی دے نامرادون کی مراد
دردمندون کی دعائین لے کسی کا دل نہ توڑ

دم تو لینے دے کہین راہ تعشق مین مجھے
پاؤن مجھ خود رفتہ کے ای حسرت منزل نہ توڑ

نا امید امیدوارون کو نہ رکھ دیدار سے
سلسلہ الفت کا ای شاہنشہ عادل نہ توڑ

غنچۂ وابستہ ہی کھل لے تو دل کو توڑ یو
ناشگفتہ ہے یہ غنچہ اسکو اے جاہل نہ توڑ

نامراد آیا ہون جاؤن تیرے در سے بامراد
جلوہ دکھلانے مین حجت کر کے میرا دل نہ توڑ

ہون شکستہ دل نہ دی صدمہ مجھے ای بحر حسن
سامنے میرے حبابون کو لب ساحل نہ توڑ

داغ تو اسکو نہ دے اس سے ترقی ہی تری
چودھوین شب سے مروت ای مہ کامل نہ توڑ

زندگی ہے لاکھ نعمت ای شرف ہوشیار ہو
رشتۂ تار نفس کو ہو کے تو غافل نہ توڑ

جان غش ہے مرض عشق پر اے یار عزیز
تندرستی سے زیادہ ہے یہ آزار عزیز

ہوگی ناقدر کو کیا قدر پری زادون کی
باغبان کو نہین ہوتی گل گلزار عزیز

بعد مردن بھی نہ چھوڑا کبھی اسکا پہلو
حد جنت سے سوا کی تیری دیوار عزیز

روز ہنگامۂ قیامت کا رہیگا برپا
شوخی و نازنے کی ہی تری رفتار عزیز

ہرطرف حشر مین لشاش پڑے پھرتے ہین
کسکی رحمت کو ہوے ہین یہ گنہگار عزیز

تم مسیحا ہو نہین چاہیے تمکو پرہیز
جان بلب سی نہ کرو شربت دیدار عزیز

عطر کھنچوا کے لگاؤگے بدن مین اپنے
ہوگی ایسی مری مٹی تمھین اے یار عزیز

ہرنفس ناز کریگا نفس عیسی سے
اوس پہ یہ وکے جو ہونگے لب گفتار عزیز

اسے پرپر ولب معشوق ہمیشہ سمجھا
اسقدر دل نے کیا بوسۂ سوفار عزیز

ہردم اے یار عیادت کے لیے آتا ہے
کیا مسیحا کو ہوئے ہین ترے بیمار عزیز

ہون وہ جانباز مرا خون جو بہہ جاتا ہی
جوہرون سے بھی سوا کرتی ہے تلوار عزیز

ناتوانان محبت کو ہے غفلت کا مزا
یہ غشی وہ ہی جسے کرتے ہین ہشیار عزیز

دفن کے بعد کبھی کوئی نہ پرسان ہوگا
قبر تک اور مرے ساتھ ہین دوچار عزیز

رحم کر رحم خطاوار ہون تو یہ توبہ
اب گنہ کو نہ کرونگا مین گنہگار عزیز

خوش کیا ہے تجھے ہوکے لب معشوق سنے
ہے پری سے بھی سوا مجھکو یہ سوفار عزیز

جان بلب ہون جگر و دلمین ہین پیکان سیتو
اتنو کھنچنے نہ لگا رحم کر اے یار عزیز

کسکو ہے روح کے قالب سے رہائی منظور
کون ہے جسکو نہین ہے یہ گرفتار عزیز

ای شرف ترک کرون عشق مین اوسکا کیونکر
جان سے بڑھکے ہی وہ شوخ طرحدار عزیز

گوش زد وقت سحر ہو جو گجر کی آواز
غافلو جاؤ اوسے کوس سفر کی آواز

ہوگئی صبح دم اے شوق فغان لینی دے
ہی تھکی ماندی مری چار پہر کی آواز

اوڑگئی اے قدر انداز مری سہم کے روح
سن سے آئی جو ترے تیر کے پر کی آواز

درد دل کہہ نہ سکا رعب مین آکر اوسکے
منھ سے نکلی بھی نہ مجھ خستہ جگر کی آواز

میرا نالہ نہ کسی اہل محلہ نے سنا
ناتوانی سے رہی گھر ہی مین گھر کی آواز

نامۂ شوق لیے کسکا اوڑے جاتے تھے
آرہی تھی ابھی جبریل کے پر کی آواز

اوڑگئے ہوش گلستان مین جو پتا کھڑکا
مرگئے آئی جو افتادہ ثمر کی آواز

جس پریزاد نے جھنکار سنی رحم آیا
میری زنجیر کی ہے کیسی اثر کی آواز

سنکے فریاد مری اوس شہ خوبان نے کہا
کوئی لائے تو خبر ہے یہ کدہر کی آواز

روز کٹتے ہین گلے اوسکی خوش الحانی پر
کیا خوش آہنگ ہے اوس خنک قمری کی آواز

اے گلو فصل خزان آنے دو کیا ہوتے ہو
کھڑکھڑاویگی تمھین برگ شجر کی آواز

جو بہادر ہین وہ صدمے سے نہین اف کرتے
کون سنتا ہے گرجنے مین گہر کی آواز

اے جنون نجد سے زندان مین مجھے پہونچا دے
دل تو بہلے کا سنونگا جو بشر کی آواز

دفعتہً آنکھین بچھاتا ہوا مین پہونچا ہون
جب سنی ہے کسی منظور نظر کی آواز

دم کسی مین بھی نہ اے شوخ رہا کھینچی ہی
شب سے آئی جو تری تیغ کمر کی آواز

اے شرف آگے وہ جیتا تمھین جیوا دیگا
یار سن لیگا جو ٹکرانے مین سر کی آواز

ہوا ہے گریۂ مجنون سے سبزہ کیا سرسبز
زمین دشت کی ہے منزلون برابر سبز

بہار مین مری تربت رہو سدا سرسبز
چڑھا دو چادر گل کے جو ساتھ چادر سبز

خدا سے ڈر مجھے کھلوا کے زہر ذبح نہ کر
گواہی شاہدی کو ہو نہ جائے خنجر سبز

ریاض ابر سے نرگس ہری نہین ہوگی
کرینگے روکے اسے میرے دیدۂ تر سبز

کہان سے لاینگے اوس سبزہ رنگ کی رنگت
ہوا کرین جو ہین شمشاد اور صنوبر سبز

عجیب رنگ ہے قصر زمردی کا ترے
ہزار باغ ہون اس سے نہونگے بہتر سبز

ہرا نہ تربت بلبل کا سبزہ ہوویگا
گلاب سے اسے سینچین تو ہو مقرر سبز

کرون نثار زمرد کو مین ترے خط پر
کہان یہ نور کا سبزہ کہان یہ پتھر سبز

حنا سے بڑھ کے دورنگی کسی مین کیا ہوگی
کہ اندرون تو ہے سرخ اور باہر سبز

نہین وہ باندھے ہین تعویذ دہانی اطلس کے
لگا لیے ہین زمرد کے قدرتی پر سبز

بہار مین ہمین مارا ہے سبزہ رنگون نے
ہمارے خون کا یارو بنا و محضر سبز

قبا بنائیگا فصل بہار مین مجنون
اسی کو دیدو مری قبر پر کی چادر سبز

شرف کا قول یہی ہے کہ جو تھا وہ تھا

ہوئے نہین کبھی گلبرگ زرد ہوکر سبز

یون ہجوم داغ حسرت ہی ہمارے دل کے پاس / جیسے تختے خون کے جم جاتے ہین بسمل کے پاس
سیکڑون قبرین بنی ہین کوچۂ قاتل کے پاس / عاشقون کا قافلہ تھا مرمٹا منزل کے پاس
لوٹ کر پیکان جو سینہ مین رہگیا اچھا ہوا / دوسرا دل ہوگیا اک اور میرے دل کے پاس
اس ادا سے تمنے پھیری اوسکی گردن پر چھری / دو گھڑی تک دل مرا پھیرا کیا بسمل کے پاس
آئی ہین گلزار جنت سے عیادت کے لیئے / جمع ہین وحشین شہیدون کی ترے گھائل کے پاس
اوسطرف ہوگا پرستان مرنے والے اے ظریف / ہم بھی اک محفل کرینگے یار کی محفل کے پاس
طرۂ گیسو نہین لرزان ہے روئے یار پر / وجد کرتا ہے چکورا یہ دل مہ کامل کے پاس
اور ہی چاہت ہوئی لیلی کا پردا اُٹھ گیا / دیکھتے ہی قیس کو بلوا لیا محمل کے پاس
خوب سمجھا یا آئی صورت سے تڑپایا مجھے / رکھ دیا صیاد نے میرا قفس بسمل کے پاس
اک خدنگ ناز سے دونون اوڑا جائینگے / دل کلیجے پاس تڑپے گا کلیجا دل کے پاس
اوسکو کیا پروا ہو کیون نکلے گدائی کے لیئے / دولت امید کیا کم ہے ترے سائل کے پاس
قبر پر میری بنائی جائینگی دو تربتین / قیس کا دل ہوگیا ہو دفن میرے دل کے پاس
یار کی محفل مین جس کشتے کو پوچھا تو کہا / اک مسافر تھا بہ تجکر مر گیا منزل کے پاس
پھڑپھڑاتا عندلیب پرشکستہ کی طرح / خلد سے رضوان اگر آتا تری محفل کے پاس
اسقدر بیخود کیا جوش جنون نے قیس کو / جانور وحشت زدہ رہنے لگے محمل کے پاس
خال مشکین کا مین جب جانون کہ نظارہ کیا / دونون آنکھون کے اگر رہجائین تل اوس تل کے پاس

دوسرا دریا بہا یا میری آنکھون نے شرف
روتے روتے جان دی تربت بنی ساحل کے پاس

حسرت افزا ہوگئی اوسنے خوب حاصل کی ہوس / میری آنکھون نے جو نرگس سے مقابل کی ہوس
لائی تھی دنیا مین ہمکو تیری محفل کی ہوس / نارسا تھے چل بسے دلمین ہی دل کی ہوس
عمر کم ہونے لگی اور آرزو بڑھنے لگی / اشتیاق یار نے دلمین جو نازل کی ہوس
روح جبتک جسم مین تھی ولولہ تھا قیس کو / اب نہ لیلی کی تمنا ہے نہ محمل کی ہوس

اوسکا نظارہ مہم عشق سر کرکے کیا — خوب ذوق و شوق نے کی سہل مشکل کی ہوس
اشتیاق یار کی ہونے لگی جبدم سرشت — عاشقی نے میرے آب و گل مین شامل کی ہوس
معرکہ آرائے جانبازی ہون راہ عشق مین — امتحان کی آرزو ہی تیغ قاتل کی ہوس
خون تھوکا عمر بھر حسرت سے ہوکر ضیق مین — درد دکھ مین خوب ہی نکلی دق و سل کی ہوس
عالم ارواح سے نکلے ہین اوسکو ڈہونڈہنے — وہ مسافر ہین کہ روح و جان ہی منزل کی ہوس
خانۂ صیاد تک لیجا اوڑا کے بوے گل — اے صبا تائید کر نکلے عنادل کی ہوس
آرزو ہے تو یہ ہی خلوت ہو اوس محبوب سے — دل کو حورون کی نہ ہی پریون کی محفل کی ہوس
مرحبا ہے تم نوازو دولت دیدار سے — شاہ خوبان ہونگا تو اپنے سائل کی ہوس
آرزوے حسرت دیدار مین کامل ہوئے — حضرت موسی نے ایسی ہیسے حاصل کی ہوس
نیمجان حسرت زدہ کچھ منھ سے کہ سکتا نہین — دل کی دل ہی مین رہی جاتی ہے بسمل کی ہوس

جسکے ہم شیدا ہین وہ رہنے لگا پیش نظر
اے شرف جوش تعشق مین وہ کامل کی ہوس

رت کے پہر جانے سے گلہاے چمن ہین مایوس — تنکے چننے سے بھی بلبل ہمہ تن ہین مایوس
حق تعالے ہی کرے رحم ترے کشتون پر — روحین بیچین ہین لے گور و کفن ہین مایوس
تم باذلی ہی سنینگے تو ہوگی تسکین — اتنا ایسے ترے شیدا سے دہن ہین مایوس
ہر طرح ہم اونھین صیاد سے چھڑوا دینگے — کیون رہائی سے اسیران چمن ہین مایوس
اوس جگہ مجھکو غریب الوطنی لائی ہے — زندگی سے مرے یاران وطن ہین مایوس
سب نے لوٹی تری دولت قدر اندازی کی — کچھ ادہر بھی کہ ہم اے تیرفگن ہین مایوس
ساتھ اپنے انہین اے شمع سحر لیتی جا — لاکھون پروانے ترے گرد لگن ہین مایوس
حسن تقریر سے لازم ہے تشفی انکی — اے پری رو ترے مشتاق سخن ہین مایوس
یاس دیدار سے ہے جبسے تجھے چاہا ہے — ہم اوسی وقت سے اے عہد شکن ہین مایوس
بے چھری ذبح کیا ہے تری خوش چشمی نے — زیست سے اپنی غزالان ختن ہین مایوس
روز تم اونکو کوئین سیکڑون جھنکواتے ہو — اسلئے شیفتۂ چاہ ذقن ہین مایوس

خاک چھنوائیگا خوش باشون سے نیرنگ اسکا
سن کے سب تیری زمانے کا چلن ہین مایوس

عالم یاس نہ کیونکر ہو تمہین سفعت ہو
آلے بہر ہو گئے ہین زخم کہن ہین مایوس

کوچۂ یار مین امید نہین جانے کی
جسکے بلبل ہین چھٹا ہی وہ چمن ہین مایوس

ای شرف جسم سے اب روح کی رخصت ہی قریب
تندرستی سے سب اعضای بدن ہین مایوس

مرنے کے بعد بھی نہ گئی یار کی تلاش
پرسش جو کی فرشتون نے اظہار کی تلاش

اے یار کوہ طور کہان اور مین کہان
لائی ہے مجھے یہان ترے دیدار کی تلاش

جلوہ دکھاکے حال کسیکا نہ پوچھیے
بیخود ہین سب نہ کیجیے ہشیار کی تلاش

مدفن سے نکلے ہین مجھے کیون ملائکہ
کس بادشاہ کو ہے گرفتار کی تلاش

زخمون کی بدھیان مری گردن مین ڈالدین
قاتل کے گھر مین جاکے جو کی یار کی تلاش

ڈہونڈھولکے دردمندون کا اپنے کرو علاج
عیسی ہو چاہیئے تمہین بیمار کی تلاش

نکلے چمن مین ڈھونڈھنے جو بلبل کے مشت پر
کرتی تھی گل کو پیار جو منقار کی تلاش

آئینہ ہوکے صاف دکہادی پری سی شکل
تھی اسلیے مجھے تری دیوار کی تلاش

بلبل کیطرح جاتے ہین گلرو کو ڈھونڈھنے
کرتے ہین عشقباز بھی کس پیار کی تلاش

زندان مین دیکھتے ہین وہ غصے سے ہر طرف
کیا جانے کونسی ہے گرفتار کی تلاش

فضل خدا سے مین بھی وہ بلبل جہانمین ہو
روح القدس کو ہو مرے گلزار کی تلاش

دن رات تجھکو چاہیے اے دل شباب مین
معشوق نازنین و طرحدار کی تلاش

راہ وفا نے دل کو دکھایا عجب سمان
غربت مین کی جو بارگہ یار کی تلاش

ڈھونڈھا جو آکے ہوش مین پایا نہ پیرہن
کانٹون مین دھجیان تھین جو دستار کی تلاش

دن رات کوی یار کی رہتی ہے جستجو
جویا ختن کے ہین نہ ہی تاتار کی تلاش

نکلا نہ پھر جو تیری گلی سے کی نجات
محشر مین بھی ہوئی جو گنہگار کی تلاش

ہمنے تمام عمر کچھ اور آرزو نہ کی +
جبتک جیے رہی ترے دیدار کی تلاش

سودائی ہوکے لعنت مین بلجائے کے ترف

ناحق ہے تمکو حسن کے بازار کی تلاش

حاضر ہی جان لے لو کیون ہو رہے ہو ناخوش
جسمین خوشی تمہاری ہین خوش مرا خدا خوش

ہر وقت دل شگفتہ ہین گلشن جہان مین
کرتی ہے ہمکو کیا کیا اس باغ کی ہوا خوش

دل ہلگیا لحد کی منزل جو تنگ دیکھی
اسمین مسافر آکے ہوگا غریب کیا خوش

ای یار دشمن جان کھاتا ہون زہر تجھپر
جان اپنی دے رہا ہون کرتا ہون دل ترا خوش

دل خوش کیا ہے جسنے جلوہ دکھا کے اپنا
پروردگار عالم رکھے اوسے سدا خوش

کہتا ہے یار مجھسے جا یہان سے سرکو
پہلو دبا کے میرا کیا خوش ہوے ہو کیا خوش

برسون بہار لوٹی ہین نے موافقت کی
اوس گل سے مین رہا خوش مجھسے وہ گل رہا خوش

لیکر مری مرادین آئیگی ناز کرتی
تیرے کرم سے کیا کیا ہوگی مری دعا خوش

سائل کا بھر دیا دل دولت وہ اسکو بخشی
مایوس جسکو دیکھا فی الفور اوسے کیا خوش

بے یار کیون کیا تھا درمان درد دل کا
تاثیر زہر بخشی پی کر ہوے دوا خوش

نکھرا ہے اک زمانہ آمد سنی ہے کسکی
عالم مین جسکو دیکھو پھرتا ہی جابجا خوش

مرتے ہین جان بلب ہین اوسیر ہین شکستہ
کنج قفس سے ہونگے ہم ہو کے کیا رہا خوش

راہ وفا سے آکر لیجائیگا وہ مجھکو
محنت وصول ہوگی جس رہ رو ہوا خوش

لائی ہے نکہت گل صیاد کے مکان مین
کیا کیا کیا ہی دل کو بلبل کے اے صبا خوش

تمپر فریفتہ ہون دل دیکے تمکو اپنا
اتنا تو کہدو مجھسے ناراض تم ہو یا خوش

ہوتا ہی دل روانہ الفت کے عارضی مین
دیکھو تو کیا ہوا ہے رہزن سے رہنما خوش

مکھڑا دکھا دو اپنا تم مسکرا کے مجھکو
ہو جاؤن مین بھی خوش دل کہے تمہین خدا خوش

کیونکر نہ پھر عطا ہو باغ ارم شرف کو
اللہ خوش نبی خوش حسنین مرتضا خوش

دیکھتے ہی اوس پری کو اسیر اور جاتے ہین ہوش
غش جو آتا ہی تو دو دو دن نہین آتے ہین ہوش

یار آتا ہے تو ہم دل بھر کے دیکھین کسطرح
بیخودی چھا جاتی ہی تشریف لیجاتی ہین ہوش

عالم وحشت مین ملتا ہی نہین انکا پتا
کو لئے صحرا مین کس جانب نکلجاتے ہین ہوش

چہرہ پر نور دکھلانے کو جب آتا ہے یار
اوس گھڑی آفت عشق کی جان پڑ جاتی ہین ہوش

دیکھکر اوس گل کو ہو جاتے ہین ایسے باختہ
پہر ٹھہرتے ہی نہین ہم لاکھ ٹھہراتے ہین ہوش

غش جو آتا ہی تو ہو جاتی ہے پہر ایسی غشی
دفعتاً ملک عدم کی راہ دکھلاتے ہین ہوش

کیسا کیسا چاہتا ہون مین جنون سے انفراغ
آپ مین آنے کو کیا کیا مجھکو ترساتے ہین ہوش

او مسیحا آکے تو جلدی خبر لے نزع مین
پہر گئین آنکھین ہماری گم ہوئے جاتے ہین ہوش

ایسی فصل گل مین ہو جاتی ہر گھبراہٹ نہین
مفت مین جوش جنون کی ہاتھ بکجاتے ہین ہوش

منفعل ہین مجھسے تاب دل نہ لا کر دید کی
اسلیے آتے ہوئے اب مجھ مین شرماتے ہین ہوش

مجھکو بسمل کرکے اوڑ جاتے ہین اونکے سامنے
ماہی بے آب کی مانند تڑپاتے ہین ہوش

سیر کرتا ہون عدم کی مین کبھی فردوس کی
بیخودی مین رنگ کیا کیا مجھکو دکھلاتے ہین ہوش

بیخودی ہو جاتی ہر جسوقت اونکو دیکھکر
پہر تو پہرون ایڑیان مجھسے رگڑواتے ہین ہوش

نزع مین غش کر گیا ہون اوسکی صورت دیکھکر
ای شرف بے یار اب مجھ مین نہین آتے ہین ہوش

جسوقت ہو گئے جاکے ہم اوس گل سے ہم آغوش
گل مارے خوشی کے ہوئے بلبل سے ہم آغوش

ہم جشن کرین مسند شاہانہ بچھا کر
راضی ہو تو ہم تم ہون تجمل سے ہم آغوش

جسوقت قدم چومے گلے مجھکو لگایا
جنت مین ہوا صاحب دلدل سے ہم آغوش

لپٹے ہین جو غنچے چمن ان مین گلون سے
آپس مین ہوے ہین یہ توسل سے ہم آغوش

چلاکے جو لپٹا تو خفا ہو کے وہ بولے
ہوتے نہین اس شور سے اس غل سے ہم آغوش

حسرت کسی معشوق سے ملنے کی نہ رہجاتے
ہو آئی حسینون مین جز و کل سے ہم آغوش

سر تا بکی کا پہر تمکو کبھی بل بھی نہ رہتا
ہوتے جو کسی عاشق کاکل سے ہم آغوش

آئے ہو تو اے یار نہ شرماؤ نہ گھبراؤ
کیا جلدی ہے مین ہونگا تامل سے ہم آغوش

پہر نعمت دنیا کا کبھی نام نہ لیتا +
ہوتا جو کسی اہل توکل سے ہم آغوش

غل ہوگا اسیران قفس مین کہ مبارک
صیاد کبھی ہوگا جو بلبل سے ہم آغوش

اے یار سنوارونگا تری گیسوی پیچان
رویا مین ہوا ہون جو مین سنبل سے ہم آغوش

چھوڑا ہے گلستان مین شگوفہ وہ کسی نے
غنچے کبھی ہوتے نہین بلبل سے ہم آغوش

ہوگا گل شاداب مرا داغ جگر کا
قسمت جو کرے گی مجھے اوس گل سے ہم آغوش

سنتا ہون وہ اوس روز گلے مجھسے ملینگے
گل ہووینگے جسدن کسی بلبل سے ہم آغوش

جامے سے جو باہر ہو شرف مارے خوشی کے
ہو آئے کبھو کس اہل تغافل سے ہم آغوش

کس حسن سے وہ صاحب توقیر ہے خاموش
بیٹھا ہے وہ خاموش کہ تصویر ہے خاموش

نالہ نہ کر اے دل وہ پریزاد نہ سن لے
تجویز ترے واسطے تعذیر ہے خاموش

گردش کا جو تمسے کبھی شکوہ نہین کرتی
مرضی یہ تمہاری مری تقدیر ہے خاموش

برسون سے ہی چپ چاپ اوسی گھر کا ئیے چلکر
سناٹا ہی زندان مین جو زنجیر ہے خاموش

سنتا نہین چلتے ہوئے آواز بہی کوئی
جادو کی طرح یار ترا تیر ہے خاموش

اے یار کراہا نہین اُف بہی نہین کرتا
کیا ہے جو ترا زخمی شمشیر ہی خاموش

کس بات کی ہے دیر جو رکا ہی چھری کو
اب کیا ہی جو ظالم دم تکبیر ہے خاموش

اے جانجہان جلد جواب اسکا مجہے دے
کس واسطے پڑھکر مری تحریر ہے خاموش

محفل مین تری منھ سے نہین بات نکلتی
دیکھو جسے وہ صورت تصویر ہے خاموش

حسرت مین رہا ہی جو ترے تیر سے محروم
سناٹے مین افتادہ وہ نخچیر ہے خاموش

دیکھا ہے جو شانہ دل صد چاک کا اوسنے
سودائی گیسوے گرہ گیر ہے خاموش

کر دی ہی زبان بند کہ گھڑکی اوسے دی ہے
کیا ہی جو ترا عاشق دلگیر ہے خاموش

دیوانہ ترا شور مچاتا تھا یہ کیسا
پہنے ہوی اب طوق گلوگیر ہے خاموش

رو یا مین جو دیکھا شرف اوس غنچہ دہن کو
یوسف نے کہا کچھ نہین تعبیر ہے خاموش

جانجان سنکے ترا دہر مین افسانۂ خاص
آپ مین ہم نہ رہے ہوگئے دیوانۂ خاص

جان بلب ہو نہین کوئی سورہ یوسف پڑھ دے
گر مرون بہی تو مرون سنکے مین افسانۂ خاص

اے پری پیرہن اوس کسکو عنایت ہوگا
نشہ دارو سے جو لبریز ہے پیمانۂ خاص

کیون نہ شہرت ہو خود آرائی و آرائش کی
سول لوگے جنھیں کھینچو گے گلوری اونکو
مال و زر بخش دیا حرص و ہوس اون کو
عشق کے نشے مین مخمور رہا کرتے ہین
کچھ حقیقت بھی نہ جانین گر وہ پروانون کی
بند رہتی ہے ہوا رہتے ہین جس صحرا مین
خال عارض سے بھلا مشک کو نسبت کیا ہے
کیون نہ مین دل کو کلیجے سے لگائے رکھون
امتحان کیجے تو دیکھو کبھی میرے دل کا
ہر طرف مجمع محشر مین تجھی کو ڈھونڈھا
کیونکر اوٹھ کر تری محفل مین مرا دل جائے
جگر و دل کا مرے یہی ہے خدا ہی حافظ

خلوت آئینے سے ہے شانے سے یارانۂ خاص
خاص لوگون کے لئے جائیگا بھیجا نہ خاص
جانجان جان و جگر ہین تری نذرانۂ خاص
تیرے متوالے ہین مشہور ہین مستانۂ خاص
آگ مین کود پڑینگے ترے دیوانۂ خاص
ہو کا عالم ہے ہمارا جو ہے ویرانۂ خاص
تل سے آنکھون کے بھی بہتر ہے سیہ دانۂ خاص
اوس پری رو کا یہ مشہور ہے کاشانۂ خاص
شیر سے بھی تو نہ جھجکے گا یہ فرزانۂ خاص
حشر کو حشر نہ سمجھا ترا دیوانۂ خاص
بے پر و بال ہے افسوس یہ پروانۂ خاص
مجرم عشق ہون ہونے کو ہے جرمانۂ خاص

دور گر اب نہ چلو با ثوق ادب سے رکھو
ای شرف وہ نظر آتا ہے جلوخانۂ خاص

مطلب ارم سے گلشن شداد سے غرض
آنکلے تجھے ہم اوس گل خوبی کو ڈھونڈنے
دشمن کسیکا ہون نہ مرا ہی کوئی حریف
مجھکو گزیدۂ عمر رواں سے ہے کام کیا
سنگو اسکے جو ہی شیر کریگی ادسے ہلاک
پروا نہین کسیکی ہے اوس شاہ حسن کو
وہ خود غرض ہے مجھکو رہائی کی آرزو
جانے کا اسکے کوئی ٹھکانا بھی دو بتا
ادپر طبیعت آئی جو دشمن ہے جان کا

فانی ہون مجھکو کیا ابد آباد سے غرض
کچھ اور تھی نہ گلشن ایجاد سے غرض
مطلب نہ داد سے ہے نہ بیداد سے غرض
رکھتا ہون زندگانی کی میعاد سے غرض
شیرین کو اور کچھ نہین فرہاد سے غرض
آباد سے غرض ہے نہ برباد سے غرض
کلہیکو نکلیگی مری صیاد سے غرض
رکھتے نہین جو بندۂ آزاد سے غرض
لاحق ہوئی ہے کس ستم ایجاد سے غرض

دل پرشش سے کھینچینگے تصویر یار کی / مانی سے واسطہ ہے نہ بہزاد سے غرض
کیونکر بھلا دون وعدہ فراموش مین نہین / مجھکو تو دمبدم ہے تری یاد سے غرض
کیون عشق و عاشقی کا سبق مین کسی سے لون / لا علم مین نہین مجھے استاد سے غرض
جان اوبرا تو جاتی ہے ظالم وہ ہین تو ہون / بیداد سے غرض ہے نہ کچھ داد سے غرض
کیون اپنی جان کھوتی ہے شوق خدنگ مین / اے عندلیب کیا تجھے صیاد سے غرض

پوچھینگے آکے مجھسے نکیرین کیا شرف
رکھتا نہین مین عالم ایجاد سے غرض

ہو نہین سکتا جو کرتے ہین ترے بیمار ضبط / صدمۂ درد جگر کا ہی بہت دشوار ضبط
کسقدر زخمی وہ ہین جنپر یہ چھڑکا جائیگا / ہو رہا ہے یار کی سرکار مین زنگار ضبط
درد تنہائی مین کیا ہونا ہی میرے دلکا حال / صبر ہے آزردہ خاطر اور ہے بیزار ضبط
کرچکی زلف معنبر مشک کی بستی کو جاڑ / آچکی ضبطی ختن کی ہو چکا تاتار ضبط
آفرین صد آفرین صد آفرین ای عندلیب / واہ کیا نالہ کیا ہی کھول کر منقار ضبط
جانجان لوٹا تو لوٹا اس دل پرداغ کو / اب نکرنا یون کسی مظلوم کا گھربار ضبط
دولت حسرت کی کثرت سے ہے میرا دل غنی / کیا کروگے ضبط اسے ہوگی نہ یہ زنہار ضبط
کیا گنہ مین نے کیا ہی اس شب تنہائی کا / کیون کیے ہین اسنے میرے طالع بیدار ضبط
اہل حرفہ کو جو آیا رحم مجھ سودائی پر / کرلیا اوس بادشاہ حسن نے بازار ضبط
دیکھ لی قاتل ہماری تو نے جانبازی کی شان / چھین لی تجھسے لپٹ کر کی تری تلوار ضبط
لوٹتے ہو تم جسے پھر جان تک چھٹتی نہین / دولت امید تک کرتے ہو تم اے یار ضبط
برہمی نے موسم گل کا عمل اوٹھوا دیا / کی خزان نے دفعتہ کیفیت گلزار ضبط
ہمت مردانگی کا دل مرا ہے بادشاہ / کرلیا تیر لب معشوق کا سوفار ضبط
اس نمک پاشی سے تیری اف بہی کرنیکا نہین / میرے زخمون پر چھڑکوا دیکھ لے ای یار ضبط

سوز غم کے واسطے ہے ای شرف رقت بغیر
گھٹ کے مرجاؤگے یہ اچھا نہین ہے یار ضبط

کس ستم کی تیز دم ہے اوسکی شمشیر الحفیظ
اور اوڑتی پھرتے ہین چارون طرف تیر الحفیظ

پھیر دی مجھپر چھُری کچھ بھی نہ قاتل نے سُنا
لاکھ مین کہتا رہا ہنگام تکبیر الحفیظ

آمد آمد ہے جو زندان مین تری سودائی کی
طوق غل کرتا ہے چلاتی ہے زنجیر الحفیظ

کشت و خون و قتل ہر فقرے سے ثابت ہی مرا
کس قیامت کی سے مجھے بھیجی ہے تحریر الحفیظ

او طرے ہی ہین سبکی جانین اس قیامت سے شتاک
تیر سے سہمے ہوے کہتے ہین نخچیر الحفیظ

ترچھی نظرون سے جو سفاکو ن تاکا ہی مجھے
ہر طرف سے پڑ رہے ہین سیکڑون تیر الحفیظ

اسقدر مجروح دل دیکھا ہی اپنا خواب مین
سُننکے یوسف بھی کہینگے وقت تعبیر الحفیظ

پُرزے ہوتا ہی جگر دل ہو رہا ہے پاس پاش
تیغ بران ہی تری اسے شوخ تقریر الحفیظ

کیا پریشان ہے معاذ اللہ کیا آوارہ ہی
کہہ رہے ہین عاشق زلف گرہگیر الحفیظ

نجد مین دیکھا نہین جاتا کسی سے حال قیس
کسقدر غم نے کیا ہی اسکو دلگیر الحفیظ

کسقدر تم غیظ مین ہو ذبح کرنے مین مجھے
مارے غصے کے نہین کہتے ہو تکبیر الحفیظ

عاشق و معشوق سے پڑتا ہے ایسا معرکہ
جسمین بن پڑتی نہین کوئی بھی تدبیر الحفیظ

جان لیجاتی ہے اوسکی دل جو دیتا ہی اونہیں
کسقدر انسان کو ملتی ہے تعذیر الحفیظ

اے نکیرین آکے میری پاسداری چاہیے
کس غضب کی مجھسے تم کرتے ہو تقریر الحفیظ

لیچلی ہے ای شرف گنج شہیدان مین مجھے
کسقدر دشمن ہوئی ہے میری تقدیر الحفیظ

آرزو ہے یار کا پیغام لائے وقت نزع
نامہ بر یا رب فرشتہ بن کی آئے وقت نزع

کوئی دم مین ہم نہونگے ہوگا رونا پیٹنا
دیکھنا ہو جسکو ہمکو دیکھ جائے وقت نزع

راہ لی جنت کی آخر دم مین آکر موت کے
ایسے ایسے سبز باغ اسنے دکھائے وقت نزع

جسطرف کو یار ہوگا میرا رخ ہوگا اودھر
لاکھ کوئی قبلہ رو مجھکو لٹائے وقت نزع

جان لینے مین شتابی اسقدر کی موت نے
درد دل بھی یار سے کہنے نہ پائے وقت نزع

جانبجان آؤ خدارا تم بھی دم بھر کے لیے
جمع ہوتے جاتے ہین اپنے پرائے وقت نزع

دم لبون پر ہوگا مین کلمہ پڑہونگا یار کا
جسکا جی چاہے وہ یہ بات آزمائے وقت نزع

قبض کیں روحین شہیدون کی جو عزرائیل نے
پھول اون نازک دماغون کو سنگھائی وقت نزع

جسنے دیکھی جھک کی مجھ مین سانس اوسنے رو دیا
آنسوؤن مین دوستون کے ہم نہائے وقت نزع

مرتے مرتے آمد آمد سنکے اوس محبوب کی
کیسے ہم اوٹھ بیٹھنے کو تلملائے وقت نزع

دم نکل کر رہگیا پتھرا کے آنکھین رہگئین
حال پر اپنے جو دو آنسو بہائے وقت نزع

مر رہے ہین جسپر اوسنے بند کر دی ہے زبان
کیا کہین ناگفتنی ہے ماجرائے وقت نزع

جان دیدی عشق مین جنکی رگڑ کر ایڑیان
دیکھنے کو واسطے بھی وہ نہ آئے وقت نزع

صورت اوس غنچہ دہن کی آ گئی پیش نظر
ہمسے وہ ہنسنے لگا ہم مسکرائے وقت نزع

آئین جو حورین ہماری پیشوائی کے لیے
پیرہن مین پھر نہ ہم پھولے سمائے وقت نزع

کس پری پیکر کا نظارہ کیا ہے اے شرف
نازکسکا دیکھکر تم مسکرائے وقت نزع

دیکھے جو کبھی بزم مین پروانۂ دل شمع
معشوقون سے کہنے لگے افسانۂ دل شمع

بجھتی ہے کوئی دم مین لرزتی ہے سحر سے
چھپ جائے مرا پارے جو کاشانۂ دل شمع

روشن وہ کرے آکے جو اسکا ہو یگانہ
تربت پہ نہ لائے کوئی بیگانۂ دل شمع

ہو صبح شب وصل تو لیتی ہے اسی مول
اک داغ دیے جاتی ہے بیعانۂ دل شمع

خاطر سے تمہاری وہ جلا دیگی اسے بھی
پروانے سے دیکھے گی جو یارانۂ دل شمع

شب کو جو بڑھی داغ تمنا کے تجلی
ہم سمجھے ہوئی طرۂ شاہانۂ دل شمع

لو اسنے جو تیرے رخ روشن سے لگائی
لائی ہے شب وصل مین نذرانۂ دل شمع

اک حسن کا شیدا ہے تو اک درد کا معشوق
پروانۂ دل سوز ہے جانانۂ دل شمع

فی الفور جلا یا اسے پروانون سے پہلے
محفل مین تری ہو گئی بیگانۂ دل شمع

معشوقن جو چراغ رخ روشن کا یہ ہوگا
ہر بزم مین ہو جائیگی پروانۂ دل شمع

سب داغ شب ہجر مین ہین شام سے روشن
دکھلاتے ہین مجھکو سے دیوانۂ دل شمع

پروانون کی کیا اصل ہے ان داغون کے آگے
لے دیکھ جلودار ہے شاہانۂ دل شمع

پروانہ تمہارے رخ روشن کا سمجھتی
سنتی جو کسی بزم مین افسانۂ دل شمع

اوس گل کی شرف ہو ویگی کب روشنی اسمین
اندہیرہے اک چاہتا ہے خانۂ دل شمع

درد دل کہہ لون جو آئے یار جانی وقت نزع
اتنی مہلت دی مجھے ای جانفشانی وقت نزع

دیر تک تڑپا ہون مین ای یار جانی وقت نزع
بیرخی تھی مجھکو تیری آزمانی وقت نزع

مرتے مرتے جا پڑا اوسکے در دولت پہ مین
ایڑیان رگڑین مگر کی پاسبانی وقت نزع

نبض رخصت ہوگئی ہے چلتی ہی رگ رگ کی سانس
مجھکو پسیسے ڈالتی ہے ناتوانی وقت نزع

نیند آئی جاتی ہی آنکھین ہوئی جاتی ہین بند
ہوگئی یسین شب خوانی کہانی وقت نزع

مر رہا ہون کیون رگڑواتی ہی مجھسے ایڑیان
اے اجل کرتی ہے کیا چنگیز خانی وقت نزع

کیسے پھر اوٹھ بیٹھے ٹلجاتی موت آئی ہوئی
سنتے ہم نہین اگر اونکی زبانی وقت نزع

جانجان دم گھٹ رہا ہی کھنچتی ہی رگ رگ سی روح
کس کشاکش مین پڑی ہی زندگانی وقت نزع

ای اجل مرتے تو ہین اچھی طرح دم توڑ لین
جانفشانی کی یہی کرلین مہمانی وقت نزع

کس وقت پر مر رہا ہون مین جو حورین خلد سے
دمبدم لالا کے ٹپکاتی ہین پانی وقت نزع

آنکھ کھل سکتی نہین ہوتا ہی ایسا ناتوان
کچھ نہین چلتا ہی زور نوجوانی وقت نزع

زرد ہو جاتا ہے کیسا جسم نازک پھول سا
آدمی ہو جاتا ہی برگ خزانی وقت نزع

موت کی ہاتھون سے تو ایذا نہ دلوانا مجھے
جلد رخصت ہو جیو ای زندگانی وقت نزع

ہوگئے آگاہ ناز بے نیازی سے ترے
کیفیت سن لی فرشتون کی زبانی وقت نزع

روح و دل تحلیل ہین آنکھین ہین پتھرائی ہوئی
کسقدر چھایا ہی عجب لن ترانی وقت نزع

لا کے یہ کیسی مجھے انگشتری پہنائی ہے
کس پری پیکر نے بھیجی ہے نشانی وقت نزع

سالس ہو جاتی ہے گل کرنے کو آندھی ای شرف
جھلملاتی ہے جو شمع زندگانی وقت نزع

فروغ طور سے بڑھکر فروغ پائے چراغ
جگر کے داغ سے میرے جو لو لگائے چراغ

تمہاری بزم کے پروانون کو جو پائے چراغ
جلو مین ساتھ رہے روشنی دکھائے چراغ

اندھیری گور مین جسدم ہوی ہوای چراغ
جگر کا داغ مرا ہو گیا بجائے چراغ

قیامت شب تنہائی سے لرزتا ہے
زبان ہو تو دہائی دے غل مچائے چراغ

کسی کی بزم کی حسرت مین تلملاتا ہے
کہین یہ صورت پروانہ اوڑ نہ جائے چراغ

ضعیف ہونے سے دل ہے بجھا بجھا میرا
سحر کا وقت ہے کیونکر نہ جھلملائے چراغ

ادب سے آئے مری شمع رو کی محفل مین
جلو مین ہی کسی پروانے کو نہ لائے چراغ

یہ حال دل ہے تصور مین اوسکے گیسو کے
کہ جیسے سانپ کالے کے جھلملائے چراغ

کیا تھا کس سے سحر دم یہ ناز سرتابی
نسیم صبح سعی مین جو ہے برائے چراغ

چڑھائے لیلی و شیرین نے پھول تربت پر
ہمیشہ کوہکن و قیس نے جلائے چراغ

دکھا دون شعلۂ داغ جگر جو مین اونکو
نہ پھر نگاہ مین پروانون کی سمائے چراغ

نہ فوق ہوگا مرے دل کی بیقراری پر
ہزار الفت پروانہ آزمائے چراغ

شب فراق کی عبرت سے ہو گئین ناواقف
لرز لرز کے نہ دل کو مرے ہلائے چراغ

ازل کے دن سے ہی روشن اسی کے شعلے سے
ہوئی ہے داغ جگر سے مرے بنائے چراغ

ہولے شوق سے گل ہو گیا کنول دل کا
یہ آندھی وہ ہے کہ صد ہا شرف بجھائے چراغ

کھینچے ہوئے اجل لیے جاتی ہے سوے تیغ
حسرت ہے سرخرو مین رہون روبروے تیغ

عالم مین کرتی ہے حق و ناحق جو قتل عام
ابرو کے دم مین آکے یہ بگڑی ہے خوے تیغ

اے دل لپٹ لپٹ کے جہان زخم کھائے ہین
باہین ہی ڈال دون جو مین دیکھون گلوے تیغ

مجھ باوفا کا اسمین بھرا ہے بہنے دے لہو
کیون یار دھوئے ڈالتا ہے آبروے تیغ

جو ہے وہ کشتہ ہے تری شمشیر ناز کا
پھر ہو رہی ہے کسکے لیے جستجوے تیغ

سر کاٹتے ہو تم تو نہ تسمہ لگا رہے
ایسا نہو کہ ہوئے کہین پست روے تیغ

ہم سے گناہگارون کو چور رنگ کیجیے
دل کی ہوس نکالیے اور آرزوے تیغ

دیتی ہین روحین گنج شہیدان مین یہ صدا
پھر جا اجل رسیدہ ادھر ہے یہ کوے تیغ

ایسی نہا کے نکھری ہے یہ میرے خون مین
عطر حنا سے بڑھ کے مہکتی ہے بوے تیغ

آجائے رحم ہاتھ نہ جھپٹے کبھی اوٹھے
حسرت مری جو دیکھو تو دیکھو نہ سوے تیغ

کرتے ہو جلتی ہے مجھے سر کاٹ کر مرا
دنیا میں سرخرو ہو رہے آبروی تیغ

اے یار اوسکو پیرہن گل میں جا نتھا
ہوتا جو میرے جامۂ تن پر اڑے تیغ

قبضے کو چوم چوم کے لیتے ہیں منھ پہ زخم
مشہور ہیں جہان میں ہم سرخروے تیغ

دریا لہو کا دیکھ کے پوچھا تو بولے وہ
سیل فنا یہ ہے اسے کہتے ہیں جوے تیغ

اے شاد باش ای شرف اللہ رے حوصلا
قاتل کے منھ کو چوم لیا روبروے تیغ

خود بہا ثابت نہیں ہوتا ہے قاتل کی طرف
اور رسمی حق ہوا جاتا ہے باطل کی طرف

ڈر نہیں مجھکو جو ہے شمشیر قاتل کی طرف
حوصلہ فضل خدا سے ہے مرے دل کی طرف

ہے کوئی ایسا محیط اے دل عدم کی راہ میں
سر کے بل جاتے ہیں انسان پہلی منزل کی طرف

دیکھکر صیاد کو عبرت سے ہوش اوڑ جائینگے
کیا کرینگے ہو کے مشت پر عنادل کی طرف

مانگتا ہے جب دعا آمین کی آتی ہے صدا
خاص بندے تیرے ہو جاتے ہیں سائل کی طرف

صید گاہ عشق پر پھڑکا ہوا اے دل جو ہے
سب طرف جانا نہ جانا اوسکی بسمل کی طرف

مستعد مرنے پہ ہم ہیں جان تم لینے کو ہو
تم ہو آسانی کی جانب ہم ہیں مشکل کی طرف

جانجان جسنے تری اکبار صورت دیکھ لی
آنکھ اوٹھا کر پھر نہ دیکھا ماہ کامل کی طرف

کوئی بھی اسکا طرفدار اور الفت میں نہیں
اک فقط میرا کلیجا ہے مرے دل کی طرف

حشر کیوں برپا ہے کی بیداد کس جلاد نے
ہو رہی ہے کیوں رجوع خلق عادل کی طرف

آب زہرہ ہو گیا آنسو کبھی تھمتے نہیں
اک نظر دیکھا تھا اوس ظالم نے بسمل کی طرف

فوج ولشکر کی حقیقت کیا ہے اوسکے سامنے
حسن عالمگیر ہے اوس شوخ جاہل کی طرف

مٹ ہی جائینگے رسائی کی جو خاطر عشقباز
شان بے پروائی ہوگی اوسکی محفل کی طرف

رحم آ ہی جائیگا کڑھ جائیگا لیلی کا دل
قیس نے اس یاس سے دیکھا ہے محمل کی طرف

متعلق ہے دل سے دل لیلی و مجنون کا شرف
ہیں یہ دو پردے برائے نام محمل کی طرف

آئینہ ہو سکے جو ہے طالب دیدار صفت
تری تصویر نظر آتی ہے دیوار سے صاف

دشمن جان ہے اسیران قفس کا صیاد
پر بریدہ ہی ہے ہر صاف تہ پرواز سے صاف

اس قیامت کی چلے چال وہ رفتہ رفتہ
بستیاں ہونے لگیں یار کی رفتار سے صاف

جان لوگے مری یا زہر کا تم رکھوگے سوف
زخم دل کو مرے کرتے ہو زنگار سے صاف

حلقۂ گلشن فردوس دلا کر چھوڑا +
جوش رحمت نے کیا اوسکو گنہگار سے صاف

لاش بلبل کو قفس سے نہ نکالا صیاد
جان بھی لیکے ہوا تو نہ گرفتار سے صاف

اسقدر پڑتے ہین داغ انمین ہمارے خون کے
گھڑیون کاٹون کو کیا کرتے ہین دستار سے صاف

زندہ رکھتا نہین صیاد پھر اوس بلبل کو
پر جو کرتا ہے کوئی پھول کے منقار سے صاف

بانکپن نے ترے عالم مین کیا ہے ستھراؤ
گھر کے گھر ہوگئے ظالم تری تلوار سے صاف

کیا اوسے شربت دیدار کو ترساتے ہو
تم مسیحا ہو رہو صاحب آزار سے صاف

کیا کدورت ہے کہ نفرت اوسے اخلاص سے ہے
منھ ہے کسکا جو ترے دل کو کرے پیار سے صاف

حسرت دید کا آزار نہین جانے کا
خود مسیحا ہی نہین عشق کے بیمار سے صاف

میرے دلمین لب معشوق ہوا ہے آکے
دم لبون پر ہے مگر ہون ترے سوفار سے صاف

بغض لنتر ہوا ہی شب تنہائی کو
ہوگی کاہے کو مرے طالع بیدار سے صاف

پرورش دل سے جو منظور ہے صیادون کو
روز کرتے ہین اسیرون کے قفس ہار سے صاف

ای شرف ہمنے کدورت کبھی دشمن سے نہ کی
عمر بھر صورت آئینہ رہے یار سے صاف

عمر رفتہ نے جو میری نوجوانی کی تلف
مین نے غم کھا کھا کے اپنی زندگانی کی تلف

جشن کا سامان تھا تھی جسکے آنے کی خوشی
اوسنے کی ساری ریاضت میہمانی کی تلف

تیری محفل مین تری باتون سے ہمکو وجد تھا
دولت شادی شکر لن ترانی کی تلف

کل تو تو سرسبز تھا آج اے چمن کیون زرد ہے
کس پر پرونے تری پوشاک دھانی کی تلف

اب کسی پر ہاتھ اے قاتل ترا اوٹھتا نہین
سب کمائی ہوگئی چنگیز خانی کی تلف

نست گیا جو داغ تھا دل خون ہوکر بہگیا
تیرے پیکان نے سب الفت کی نشانی کی تلف

میری صورت دیکھکر پھینکا مرقع پھاڑ کر
صنعت نقشے محنت بہزاد و مانی کی تلف

مین جو تم تک آ کے پہونچا تو نے میری جان کی / دولت امید وقت قدر دانی کی تلف
منزل مقصود مین گر کے نہ پہر مین اوٹھ سکا / خوب ہی طاقت مری اے ناتوانی کی تلف
انجمن مین آب زہرہ میرے آنسو کا کیا / آبرو موتی کی تم نے کرکے پانی کی تلف
واہ ری تیر افگنی کھیلے تو دو اک کا شکار / سیکڑون کی زیست وقت شہ کمانی کی تلف
تیری فرقت مین ہوا مجھکو تڑپنے کا جو شوق / موت نے کی آ کے حسرت جانفشانی کی تلف
دل کی تڑپن کو کبھی پوچھا نہ اوس بیرحم نے / سب ریاضت ہوگئی درد نہانی کی تلف

سورۂ یوسف کو پڑھکر اے شرف ہم مر گئے
مفت اپنی زیست کہکر یہ کہانی کی تلف

ہم ہین اے یار چڑھائے ہوئے پیمانۂ عشق / ترے متوالے ہین مشہور ہین مستانۂ عشق
دشمنون مین بہی رہا ربط محبت برسون / ہوش نہ آیا کسی معشوق کو یارانۂ عشق
مجھکو جو چاہ محبت کی ہے مجنون کو کہان / اوسکو لیلی ہی کا سودا ہی مین دیوانۂ عشق
جان لینگے کہ وہ دل لینگے جنھین چاہا ہے / دیکھئے کرتے ہین کیا آ کے وہ جرمانۂ عشق
جا بجا چاہنے والون کا جو مجمع دیکھا / کوچۂ یار کو سمجھا مین جلو خانۂ عشق
سالہا سال سے خوش باش جو ہون صحرائین / عالم ہو کو سمجھتا ہون مین ویرانۂ عشق
دل پسا چاہتا ہے جا کے حنا پر اوسکی / خرمن حسن ہوا چاہتا ہے دانۂ عشق
دل کا ہے قصد تری بزم مین اوڑ کر جاؤن / کیا ہی بے پر کی اوڑاتا ہے یہ پروانۂ عشق
ہر پریزاد کی ہے جلوہ نما اک تصویر / شیشۂ دل ہے ہمارا کہ پریخانۂ عشق
دل مرا خاص مکان ہے جو تری الفت کا / کہتی ہے ساری خدائی اسے کاشانۂ عشق
کون کہسکا شب معراج مین ہوگا معشوق / کی ہے کس شوخ نے یہ محفل شاہانۂ عشق
تو کرے ناز تجھے یار زمانہ چاہے / تا ابد یہ رہے آباد ترا خانۂ عشق
اوس پریرو نے جو دیکھا مرے دلکو سمجھا کہ / اپنی زلفون مین کیا نام ہوا شانۂ عشق
عالم نور تری شکل کا پروانہ ہے / حسن کی جان ہے تو اور ہی جانانۂ عشق
سر بکف گنج شہیدان مین چلے جاتے ہین / امتحان سے نہین ڈرتے ترے فرزانۂ عشق

نزع مین سورۂ یوسف کوئی لئد پڑھے
ڈبڈبائین مری آنکھین تو وہ کیا کہتے ہین

دم ہی نکلے تو مرون سنتے ہین افسانۂ عشق
دیکھو لبریز ہین چھلکین گے یہ پیمانۂ عشق

اے شرف کون مرے دل کے مقابل ہوگا
اک یہی ساری خدائی مین ہے مردانۂ عشق

خاطر مین کسیکو بھی نہین لاتے ہین معشوق
کیا حسن خداداد پر اتراتے ہین معشوق

ہم عشق مین بیمثل ہین وہ حسن مین یکتا
ہم چاہنے والے ہین وہ کہلاتے ہین معشوق

اللہ کی قدرت نظر آجاتی ہے مجھکو
جب شان خود آرائی کی دکھلاتے ہین معشوق

کرتے ہین ہمارے دل بیتاب کو بیچین
اس شوخی و انداز سے شرماتے ہین معشوق

شیدا ہون کسیکا مین گنہگار نہین ہون
بیواسطے کسواسطے دھمکاتے ہین معشوق

دیوانہ تمھارا نہین سنتا ہے کسیکی
خود نجد مین جاکر اوسے سمجھاتے ہین معشوق

اے یار تری آگے چراغون کو ہے لرزا
کیا حسن کا ہے رعب کہ تھراتے ہین معشوق

خاطر سے مری آئے ہین صحرا کو بسانے
رہنے کو یہان چھاونیان چھاتے ہین معشوق

چھریان بھی لگاتے ہین جو دل پر تو وہ اوچھی
بسمل کی طرح سے مجھے تڑپاتے ہین معشوق

کرتے ہین ہمیشہ مرے مرنے کا تاسف
کیا ہاتھ سے کھو کر مجھے پچھتاتے ہین معشوق

مرتا ہون تو کہتے ہین نہ صدمے تمھین دینگے
اب دل کے دکھانے کی قسم کھاتے ہین معشوق

دیتے نہین دم بھر کبھی پہلو مین اسے جا
کیا کیا دل بیتاب کو ترساتے ہین معشوق

ہم محفل خوبان مین نہین جاتے ہین جب تک
بیچین رہا کرتے ہین گھبراتے ہین معشوق

شاید وہ سمجھتے ہین کسی شمع کو شعلہ
دل کو مرے محفل مین جو لرزاتے ہین معشوق

ہوتا ہون شرف وقت کا اپنے مین سلیمان
محفل مین جو اپنی مجھے بلواتے ہین معشوق

دم آگیا لبون پر آیا نہ یار ابتک
ہوتی ہین بند آنکھین تھا انتظار ابتک

دو تین دن سے ترکش خالی کیے ہین یون ہی
چورنگ بھی لگاؤ کھیلے شکار ابتک

کہنے لگے وہ رو کر نکلا جو دم ہمارا
اب چین انکو آیا تھے بیقرار ابتک

دم بھر رہا ہون تیرا گو ہے سو رہ قفس
اس بیخودی مین بھی ہون ہشیار یار اب تک

کیسا نازکی ہے شب بھر سوئے ہین وہ لپٹکر
شاداب اوسی طرح ہین پھولون کے ہار اب تک

مرکے بھی جو قاتل تجھسے لپٹ رہا ہون
باقی ہے آرزوے بوس و کنار اب تک

برسون ہوئے لحد مین تڑپا تھا ایکدن مین
اوس دن سے ہل رہا ہے میرا مزار اب تک

ٹھوکر کے سر جو تیرے قدمون سے ہو نہین لیتا
ظالم مین چاہتا ہون اخلاص پیار اب تک

روز ازل ہوا تھا خاک اوس پری کی خاطر
شیشے مین ہے مقید میرا غبار اب تک

کیا پھیری طرح کوئی دیکھیگا تیرا رستا
پتھرا گئین ہین آنکھین ہے انتظار اب تک

برسون مین جانکنی کی مشکل ہوئی ہے آسان
نکلا ہے دم ابھی تو تھا احتضار اب تک

کنج قفس مین ہم تو مردہ پڑے ہین لیکن
لپٹے ہین بستنی سے پھولون کے ہار اب تک

دم اے شرف اوکھڑ کر سودے کے ابخری مین
نکلا تو چل چکا ہے سر پر ہے یار اب تک

بھیگا زلف معنبر سے کیا دانۂ مشک
تتار و چین و ختن مین ڈھلینگے شانۂ مشک

سنوارے زلف جو اونکی ختن مین مشاطہ
لٹو سارا شہر نچھاور کرے خزانۂ مشک

یہ فرق حلقۂ گیسو مین اور نافے مین ہے
وہ مرغ دل کا نشیمن یہ آشیانۂ مشک

شمیم زلف جو سونگھے تو ہوکے آوارہ
لٹا دے خسرو تاتار کارخانۂ مشک

تمہارے خال سیہ سے مناسبت کیا ہے
ہمیشہ پھکتے ہین اسپند ہوکے دانۂ مشک

بڑھیگی شانے سے کیا قدر نافۂ آہو
کہا مقرب گیسو کہا یگانۂ مشک

چڑھائے زلف کا چلا کمان ابرو پہ
اوڑا دے نافے سے تیر نظر نشانۂ مشک

تمہاری زلف کی خوشبو جو آگئی اوسمین
ازل سے نافے نے چھوڑا نہ آستانۂ مشک

کسی کی زلف کی بو نے ختن کو لوٹا ہے
مثال کے نافے کو غارت کیا ہے خانۂ مشک

تمہارے خال کی خوشبو کا جب ہوا شہرہ
سنا کسی سے جہان مین نہ پھر فسانۂ مشک

شرف جو حسرت گیسو مین خون روتے ہین
وہ پوچھتے ہین تو ہم کرتے ہین بہانۂ مشک

ہمکو دہمکائیگا اے قاتل کہاں تک کب تلک
آزمائیگا ہمارا دل کہاں تک کب تلک

صدمے سے صدمے دیے ہین اوسنے کیونکر ضبط ہو
حق بجانب ہی ترا اے دل کہاں تک کب تلک

دیکھے اک رگ رہ گلے پر روک لی تونے جو تیغ
یہ رکاوٹ آخر اے قاتل کہاں تک کب تلک

تھک گیا راہ وفا مین اے مرے پروردگار
پھیر دیگی مجھکو یہ منزل کہاں تک کب تلک

چودھوین رات آج ہی کل شب کو یہ جوبن کہاں
بحث اوس سے اے مہ کامل کہاں تک کب تلک

چل بسے احباب دنیا سے کسی کی کچھ چلی
پاؤن پھیلائینگے ہم اے دل کہاں تک کب تلک

روئے ہین رونا سا رونا ہم شب تنہائی مین
ہو نہ جائے زندگی مشکل کہاں تک کب تلک

لاکھ آہستہ چلے احباب لیکر سوے قبر
ہو گئی دم بھر مین طے منزل کہاں تک کب تلک

ہاتھ پھیلا کر دعا جب کی ہے آواز آئی ہے
لے لیے جائیگا اے سائل کہاں تک کب تلک

اشتیاق قیس مین برسون رہی لیلی کو شرم
نوچ ڈالے پردہ محمل کہاں تک کب تلک

یار گھبراتا ہے بس دم توڑ کر بیدم ہی ہو
پھڑ پھڑائیگا تو اے بسمل کہاں تک کب تلک

عاشق دلسوز ہون مین رحم مجھپر کیجیے
مجرمون مین رکھیگا شامل کہاں تک کب تلک

خونبہا قاتل سے اپنا حشر کے دن لینگے ہم
حق کیے جائیگا وہ باطل کہاں تک کب تلک

دیر جانے مین نہ کر برخاست ہوگی بزم یاس
راستا دیکھیگا وہ اے دل کہاں تک کب تلک

ہو گئی کب راہ وفا کے پھیر سے مجھکو نجات
رکھیگی وا ماندہ یہ منزل کہاں تک کب تلک

چل دیے وہ چھوڑ کر تم بھی چلو گھر اے شرف
رو کے کب بیٹھے لب ساحل کہاں تک کب تلک

لاتی ہے تیغ یار بھی کیا تازہ چل کے رنگ
دکھلاتی ہے بہار گلستان او گل کے رنگ

منصف جو ہو تو دیکھے ہماری غزل کے رنگ
بھر بھر دیے ہین شعرون مین کس کس بہل کے رنگ

یارب وہ برق طور بھلا دے کلیم کو
ایسا جگر جگر کرے اوسکا نکل کے رنگ

بخشا جو حسن صانع قدرت نے یار کو
کس کس ہما ہمی سے لیا ہے بچل کے رنگ

یاد آگیا ہے کرنا اسدم شہید ناز
منہدی کا تم جو دیکھتے ہو ہاتھ مل کے رنگ

آیا گلون کو جوش جو فصل بہار مین
بہنے لگا زمین چمن مین او بل کے رنگ

نیرنگیٔ مزاج سے اونکے نہ چل سکا
تھک تھک گیا ہمیشہ زمانہ بدل کے رنگ

طفلی مین گو مزاج مین نیرنگی اونکے تھی
اب ہر شباب دیکھے کوئی آج کل کے رنگ

پوچھینگے اپنے یار کے دامن سے اشک سرخ
عاشق ہین ہم جا ئینگے بے زور یل کے رنگ

اللہ ری صفائی کف دست یار کی
اکثر تو گر پڑا ہے حنا کا پھسل کے رنگ

نازک مزاجیون پہ تری سٹ رہی ہین گل
کیا کیا کھلے ہین یار تجھے ہلکے ہلکے رنگ

اللہ ری نازکی کہ وہ لیتے ہین کروٹین
اوس پر گلون کا کم نہین ہوتا کچل کے رنگ

پھر رنگ ہوکے دوڑتا ہے خون مین
دامن تو اپنے یار کا ایدل اوچھل کے رنگ

کھا آئے ہین جو زہر ہم اوس سبزہ رنگ پر
دم توڑتے ہین مثل زمرد یدل کے رنگ

ٹھہرے ہو دور کنج شہیدان سے کیا شرف
اس سرزمین کا دیکھو ذرا آگے چل کے رنگ

کسطرح دل ہوا بروے خمدار سے الگ
جوہر کبھی ہوئے نہین تلوار سے الگ

کہتے ہین وہ جھروکے سے دیدی کے گھر کیا ت
اوٹھ جائیو جیان دو مری دیوار سے الگ

کوثر کا جام ہی مجھے حورین جلا کے دین
رکھ دون اوٹھا کے شربت دیدار سی الگ

ہنگام حشر و نشر جو نکلے گا سیر کو
ہوگی قیامت اک تری رفتار سے الگ

صیاد کو بھی رحم بہت کرنے پر آگیا
رکھ دی چھری چھپا کے گرفتار سے الگ

کس سے شب فراق کی فریاد کیجیے
رکھتی ہے ہمکو چارہ بیمار سے الگ

ممکن نہین کہین مرض الموت کا علاج
یارو یہ عارضہ ہے ہر آزار سے الگ

تنہائی مین وہ دیکھینگے اوسین پری سی شکل
آئینہ لے گئے ہین جو اس پیار سی الگ

کھینچو جگر کا تیر چھری سے کرید کے
چٹکی تمہاری پڑتی ہے سوفار سی الگ

صیاد کے جو سامنے لٹکا قفس مین ہار
سرکا کے رکھ دیا اوسے منقار سی الگ

تاب و توان و صحت و امید زندگی +
کوسون یہ جا رہے ترے بیمار سے الگ

ایسا شگوفہ یار نے چھوڑا بہار مین
بلبل گلون سے گل ہوئی گلزار سے الگ

چھوڑا اسے خدائی نے اسنے خدائی کو
رحمت تری ہوئی نہ گنہگار سے الگ

روکا ہے نارسائی نے اسے بادشاہ حسن
افتادہ ہون جو پہلوے دیوار سے الگ

رونا چھٹے خدا کرے غسل شفا کرے
سب روگ دھوگ ہون تری بیمار سے الگ

منظور ای شرف ہی جو یوسف کی گاہکی
گفت و شنید کیجیے بازار سے الگ

معشوق بے نیاز کا گھر ہے مکان دل
کیا منزلت ہی شان الٰہی ہے شان دل

پیکان دل کا دل ہی پری ہے زبان دل
سوفار سے ثبوت ہوا ہے دہان دل

قصہ ہے درد خیز بڑی سرگذشت ہے
اے یار ہی بیان سے باہر بیان دل

دو دل کے بوجھ اوٹھالین تری شوق و ذوق کا
اسواسطے جگر سے ہوا ہی قران دل

ہر گل فریفتہ ہے یہ وہ عندلیب ہے
جو غنچہ ہے چمن مین وہ ہی آشیان دل

بیتابی فراق نے وہ روک ٹوک کی
صبر و شکیب آنے نہ پائے میان دل

دیکھے جو جھلملاتے شب وصل کا چراغ
فوراً اسسک سسک کی نکل جائے جان دل

کشتہ ہو کشت خون کے نشیب و فراز کا
گلگون زمین دل ہے شفق آسمان دل

شاید پناہ مانگے تو تلوار پھینک دو
آنسو نکل پڑین جو سنو الامان دل

فریاد کی جو یوسف کنعان نے چاہ مین
ہم اوس ذقن کے عشق مین سمجھے فغان دل

پھکتے ہین تیرے بزم کے پروانے جس جگہ
جب وہ زمین کھدیگی تو نکلیگی کان دل

بازار حسن مین جو نہین تجھکو مشتری
زہرہ یہی دل نکال کے رکھے دکان دل

اے یار بے نیاز وہ وحدت سرایہ ہے
سجدہ کرین ملک جو ملے آستان دل

اوس بے وفا نے سنکے کلیجا پکڑ لیا
مجھ دردمند نے جو کہی داستان دل

دو تربتین جو گور غریبان مین ہین شرف
اک ہی مرے جگر کا نشان اک نشان دل

داغون کا ہو رہا ہے جو مجمع میان دل
جائیگا دل کو لیکے کدھر کاروان دل

رتبہ دیا تھا اسکو اگر لامکان کا یارب
پھر قدسیون کو کیون نکیا پاسبان دل

تنہائی مین ہوا نہ کوئی بھی شریک حال
دم بھی رہا تو چند نفس میہمان دل

اک اک سے سرگذشت کہی اسکی عمر بھر
اوسپر بھی نا تمام رہی داستان دل

الفت تو اسمین اور تری آرزو مین وہ
دل اوسکا رازدان ہو وہ ہو رازدان دل

داغ اسمین جسقدر ہین وہ قدرت کے پھول ہین
جسکا چمن یہ ہے وہی ہے باغبان دل

دونون کو زندہ رکھتی ہے تیری ہوا شوق
اے یار میری روح یہ ہو اور جان دل

دل پکڑے پھرتے ہین جو کلیجا تھے پیٹتے
خود رو رہے ہین کرتے جو تھے امتحان دل

حسرت ہی تو چکھا دے محبت کی چاشنی
برسون سے اس ہوس مین کھلا ہو دہان دل

حسرت کو میری دیکھتے داغون کے بھیس مین
قدسی ہوئے ہین آکے یہ باشندگان دل

قدرت خدا کی رنگ ہو داغون کا ای شرف
ہو اک عجائبات چمن بوستان دل

شمیم گل ہے جو ہووے مزار کے قابل
دماغ چاہیے خوشبوے یار کے قابل

فرشتے بھی جو نہ کرتے تو رنگ کب جمتا
حنا پسی تب ہوئی ہے سنگار کے قابل

مجھے بلایا ہے اوسنے کہ ہر کرون سجدہ
خدا نے مجھکو کیا وصل یار کے قابل

یہانتک آپکا ہمنے تو راستا دیکھا
کہ آنکھین بھی نہ رہین انتظار کے قابل

ہمارے دل پہ بھی اک تیر وہ لگا بیٹھے
الٰہی شکر اسے سمجھے شکار کے قابل

تمہاری شکل جو دیکھی تو دل نے مجھسے کہا
حقیقتاً مین یہ صورت ہو پیار کے قابل

شہید ناز ہون ہوگی ارے غبار کی قدر
کہ غازہ ہوگا یہ روے نگار کے قابل

کسی حریف نے ایسا اٹھا دیا مجھکو
کہ میری خاک نہ رکھی غبار کے قابل

خدنگ ناز کیا ہے جو لیس قاتل سے
یہ تیر ہے مرے دل کے شکار کے قابل

جہان مین دھوم نہ کیونکر ہو دل کے داغون کی
کہ پھول ہوگئے کھل کھل کے ہار کے قابل

بھلا ہوا کہ ہوا دفن کوے قاتل مین
یہی زمین تھی میرے مزار کے قابل

مراد آئی مبارک ہو داغ عشق اے دل
خدا کرے تجھے صبر و قرار کے قابل

جزاے خیر کے میرے ان گناہون کو
کیا ہے رحمت پروردگار کے قابل

رہین اونکا ہے ہمنے جو پوچھا تو بولی ہنسکر
سلامتی سے رہین بوس و کنار کے قابل

قصاص عشق و عنایات وصل ای شہر حسن
یہ دار و گیر ہے مجھ جان نثار کے قابل

اشارہ ضبط کا پائے تو جان ای دیجئے
کہ دل نہیں ہے مرا اختیار کے قابل

چمن سے کر ان خطاؤں پہ گل کو اے شرف بیجا
یہ قاصدی ہے نسیم بہار کے قابل

نہ مجھ میں ہے نہ بتاتا ہے یار میرا دل
پتہ بتا مرے پروردگار میرا دل

کسی چمن میں نہیں ای ہزار میرا دل
اڑا کے لے گئی باد بہار میرا دل

شب فراق میں تڑپا کے مار ڈالے گا
قرار دو کہ ہے بیقرار میرا دل

بھلا یہ کونسی صورت ہے صبح ہونے کی
ہوا ہے شام سے بے اختیار میرا دل

وہ شیفتہ ہوں سمجھتا ہوں دست شفقت میں
ٹٹولتے ہیں جو اونکی کٹار میرا دل

یہ کیا ہے جان تو ضبط کرونگا اے غم عشق
مگر امتحان نہ لے بار بار میرا دل

کیا ہے ایسا تو سراسیمہ بیقراری نے
کسی زمانے میں تھا برقرار میرا دل

مری خوشی جو میں مرتا ہوں اوس ستمگر پر
کسیکا مجھ پہ ہے کیا اختیار میرا دل

اوسی کے رنگ حنا نے لہو رلایا ہے
پسا ہے دیکھ کے جسکا سنگار میرا دل

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہو کے لب بیٹھا
خبر ہی ہے تمہیں کرتا ہے پیار میرا دل

جہان سے داغ جگر مجھکو لیکے جانے دو
تمہارے پاس رہے یادگار میرا دل

چھڑا دیا مرے پہلو سے بیقراری نے
خدا ہی ہے کہ جو ہو برقرار میرا دل

اسے لیا تو ہزاروں نے آکے جانیں دیں
ہوا ہے یار کو کیا سازوار میرا دل

چلا ہوں رونے کو یاران رفتگان کے لئے
ہلا نہ ڈالے کسیکا مزار میرا دل

یقین جانو شرف میں وہ صاف باطن ہوں
عدو سے بھی نہیں رکھتا غبار میرا دل

باغ ارم کی مجھکو دکھا دیں بہار پھول
تربت پہ بچھاتے جاؤ جو تم ہیں چار پھول

اللہ رے انقلاب وہ دورنگی زمانے کی
گلشن میں چھونکے جلتے ہیں بلبل نہار پھول

شبنم تجھے بٹھائیگی شب کو زمین پر — اتنا فلک پہ چڑھ کے نہ بنت غبار پھول
رکھتا ہون اتنی حسن پرستی سے آرزو — محفل کرون حسینون کی باتون مین ہار پھول
دیکھی بہار داغ جگر کی نہ ایک مین — گلشن مین پھول پھول کے نکھرے ہزار پھول
ہر چند حسن و رنگ و خود آرائی ختم ہے — لیکن ہین تیری دید کے امیدوار پھول
وہ لالہ رو نکھر کے جو نکلا بہار مین — بلبل سے بھی زیادہ ہوئی بیقرار پھول
گلشن مین کون آئیگا لینے کو جا بجا — کوسون جما رہے ہین جو ہر سو قطار پھول
کیونکہ نہ اوس پہ بلبل جان ہو فریفتہ — گلزار حسن کا ہے وہ روئے نگار پھول
مر جا کے تیرے عشق مین پژمردہ ہو گئے — آخر تری ہوس مین ہوئے جان نثار پھول
بلبل ہزار دل سے لوٹ پڑے آ کے دام مین — صیاد نے بچھائے جو وقت شکار پھول
اس گلشن خدائی مین وہ گل ہے کونسا — جسکے لیے ہوئے ہین یہ سینہ فگار پھول
سمجھے ہین کیا یہ گریۂ شبنم کو دل لگی — ہنستے ہین کھلکھلا کے جو بے اختیار پھول
فصل بہار آئی خدا نے کیا کرم — گلزار مین پھر آ کے ہوئی برقرار پھول
نایاب ہو مرے گل داغ جگر کا رنگ — لے دیکھ دیکھنے کے یہ قابل ہے یار پھول
گرد جبین جھلکتی جو ہے بوسے دلفریب — ارواح کش پہ باندہ رہی ہین حصار پھول

کیونکر نہ عشق گلشن ایجاد ہو شرف — کس کس طرح کے بوئے ہین باغ و بہار پھول

نامہ وہ مرا پڑھتے تحریر سے کیا حاصل — ممکن جو نہو اوسکی تدبیر سے کیا حاصل
جانبازی کا کیا مجھکو نا قدر صلہ دیگا — لیٹون جو مین قاتل کی شمشیر سے کیا حاصل
سونے کو جو چہرون مین ہو جائے ابھی مٹی — پھر مجھکو بھلا ہوگا اکسیر سے کیا حاصل
ناشاد ہون بہت اسیر مین اوسکی خدائی مین — دیکھون مجھے ہوتا ہے تقدیر سے کیا حاصل
تعبیر کے فرشتون سے دنیا کو مین کیون پوچھون — اوس خواب پریشان کی تعبیر سے کیا حاصل
گردن پہ چھری رکھکر کیون ہاتھ کو روکا ہے — یہ کام ہی جلدی کا تاخیر سے کیا حاصل
داغ تمہیں کچھ ہو تم پردہ مین اولٹ دونگا — کچھ بھی نہ سنونگا مین تقریر سے کیا حاصل

بے جرم و خطا ہو نہین خط بھی نہین پڑھنے کا — رد کو بھی چھری ناحق تکبیر سے کیا حاصل

خود قیدی الفت ہون لو ہی ٹین جکڑ دو تم — دل بستۂ کاکل ہون زنجیر سے کیا حاصل

کیا جاہ و حشم چاہون ملتی ہے زمین دو گز — مسند پہ جو بیٹھون مین توقیر سے کیا حاصل

بسمل نہ کیا تو نے بے موت کیا بیدم — صیاد ہوا خون نخچیر سے کیا حاصل

ہے کسکا فرستادہ اس سے جو لپٹتا ہے — اے دل تجھے ہوتا ہے اس تیر سے کیا حاصل

مشتاق ہو نہین جسکا وہ شکل کہان ممکن — ہوگا مجھے یوسف کی تصویر سے کیا حاصل

لازم ہے کرم تمکو الفت کے اسیرون پر — تم اپنی طرف دیکھو تقدیر سے کیا حاصل

سیت سے **شرف** کی تم لتذ نہ برہم ہو
مٹی اسے دلوادو تشہیر سے کیا حاصل

ہمدرد اسکو جانکے شور و فغان سے ہم — کرتے ہین غم غلط جرس کاروان سے ہم

صیاد کے عناد سے بے خانمان ہوے — آگاہ بھی ہوے نہ کبھی آشیان سے ہم

پھر پھر کے دن کو گرد محل تھک کے رات کو — پڑ رہتے ہین لپٹ کے ترے آستان سے ہم

گلزار مین گئے نہ جو ہوگا بہار مین — دو پھول مانگ لینگے کسی باغبان سے ہم

خلق خدا ہمارے جنازے کے ساتھ ہے — کس دھوم سے عدم کو چلے ہین جہان سے ہم

پہونچا دے جلد شہر خموشان مین اے اجل — بچھڑے ہوے ہین جاکے ملین رفتگان سے ہم

لیتوگے تم گلے سے رگڑواکے ایڑیان — دل کی مراد پائینگے اس امتحان سے ہم

کیون ہمکو رفتہ رفتہ لب گور کر گئی — ملتی کہین تو پوچھتے عمر روان سے ہم

دھونی رمائینگے ترے کوچے مین عمر بھر — مٹی ہمین کے ہین نہ اوٹھینگے یہان سے ہم

اس شد و مد سے دوڑ کے روکا جگر پہ تیر — چلا اوتار لائے تمہاری کمان سے ہم

ہستی کو چھوڑ آئینگے جب تم بلاؤگے — وعدہ یہ کرکے آئے ہین اک بیجان سے ہم

آئیگا جسجگہ سے نظر قصر یار کا — سمجھینگے اس زمین کو بلند آسمان سے ہم

پائین کہان اوسے کہ جو روکے شباب کو — عمر روان کو ڈھونڈھ کے لائین کہان سے ہم

سمجھے ہین تیغ ناز کو معشوقۂ حیات — ہر دم اس امتحان کو حاضر ہین جان سے ہم

ہم بھی نہ ہونگے ہوگی جو رخصت شباب کی
رحمت خدا کی لائق ہے ہمکو مزا رہین
جسنے کیا ہے قتل اوسے پہچانتے نہین
بنیاد وسط ہی ہے جب مین بہار کی
رہتے ہین گرد و پیش پرے ... لیتے
اک دھوم ہے خدائی مین جسکے شباب کی
صیاد تو کریگا ہماری جو کچھ بھی قدر
دل پہ پڑا ہے تیر ضعیفی کے رنج کا

ہر جا بٹینگے چھینٹگے جو اس مکان سے ہم
اوٹھینگے حشر تک نہ کبھی اس مکان سے ہم
پہچانینگے اپنے خون کا نشان کس نشان سے ہم
کیونکر بچائین غنچہ و گل کو خزان سے ہم
صحرا کی سیر کرتے ہین کس عظم و شان سے ہم
عالم مین عشق کرتے ہین اب ہین جوان سے ہم
سمجھے ہین گے اس قفس کو سوا آشیان سے ہم
جھک جھک کے چلتے ہین جو خمیدہ کمان سے ہم

ہے دم ہے تیغ عشق مین گھبرا ان سے ای شرف
ٹکڑے ہین دل و جگر کے ... لٹنے ہم

شمع ساں رکھے کوئی گر ترے کوچے مین آ یار قدم
چلنے پھرنے سے ... رہتے ہین ... قدم
جسنے ... مین آ یار قدم
ہمکو ... کیا مطلب تھا
مرتے مرتے کے عشق کے ولولے نہ جاتے
دست شفقت ہے سر افراز جو جناب ہوگا
... نگہبان ...
تنگ پوشاک تو جاتی جو گریبان پھاڑتا
... ترے کوچے
پہلے ... زمین ... تھی
...
آرزو ہے ... لگا لینے کی
اوس پری رو کی ...

سر ... کا ... نہ بنا رقدم
... رقدم
... رقدم
دیکھنے آئے ... اے یار قدم
... دکھلائے ... وفادار قدم
کس کے قدموں پہ نہ چھوڑیگا گنہگار قدم
تاب و طاقت ہی جو رکھے کوئی بیمار قدم
... سر سے ... دستار قدم
... آوارہ گرفتار قدم
تیرے کوچے مین ہوئے دشمن رفتار قدم
تھک کے آئے ہین ادھر جانب دیوار قدم
در سے گھر مین ترے کب آئینگے اے یار قدم
بیڑیوں مین کیے وحشت نے گرفتار قدم

ابھی رحمت کے سزاوار کیا قاتل سے تے
اب جہنم مین نہ رکھیگا گنہگار قدم

طور پر اوس شہ خوبان نے منادی کی ہے
رکھنے پائے نہ یہان طالب دیدار قدم

[illegible]
قید خانے سے نکالے جو گرفتار قدم

یار کی جلسے سکونت کے قریب آپہونچے
شکر ہے منزل مقصود پر بہی جا پار قدم

[illegible] تیری آنکھ
اسکے پر پر دم سے ہو جاتے ہین پر دار قدم

خون ہر دم جو ٹپکتا ہے مرے تلووں سے
کیون لٹاتے ہین یہ آب و خورش خار قدم

اے شرف یار کی جویائی مین رفتہ رفتہ
چلتے پھرنے سے بہی ہو جاتے ہین بیکار قدم

اجل گرفتہ کو کثرت کو کیا معلوم
خزان گلون کو کدھر لیگئی خدا معلوم

نیا ہے [illegible] فنی ہمکو
نہ کہیئے ہونیگا معلوم ہوگا کیا معلوم

غم فراق [illegible]
اوٹھا وہ درد کہ جس درد کی دوا معلوم

[illegible] تیری غفلت کا
جہان کی خاک ہون مجھکو نہین یہ جا معلوم

[illegible] تری خبر کے لیئے
کسیکو بہی ترے گھر کا نہین پتا معلوم

[illegible] بے پروا
ترا فسانہ ہے مجھکو ہوا ہوا معلوم

[illegible] محفل کو
چہار سمت ہوئی قدرت خدا معلوم

ازل سے ہوا کسی پردہ نشین کا اوارہ
مرض بہی وہ ہے کہ جسکی نہین دوا معلوم

مجاز سے جو حقیقت کی جانب آئے ہم
حقیقتا ہوئی سب شان کبریا معلوم

جو مجھپہ گذری ہے حاجت نہین ہے کہنے کی
ذرا ذرا تمہین سب حال ہے مرا معلوم

پھر [illegible] آئی
کھلی جو آنکھ ہوے شاہ لافنا معلوم

عجب طرح سے [illegible] دیا ہے غفلت نے
جہان مین اپنی کسی کو نہین قضا معلوم

جہان [illegible] آئے ہین نادیدہ آشنا کے لیئے
یہان وہ آئینگے کس وقت ہمکو کیا معلوم

جنون کا جوش ہوا تھا پتا نہین ملتا
کدھر چلے گئے گھر سے شرف خدا معلوم

اللہ رے ناز حسن ہوا اک جہان تمام
باقی ہے امتحان ہوا امتحان تمام

ہستی مین ملگئی تھی جو دولت شباب کی
دم دیکھے لوٹ لیگئی عمر روان تمام

رحم آئیگا خدا کو فرشتے کرینگے دفن
راہ وفا مین ہونگا مین گر کے جہان تمام

بلبل کا خون کرکے نہ پھول اے بہار باغ
اترا نہ جا کریگی تجھے بہی خزان تمام

اوس شوخ کی ہوس نے ستایا جہان کو
یوسف کی آرزو مین ہوا کاروان تمام

سنکر لبین مری زبان کی شیرین بیانیان
طوطی کہا کیے اسے اہل زبان تمام

اللہ رے ضعف سانس بہی علتو سے رکگئی
بدلی جگہ تو ہوگئے ہم ناتوان تمام

تاثیر مجھ مریض کو یسین کی ہوئی
افسانہ گو نے کی جو تری داستان تمام

اللہ جزا دے مجھے میرے ریاض کی
خوشبو سے گل بسائے مرا آشیان تمام

پژمردہ ہوگئے گل شاداب سیکڑون
نیرنگ نے کیے ترے کیا کیا جوان تمام

دیکھا جب اوسنے جہانک کی جھکو مین مرگیا
افسوس اجل نے کام کیا ہے کہان تمام

مرجہا رہے ہین پھول ٹپکتی ہے سر نسیم
عمر بہار ہولی ہے اے باغبان تمام

لیلی یہ روکے کہتی ہے دم توڑتا ہی قیس
برسون کا ہو رہا ہے مرا قدردان تمام

ظالم کے انجمن مین نہ زندہ رہا کوئی
مہمانی بہی وہ کی کہ ہوئے میہمان تمام

وحشت جنون مین لاش کا پرسان کوئی نہین
افسوس ہے کہ آکے ہوا ہون کہان تمام

آیا قریب روز قیامت خبر بھی ہے
عمر دراز ہے تری اے آسمان تمام

شعلہ اوٹھا بھبک کے جگر سے جو عشق کا
مانند شمع جلنے لگے استخوان تمام

ظالم نے میرے درد کو پوچھا نہ اے شرف
سر پٹک کے مین نے مفت مین کی اپنی جان تمام

شکوہ جسے کو راضی برضا سے کیا کام
سانس لینے کو نہین حکم ہوا سے کیا کام

بوئے گل [illegible] صیاد مین پہونچائی ہے
سالہا سال مین نکلا ہو صبا سے کیا کام

شاہ ذیشان ہو جو کوئی تو ہمین کیا مطلب
سلطنت ہو جو کسیکو تو گدا سے کیا کام

[illegible] ہو سارے خدائی مین تری حرمت کی
پھر مری جان سبب تجھے جور و جفا سے کیا کام

ابتو اکسیر کی اے دل نہ ہوس کرتا تو
چاشنی موت کی چکھ لی تو دوا سے کیا کام

حشر کا روز ہے پرسش ہے گنہگارون کی
آج اے متقیو تمکو خدا سے کیا کام

تو کرے رحم مری روح پڑی ہو تحلیل
چاہیے خوف ترا خوف قضا سے کیا کام

تندرستی سے غرض کیا ہے خوشی مالک کی
ہو چکا وعدہ برابر تو شفا سے کیا کام

تیرے بندے ہین طرفدار ہے رحمت تیری
سطوتین ہین ہمین تعذیر و سزا سے کیا کام

صحن گلشن سے غرض کیا مجھے صحرائی ہون
ہو کے عالم مین رہا ہون تو قضا سے کیا کام

کیون اونہین یاد کرون ملک عدم مین اے دل
چھوڑ آئے تو عزیز و رفقا سے کیا کام

جلد یارو مجھے پہونچا دو مرے مدفن مین
شوق فردوس ہے دنیا کی ہوا سے کیا کام

خشم جانے دو کلیجے سے لپٹ بھی جاؤ
جانبجان ہوئے ہم آغوش حیا سے کیا کام

دہوم سے مردۂ عاشق جو اوٹھا ہے تو کیا
مٹنے والے کو ترے نشو و نما سے کیا کام

خاص مقتل کا ترے یار مین ہون پروانہ
مجھکو پھر اور کسی تیغ قضا سے کیا کام

اے شرف نجد مین آکر جو رہا ہے مجنون
کون ہوتا ہے یہ اسکو مری جا سے کیا کام

خبر ہوئے نہ کبھی رنگ و بوئے یار سے ہم
وہ پھول ہین کہ نہ واقف ہوئے بہار سے ہم

عدم سے باختہ ہین چھٹ گئے ہین یار سے ہم
نہین ہین آپ مین باہر ہین اختیار سے ہم

نہ دیکھ لیتے اونہین اک نظر جو پیار سے ہم
تو اپنی آنکھین نہ پھوڑ واتے انتظار سے ہم

رہیم ہوگئے ہی آپکی عدالت ہے
کہ بیگناہ ہین بدتر گناہگار سے ہم

وہ خاک ہین کہ جو رخصت بہار ہوتی ہے
تو لپٹے جاتے ہین گلزار سے غبار سے ہم

پہنچ گئے بزم مین اونکے وداع روح ہوئی
جو گل ہوئے تو جدا ہوگئے بہار سے ہم

اٹھ گئے دست جنون دھجیان گریبان کی
چلین جو نجد مین دامن بچا کے خار سے ہم

جو ہے ہوش گذر نیند کا ہو آنکھون مین
کبھی نہ غافل انہین پائین انتظار سے ہم

شکستہ دل کسی بلبل کو ہم جو سنتے ہین
تو جا کے کرتے ہین بندش گلون کی بار سے ہم

پسند آئی جو الفت مین ہمکو بیتابی
عدو سے صبر ہوئے پھر گئے قرار سے ہم

زینت سے ہمکو لیا کھول کھول کر آغوش
لپٹینگے ہم بھی شہید ادا کی تربت پر
روانہ ہوگیا وہ بھی کنارہ کش ہوکر +
یہ وجہ ہے کہ جو ہمکو خوشی ہے محشر کی

ترے کرم سے نہ واقف ہوئی فشار سے ہم
کہ عشق رکھتے تھے اس تیرے جان نثار سے ہم
غبار ہوکے جو لپٹے کسی غبار سے ہم
خدا کے سامنے جانے کو ہین مزار سے ہم

اک اور حشر قیامت مین ای شرف ہوگا
کفن کو پھاڑ کے نکلینگے جب مزار سے ہم

کیا ہنستے ہو تمکو مری فریاد سے کیا کام
جلنے مین بھی پروانے تری اُف نہین کرتے
کیون ساتھ وہ اپنے کسی پر عکس کو لیتے ہین
دم بھر مین تری بزم سے اوٹھ جائینگے مرکے
رحم آہی گیا اونکو کیا اسنے جو نالا +
ظالم کا گذر بھی مرے گلشن مین نہوگا
رنشا کی تربت کو پڑھوات کیون ہین کسی سے
اے ہمنفسو خوش ہو رہائی ہو مبارک
کھینچینگے کشش سے تری تصویر خیالی
کیا پوچھتے ہو کیون مرے گر پڑتے ہین آنسو
جب چاہتے ہین جاکے ہمین لیتے ہین تجھ پر
جب تک وہ جیا غم کے پہاڑ او سپہ گر اپنے
اے جان جہان سیت عاشق کو نہ پوچھو
تسکین جگر قوت دل ہوتی ہے پیدا
کیا پوچھتے ہو قصۂ فرہاد کو سب سمجھے +
پتھر اوکھوکھلی کرتا ہے بھلاتا ہے کوئی
ظالم ہے جو تجھ پر تو اونہین پہ شاک ہی ناحق

آباد رہو تم تمہین ناشاد سے کیا کام
ہین ضبط یہ نازان او نہین فریاد سے کیا کام
سایہ نہین جنکا او نہین شمشاد سے کیا کام
فانی ہین ہمین اس ابد آباد سے کیا کام
نکلا ہے ہمارا دل ناشاد سے کیا کام
ہون بلبل سدرہ مجھے صیاد سے کیا کام
الہام ہوا ہے مجھے استاد سے کیا کام
کیون کڑھتے ہو تمکو مری صیاد سے کیا کام
مانی سے غرض کیا ہمین بہزاد سے کیا کام
تم خوش ہو ہمین عشق کی افتاد سے کیا کام
زندان مین بلا قید ہو صیاد سے کیا کام
پھر جان دی شیرین نے تو فرہاد سے کیا کام
آزاد کیا جسکو وہ آزاد سے کیا کام
اے یار نکلتے ہین تری یاد سے کیا کام
تمکو کسی سودائی کی روداد سے کیا کام
لیتا ہون مین خطلات پریزاد سے کیا کام
یوسف کو ترے حسن خداداد سے کیا کام

آئے ہین تماشا سے جنون کو مری ورنہ — اس بیخود سے طفلان پریزاد سے کیا کام

فریاد کرے کوئی تو وہ کہتے ہین ہنسکر — ہون موجد بیداد مجھے داد سے کیا کام

دم بھر مین قضا کر ہی گئی ساتھ ہی اوسکے — شیرین تو کہا کرتی تھی فرہاد سے کیا کام

بیجرم شرف کون گلا کاٹیگا میرا
خونی مین نہین ہون مجھے جلاد سے کیا کام

وہ جھروکے سے جو جھانکے تو کہین یار سے ہم — سر کو ٹکراتے ہین پھرون تری دیوار سے ہم

گل کی بنیاد نہ تھی جب سے قفس مین ہین اسیر — نام تو سنتے ہین واقف نہین گلزار سے ہم

قیدئی عشق کی ہوتی ہے رہائی کیونکر — پوچھتے پھرتے ہین اک ایک گرفتار سے ہم

ساتھ لیجاکے وہ کہتے ہین مجھے محفل مین — ایک سودائی پکڑ لائے ہین بازار سے ہم

لذت لخت لہو دل کا ہمارے چاٹا + — سرخرو ہوگئے ظالم لب سوفار سے ہم

ترچھی چتون کبھی اوسکی نہین ہوتی سیدھی — خوبرویون مین جسے دیکھتے ہین پیار سے ہم

محو ایسے ہین کہ محبوبۂ عالم سمجھے — ہوکے بیتاب جو لپٹے تری تلوار سے ہم

خوب ہی داغ جگر عشق مین ہنستے پائے — لے چلے پھول عجائب ترے گلزار سے ہم

جسکی باتون مین مزا ہے نفس عیسیٰ کا — ہم سخن ہوتے ہین اوسکے لب گفتار سے ہم

پاسداری جو ہوئی خواب عدم کی ہمکو — پھر خبر بھی نہوئے طالع بیدار سے ہم

آج تو دولت دیدار لٹا دے اے یار — آگے محروم نہ جائین تری سرکار سے ہم

مرکے بھی اوس شہ خوبان کی نہ صورت دیکھی — خواب مین بھی نہ مشرف ہوے دیدار سے ہم

نیند اوس شوخ ستمگر کی اوڑا دیتے ہین — حشر اوٹھا دیتے ہین زنجیر کی جھنکار سے ہم

کسقدر رہے ہمین ایذا کے اوٹھانے کا مزا — زخم دل صاف کیا کرتے ہین زنگار سے ہم

وجہ کیا اسم تعلق مین جدا کرنے کی — دل چھدیگا تو چھڑانے کی نہین خار سے ہم

آگ دل مین نہ لگا دے کہین رفتہ رفتہ
اے شرف ڈرتے ہین اس آہ شرربار سے ہم

ترے واسطے جان پہ کھیلینگے ہم یہ سمائی ہے دلمین خدا کی قسم

رہ عشق سے اب نہ ہٹین گے قدم ہمین اپنے ہی صدق و صفا کی قسم

مرے پرزے اگرچہ اوڑائیگا تو گل زخم سے مہکی گی عشق کی بو
کھینچے تیغ تری تو رکھ دون گلو مجھے تیرے ہی جور و جفا کی قسم

مرا نام جو یار ہے پوچھ رہا مین بتا دون تجھے جو لقب ہے مرا
مجھے کہتے ہین کشتۂ ناز و ادا ترے غمزۂ ہوش ربا کی قسم

لب گور اگرچہ جدائی مین ہون مگر آئینہ دل کی صفائی مین ہون
ترا محو جدائی مین ہون مجھے اپنے ہی عشق و وفا کی قسم

کیے تمنے جو ظلم وہ مین نے سہے مری آنکھون سے برسون ہی اشک بہے
کوئی غمزہ و عشوہ اب اوٹھا نہ رہے تمہین اپنے ہی ناز و ادا کی قسم

شب ہجر مین آنکھ جو بند ہوئی تری زلف کی یاد دوچند ہوئی
مرے سانس اولجھ کے کمند ہوئی مجھے تیری ہی زلف دوتا کی قسم

تری چال سے حشر بپا جو کیا ترے خوف سے حال مرا یہ ہوا
ہوئی جاتی تھی روح بدن مین فنا مجھے آمد روز جزا کی قسم

مرا ہاتھون مین خون ملو تو ذرا تمہین دیکھو تو رنگ دکھاتا ہے کیا
کرو آج نمود شہید ادا تمہین شوخی رنگ حنا کی قسم

کہا لیلی نے ہے مجھے قیس کا غم مرے دل کو ہے اوسکی جنون کا الم
نہین چین جدائی مین اب کوئی دم اوسی وحشی بے سر و پا کی قسم

ترے بزم کا مشل ہی یار نہین کہ جہان مین یہ نقش و نگار نہین
کہین تیرے چمن سی بہار نہین ہے مجھے باغ ارم کی فضا کی قسم

غم دولت وصل مین ہوکے حزین رہ عشق و وفا مین ہین خاک نشین
ہوس اب ہمین جاہ و حشم کی نہین ہمین تیرے ہی نشو و نما کی قسم

یہ دعا ہے قفس مین براے چمن کہ گلون سے خدا نہ چھڑاے چمن
مجھے رکھتی ہے زندہ ہواے چمن گل و غنچہ و باد صبا کی قسم

ترا شیفتہ ہون مری انجمن سے ہے جان تہ تیغ نہ کر مجھے جان جہان
مرا غصے مین آکے مٹا نہ نشان مجھے جاہ و جلال خدا کی قسم
یہ ہوس ہے کہ درد جگر مین مروت جو مسیح بھی آئے تو دم نہ بھرون
کبھی تیرے سوا نہ علاج کرون مجھے تیرے ہی دست شفا کی قسم
شرف اوسنے دیے ہمین سیکڑون دم رہی طینت صاف سے پاک ہی ہم
کہی بات اگر تو سچ ہی کہی کبھی جھوٹ نہ بولے خدا کی قسم

مر جائینگے نکل کے تری انجمن سے ہم
جاتے ہین اوس رحیم کے پاس اک کفن سے ہم
قاتل کا ظلم و جور فرشتون پہ کھل نہ جائے
زخم اسلیے چھپائے ہوئے ہین کفن سے ہم
حسرت جو ہوگی حشر کے دن وصل یار کی
تصویر بن کے نکلینگے اپنے کفن سے ہم
زنجیر سے نہ رکتے تھے باہم وہ شیر تھے
پا ہل سکے نہ بندش تار کفن سے ہم
برسون سے جسپہ مرتے تھے آج اوسکے نام پر
کرتے ہین اپنی روح کو آزاد تن سے ہم
بیخود کیا تھا سوز نہانی نے اسقدر
نکلے تھے گھر مین آگ لگا کر وطن سے ہم
الفت مین جان دینگے جو منہ سے کہا کہا
مر جائینگے پھر نکلے نہ اپنے سخن سے ہم
پھول اسمین بھر دے قبر کی مٹی نکال کے
روح آئے جسم مین تو ہین گورکن سے ہم
چشم سیہ کسی کی جنون مین جو آئی یاد
صحرا مین خوب روئے لپٹ کر ہرن سے ہم

بلبل نہین چمن کے جو بہلین چمن سے ہم
جلنے کا لطف اوٹھائینگے اس پیرہن سے ہم

حسرت تھی مرکے دفن وہین ہوتی ای شرف
مجبور ہو کے نکلے ہین اپنی وطن سے ہم

ناحق و حق کا اونہین خوف و خطر کچھ بھی نہین
بیخبر ہین وہ زمانے کی خبر کچھ بھی نہین
دھوم ہی دھوم تھی مدفن کی مگر کچھ بھی نہین
خاک اس گھر مین بسر ہوگی یہ گھر کچھ بھی نہین
ہائے افسوس ہوئی کونسی صحبت برخاست
شب کہ معراج مین تھی وقت سحر کچھ بھی نہین
کہ رہی ہے یہ مرے دل سے محبت اوسکی
ہون تو اکسیر مگر مجھ مین اثر کچھ بھی نہین
آرہی ہے یہ صدا گور کے سناٹے سے
مین وہ عالم ہون جہان شام و سحر کچھ بھی نہین

اس نزاکت سے تو مین کاہیکو بسمل ہونگا
تم چھری پھیرتے ہو مجھکو خبر کچھ بھی نہین

ہاتف عشق تو کہتا ہے ادہر سب کچھ ہے
عالم یاس یہ کہتا ہے ادہر کچھ بھی نہین

آنکھ پھر جاتی ہے معشوقون کی مایوسون سے
غمزدہ کچھ نہین حسرت کی نظر کچھ بھی نہین

تربت قیس سے کہتی ہے لپٹ کر لیلی
ہم تڑپتے ہین پڑے تمکو خبر کچھ بھی نہین

منزل گور مین کیا جانئے کیا گذرے گی
تازہ وارد ہین ابھی ہمکو خبر کچھ بھی نہین

لن ترانی کی جو تاکید ہی اے دل یہ کھلا
باب دیدار مین منظور نظر کچھ بھی نہین

خواب دیکھا تھا کہ تھا وصل کی شب کا ساماں
جشن تھا رات کو ہنگام سحر کچھ بھی نہین

اوسکو گہری اسے یہ اوچھی چھری اوہ اے یار
زخم دل گھاو ہوا زخم جگر کچھ بھی نہین

رشتہ جان سے بھی نازک ہی وہ باریکی مین
گل کی رگ پہر ہی گداز اوسکی کمر کچھ بھی نہین

قبر مین حورون کے آنے کا اوٹھائین کیا لطف
دیدہ و جسم و دل و جان و جگر کچھ بھی نہین

راس آجائیگی جسکو وہ اوسے چاہینگے
پھر محبت مین سبھی کچھ ہی اگر کچھ بھی نہین

مطمئن ہون رہ عصیان مین تری رحمت سے
وہ مسافر ہون کہ تشویش سفر کچھ بھی نہین

اے شرف ہی گل مقصود کے ہر سو بوچھار
واہ اے خوبیٔ قسمت کہ ادہر کچھ بھی نہین

پایا ترے کشتون نے جو میدان بیابان
شان چمن خلد ہوئی شان بیابان

دیوانہ ترا مرکے ہوا ذرۂ جاوید
روح اوسکی جو نکلی تو ہوئی جان بیابان

مجھسا بھی جہان مین کوئی سودائی نہوگا
سمجھا لحد قیس کو ایوان بیابان

ویرانہ نشینی ہے ازل سے مری جاگیر
قسمت نے دیا ہے مجھے فرمان بیابان

وحشت پہ مری آہوون کے بہتے ہین آنسو
حیرت پہ مری روتے ہین حیوان بیابان

ہے عالم ہو تربت مجنون کا مجاور
سناٹے کا عالم ہے نگہبان بیابان

چپ رہو نہ مرے ہوش کے ہمراہ اوڑینگے
دم توڑ کے مرجائینگے مرغان بیابان

اک دن بھی نہ موقوف ہوا خاک کا اوڑنا
کیا کیا نہ کیا قیس نے سامان بیابان

بہواشی ذلبستی کی نہ تھی یاد وطن کی
اللہ ری مدہوشی و نسیان بیابان

رہتے ہیں مرے گرد پریزاد ہزارون
ہون عالم وحشت مین سلیمان بیابان

لیلی یہ جو عالم ہے تو مجنون بھی ہے خوشرو
وہ حور بیابان ہے وہ غلمان بیابان

اس طبقے کی منظور ہے کی تمنے تباہی
بربادی ہوئی دست و گریبان بیابان

افسوس ہی اوس نجد کو مجنون سے نے لیا یا
لیلی جسے کہتی ہے بیابان بیابان

دل کھول کے جی چاہتا ہے خاک اوڑاون
پھرنے کو ملا ہے مجھے میدان بیابان

جسدن سے بنی ہے ترے دیوانے کی تربت
ہوتے ہین پریزاد بھی قربان بیابان

شیرون کے ہلا ڈالے ہین دل اسکی جنون نے
مجنون ہے کہ ہے رستم دستان بیابان

جسوقت شرف لیلی و مجنون نے قضا کی
اک غل ہوا رخصت ہوے مہمان بیابان

رہا کرتے ہین یون عشاق تیری یاد حسرت مین
بسے رہتے ہین جیسے پھول اپنی اپنی نکہت مین

کبھی حسن و فا ہوکر جو یہ تصویر وحدت مین
خدا کا نور شامل ہوگیا انسان کی صورت مین

نہین ہے لذت دنیا و ما فیہا جو قسمت مین
خدا معلوم حصہ ہے مرا کس خوان نعمت مین

صفائی رخ بڑہی ایسی ہوا آئینہ حیرت مین
جدائی مین نظر آنے لگا منھ اوسکی صورت مین

پھلون پھولون کا مین نیا سے جا کر باغ جنت مین
ازل سے پرورش ہوتا ہون مین گلزار جنت مین

محل عشق مین جو خون مشتاقون کا بہتا ہے
ہوا کرتی ہین رنگ آمیزیان اوسکی عمارت مین

کرو ایسی ادا یکدن ہمسے ہم تصویر ہوجائین
رہین ہم اور تم اک جان دو قالب ہوکے خلوت مین

ملی ہے میری قسمت سے مجھے نعمت توکل کی
جو مرغوب خدا ہین وہ مزے ہین اسکی لذت مین

خدائی وجد کرتی ہے جہان مین چہچہاتا ہون
ہزارون مین ہون اک بلبل ترے گلزار قدرت مین

نمازی نجگانہ مین بھی ہر جا ذکر اوسی کا ہے
تشہد مین اذان مین سجدے مین نیت مین رکعت مین

مچل جانے پر اس نافہم کے رحم اوسکو آیا ہے
لیا ہے میرے طفل اشک کو دامان رحمت مین

دل آزاری کا ہمصورت سے اپنی مشورہ لینگے
الٰہی خیر آئینہ طلب ہوتا ہے خلوت مین

مرے پر بھی شرف کی دونون آنکھین ڈبڈبائی ہین
خدا جانے کہ دم نکلا ہے انکا کسکی حسرت مین

ہوا جاتا ہون خود رفتہ وطن جانے کی حسرت مین
روانہ روح قالب سے ہوئی جاتی ہے فرقت مین
سفر کیجیے اے زبان فریاد اوسکی بزم عشرت مین
تصور مین کسی کے اسطرح کا سوچ رہتا ہے
جب اونکی بارگاہ خاص مین آتا ہون مین جاکے
چلی آتی ہین حورین سونگھنے کو باغ جنت سے
لرزتا ہون جو ڈر ڈر کے نگاہ قہر سے اونکی
مری میت اوٹھا کر تیرے کوچے مین جلا دین
سلا کر گور مین مجھکو خبر تو میری لی ہوتی *
یہ دونون یا الٰہی کس لگن کے ٹکڑے ہین
حقیقت مین اگر اوس سے رجوع قلب ہو جائے
شروع درد دلمین سانس رہ رہ کر اٹکتی ہے
خدا کو مان کے او منزل مقصود نزدیک آ
تمہاری بارگہ مین قید ہو غلمان ہوئے دیوانے
نہونے پائے بوسیدہ کفن اے پاک پروانی
ہوئے جاتے ہین کیون موم استخوان کیون آنچ لگتے
ملا کر خاک مین ہمکو مٹا ڈالا مٹا ڈالا
ہم آغوشی کی حسرت مین ترے جیتے مین مرتا ہون
کسی حسرت زدہ کی کچھ نظر بازی نہین چلتی
فساد غم وہی ظالم کرے فیصل تو فیصل ہو
جہانتک جسقدر عالم ہو او سیر اوسقدر کم ہے
کسی ظالم کی حسرت کر رہی ہے نیمجان مجھکو
دکھا دیتے ہو تم دل کو تو بڑھ جاتا ہے دل میرا

یہ منزل ہوگی طے کیونکر پڑا ہے پھیر قسمت مین
خبر لے اے مسیحا مر دلی پھرتی ہے وحشت مین
کوئی آواز طوطی کی نہین سنتا ہے نوبت مین
کہ جیسے ہوتی ہے حسرت زدہ تصویر حیرت مین
تو آنسو ڈبڈباتے مین نگاہ خود بدولت مین
ترے گلشن کے پھولون کی جو بو آتی ہے تربت مین
اشارے سے وہ کہتے ہین نہ جی گھبرائیگا جنت مین
خدا دے اجر انہین سکا یہ جنت پائین حیرت مین
کہ اک کروٹ پڑا ہون مدتون سے ایک حالت مین
جو اک مہر نبوت مین ہے اک مہر امامت مین
تو دن الہام مین گذرے شبین گذرین بشارت مین
کمی مین تو یہ کچھ بھی ہے کیا ہوتا ہے شدت مین
سکیے دیتی ہے تیری جستجو بیدم مسافت مین
اسیری مین ہمیں رکھتے ہو مجھکو اپنی حفاظت مین
یہی پہنے ہوئے جاتا ہے اپنی وہ قیامت مین
ڈرا ہون نام سے کسکے گھرا ہون کسکی عبرت مین
خوشی اوسکی یہی سجود کی آیا شیت مین
تو حورین دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتی ہین جنت مین
وہ آنکھون مین ہمیں پھرتے ہین تو چھپتے ہین عبارت مین
یہ وہ جھگڑا نہین لیجائیے جسکو عدالت مین
دیا ہے کم سنی نے ہاتھ اوسکا دست قدرت مین
خیانت ہو رہی ہے حق تعالی کی امانت مین
خوشی ہوتا ہون ایسا مین کہ ہنس دیتا ہون رقت مین

وطن مین اب وہی ہمکو جنت بھیجے گا تو جائینگے
اوڑھی ہے عالم ایجاد مین شہرت قیامت کی
جو صدمے دل پہ گذرے ہین اونہین ہم رو سمجھا ہی
یہ وہ سرکار ہین جنمین خدائی کارخانے ہین

نکلوا کر کیا آدم کو داخل جسنے جنت مین
جسے دیکھو وہ ہی مصروف اپنی اپنی حالت مین
کیے ہین شکر کے سجدے خوشی ہوکر مصیبت مین
رحیمی ہے امامت مین کریمی ہے نبوت مین

فرشتے چھپتے پھرتے ہین ترق ہر سو تلاطم ہی
ہوئی ہے کو نسی دیوانے کی آمد قیامت مین

چونکا ہون جب دیکھ کے اوس گل کو خواب مین
تھی مجھسے قبر تنگ گھرا تھا عذاب مین
لیتے تھے وہ محاسبہ مجھسے عتاب مین
تحریر پھر نہ آئی جو خط کے جواب مین
تصویر مردہ ہو کے جو پڑتا ہون شام سے
ہوتے ہین قتل جاہنے والے جو بیگناہ
جاتا ہے کوی پار ہین ہو کر دہو مین نگاہ
دنیا کا مجھسے لیگا کوئی کیا محاسبہ
کھنچا گیا جو اوس گل رعنا کے واسطے
بھنوا رہے ہو کو نسی نخچیر کے کباب
شاداب ہو جو پھول تو پژمردہ پھر نہو
نازل ہوا ہے قافلہ لختہاے دل
خواب عدم سے پھر جو خبر چونکنے کی ہے
قدرت سے حسن یار کے آئینہ ہو گیا
بھرا تے ہو بہشت مین قربانیون کی کھال
بے رنگ کر رہا ہے لہو کس شہید کا
تیرا کرم جو گور غریبان پہ لاجست گا

بینائی بیقرار ہے چشم پر آب مین
الحمد پڑھ گئے تمنے ڈھکیلا ثواب مین
لکھوا لیا رحیمی نے اپنے حساب مین
کیا جانے لکھ دیا اونہین کیا اضطراب مین
جاتی ہے کسکے ڈہونڈھنے کو روح خواب مین
کیون صاحبو درست یہ ہی کس کتاب مین
شاید شریک ہین مری آہین سحاب مین
میرا شمار کیا ہے مین ہون کس حساب مین
بلبل نے جان ڈوب کر دیدی گلاب مین
کسکا کلیجا کاٹ کے رکھا ہے قاب مین
یارب کسی کو موت نہ آئے شباب مین
حسرت کا انتظام ہے چشم پر آب مین
ہوتا ہے کسکے ملنے مین کس انقلاب مین
اے دل دکھائی دینے لگا منھ نقاب مین
ہوتے ہو ذبح کر کے ہی داخل ثواب مین
ایدل سفیدی دوڑ رہی ہی شہاب مین
ہو جائیگی بہشت کی خشکی سحاب مین

محبوب سے نیاز بشر کا لقب ہوا
شامل ہوئی خدا کی خوشی اس خطاب مین

سمجھا ہے غسل سیت بلبل کو مستحب
صیاد دے رہا ہے جو غوطے گلاب مین

آنکھون سے بہ رہی ہین لہو ہو کے حسرتین
شاید ہو کشت وخون دل خانہ خراب مین

ممکن ہوا ترے گل رخسار کا تہ رنگ
کس کس سے لئے خون دل نہ ملا یا شہاب مین

معشوق کہہ رہے ہین مرے داغ عشق کو
ایسی چمک دمک تو نہین آفتاب مین

کسنے کیا ہر شربت دیدار کا سوال
گھلواتے ہو جو سودۂ الماس آب مین

اچھا نہین ہے درد اس آزار عشق کا
دق ہو کے مر گئے ہین ہزارون شباب مین

دل مین جگہ جو دی ہے ترے ذوق شوق کو
دریا کو لے کے بند کیا ہے حباب مین

اے گلعذار تیرے پسینے کی بوند دے
خوشبو ہزار پھول کی مہکے گلاب مین

منھ سے جو اسطرف نکل آتا ہی ہین کے حسن
یہ ہے خدا کے نور کا جلوہ نقاب مین

ہو آئے جا کے سطح محبوب مین شرف
دیکھ آئے دل جلے ہوئے سیخ کباب مین

معشوق ہو کے دخل ادسے بیداد مین نہین
اتنی تو بات میرے پریزاد مین نہین

راحت نصیب گور کی بنیاد مین نہین
کوئی شریک حال اس افتاد مین نہین

ہے آہ گرم و سرد مین ہر غم کی چاشنی
کس درد کا مزا مری فریاد مین نہین

تیری خوشی ترا کلمہ بھی پڑھونگا مین
مجھکو کلام کچھ ترے ارشاد مین نہین

دم بھر ارم مین جانے نہ دیگی کبھی قضا
سیر اس چمن کی قسمت شداد مین نہین

دم بھر قفس مین اور ہون دم توڑتا ہون مین
چھٹتا ہون دیر اب مری صیاد مین نہین

گل تھا جو بیت تو لیس مین نہ تھا باغبان کے
بلبل ہوا تو قابو صیاد مین نہین

کس نقش کس نگار کا موجد نہین ہی تو
نیرنگ کونسا ترے ایجاد مین نہین

سرکار کا رسا ہے جسکو ملا
حصہ کسی کا حسن خداداد مین نہین

کسطرح گر کے کوچۂ قاتل سے اوٹھ سکون
طاقت سنبھلنے کی بھی اس افتاد مین نہین

کوچے مین اوسکے جا نہین سکتی کسیکی خاک
گرد و غبار اوس ابد آباد مین نہین

دیکھا ہے جنے تجھ مناجات عشق کا
مطلب وصال کا کہین اسناد مین نہین

کیا کیا خدائی مین ہین گناہون کی کثرتین
اسپر ذرا کمی تری امداد مین نہین

زنجیر کیا پہنائیگا سودائی کو ترے
عبرت کے مارے جان بھی حداد مین نہین

اللہ اپنے بندے کو دیتا ہے چپ کی داد
آواز اسلیے مری فریاد مین نہین

ہرگز قضا نہ چھوڑیگی کوئی کہین چھپے
جا عافیت کی عالم ایجاد مین نہین

کسمین نہین خدائی مین تفاعیت کی بو
محبوب ذوالجلال کے داماد مین نہین

کیا وجہ ہے جو بلبل و گل مین نفاق ہے
کیون بول چال قمری و شمشاد مین نہین

حکمت نہین کہ فاختہ کا طوق اوتار لے
اتنا تو حوصلہ کسی حداد مین نہین

در ذات طائران قفس کی ہے پرورش
عادت عناد کی مرے صیاد مین نہین

خوشبو جو اونمین ہے کسی گل کو کہان نصیب
رعنائیان وہ ہین کہ جو شمشاد مین نہین

مجنون کے غم مین جان ہے لیلی کی ضیق مین
شیرین کو ہوش ماتم فرہاد مین نہین

کیونکر کہونگا حشر مین خونریز او سے شرف
دھبا بھی خون کا دامن جلاد مین نہین

ترچھی نظر نہو طرف دل تو کیا کرون
لیلی کے ناپسند ہو محمل تو کیا کرون

ٹھہرے نہ خونبہا سوے قاتل تو کیا کرون
حق ہو جو خود بخود مرا باطل تو کیا کرون

اک رنگ کو جہان مین نہین کوئی مانتا
ہر رنگ مین رہون مین شامل تو کیا کرون

بیداوین بیگناہ جو دل کو حنا کے ساتھ
پرسان حال ہو کوئی عادل تو کیا کرون

پروانہ ہونے کی بھی اجازت نہین مجھے
عالم فریب ہے تری محفل تو کیا کرون

جاتا گلو بریدہ بھی اوڑکر گلون کی پاس
بازو کیا ہے توڑ کے بسمل تو کیا کرون

لیلی یہ کہکے جلوہ دکھاتی ہے قیس کو
اوڑنے لگے جو پردۂ محمل تو کیا کرون

خود چاہتا ہون ضبط کرون درد شوق مین
دل ہی مرا نہو متحمل تو کیا کرون

منھ چوم لون کہ گرد پھرون دوڑ دوڑ کے
اے دل جو ہاتھ روک لے قاتل تو کیا کرون

دم راہ شوق و ذوق مین لیتا نہین کہین
اسپر بھی طے نہو جو یہ منزل تو کیا کرون

کیونکر نہ جبر دل پہ کرون اپنے اختیار
راحت مین آپڑے کوئی مشکل تو کیا کرون

اک اک سے پوچھتے ہین وہ آئینہ دیکھکر
معشوق پاؤن پیار کے قابل تو کیا کرون

دیدون مین راہ عشق مین جان اوسکی نام پر
ناچار ہون نہو کوئی سائل تو کیا کرون

ملتا نکے جگر کے زخم مین کیونکر لگانے دون
گل تیرے باغ کا ہو مقابل تو کیا کرون

آنے کو منع کرتے ہو اچھا نہ آؤنگا +
یہ تو کہو نہ مانے مرا دل تو کیا کرون

شاید مجھے جمال دکھادے وہ اے کلیم
نظارے کا نہون متحمل تو کیا کرون

مرجاؤن ڈوب کر شرف اوس پار یار ہے
کشتی نہو کوئی لب ساحل تو کیا کرون

ناچار ہو نہین اے مرے اللہ کیا کرون
پہلو سے دل کا کوچ ہی ہمراہ کیا کرون

دم بھر کا مہمان ہی نکلتا ہے دم مرا
چھٹتا ہے عمر بھر کا ہوا خواہ کیا کرون

یوسف کو آنکھ اوٹھاکے نہین دیکھتا ہون مین
ہر دل عزیز اور تری چاہ کیا کرون

کیونکر مرا گذر ہو تری بارگاہ مین
اے بے نیاز کل کے شہنشاہ کیا کرون

رستے ہین بند بہیڑ سی ہے بہیڑ ہر طرف
محشر مین اوسکو ڈھونڈنے کی راہ کیا کرون

چھڑواؤن دل کو کیا مین لٹکولے زلف
ہمت خدا بڑھائے تو کوتاہ کیا کرون

لائیگا تو نہ دھیان مین کیسا ہی اوج ہو
اے بے نیاز پھر ہوس جاہ کیا کرون

کیا پوچھتا ہے حسن جوانی یار کا +
یار و بیان قدرت اللہ کیا کرون

دن بھر تو مینے آنسوؤن سے زخم دہو لیے ہین
اے مہ لقا علاج شب ماہ کیا کرون

کیونکر دعا کو ہاتھ اوٹھا کر سمیٹ لون
بندہ نواز اسکو کوتاہ کیا کرون

کسطرح میری قبر مین روزن ہو قدرتی
فردوس کی ہوا کے لیے راہ کیا کرون

تنہائی مزار سے اللہ دے نجات
پرسان حال کوئی نہین آہ کیا کرون

باتین سناکے اور وہ چھپنے لائیگا
ظالم کو دل کے زخم سے آگاہ کیا کرون

بہونچا دیا نہ منزل مقصود تک مجھے
بخت رسا نہ ساتھ رہا آہ کیا کرون

دل کو نہ دونگا حسن پرستی کا مشورہ
مین اپنے ہم سرشت کو گمراہ کیا کرون

سنتا تو ہون سنے گا وہ افسانہ عشق کا
ہوتا نہین کبھی یہ سچ افواہ کیا کرون

مرنا قبول ہے جگر و دل سوس کے
ہوگا خلاف ضبط شرف آہ کیا کرون

رلوا کے مجھکو یار گنہگار کہہ نہین
آنکھین ہین تر تو ہون مرا دامن تو تر نہین

امید وصل سے بھی تو صدمہ نہ کم ہوا
کیا درد جائیگا جو دوا کا اثر نہین

دن کو بھی داغ دل کی نہ کم ہوگی روشنی
یہ لو ہی اور ہی یہ چراغ سحر نہین

تنہا چلین ہین معرکۂ عشق جھیلنے
اونکی طرف خدائی ہے کوئی ادہر نہین

خالی صفائی قلب سے بہتر ہے داغ عشق
کیا عیب ہی کہ جسکے مقابل ہنر نہین

قاتل کی راہ دیکھ لے دم بھر نہ زہر کھا
اے دل قضا کو آنے دے بے موت مر نہین

کیونکر یہان نہ ایک ہی کروٹ پڑا رہون
ہوگا مقام گور کی منزل ہے گھر نہین

رن کہن پڑینگے جب کہین دکھلائیگا وہ شکل
بے کشت خون ہوئی یہ مہم ہو کے سر نہین

آنکھین چھپاتے ہی ہین مری برق حسن سے
بینش نظر ہو تم سے مجھے تاب نظر نہین

یارو بتاؤ کسطرف آنکھین چھپاؤن مین
اوس شوخ کی کدہر کو ہے آمد کدہر نہین

بندہ نواز سب ہین رکوع و سجود مین
طاعت سے غافل آپکی کوئی بشر نہین

پریون کے پاس جاؤن مین کیون دل کو بیچنے
سودا جو مول لون یہ مجھے درد سر نہین

درد فراق یار سے دونون ہین بیقرار
قابو مین دل نہین متحمل جگر نہین

راہ عدم مین ساتھ رہیگی تری ہوس
پروا نہین نہو جو کوئی ہمسفر نہین

خلوت سرائے یار مین پہونچے گا کیا کوئی
وہ بند و بست ہی کہ ہوا کا گذر نہین

اوٹھوا کے اپنی بزم سے دل کو مرے نہ توڑ
پہلو مین دیکے جا مجھے برباد کر نہین

ہستی کدہر ہے عالم ارواح ہی کہان
غفلت زدہ ہون مجھکو کہین کی خبر نہین

زنجیر اوتر گئی ترا دیوانہ مر گیا
سنتا ہون قید خانے مین اب شور و شر نہین

چندرا کے مجھکو بولے وہ آخر جو شب ہوئی
فق ہوگیا ہے رنگ کہ یہ کیا سحر نہین

برپا ہے حشر و نشر جو رفتار یار سے
یہ کونسا چلن ہے قیامت اگر نہین

دیکھنے کو جسم ہے اوس نازنین کا | موئے نجف مین بال برابر ہے کمر نہین
دیوانگی کے مین آیا ہون آسرا | امیدوار ہون مجھے مایوس کر نہین

یاروستم ہوا ہوئی آخر شب وصال
سینہ شرف پہ کوٹ رہی ہین گجر نہین

اٹھی خبر جو شرر وان نہین تو یہان بھی نہین | تامل اسمین اگر وان نہین تو یہان بھی نہین
کچھ اوسکے گھر سے نہین کم ہمارا خانۂ دل | جو آدمی کا گذر وان نہین تو یہان بھی نہین
وہ جان لیتے ہین ہم اونپہ جان دیتے ہین | نصیحتون کا اثر وان نہین تو یہان بھی نہین
مرے خیال مین تم ایدل ہی جو چشمک سے | صفائی مد نظر وان نہین تو یہان بھی نہین
کریگا ناز تڑپنے مین ہمسے کیا بسمل | کمی درد جگر وان نہین تو یہان بھی نہین
وہ تیغ زن ہین تو ہم بھی جگر پہ روکینگے | جو احتیاج سپر وان نہین تو یہان بھی نہین
وہ بیخبر ہین جہان سے تو ہم ہین خودرفتہ | زمانے کی جو خبر وان نہین تو یہان بھی نہین
تجلی ہین گالون سے اونکے ہمارے داغون سے | فروغ شمس و قمر وان نہین تو یہان بھی نہین
تم آتے ہین یہ کس نازنین سے کہتے تھے | بغور دیکھ کمر وان نہین تو یہان بھی نہین
شب فراق سے کچھ کم نہین ہے شام فراق | اگر امید سحر وان نہین تو یہان بھی نہین

وہ گالی دینگے تو بوسہ شرف مین لونگا
لحاظ پاس اگر وان نہین تو یہان بھی نہین

دیا ہے دل او نہین اسیر تیغ شمشیر ہوتے ہین | کوئی پرسان نہین ہم قتل بے تقصیر ہوتے ہین
حسینون کو خدا نے حسن کے سانچے مین ڈھالا ہے | حقیقت مین یہ سب آئینہ رو تصویر ہوتے ہین
در دولت پہ بلوایا ہے اوسنے مجھ سعید کو | گریبان گیر جو ہوتے تھے دامنگیر ہوتے ہین
نشانے تجھسے اڑواتا جو مجھ مین او تیز دل ہوتے | تری ترکش مین اے سفاک جتنے تیر ہوتے ہین
خدا محفوظ ہی رکھے عدالت سے حسینون کی | ستم ہے بیگنہ بھی واجب التعزیر ہوتے ہین
ہوئے ہین اوس شکار افگن کے جو نخچیر فریادی | پر اونکے نخچیر ہین آنکھون مین اونکے تیر ہوتے ہین
ہوس دولت کی رکھتا ہے تو خدمت کر فقیرون کی | انہین لوگون مین اکثر صاحب اکسیر ہوتے ہین

نشانے تاک کر اس اس ادا سے یار اوڑاتا ہی
تماشا دیکھنے والون کے دل نخچیر ہوتے ہین

کسی کی کشتے ہوکر گرد بر داوٹھتے ہین دنیا سے
شہادت نامہ خاک پاک سی تحریر ہوتے ہین

نہین کرتے وہ باتین عالم رویا مین بھی ہمسے
خوشی کے خواب بھی دیکھین تو بے تعبیر ہوتے ہین

پہونچتے ہین جو اونکی بزم مین حسن رسائی سے
وہ خوش اقبال ہوتے ہین وہ خوش تقدیر ہوتے ہین

کبھی تو گوشہ دہونگے پکڑ لینگے وہ دل اپنا
کہین نالے غریبون کی بے تاثیر ہوتے ہین

نہین پرسش وہ کر سکتے ہے داغ الفت کی
وہان ایسے خزانے داخل توقیر ہوتے ہین

زمانے بھر نیتا اوڑتے بھی نشانے کو نہ چھوڑینگے
پری پیکر وہ ہین پر دار اونکے تیر ہوتے ہین

ہمارے بعد لیٹی رہیو تو مجنون سے صحرا مین
خدا حافظ ترا ہم رخصت اے زنجیر ہوتے ہین

عمارت کا ہوا ہی اتنو شوق اوس شاہ خوبان کو
شرف لعل و زبرجد کے محل تعمیر ہوتے ہین

چلتے ہین گلشن فردوس مین گھر لیتے ہین
طے یہ منزل جو خدا چاہے تو کر لیتے ہین

عشق کسواسطے کرتے ہین پریزادون سے
کسلیے جان پر آفت یہ بشر لیتے ہین

دیکھنے بھی جو وہ جاتے ہین کسی گھائل کو
اک نمکدان مین نمک پیس کے بھر لیتے ہین

خاک اوڑ جاتی ہے ستہراؤ ادہر ہوتا ہے
نیمچا کھینچ کے وہ باگ جدہر لیتے ہین

مین وہ بیمار ہون اللہ سے جا کے عیسی
مرے نسخون کے لیے حکم اثر لیتے ہین

یار نے لوٹ لیا مجھ وطن آوارہ کو
لوگ غربت مین مسافر کی خبر لیتے ہین

اسطرف ہین کہ جھروکے مین ادہر بیٹھے ہین
جائزہ کشتون کا اپنے وہ کدہر لیتے ہین

ٹھیک اوس رشک چمن کو وہ قبا ہوتی ہی
تاب کر جسکی رگ گل سے کمر لیتے ہین

کچھ ٹھکانا ہی پریزادون کی بیرحمی کا
عشقبازون سے قصاص آٹھ پہر لیتے ہین

یہ نیا ظلم ہے غصہ جو اونہین آتا ہے
بیگناہون کو بھی ماخوذ وہ کر لیتے ہین

شہرت اوس صید وفادار کی اوڑ جاتی ہی
تیر مین جسکے لگانے کو وہ پر لیتے ہین

کھنچتے ہین حورون کی دلہین تیغ سر کشتون کے
اسلیے خون مین نہا کر وہ نکھر لیتے ہین

کسقدر نامہ و پیغام کو ترسایا ہے
بھیجتے ہین خبر اپنی نہ خبر لیتے ہین

دم نکلتے ہین کلیجون سے لہو جاری ہے	سانس اولٹی ترے لفتیدہ جگر لیتے ہین
چل کھڑے ہونگے تو ہستی مین پہر ٹہرینگے	جانجان چند نفس دم پہ بستر لیتے ہین
ہر اشارہ بہی موہا ہے مژہ کا اونکی	ہم وہ نشتر ہین کہ جو خون جگر لیتے ہین
سامنا کرتے ہین جو وقت گدا کا تیرے	بادشہ تخت رواں پر سے اوتر لیتے ہین

سکۂ داغ جنون پاس ہین رہنا ہشیار
لوگ رستے مین شرف جیب کتر لیتے ہین

غم کا معشوق سے افشا اے زبان اچھا نہین	دشمنون مین صدمۂ غم کا بیان اچھا نہین
یاد ہی رکھنا کہ ہوجائیگی مفقود زنجیر	بے ٹھکانے کوچ اے عمر روان اچھا نہین
عالم ارواح کی دنیا مین بے فکری کہان	پہر چلو یارو وہین رہنا یہان اچھا نہین
جاچشتی چکھ لی اجل کی ہونٹ اونکے چوم کر	ہم نہ کہتے تھے یہ چسکا اے زبان اچھا نہین
دل پکڑ لیتا ہون اکثر دفعتاً مرجاونگا	یار سے ظاہر کرون درد نہان اچھا نہین
دور ہوجائینگے تلون سے ترے قائم مزاج	دمبدم کا انقلاب اے آسمان اچھا نہین
دم نکل جائیگا نکلے گی نہ پہر آواز بہی	اے دل شوریدہ انجام فغان اچھا نہین
منھ تمہارا چوم لونگا مجہپہ کھینچوگے جو تیغ	جان پر کھیلا ہون میرا امتحان اچھا نہین
خون بلبل کا نہ دے تو مشورہ صیاد کو	اس شگوفے کا تو کہل اے باغبان اچھا نہین
تو نہین ملتی تو ہم ہی تجھکو ملنے کے نہین	تفرقہ آپسمین اے عمر روان اچھا نہین
کیجیے پردہ نہ گستاخون سے گستاخی معاف	بیقرارون سے حجاب اے جانجان اچھا نہین
گریۂ شبنم پہ غنچے سسکیاں لیتے ہین بہت	اس تبسم کا مآل اے باغبان اچھا نہین
جان کا ڈر ہستی موہوم کی منزل مین ہے	کیون یہان اوترا ہوا ہے کاروان اچھا نہین
پار رہجائیگا اے دل یاد کر اللہ کو	بیٹہنا رونا یہ ہنگام اذان اچھا نہین

عشقبازی سے نہ کرنا دل کی نسبت اے شرف
بے مروت ہے یہ اسکا خاندان اچھا نہین

پہر اس بیگنہ کا خون تری شمشیر مین	کون تہا وہ صید جسکے پر لگے ہین تیر مین

تیغ ابرو سا بھلا دم خم کہاں شمشیر میں — غیر ممکن ہے جوانی کا جتانا ہو پیر میں
کھینچا نقشا مصور نے مرے خونریز کا — رنگ کی بدلے لہو بھر دیا تصویر میں
شام کو دروازہ زندان کا کہیں ہوتا ہی بند — قفل پڑتا ہی بہر دن سے مری زنجیر میں
حق تعالی یہ بھی قدرت اے مصور دی تجھے — جان بھی پڑ جاے تجھسے یار کی تصویر میں
دیکھتا ہوں عالم رویا میں وہ حسن جمال — دخل یوسف کو نہیں جس خواب کی تعبیر میں
آب وتاب اسکی جو دیکھی برق نے مانگی پناہ — کس ستم کی ہے چمک ظالم تری شمشیر میں
اے قدر انداز کہتے ہیں لب معشوق سے — چھد گیا ہر دل مرا سوفار ہوکر تیر میں
محو ہو جاتا ہی تم ہوتے ہو جس سی ہمکلام — سحر ہے باتوں میں یا اعجاز ہے تقریر میں
جانجان کیا سوجھتی ہو رکھ کے گردن پر چھری — ہاتھ کو روکا ہی کیوں کیا دیر ہے تکبیر میں
دیکھکر اوسکو جو میں کرتا ہوں اطمینان چشم — خون اوترآتا ہے اوسکے دیدۂ تصویر میں
دل دیا تھا میں نے اوسکو اوسی اوسنے جان لی — صاحبو یہ کونسی تقصیر تھی تقصیر میں

اوسنے گلشن کے مرقع کی جو کی سیر اے شرف
بوے گل آنے لگی گلدستۂ تصویر میں

روح قالب میں نہیں کوئی ہوس دل میں نہیں — جان مجنون ملینا نہیں لیلا جو محمل میں نہیں
گل ہیں پژمردہ پڑے شہر خموشان ہی چمن — جانجان بیدم ہی مجمع تو جو محفل میں نہیں
ہو گئی گھس گھس کے کمزور اب کسی گہٹر کا دین — اے جنون جھنکار کی طاقت سلاسل میں نہیں
مجتمع ہیں اپنے اپنے خونبہا کے واسطے — لیٹی ہیں روح میں یہ جوہر تیغ قاتل میں نہیں
کیا جتا کر سرخرو ہونگا لب سوفار کو — اک لہو کی بوند بھی اب تو مرے دل میں نہیں
کیا کوئی ملک عدم سے لائیگا اوسکی خبر — جس مسافر کا پتا پہلی ہی منزل میں نہیں
کڑھتی تھی لیلی تو یہ کہہ کر سمجھاتے تھے لوگ — خار اک سنبل میں ہی مجنون سلاسل میں نہیں
عاشق ومعشوق سے ہیں صحبتیں معراج میں — قدسیوں کی بھی رسائی اونکی محفل میں نہیں
ہوں بہت بیتاب رونے دو نہ سمجھاؤ مجھے — صبر کی اسوقت گنجائش مرے دل میں نہیں
نشۂ عشق حقیقی جاپلوسی میں کہاں — حق پرستی میں جو کیفیت ہی باطل میں نہیں

تشنگی کیون چپ ہو رہے جلوہ نمائی کا سوال
ہو رہا ہے سرفرازے ہوکے چھٹ چلکی

دولت دیدار کیا تقدیر سائل مین نہین
تم تک آئیگا نہ خون اب ہم بھی بسمل مین نہین

حسن عالمگیر کا سکہ پڑا ہے اے شرف
مہر کی ہے عاشقی نے داغ یہ دل مین نہین

تو نہین جس بزم مین اوسمین کوئی خوشدل نہین
خیر ہے کیون آج قتل عام اے قاتل نہین
زندگانی کا بھروسا کرکے کچھ حاصل نہین
اسقدر کا ہے جو پردہ اپنے ناز حسن کو
گل مین خوشبو آزردہ دلین پریزادون مین حسن
مین نہ مانونگا تڑپنے دو نہ فہمائش کرو
کسکو راہ عاشقی مین جان اپنی بخش دوست
خاک سے کشتون کی تیری ہر چمن کی ہے بہشت
میرے دلمین آگیا اے لیلا کہ مجنون جانہ ڈھونڈھ
حضرت موسی تو عاشق ہون بیجا دم بھرین
سب طرح کی ہے مجھے تیری کرم سے امید
سو رہا ہون جس سے گھدوا کی تربت دیکھ لو
سب مسافت گور کی دم بھر مین طے ہو جائیگی
دوڑتا پھرتا ہے یہ نخچیر بھیر و پھر چھری
بے وطن ہوکے نہ پایا بس اے دل وصل سے

بزم ماتم اے پری پیکر وہ ہے محفل نہین
شوق ہے خونریزیون کا سامنے بسمل نہین
کیا یہ مشکل فن ہے جس فن مین کوئی کامل نہین
کیا مری آنکھین ترے دیدار کے قابل نہین
روح عیسی جان ہوئے تو کہان داخل نہین
چپ رہو بس چپ رہو قابو مین میرا دل نہین
شوق وہمت کا تقاضا ہے کوئی سائل نہین
کو لینے گل مین شہیدون کا لہو شامل نہین
اک طلسم حسن کا شیشہ یہ ہے محمل نہین
ہم ہی مٹ جائینگے تم پر کیا ہم اس قابل نہین
جھلکنے والے جو ہین اونمین ترا سائل نہین
ہے مری میت امانت نعش گل در گل نہین
دو قدم کی راہ ہے کوسون کی یہ منزل نہین
ہم نہ کہتے تھے ابھی اچھی طرح بسمل نہین
منزل راہ وفا ہے گور کی منزل نہین

انقلاب اوسکے تلون کا مرقع ہے شرف
جسکی الفت مین سوا مٹنے کے کچھ حاصل نہین

پھرا کرتی ہے اوس محبوب کی تصویر آنکھون مین
نگاہین جو لڑائین اوس پری رو کی نگاہون سے

سمایا ہے ازل سے حسن عالمگیر آنکھون مین
لب معشوق ہوکر رہ گئے وہ تیر آنکھون مین

ہماری حسرت دیدار کے حسن تصور نے
وہ بسمل ہون کہ صورت بھی نہ دیکھی اپنے قاتل کی
غم محبوب مین گھل گھل کے جبکا دل ہوا آنسو
مجھے زور جنون اٹھلا کے اپنا کیا دکھاتا ہے
پہ کس یوسف کا عالم عالم رویا مین دیکھا ہے
نشانہ خود مین ہوتا دیکھتا تیری جو صیادی
وہ گردش مجھکو دکھلاتی ہین حسرت اوسکو دکھلانا
لہو ہو کر نکلتے ہین جو وہ آنسو مین روتا ہون
جمال اپنا کبھی تو مردم دیدہ کو دکھلادو
جہان مین قاتل عالم سنا ہے ہمنے جسدن سے
نہ آئیگا وہ ظالم اپنی منزل کھوٹی کرتا ہے

کیا ہے ایک پری سی شکل کو تسخیر آنکھون مین
رہا اندھیر کا عالم دم تکبیر آنکھون مین
یہ اوسنے آبرو پالی کہ ملی جاگیر آنکھون مین
سماتی ہی نہین مجنون تری زنجیر آنکھون مین
جو مردم آبدیدہ ہین سپے تقصیر آنکھون مین
بدل رکھتا اگر رہتے تری تصویر آنکھون مین
اگر دو دن کو آ رہتی مری تقدیر آنکھون مین
الٰہی کسکے جادو کی ہوئی تاثیر آنکھون مین
یہ دونون ہی کرین تحسین کی تقریر آنکھون مین
ترا دم بھر رہے ہین پھرتی ہے شمشیر آنکھون مین
سفر کر جائے دم کرتا ہے کیون تاخیر آنکھون مین

کسی محبوب پر پس لیس کے سرمہ تم جو ہو جاؤ
شرف تمکو جگہ دین سب جو کان و سر آنکھون مین

رہیگا بلبل سدرہ کو وحدای جا بجا ان برسون
ہماری عمر دن کی دھوپ شب کی اوس مین گذری
کہین بھی جب نہ تجھکو عالم ارواح مین پایا
گل شاداب کا صدمہ بجا ہے باغبانون کو
دکھا کر دل غنا دل کا ہوا صدمہ وہ دونون کو
لحد مین پوچھتی ہین آکے روحین زخم میری سے
رولائیگی کڑھائیگی گھلائیگی مٹائیگی
لگالی تو لگائی اک چھری اوسنے کلیجے پر
چھری اوچھی لگانے سے یہی نقشا تھا قاتل کا
مری میت کو محشر تک امانت اے زمین رکھنا

تری یکتائی کی وہ وہ کہونگا داستان برسون
تلاش کنج مرقد مین رہی بے خانمان برسون
تجھے دنیا مین ڈھونڈھا آکے مینے جا بجا ان برسون
نہین جاتا بشر کے دل سے داغ نوجوان برسون
لہو صیاد نے بلبل کا کرایا باغبان برسون
بسر کی عالم ارواح سے جا کر کہان برسون
کریگی ایسی ایسے شعبدہ عمر روان برسون
کبھی مین اُف نکرتا وہ جو کرتا امتحان برسون
کبھی تڑپون کبھی سسکون ہو نہین بیجان برسون
مجھے اس سے ہے انس اسمین رہی ہے میری جان برسون

ملی ہی اسکو لذت اوس لب شیرین کی بوسے کی
مزے لوٹا کرینگے ہونٹ چاٹیگی زبان برسون

نہ تیری جستجو واماندہ کر رکھتی نہ ہم تھکتے
غرض کیا تہی ہمین دنیا سے گہوتے پہرتے یہان برسون

تمنا دل کو ہوگی دم نکلنے کی ضعیفی مین
اجیرن ہوگا اک دن جب ہمیگا یہ سمان برسون

خیانت کی نہین ہوتی جو نیت خاکسارونکی
زمین بہی اونکی رکھتی ہے امانت استخوان برسون

چمن نے سبز پوشی کی گھٹانے کی سیہ پوشی
زمین نے خاک اوڑائی مجھکو رویا آسمان برسون

ہمارا آشیان تاراج کرکے ہوگا دیوانہ
گریبان پہاڑ کر تنکے چنیگا باغبان برسون

مقام شہر خاموشان سے آگے بڑھ نہین سکتا
پڑا رہتا ہی اس منزل پہ بے دم کاروان برسون

مجھے دولت سے یارتک قسمت جو پہونچا دے
گھڑی چومون گھڑی لپٹون نچہوڑون آستان برسون

خزان مین جستجو ہوگی گل داغ محبت کی
ضعیفی مین مری ہمت رہیگی نوجوان برسون

نشان میرا مٹا کر حشر تک پہر حشر ڈہانینگے
زمین سے میری تربت کی طلب ہونگے نشان برسون

غبار محو گیسو کی نہ بگڑیگی صورت اک دن بہی
رہا اس آرزو مین مشک و عنبر کا دہوان برسون

خدائی کارخانے ہین جو پہر مجمع ہی محشر مین
لٹا ہی ہستی موہوم مین یہ کاروان برسون

عدم کی راہ مین ہر گز ضعیفون کو نہ مانینگے
ہلاک انکی تعاقب مین رہینگے نوجوان برسون

منقش ہوگا ایک عالم کو اوس گل کی تصور کا
یہ وہ طائر ہی جو دلمین کریگا آشیان برسون

مرے دل کو اڑا کر چپ ہو نگی تیر ترکش مین
کسی گوشے مین پہر لٹکی رہی گی یہ کمان برسون

تری شمشیر کی ظالم چمک تہی کس قیامت کی
کبہی دم بہر رہا عالم مین شور الامان برسون

شائستہ چند قبرین ہین شرف اک ہو کا عالم ہی
وہان اٹھتا ہو لیکن آتا نہین مردہ جہان برسون

کیا خدا ہین جو بلا ہین تو وہ آ ہی نہ سکین
ہم یہ کہتے ہین کہ آجا ہین تو جا ہی نہ سکین

شعلہ دل کو وہ چاہین تو ابہی گل کردین
کچھ جہنم یہ نہین ہے جو بجھا ہی نہ سکین

دست رنگین کو ذرا انداز نہ چہونے پائین
خون فاسد کی طرح رنگ جما ہی نہ سکین

لوگ اوڑا لینگے یوسف کا پہٹا پیراہن
جامۂ گل وہ نہین ہے جو چرا ہی نہ سکین

دفتر یار سے ہم لینگے محبت نامہ
فرد اعمال نہین ہے جو منگا ہی نہ سکین

راز دل بھول گئے ہمسے جو وہ کہتے ہین
ہو گیا علم لدنی کہ مٹا ہی نہ سکین

بے نشان کرنے حریف آئین جو تربت میری
لوح محفوظ پہ ہو جائے مٹا ہی نہ سکین

تم پہ مرنے کو کہا ہے تو مرین سکے تیر
زیست کی بات نہین ہے جو بنا ہی نہ سکین

مستعد ہین وہ مٹانے کو ریاضت میری
دل پہ گل کھائے ہون نشان جسکا مٹا ہی نہ سکین

ہوا اگر عشق کا سودا تو سعادت جانین
بار عصیان تو نہین ہے جو اوٹھا ہی نہ سکین

شمع سان محفل محبوب مین کھلتے کھلتے
اشک کی طرح گرا ہون کہ اوٹھا ہی نہ سکین

یہ تمنا ہے وہ دکھلائین جو دیدار اپنا
غش جو آجائے تو پھر ہوش مین آ ہی نہ سکین

دعوی حسن پرستی سے نہ مجرم ہونگے
عشق کچھ کفر نہین ہے جو جتا ہی نہ سکین

اونکے پہلو مین جو لیجا کے سلا دے تقدیر
نیند ایسی ہمین آئے کہ جگا ہی نہ سکین

داغ ہجران جگر و دلمین نہان رکھینگے
آپکا حسن نہین ہے جو چھپا ہی نہ سکین

شوق دیدار کی اس حسن سے تقریر کروت
لن ترانی کو زبان پر بھی وہ لا ہی نہ سکین

مصحف رخ کا شرف عشق کرینگے اظہار
کلمہ کفر نہین ہے جو سنا ہی نہ سکین

گدائے دولت دیدار یار ہم بھی ہین
ہمین نہ بھولیو امیدوار ہم بھی ہین

جو بندہ پرور و ذرہ نواز یار ہو تم +
تو یہ بھی دھیان رہے خاکسار ہم بھی ہین

شریک خاک عنادل رہیگی خاک اپنی
بہار باغ کا گرد و غبار ہم بھی ہین

جگہہ دو ہمکو بھی رہنے کو طور پر موسے
بشر ہین بندۂ پروردگار ہم بھی ہین

ہزار شکر قلمبند ہین شہیدون مین
زہے شرف کہ ترے جان نثار ہم بھی ہین

پسند آئی ہے پروانون کی جو بیتابی
ادھر بھی دیکھ لو تم بیقرار ہم بھی ہین

تمام عمر ہماری نہ آنکھ جھپکے گی
جوان معرکۂ انتظار ہم بھی ہین

اونہین کی بو سے معطر دماغ ہے اپنا
وہ رشک گل ہین تو بلغ و بہا ہم بھی ہین

لپٹ ہی جاؤ گلے سے ہمارے خلوت مین
اکیلے تم بھی ہو اسوقت یار ہم بھی ہین

جہان مین سے ترے رخ روشن کے تیری پروانے
امیدوار چراغ مزار ہم بھی ہین

کبھی نہ لکھیو اشارہ بھی ہمکو چشمک کا
جواب لکھنے مین حیا و نگار ہم بھی ہین

خبر ہے حسن پرستون کو وہ نوازینگے
ہزار شکر کہ امیدوار ہم بھی ہین

غبار دن کو ہین شب کو چمن مین ہین خوشبو
عجب دو رنگی لیل و نہار ہم بھی ہین

نشانہ تاکے گا کوئی تو دل پکارے گا
کسی کے تیر کے قابل شکار ہم بھی ہین

بہار گل مین شہیدون کی روحین کہتی ہین
شرف مٹے ہوے نقش و نگار ہم بھی ہین

واجب الرحم ہون رحمت کا سزاوار ہون مین
پاک دامن ہون نہ مجرم نہ گنہگار ہون مین

گل سے واقف نہین نادیدہ گلزار ہون مین
ہوش تک مجھکو نہ تھا جب سے گرفتار ہون مین

مٹ کے بھی خاک سے گل ہو کے نمائش کی ہے
ہون نہ حق کے بدولت یہ نمودار ہون مین

درد الفت کو مرنے کی جو حقیقت ہے سنی
خود مسیحا کو تمنا ہے کہ بیمار ہون مین

بیقراری سے تجھے سامنے بلوا لیتا
کیا کرون شرم در انداز ہے ناچار ہون مین

کس پہ بیداد کی بو سوح ہوئی ہے میری
کون سے زندہ چمن کا گل گلزار ہون مین

رحم اونکو جو مرے حال پہ آجائیگا
پھر مین پوچھونگا کہ کیون اب بھی گنہگار ہون مین

تیغ ابرو کا اشارہ ہے یہ جانبازون سے
بے مجھے مرنج ہے رو پوچھ وہ تلوار ہون مین

اوسکو حیرت ہے ادھر مجھکو ادھر سکتا ہے
یار تصویر ہے آئینہ دیوار ہون مین

داب و آداب اسیری ہو معاف اے صیاد
پھڑ پھڑانے دے ابھی تازہ گرفتار ہون مین

اوسکا سودائی ہون گاہک ہے جو میری جان کا
مشتری ہے وہ مرا جسکا خریدار ہون مین

عشقبازون سے وہ ہرجائی کہا کرتا ہے
گل تو گلزار ہین ہون یوسف بازار ہون مین

ہوگی سبقت مری جانب نظر رحمت کی
پہلے بخشوگے جسے تم وہ گنہگار ہون مین

خون روتا ہون ہین آبادی و ویرانے مین
بستیون مین ہون چمن سنج مین گلزار ہون مین

ہون وہ مجرم کہ نوازا ہے تری رحمت نے
خاک سے پاک ہوا ہون وہ گنہگار ہون مین

سیتے جانا تھا شرف نرگس اعجاز اوسکو
مردم آزار ہے جس چشم کا بیمار ہون مین

تری ہوس مین اگر آپ سے گذر جاؤن — یقین ہے زندۂ جاوید ہون جو مر جاؤن
بلائین یار وہ شاید مجھے اگر جاؤن — سنبھالون دل کو کہ تھامے ہوے جگر جاؤن
سنا ہی جب سے یہ ملنے کہ وہ پری رو ہین — یہ آرزو ہے کہ دیوانہ ہو کے مر جاؤن
کیا ہے شوق شہادت نے گرد آلودہ — لہو مین تم مجھے نہلا دو تو نکھر جاؤن
بہار مین مجھے تاکے ہوئے ہے کیون صیاد — کدہر چمن سے بچا کر تری نظر جاؤن
مہم عشق مین یارب کرون وہ جانبازی — مری بغل مین حسین و جہان بھر جاؤن
پچھاڑین کھائے کلیجا پکڑ کے تو صیاد — پھڑک پھڑک کے قفس مین ابھی جو مر جاؤن
کسی گناہ کا یارب نہ مجھکو ہوش رہے — عدم کو جاؤن تو دنیا سے بے خبر ہو جاؤن
وہ رحم دل ہون کہ خونی کہون نہ قاتل کو — خدائی پوچھنے کو آئے تو مکر جاؤن
ہمارے درد کی اونسے دوا یہ پوچھتی ہے — اثر دکھانے کو جاؤن کہ بے اثر جاؤن
اوٹھی جو لاش ہماری تو آرزو بولی — مجھے بھی لیتے چلو ساتھ مین کدھر جاؤن
سسک رہا ہون چھری جلد پھیر دے مجھپر — ثواب لے ترے قربان ہو کے مر جاؤن
روانہ ساتھ چراغ سحر کے ہونگا مین — کہان مین ڈھونڈنے اسوقت ہمسفر جاؤن
چلون مین نجد کو مجنون سے دل تو بہلے گا — وہین مین چاک گریبان برہنہ سر جاؤن
ہزارون تمنے جو پہنوادیے ہین پروانے — کہان مین پھینکنے کو اونکے مشت پر جاؤن
نصیب اوسکی جو درگاہ کی زیارت ہو — طواف کو سحر و شام عمر بھر جاؤن
کسی سے عشق مین یارب نہ آنکھ ہو نیچی — کلیم طور پہ جائین تو عرش پر جاؤن
کوئی شریک نہین مرگیا ہے دل میرا — کہان مین دفن کو پکڑے ہوے کمر جاؤن
قفس مین پاؤن جو بلبل کا نامۂ اعمال — بھلا دون پھولون کے غنچے وہ گل کتر جاؤن
جواب دون او نہین ایسا کہ خوب یاد کرین — وہ مین نہین ہون نکیرین سے جو ڈر جاؤن
کوئی بھی ساتھ نہ دیگا عدم کی منزل مین — تلاش کرنے کو کیا خاک ہمسفر جاؤن
چمن مین جاؤن مین کیونکر بھلا نہین جاتا — جو لیں چلے تو صبا سے بھی پیشتر جاؤن

تم اوٹھکے ہاتھ لگا دو شرف کی نیت کو

لحد تک شانہ ہلانے کو مین اوتر جاؤن

ہوا ہے طور بربادی جسے دستور پہلو مین
دل بیتاب کو رہتا ہے نا منظور پہلو مین

عجب دل کو لگی ہے تو [illegible] پہلو مین
کیا ہے عشق نے روشن چراغ طور پہلو مین

کہا جو مین نے سیرے دل [illegible]
سنگا کر رکھ دیا اک شیشہ چکنا چور پہلو مین

خوشی ہو ہو کر الفت [illegible]
دل شیدا ہے یا ہے عشق کا مزدور پہلو مین

ہوس ہے دل کو تیری [illegible]
لگا دے اک چھری اے قاتل مغرور پہلو مین

ہم آغوشی سے [illegible]
اوسی دن سے ہوئی ہے بیکلی مامور پہلو مین

مرا دل جب کبھی درد جدائی مین کراہا ہے
ہزارون رونے کو آ بیٹھے ہین رنجور پہلو مین

تری تصویر جیسا [illegible]
بٹھا لیتی ہے منت کرکے مجھ کو حور پہلو مین

تڑپ جاتا ہے [illegible] تیری جدائی [illegible]
چمک جاتا ہے یارب کس پری کا نور پہلو مین

تصدق تجھ پہ جسم [illegible]
جگہ دیگا ترا دیوانہ منظور پہلو مین

خدنگ ناز کی [illegible]
[illegible] ناسور پہلو مین

الٰہی [illegible]
کہ جیسے دل کی ہے شیشہ گری مشہور پہلو مین

ہوا [illegible] غلبہ اس پہ [illegible]
کہ آخر دل ہمارا ہو گیا کافور پہلو مین

نہ تھا تیرا اب [illegible] شوق نے [illegible]
تماشا کیا دل مین ہوا [illegible] پہلو مین

برابر اپنے بیٹھے دیکھا ہے [illegible]
خدا چاہے تو آ بیٹھے وہ رشک حور پہلو مین

مسلم [illegible] کی شرف تدبیر شاہ و گر
پڑا [illegible] دل [illegible] پہلو مین

ہوسکے [illegible] کی تصویر [illegible]
کیا خوشی بیٹھے ہین جکڑے ہوکر زنجیرون مین

[illegible]
وہ ہم اڑ جائینگے اوس دن مری زنجیرون مین

چھوٹ [illegible]
[illegible] تیرون مین

گفتگو [illegible]
[illegible] دونون کی تقریرون مین

مجھ گنہگار [illegible]
[illegible] نہ ٹھہری مری تقصیرون مین

مصحف رخ کی ترے ہوگئی خدائی عاشق
یہ وہ قرآن ہے کہ تقدیر تری تفسیروں میں

نظر مہر سے دیکھا ہے مرقع کسنے
ہوے رحمت ہی گنہگاروں کی تصویروں میں

مطمئن دولت دیدار سے ہونگے کہ نہیں
کیا لکھا ہو مرے محتاجوں کی تقدیروں میں

ہر طرف آج چھری پھرتی ہے نخچیروں پر
جتنے عشاق ہیں مشغول ہیں تکبیروں میں

عشق صادق ہی ہوا دل ہے تجھے خونریزوں کا
ذبح ہو چل کے چمکتی ہوئی شمشیروں میں

اپنے مشتاقوں کی ناموس کو ذرا دیکھو تو
اونکی شہرت یہ نہیں آنکھوں ہیں تحریروں میں

میرے ارمانوں میں آتی ہے مہک وس گل کی
ہوے یوسف ہی انہیں خوابوں کی تعبیروں میں

عشق میں روز نئی رہتی ہے آفت مجھپر
بیگنہ ہی میں گرفتار رہوں تعذیروں میں

خاک میں اسکو ملا دوں اوسے برباد کروں
رہتے ہو آٹھ پہر تم انہیں تدبیروں میں

ہر طرف سے ترے پروانوں نے جھرمٹ جو کیا
شمعیں تھرا گئیں چھپنے لگیں گلگیروں میں

ای پری رو مرے دل پر بھی لگا دی اک تیر
یہ تمنا ہے کہ تڑپوں ترے نخچیروں میں

فکر کی درد جگر کی جو دوا دارو کی
اے شرف بے اثری حل ہوئی تاثیروں میں

تری گلی میں جو دھونی رمائے بیٹھے ہیں
اجل رسیدہ ہیں مرنے کو آئے بیٹھے ہیں

کرو ہماری بھی خاطر نکل کے پردے سے
کہ میہماں ہیں تمھارے بلائے بیٹھے ہیں

ہماری بغلوں میں بوے مراد آتی ہے
تمھارے پہلو میں ہم جب سے آئے بیٹھے ہیں

دیا جو عطر اونھیں عاشقوں کو مٹی کا
کہا کہ ہم نہ ملینگے نہائے بیٹھے ہیں

اوٹھا کے بزم سے خلوت میں تمکو لیجاتے
یہ سوچتے ہیں کہ اپنے پرائے بیٹھے ہیں

وہ شب کو بزم میں ہنس ہنس کے پوچھتے تھے ہمیں
یہ کون ہیں کہ جو آنسو بہائے بیٹھے ہیں

ازل سے ہی یہ دو عالم میں روشنی جسکی
اوسی چراغ سے ہم لو لگائے بیٹھے ہیں

بہار و نکہت گل ہو سکتی ہیں نثار اونپر
چمن میں رنگ وہ اپنا جمائے بیٹھے ہیں

یہاں بھی چین سے سونے نہ پائینگے افسوس
مزار میں بھی نکیرین آئے بیٹھے ہیں

اوٹھا دو گے ہمیں اب کیا تم اپنی محفل سے
ہم آرزو و ہوس کے ہٹائے بیٹھے ہیں

بہار مین نئی سوجھی ہی اونکو گستاخی
عروس باغ کا گھونگٹ اوٹھائے بیٹھے ہین

فریفتہ تری اس ترچھی ترچھی چتون کے
چھری کلیجون مین اپنے لگائے بیٹھے ہین

ہمارے دفن و کفن کی کسی اب کرو تدبیر
خبر بھی ہے تمہین ہم زہر کھائے بیٹھے ہین

یہ کچھ نہ سمجھینگے سودائیون پہ رحم کرو
ہواس وہوش جنون مین اوڑائے بیٹھے ہین

فرشتے دیکھیے کرتے ہین ہمسے کیا پرسش
مرے پڑے تھے لحد مین جلائے بیٹھے ہین

فقیر کیون یہ ہوئے ہین شرف سے پوچھو تو
بھبھوت مل کے جو دھونی رمائے بیٹھے ہین

سناٹے کا عالم قبر مین ہے ہی خواب عدم آرام نہین
امکان نمود صبح نہین امید چراغ شام نہین

دل نامے کے شکل لے پرزے کیا اسے واسے نصیبے کا یہ لکھا
پیشانی پر اونکی مہر نہین سرنامے پہ میرا نام نہین

جلتے ہین جو اوجڑے زندہ چمن اس باغ جہان کی وجہ یہ ہے
گلزار یہ جس گلفام کا ہے اس باغ مین وہ گلفام نہین

کچھ جائینگے بلبل آکے ہزارون لوٹے پڑینگے چھل یہ ہے
صیاد گلابی پہنے سے ہے کپڑے چادر گل ہے دام نہین

اس نجد مین خوف ای لیلی نہ کر اوس غمزدہ کی لے جا کے خبر
مجنون سے ترا وحشی ہے ترا بیچارہ کوئی ضرغام نہین

آگاہ کیا ہے دل کو ہمارے کسنے تمہاری خوبیون سے
انصاف کرو منصف ہو تمہین پھر کیا ہے جو یہ الہام نہین

دل دیتے ہی اونکو کھلنے لگے نظرون مین اجل کے تلنے لگے
آغاز محبت سے یہ کھلا چاہت کا بخیر انجام نہین

عالم ہے عجب گیتی عدم کا چار طرف سے ہے عالم ہو
آسائش جان و روح نہین راحت کا کوئی ہنگام نہین

جانا ہے عدم کی راہ ہمین ہونا ہے فنا فی اللہ ہمین
لیٹے ہین یہان دم چند نفس ہستی سے ہمین کچھ کام نہین

پھر آنکھ کبھی کھلنے کی نہین نیند آئیگی اک دن ایسی ہمین
ہونا ہے یہی سوچے ہین جو ہم یہ خواب و خیال خام نہین

جو رنگ نہین کیون کھلتے اب کس گھٹے یہ رنج آیا ہو تمہین
خونریزیون کا کیون شوق نہین کیون زیب کمر صمصام نہین

اقلیم خموشان سے تو سدا اک غمزدہ آتی ہے یہ صدا
ہین سیکڑون شاہنشاہ یہان پر حکم نہین احکام نہین

دنیا مین جو تھا تابع تھا جہان معلوم نہین پہونچا وہ کہان
عبرت کا محل کہتے ہین اسے اب گور مین بھی بہرام نہین

بلبل کی فغان پر خندہ زنی غنچون نے جو کی پژمردہ ہوئے
سچ ہے کہ حزین و غمزدہ کے ہنسنے کا بخیر انجام نہین

دیدار کے بھوکے ترسے جو ہین ہی ختم اونہین پر نفس کشی
کچھ خواہش و فکر قوت نہین دنیا کے مزے سے کام نہین

تم قبر مین کیون اوٹھ بیٹھے شرف آرام کرو آرام کرو
یاران وطن روتے ہین تمہین کچھ حشر نہین کہرام نہین

پری پیکر جو مجھ وحشی کا پیراہن بناتے ہین
گریبان چاک کر دیتے ہین لے دامن بناتے ہین

جنون مین جا بجا ہم جو لہو روتے ہین صحرا مین
گلون کے شوق مین پریان کو گلشن بناتے ہین

جنہین عشق دلی ہے وہ تمہارا نام جپنے کو
طہارت سے ہماری خاک کی مسرت بناتے ہین

مرقع کھینچتے ہین جو ترے گنج شہیدان کا
تہ شمشیر ہر تصویر کی گردن بناتے ہین

دیا کرتے ہو تم جس طرح سے بل زلف پیچان کو
مسافر کے لیے یون بھی آشیان ہزارون بناتے ہین

حسینان چمن پر خاتمہ ہے جامہ زیبی کا
پھٹا پڑتا ہے جوبن جو پیراہن بناتے ہین

بحمد للہ حقیقت کہتی ہین اہل حسن قدرت کا
خود اوس کی روح ہو جاتے ہین جسکا تن بناتے ہین

ارادہ ہے جو شمشیر دو دم کے منہ پہ چڑھنے کا
رہا کرتے ہیں وہ دل میں بپا کرتے ہیں نظروں میں
مصلے عشق دے دے کر کے دیتے ہیں خود [illegible]
کوئی جا کے جگہ بلبل کا گلچیں سے پتا پایا ہے
گلوں کے ڈھیر لا کے ہم جو آئیں پہونچیں گے
دکھا دیتا رہے نقشہ ارم کا کھینچ کے آیا ہے
مرقع کھینچے ہیں باغ کا جو حسن قدرت کے

ترے جانباز چار آئینہ و جوشن بناتے ہیں
عطا کرتے ہیں نور آنکھوں کو دل روشن بناتے ہیں
ترے شیدا دل سے دوست کو دشمن بناتے ہیں
نکھرنے کو گل اپنا پیراہن بناتے ہیں
قریب بوستاں بیداد کر گلخن بناتے ہیں
شہید ناز بیرحم آگیا مدفن بناتے ہیں
گل شاداب کا کیا رنگ کیا روغن بناتے ہیں

تعلق زیب و زینت سے نہیں کچھ خاکساروں کو
شرف مٹی میں ہو گئے ہیں جو پیراہن بناتے ہیں

گلزار میں یہ پھول جو مرجھا گئے ہوئے ہیں
آئے ہیں تو سر زانو پہ [illegible] ہوئے ہیں
عشاق کو دیدار سے ترسائے ہوئے ہیں
ان گیسوؤں پر [illegible] ہوئے ہیں
کاہیکو نکالی تھی کبھی سینے سے اے دل
افسردہ دل ہیں رشک چمن کو [illegible] پایا
کب دیکھیے وہ آ کے لپٹتے ہیں گلے سے
رخصت ہے گلستاں سے بہار چمنستان
معشوق کہیں گے کہ عجب باغ کھلا ہے
معلوم نہیں کس پہ ہے غصہ نہیں آیا
گھبرا کے ہوا جاتا تھا پہلو سے روانہ
ذکر آئے خوشی کا تو نکل پڑتے ہیں آنسو
ہم سے محبت میں جو باہر نہیں اے دل
صحرا کا نہیں سوچ ہے آمد ہے جنوں کی

کس کے گل رخسار سے شرمائے ہوئے ہیں
کم سن تو ہیں کچھ سوچتے ہیں شرمائے ہوئے ہیں
کیا حسن خدا داد پہ اترائے ہوئے ہیں
موت آئی ہے دو کانوں پہ لہرائے ہوئے ہیں
ہم یار کی تلوار کو چمکائے ہوئے ہیں
پھولوں میں مرے پھول بھی کملائے ہوئے ہیں
ہاتھوں کو سر شام سے پھیلائے ہوئے ہیں
شاداب جو غنچے تھے وہ مرجھائے ہوئے ہیں
ہم بھی جگر و دل پہ وہ گل کھائے ہوئے ہیں
برہم ہے مزاج آج وہ جھنجھلائے ہوئے ہیں
دل کو تری تصویر سے بہلائے ہوئے ہیں
ہم ایسے ستم دیدہ ہیں دکھ پائے ہوئے ہیں
ہم بھی تو جگر سے تجھے لپٹائے ہوئے ہیں
سناٹے کے عالم میں ہیں گھبرائے ہوئے ہیں

ہر سو سے مرے گھر مین چلی آتی ہے خوشبو
نزدیک کسی باغ مین وہ آئے ہوئے ہین

اے شمع لقا دل نہ جلا دینا شرف کا
پروانون مین خفیہ وہ کہین آئے ہوئے ہین

ممکن اوس آئینہ رو کی ہے مجھے تصویر کہان
صاف قسمت یہ ہے کہ ایسی مری تقدیر کہان

شکر کی جا ہے کہ دلمین لب معشوق ہوا
مین کہان اور قدر انداز ترا تیر کہان

تذکرہ عالم موہوم کا تربت مین کیجا
سو گئے جب تو پہر اوس خواب کی تعبیر کہان

تن بدن کا بہی نہین ہوش مجھے کیا جانون
ہون کہان قید بیجا ہے مجھے زنجیر کہان

تم ہی منصف ہو جو ظلم کرتے ہو ناحق بیداد
واجب الرحم کو ملتی ہے یہ تعذیر کہان

خوب ہی گہات تمہین آتی ہے حرافی کی
کسنے سکہلائی ہے سیکہے ہو یہ تدبیر کہان

دیکہکر مجھکو وہ محفل سے اوٹھے جاتے ہین
ہاے افسوس پہری جاتی ہے تقدیر کہان

تیر اوڑتے ہین ترے جسکے پرون سے صیاد
ہاتھ آیا تہا وفادار یہ نخچیر کہان

منزل بیم و رجا مین تو قدم رکہا ہے
دیکہیے اب مجھے لیجاتی ہے تقدیر کہان

پوچہتے ہین جو تڑپتا ہے کوئی دل زخمی
توڑتا ہے جو یہ دم پڑ گئی شمشیر کہان

یار کی باتون سے خاموش ہوا جاتا ہون
کوتہی کرتی ہے گنجایش تقریر کہان

قیس کیا روک کے لیلی کو کرے گستاخی
ناتوانون مین بہلا طاقت تقصیر کہان

عرش اعظم پہ پہنچی ہے جو شب انسان کی
خود بدولت لے اوڑا ہے وہ تصویر کہان

کسطرح پاس مین دل بہر کے اونہین دیکہینگے
اتنی مہلت ہمین ہوگی دم تکبیر کہان

خواب مین بہی نہ کبہی جو سکتے دیکہنے
سو رہی ہے مری حسرت تو وہ تقدیر کہان

خط پہ خط تم جو شب و روز رقم کرتے ہو
اے شرف جاتی ہے لکہ لکہ کے یہ تحریر کہان

درد دل کہہ نہ سکے ہو گئی وقت شیون ـ خامشی قفل دہن
سامنے یار کے جہک کے جہکالی گردن منھ سے نکلا نہ سخن
چاک ہر گل نے کیا تیر سے پیراہن ـ ای مرے غنچہ دہن

روح کی طرح نکلنے لگی بوے گلشن - اوڑ گیا رنگ چمن
حسن کی جان ہے بے مثل ہے تیرا جوبن زیب ہو تجھکو پھبن
صد الحمد ترے چاہنے کو جان من دل ہوا ہین ہمہ تن
سالہا سال سے مشتاق پڑا تھا ہین ترا دم نکلتا ہے مرا
آج کھلوا دے چہرے سے خدا را چلمن جان من ولبرمن
دل مرا نور کی شکلون کا تو پروانہ تھا ہے یہ اندھیر نیا
میری تربت پہ نہین ہوتی ہین شمعین روشن ہای یہ مجھسے جلن
گل وہ مرجھا گئے نازان تھے جو شادابی پر غم سے پھٹتا ہی جگر
گلشن افروز لیے جاتے ہین پھر گلخن زرد ہین سرو وسمن
مل گئے خاک مین سب عضو ترے کشتون کے خوب جو رنگ ہوئے
قابل دفن نہین کوئی نہ کھدوا مدفن کون پہنے گا کفن
شب کو میرا یہ کیا درد جگر نے عالم - ہوگیا ضیق مین دم
نبض نے کوچ کیا ہونے لگا جی سن سن اے مسیحاے زمن
جان کیا ہے جو کوئی راہ عدم مین دم لے حال عبرت کا یہ ہے
زندگی بھر کبھی رستا نہین چلتے رہبر ایسی منزل ہی کٹھن
آرزو عفو جرائم کے اشارے سے رہی - پھر گئی آنکھ مری
ہاے اس موت سے مجھکو نہ ملی جان من مہلت چشم زدن
ہوش تا اسیری مین سنبھالا ہی نہین اے صیاد کچھ بھی مجھکو نہین یاد
گل کہان کھلتے ہین کیا جانے کہان ہین گلشن کیسی ہوتی ہے چمن
رنگ و بو کا چمنستان مین کہین نام نہین جان بلبل ہمہ تن
گل وہ مرجھا گئے تھے جنسے کبھی گلشن لہلہاتے تھے چمن
اے شرف تربت مجنون سے یہ آتی ہے صدا واہ ری آگہی تنہا
جسکو اس نجد مین لے آتا ہے دیوانہ پن بھول جاتا ہے وطن

وہ دل کو تاکتے ہین ہا جگر کو دیکھتے ہین ‌ ‌ کدھر نگاہ ہے اونکی کدھر کو دیکھتے ہین
تجھی کو تاکا ہے اے دل جگر مین تو چھپ جا ‌ ‌ اوڑا نہ دین قدر انداز ادہر کو دیکھتے ہین
جنون مین ذوق جو ہوتا ہے لالہ و گل کا ‌ ‌ تماشا پھونک کے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
ہزار جاہتے ہین رخ تری طرف نکرین ‌ ‌ دکھاتی ہے ہمین حسرت ادہر کو دیکھتے ہین
وہ تیر جو پڑتے ہین دل نشانہ ہوتا ہے ‌ ‌ ہم اتفاق قضا و قدر کو دیکھتے ہین
برابر اونکے بھی آنسو ٹپک ہی پڑتے ہین ‌ ‌ جو دردمند مری چشم تر کو دیکھتے ہین
خدا ہی جانے اسے غم ہے کس مسافر کا ‌ ‌ ہمیشہ چاک گریبان سحر کو دیکھتے ہین
کفن اولٹ کے ہمین قبر کیا دکھاتے ہو ‌ ‌ مرے ہوئے بھی کہین اپنے گھر کو دیکھتے ہین
عجیب وقت ہے پروانے تک شریک نہین ‌ ‌ خیال کرکے جو شمع سحر کو دیکھتے ہین
بڑھی یہ روشنی آنکھون مین دیکھکر تمکو ‌ ‌ کہ اب تو صاف تمہاری کمر کو دیکھتے ہین
شب اس سے ہو چکی رخصت اب اسکی رخصت ہے ‌ ‌ مسافرانہ چراغ سحر کو دیکھتے ہین
وہ گھڑی آج تو اے دل چھری لگائی ہے ‌ ‌ کہ خود جھکے ہوئے زخم جگر کو دیکھتے ہین
ہمین بھی عہد جوانی سے یاس ہوتی ہے ‌ ‌ جب آفتاب کبھی دوپہر کو دیکھتے ہین
شب وصال سے بہتر وہ دن گذرتا ہے ‌ ‌ کبھی کبھی جو ترا منھ سحر کو دیکھتے ہین
سمجھتے ہین اسے اپنے جگر کی ہم تصویر ‌ ‌ خوشی خوشی جو تمہاری سپر کو دیکھتے ہین
کسیکو ہستی موہوم مین قیام نہین ‌ ‌ رواروی مین ہمیشہ بشر کو دیکھتے ہین
ہلاک ہوتے ہین ہو کر مرقع ماتم ‌ ‌ بشر جو خاک مین ملتے بشر کو دیکھتے ہین
دلون کو اونکے اوڑاتی ہے تیر ہو ہوکر ‌ ‌ جو لوگ یار کی ترچھی نظر کو دیکھتے ہین
مرا تو کام ہوا ہے اونہین تماشا ہے ‌ ‌ جو دم بدم مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین
چلا ہے لیلے ترے بزم سے ہزارون داغ ‌ ‌ غریب دل کی ہم اس کر و فر کو دیکھتے ہین

قریب ہے کہ کرے روح اسے شرف پرواز
جو ہمصفیرون کے ہم مشت پر کو دیکھتے ہین

وہ نازنینون مین کل سے نگار صحبت ہین ‌ ‌ پری ہے باغ مین باغ و بہار صحبت ہین

خفا جو ملنے لگا وہ نگار صحبت مین — چمن سے چھوٹ کے آئی بہار صحبت مین
قریب ہی شب معراج دیکھیے اے دل — کسو بلا کے بٹھاتا ہے یار صحبت مین
بہشت مین نہ ملا ہمکو لطف دنیا کا — مزے اوڑاتے تھے اوس یادگار صحبت مین
ہوئیگا بزم مین اونکی فروغ حسرت دل — جلی نہین کبھی شمع مزار صحبت مین
کہین مفر نہین تیر نگاہ سے اوسکی — وہ معرکے مین چھری ہی کٹار صحبت مین
ہوا ہی اونکو مرے بعد اشتیاق مرا — خدائی مین ہے تلاش انتظار صحبت مین
چھٹا نہ خاک سی بھی میری جلسۂ احباب — اوٹھا جو مجھسے بیٹھا غبار صحبت مین
کہان چھپے کوئی اوسکی دو پیکر ابرو سے — کمان گوشے مین ہی ذوالفقار صحبت مین
ہوا ہے آئینے سے ایسا آنکو انس دلی — اوسی کی چاہ ہے خلوت مین پیار صحبت مین
ہمارے گھر وہ گئے ہین ہم اونکی بزم مین ہین — شکارگاہ مین وہ ہین شکار صحبت مین
گلون کی بزم مین صحرا سے اے جنون لے چل — رسائی کر کسی باغ و بہار صحبت مین
کہین بھی بند ہماری زبان نہین رہتی — یہ تخلیے مین ہے طوطی ہزار صحبت مین
حواس و ہوش ہوئے رخصت ضعیفی مین — سحر کا وقت ہی اور انتشار صحبت مین
برنگ زلف دل آویزیون پہ نازان تھی — لٹک رہے تھے جو پھولون کے ہار صحبت مین

شرف کا یار کی خاطر جو دل ہوا بیتاب
نہ تخلیے مین نہ آیا قرار صحبت مین

کسکے ہاتھون بک گیا کسکے خریدارون مین ہون — کیا ہی کیون مشہور مین سودائی بازارون مین ہون
غم نہین جو بیڑیان پہنے گرفتارون مین ہون — ناز ہی اسپر کہ تیرے نازبردارون مین ہون
تیرے کوچے مین جو میرا فوت ہوا اے لالہ رو — سرخرو یارون مین ہون گلرنگ گلزارون مین ہون
اسقدر ہی اے پری یہ زور پر جوشش جنون — سر سے توڑون قید اگر لوہی کی دیوارون مین ہون
عشق سے مطلب نہ تہا دل زلف مین الجھا نہ تھا — تھا جب آزادون مین تھا اب گرفتارون مین ہون
ہوگی معشوقون کو خواہش مجھ نحیف و زار کی — گل کرینگے آرزو میری مین اون خارون مین ہون
دل کو دھمکاتا ہی دھیان اوس نرگس بیمار کا — جان لیکر چھوڑتا ہون مین اون آزارون مین ہون

اس مرے سودے کا دنیا مین ٹھکانا ہی کہین
کس سے پوچھون کیا کرون صیاد کی مرضی کی بات
آرزو ہی مین وہ گل ہو جاؤن ای رشک چمن
آگیا دم ضیق مین لیکن نہ یہ ثابت ہوا
ڈرے ایسی آنکھ سے جو صاف اشارے سے کہے
دل تو مین صدقہ کرون تم ہو اب میری جان لو
کون ہون کیا ہون کہان ہون نہین نہین یہی خبر

جان کا گاہک جو ہی اوسکی خریدار ہون مین
تازہ وارد ہون قفس مین گرفتار نہین ہون
باغ مین دن بھر رہون شب کو قمری یار ہون مین
کھلتا ہی جیسی ہوا مین کسکے بیمار ہون مین
نرگس بیمار ہو پر مرہم آزار ہون مین
تم ہی منصف ہو کہ مین ایسے گنہگار ہون مین
خود غلط خود رفتہ ہون نہین خاک ہشیار نہین ہون

ہی یہ ابرو کا اشارا بھی جہان کی ذوالفقار
ای شرف مین وسلح خانے کی تلوار ہون مین

ضبطی چمن مین جاکے اگر لالہ رو کرین
حسرت ہی خوب جور و ستم خوبرو کرین
خاموشی چاہیے وہ کرین لن ترانیان
رستے لگے لہو تو وہ ہو جاے عطر مشک
تیغ اوسنے کھینچ لی ترے بیدل ہی کیا صلاح
ایسا پھٹا ہے دل کہ شگافے ہین جابجا
بلوا کے باتین کی ہین جو راز و نیاز کی
افسوس آرزو ہی کہ دو آنکھین اور دے
چھریان لگا کے میرے جگر پر وہ کھتے ہین
یوسف کہان ہین بولے وہ آئینہ دیکھکر
دونون جہان مین عمر روان کا پتا نہین
کوثر کے ذوق و شوق مین مست الست ہین
آئی بہار پڑھنی ہے شکرانے کی نماز
پیوند چاہیے ہے حنا بند یار کا

چھپ چھپ کے گل نہان دل بلبل مین ہو گئے
وہ بے نیازیان کرین ہم آرزو کرین
معشوق لاجواب سے کیا گفتگو کرین
مرجھاے بوے گل جو مرے زخم بو کرین
سینا سپر کرین کہ تواضع گلو کرین
کچھ آستین حال بہی ہی اسے کیا رفو کرین
پوری نیازمند کی اب آرزو کرین
دل بھر کے انتظار ترا چار سو کرین
جب جانیں اسطرح کا الٹکر ادا کرین
آئین غرور حسن مرے روبرو کرین
کس جا سے ڈھونڈ لائین کہان جستجو کرین
محوش نہین جو حسرت جام و سبو کرین
گلزار مین گلاب سے مل کے وضو کرین
پھر زے کلیجا ہے اسے کیونکر رفو کرین

پہلے شرف یا کہنے لگین اوسنے دردِ عشق
ہاتھون سے دل کو تھام لین جب گفتگو کرین

جسمین تری ہوس ہے اوس دل کو ڈہونڈتے ہین
لیلی سمیت ہمتو محمل کو ڈہونڈتے ہین

خود رفتہ ہوکے اوسکی محفل کو ڈہونڈتی ہین
غربت زدہ مسافر منزل کو ڈہونڈتے ہین

فریاد کی ہوس ہے اب کون داد دیگا
ظالم سے دل لگا کر عادل کو ڈہونڈتے ہین

پروانے ہو رہے ہین سیاری آسمان پر
ثابت نہین یہ کسکی محفل کو ڈہونڈتے ہین

معراج مین ہین جو یان نادیدہ آشنا کے
مقبول بارگہ ہین مقبل کو ڈہونڈتے ہین

تیرے کرم سے عالم اتنیا غنی ہوا ہے
ملتا نہین ہزارون سائل کو ڈہونڈتے ہین

الفت مین ہوگیا ہی سودا سے سر فروشی
ہم ہین اجل رسیدہ قاتل کو ڈہونڈتے ہین

اے دل جفاکشی تو جوہر ہے عاشقی کا
جو مرد ہین مہم مشکل کو ڈہونڈتے ہین

حسرت ہی نزع مین بھی دیکھین جمال اوسکا
وقت زوال ماہ کامل کو ڈہونڈتے ہین

غش سے کبھی جو آتا ہے ہوش ہمکو
اوٹھ اوٹھ کے اپنے یار غافل کو ڈہونڈتے ہین

کیا جفاکشی کا ہمکو مزا پڑا ہے
معشوق بے وفا و جاہل کو ڈہونڈتے ہین

جو یار ہین قاتلون مین معشوق رحمدل کے
سودا ہی ظالمون مین عادل کو ڈہونڈتے ہین

اسپر چھری تو پھیری ہے مقصد ذبح اوسکا
چارون طرف وہ روح بسمل کو ڈہونڈتے ہین

دیکھو تو اے شرف تم کیا تفرقہ پڑا ہے
دل ہمکو ڈہونڈتا ہی ہم دل کو ڈہونڈتے ہین

موسم گل مین جو گھر گھر کے گھٹائین آئین
ہوش اوڑ جاتے ہین جس سے وہ ہوائین آئین

چل بسے سوے عدم تمنے بلایا جنکو
یاد آئی تو غریبون کی قضائین آئین

روح تازی ہوئی تربت مین وہ ٹھنڈی ٹھنڈی
باغ فردوس کی ہر سو سے ہوائین آئین

مین وہ دیوانہ تھا جسکے لیے بزم غم مین
جا بجا بچھنے کو پریون کی ردائین آئین

منکر ظلم جو جلاد ہوے محشر مین
خود گواہی کے لیے سب کی جفائین آئین

مجرمون ہی کو نہین ظلم کا فرمان آیا
بیگناہون کو بھی لکھ لکھ کے سزائین آئین

اوسکا دیوانہ ہون سمجھاتی ہین پریان مجھکو
سر پھرانے کو کہان سے یہ بلائین آئین

ترے بندی ہوے کی جلنے لگاوٹ تو نے
اے پری رب تجھے کیونکر یہ ادائین آئین

حشر موقوف کیا جوش مین رحمت آئی
زار نالے کی جو ہر سو سے صدائین آئین

لشکر گل جو گلستان مین خزان پر امڈا
ساتھ دینے کو پہاڑون سے گھٹائین آئین

میری تربت پہ کبھی دہوپ نہ آنے پائی
شام تک صبح سے گھر گھر کے گھٹائین آئین

منھ چھپانے لگے معشوق جوان ہو ہو کر
نیک و بد کی سمجھ آئی تو حیائین آئین

خاک اوڑانے جو صبا آئی مری تربت پر
سر پٹکتی ہوئی رونے کو گھٹائین آئین

بخش دی اوسنے مرے بعد جو پوشاک مری
قیس و فرہاد کے حصون مین قبائین آئین

تھم گیا درد جگر جان بچی دم ٹھہرا
جب دواخانۂ عیسی سے دوائین آئین

راحتین سب مجھے حسینون نے جو ایذائین دین
پیار آیا تو پسند اونکی جفائین آئین

آگیا رحم اوسے دین سبکی مرادین اوسنے
عاجزون کی جو سفارش کو دعائین آئین

مرقد صحرا کی زیارت کو ہزارون پریان
روز لے لے کے سلیمان کی رضائین آئین

اے شرف حسن پرستون کو بلا کے لوٹا
ان حسینون کے دلون مین جو دغائین آئین

بجا بزم جہان کو مجلس ماتم سمجھتے ہین
وہ دور اندیش ہین جو اس خوشی کو غم سمجھتے ہین

ترے بندے ہین تجھکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین
برب کعبہ کعبے کو ترا مقدم سب سمجھتے ہین

رہا کرتے ہین ہردم مست نشے مین فقیری کے
ہم اپنے بھیک کے کاسے کو جام جم سمجھتے ہین

ہوئی ہے اسکی سوزش مین ترقی اس قیامت کی
جگر کے داغ کو خورشید محشر ہم سمجھتے ہین

کوئی آراستہ سمجھے تو سمجھے بزم ہستی کو
جو ہین برخاستہ دل وہ اسے برہم سمجھتے ہین

شہید ناز کو چھریان لگاتے ہین مرے پر بھی
لہو زخمون سے جاری ہے وہ اوسکو مرہم سمجھتے ہین

بھلا ہم کب پگھلتے ہین کسیکی روے روشن پر
ترے آگے پری کو موم کی مریم سب سمجھتے ہین

کیا ہی اسقدر مایوس درد دل نے جینے سے
مسیحا کے دلاسے کو بھی اب تو دم سمجھتے ہین

فروغ انکساری ہی تمہارے خاکسارون کو
ذرا سے ذرے کو بھی نیر اعظم سمجھتے ہین

بگڑا ہے سودا دل اونچا نے کی حسرت میں
کہ پھانسی کو بھی اپنے گیسوئے پرخم سمجھتے ہین

سحر دم ہے جو وہ خورشید رعنائی گلشن میں
طراوت کو گلون کی باغبان شبنم سمجھتے ہین

کبھی جو خون جم جاتا ہے دل کا سینہ کوبی سے
تو ہم زخم جدائی کا اوسے مرہم سمجھتے ہین

حسینون کو جوانی میں سمجھ کیا خوب آئی ہے
کہ اپنے کہنے میں اورون کا مطلب کم سمجھتے ہین

صدا کانون میں آتی ہے جو غوغائے قیامت کی
ہم اوسکو بھی ترے سودائی کا ماتم سمجھتے ہین

ہوا ہون میں غلام اوس بادشاہ ہفت کشور کا
شرف قدسی بھی جسکو قبلۂ عالم سمجھتے ہین

چاہئیں مجھکو نہیں زرین قفس کی تیلیان
آشیان جالون جو ہوویں خار و خس کی تیلیان

ہوگئیں بے رنگ جب [illegible] کی تیلیان
خون رو کر ہوگئیں رنگین قفس کی تیلیان

ہیں یہ فولادی قفس مجھ ناتوان کا کیا کرون
کسطرح توڑون نہیں ہین میرے بس کی تیلیان

کیا خدا کی شان ہے آتی ہے جب فصل بہار
سب ہری ہو جاتی ہین میرے قفس کی تیلیان

جب کبھی کنج قفس میں کی ہے سینے آہ گرم
موم ہو کر بہ گئی ہین پیش و پس کی تیلیان

گھر قفس کو میں سمجھتا ہون اسیری کو مراد
جانتا ہون اپنی آہون کو ہوس کی تیلیان

پریان میرے قفس کی شاخ گل سے کم نہین
ہیچ یہ دیکھا نہ دیکھیں ایسی رس کی تیلیان

گونجنے لگتا ہے یہ بھی جب فغان کرتا ہون مین
نصب ہین میرے قفس میں کیا جرس کی تیلیان

دیکھئے شوق اسیری میں جگر جلنے کے لیے
ہو گئیں ریشم کا لچھا سب قفس کی تیلیان

رو رہی ہے دیکھکر لیلی جو اسکو اے شرف
لیلیان مجنون کی ہین میرے قفس کی تیلیان

دل کہو افسوس جوانی ہی جوانی اب کہان
کوئی دم میں چل بسیگی زندگانی اب کہان

آپ او لٹتے ہین وہ پردہ وہ کہانی اب کہان
عاشقون سے گفتگو ہے لن ترانی اب کہان

جب ہمارے پاس تھے اونکو ہمارا پاس تھا
تھی ہماری قدر جب تھی قدردانی اب کہان

اسے پری پیکر ترا سر سے ہی دم تک تھا بناؤ
شوخ مو باف و لباس زعفرانی اب کہان

بدمزاجی نوجوانی نے سکھائی ہے او نہیں
دشمن جان ہوگئے ہین مہربانی اب کہان

یار آنکلا تھا ایدل پھر وہ کیون آنے لگا
ہو گیا اک یہ بھی امر ناگہانی اب کہان

بعد میرے پھر کسی نے بھی سنی آواز یار
تھی مجھی تک لن ترانی اب کہان

باغ مین پھرین بھری تھین پھول پھل کا تھا مزا
بند ہین کنج قفس مین دانہ پانی اب کہان

تیری اور اپنی حقیقت چاہئے غیبی سے کہون
اسقدر طاقت بھلا ای ناتوانی اب کہان

شیفتہ جب تک نہ تھی شہرت تھی ضبط و صبر کی
درد تنہائی کی تاب ای یار جانی اب کہان

دلمین طاقت تھی تڑپ لیتے تھے بسمل کیطرح
جان مین حالت نہین وہ جانفشانی اب کہان

گھور لیتے تھے جفاکارون کو جب بغتون نہ تھی
ہو گئے چورنگ خود چنگیز خانی اب کہان

اپنی قدرت اوسنے دکھلادی شب معراج مین
ہو چکی بس میہمانی سہانی اب کہان

لہلہاتے تھے چمن بغتون گلون پر تھی بہار
لٹ گئی بو باس ای برگ خزانی اب کہان

حال دل کہواتے تھے جب قاصد آتی جلتے تھے
نامۂ شوق اور پیغام زبانی اب کہان

داغ دل اوسنے دیا تھا دل کو ہمنے کہو دیا
ای شرف اوس بیمروت کی نشانی اب کہان

دل کو لٹکا لیا ہے گیسو مین
جب وہ بیٹھین ہین آکے پہلو مین

تڑپھڑاتے ہی آنکھین پتھرائین
کیا ہی حسرت بھری تھی آنسو مین

سرکشی کی جو ہے گیسو نے
چھپ رہا مشک ناف آہو مین

زندگی بھر کرینگے اوسکی تلاش
چل بسینگے اسی تکاپو مین

درد دل روئی سے نہ سکوانا
آگ ہے اسطرف کے پہلو مین

کون کہتا ہے خال مشکین ہے
دل ہے کسرا کا طاق ابرو مین

بزم مین اونکی جب گئے ہین ہم
عطر بھر بھر دیا ہے چلو مین

بلبلون مین ہمارا دل ہوگا
روح ہوگی گلون کی خوشبو مین

دل تو تھا اختیار سے باہر
اب جگر بھی نہین ہے قابو مین

بحر غم مین مرینگے ڈوب کے ہم
تیراک دن بنینگے کاپو مین

غرض رولاتی ہین انکھڑیان تیری
ایک تھا مین یہ دونون جادو مین

... پا سنگ کی کریگی ہوس — قابل وہ بیٹھین گے جس ترازو مین
کسکو غش آگیا جو چھڑکو سے گے — کیون بھرا ہے گلاب چلو مین
عالم وجد دل کو رہتا ہے — مست ہین نعرہ ہائے یاہو مین

اے شرف جب مزا ہی رونے کا
نکلین لخت جگر بھی آنسو مین

ہون تو اک بندہ ناچیز مگر پاک ہون مین — سرمہ آنکھون کا بنا وجو کبھی خاک ہو نہین
حشر کے روز تو دیدار سے خوشدل کر دو — آج تک عالم ارواح سے غمناک ہو نہین
ہین وہ اے شوخ وفادار ترا کشتہ ہون — سر بکار بگا مرا قابل فتراک ہون مین
تیرا گلشن مین جو غنچہ سا دہن دیکھا ہے — شاخ گل کو یہ تمنا ہے کہ مسواک ہو نہین
تو سہی مجھکو مٹا کے مری خوشبو ڈہونڈو — عطر کھنچوا کے لگا و جو کبھی خاک ہو نہین
قول خاصان خدا سے ہی یہ عریانی کا — تسنے لوگون کو فریب ہوئے وہ پوشاک ہو نہین
لامکان مین بہی تمہین جا کے کرینگا دریافت — اوڑ کے پہونچونگا وہین طائر ادراک ہو نہین
تہا وہ لایا نہ کوئی بحر کرم کی تیر سے — پار اسے بیڑے کے اوترا ہون وہ پیراک ہو نہین
بزم عشاق مین کہتے ہین وہ ہٹ دہرمی سے — لوٹ کے ساری خدائی کو بھی بیباک ہو نہین

خوش معاشی یہ بھلا ناز مجھے کیا ہوگا
اے شرف خوردہ ہین گور کی خوراک ہو نہین

لکھی جاتی ہے طاعت جو اطاعت اونکی کرتے ہین — وہ زندہ پیر ہو جاتے ہین جو لوگ ونپہ مرتے ہین
دل و جان یار کی فرمائشون مین صرف کرتے ہین — اوسی پر غش ہین ہم ہر دم اوسیکا ہم تو بہرتے ہین
اشارے مین کوئی جیتا ہے کوئی جان دیتا ہے — دکھا کر کھیل قدرت کی خدائی وہ تو کرتے ہین
مرے ہین تیری یکتائی کا کلمہ پڑھتے پڑھتے ہم — شہادت نامے پر لوگ اپنی مہر کرتے ہین
وہ کہتے ہین ہوا ہی سرد برسات ہے کہین پانی — دم رقت ہم ایسی ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھرتے ہین
اشارا ہے یہ اونکی اکھڑ پون کا ہم وہ آنسو ہین — اوسے سرسبز کردیتے ہین جسکا کھیت چرتے ہین
کہان پائی خانہ یہ وفا کی بو تو خوشتر تھی — نہین معلوم کسکے خون مین وہ ہاتھ بھرتے ہین

پری سی شکل پر اونکی یہ گل غش کرکے کہتے ہین
وہ مجھ دیوانے کا دل توڑ کر کہتے ہین سنتے ہو
خدا معلوم اوسنے عاشقون کو کیا ستایا ہے
مہم عشق پر بلوا کے ہمکو آزما لو تم
پھٹا پڑتا ہی جوبن نوجوانان گلستان پر

زمانہ ہمیشہ مرتا ہے مگر ہم تھیہ مرتے ہین
پریزاد اور ہونگے وہ جو شیشے مین اوترتے ہین
زمانے کو رولا دیتے ہین جب فریاد کرتے ہین
نہ سٹ جانے کی پروا ہی نہ مرجانے سے ڈرتے ہین
نگاہ و دلمین کھب جاتی ہین یہ ایسا نکھرتے ہین

شرف کس بات کا غم ہی تمہین کیون کڑ دیتے ہو
بتاؤ تو تمہارے دلپہ کیا صدمی گذرتے ہین

بیوفائی ختم ہے اوسکی ادا اچھی نہین
درد دل کی عشقبازو نہین دوا اچھی نہین
خوب ہی دنیا وما فیہا کی ہمنے سیر کی
کسطرح طی کرسکونگا منزل ملک عدم
اے پری پیکر تری سرکار عالی جاہ مین
دم بھرے جا یار کا سو ر تنفس ہے تو ہو
بو اوڑا لاتی ہے زلف یار کی ڈرتا ہون نکہت
دم نہ اولجھا ہان کہنا چھوڑ زلفون کا خیال
غم تو کہتا ہے کہ مانگو جان بچنے کی دعا
عالم اسباب مین جو شی ہے وہ ہی لا جواب
منزل تربت پہ مین پہونچا تو آئی یہ صدا
بیٹھ کر آغوش مین نادم و رسا نہ کرو
نوجوانی مین تھی کیفیت بہار عمر کی
تھا چھلاوا وہ پریرو اب کہان دسکا پتا
چاہیے پرہیز ہی اوس سے نہو جسمین اثر
ظاہر اسکا کچھ ہی باطن مین ہی کچھ ای سبزہ رنگ

ساری دنیا مین کسی سے بھی قضا اچھی نہین
کیا مبارک ہی مرض جسکی شفا اچھی نہین
کوئی شی تیری محبت کے سوا اچھی نہین
سلب ہی طاقت طبیعت اے قضا اچھی نہین
سب کچھ اچھا ہے غریبون پر جفا اچھی نہین
ہوش مین آ غفلت اے مرد خدا اچھی نہین
اتنی چالاکی بھی اے باد صبا اچھی نہین
یہ پریشان فکر اسے طبع رسا اچھی نہین
ہمت دل کہہ رہی ہے التجا اچھی نہین
کارخانے مین خدائی کی قضا اچھی نہین
اے مسافر کیون اوترتا ہی یہ جا اچھی نہین
جاسے شرما یا کرو بے جا حیا اچھی نہین
ابتدا ہی مین مزا تھا انتہا اچھی نہین
پیروی و جستجوے نقش پا اچھی نہین
بے حقیقت جو دوا ہو وہ دوا اچھی نہین
ہاتھ اوٹھا اس سے دور نکلی حنا اچھی نہین

دشمنوں کو بھی نہو مرگ مفاجات ای اشرف
ضیق سے مرنا ہی بہتر یہ قضا اچھی نہیں

تجھہ قلزم تیری قدرت سے ہوئی دریا میں
مچھلیاں دشت میں پیدا ہوں ہرن دریا میں

تیری پرچھائیں سے ای رشک چمن دریا میں
موج و گرداب ہوئی سرو سمن دریا میں

دل شکستہ ہوئی جاتے ہیں جو عبرت سے حباب
کونسا آنے کو ہی عہد شکن دریا میں

خاک اوڑنے لگی دم بھر میں تلاطم ہو جانے
جا کے اترون جو میں آوارہ وطن دریا میں

نکہت زلف نہانے میں جو مہکی اوسکی
حقتی پھیک گئے مشک ختن دریا میں

اوس شہ حسن نے بجری سے پھینکا جو اوگال
ہر طرف بہنے لگے لعل یمن دریا میں

آمداری سے جو پانی کی خجل ہے خورشید
کس پریزاد نے دہویا ہی بدن دریا میں

مچھلیوں کا جو کبھی تیر سے کھیلے وہ شکار
بجھہ سے ڈوب مرے آکے ہرن دریا میں

عمق اپنا مجھے گرداب جو دکھلاتا ہے
یاد آتے ہیں حسینوں کے ذقن دریا میں

چودھوین شب کو جو کی چاندنی کی سیر اوسنے
برسوں مقیش بہا سیکڑوں من دریا میں

بیتابی یہ جو اوٹھی ہیں یہ نازان موجیں
کسکی زلفوں کا چلی ہیں یہ چلن دریا میں

روئے روشن پہ نہانے میں جو زلفیں بکھریں
غل ہوا دن کو ہوا چاند گہن دریا میں

آنے لگتی ہے حبابوں میں گلوں کی خوشبو
کلی کرتا ہے جو وہ غنچہ دہن دریا میں

سینکڑوں ان کے پروانے جلے ہیں تجھسے
ٹھنڈا لیجے ہے تجھے ای شمع لگن دریا میں

ای اشرف حکم جو ہے تمکو ڈبو دینے کا
کیا ہوے اوس لشہ خوبان سے سخن دریا میں

مٹ کے بھی نا آشنا کو آشنا کہتا ہوں میں
ڈھونڈتا ہوں لیکن اوسکو ناخدا کہتا ہوں میں

اسم اعظم سنکے ہمنام خدا کہتا ہوں میں
یا علی تمکو خدا سے کب جدا کہتا ہوں میں

کہتے ہیں تم پر ہمارا خون ناحق ہو ئیگا
دردمندوں سے جو دل کا ماجرا کہتا ہوں میں

آکے تیری بزم میں بیٹھونگا پہلو میں ترے
کوئی میرا کیا کریگا بر ملا کہتا ہوں میں

کہتی ہیگی ساری خدائی بلبل سدرہ تجھے
داستان وحدت و توحید کیا کہتا ہوں میں

ناز نینون کی سیاست سی بچا لینا مجھے
محو دیدار اسقدر ہون ہوش اتنا بھی نہیں

درد دل ان ظالمون سے اے خدا کہتا ہون مین
تم مجھے کیا کہہ رہے ہو تمسے کیا کہتا ہون مین

گوش زد جب سی ہوئی ہی لن ترانی کی صدا
ای شرف اوس دن سے اوسکو کبریا کہتا ہون مین

عشق تو یوسف پہ کیا وصل کی تدبیر نہیں
خواب دیکھا ہی کہ جس خواب کی تعبیر نہیں

بے چھری ذبح کیا ہے مجھے بیتابی نے
مین وہ بسمل ہون کہ جو واقف تکبیر نہیں

شیشۂ دل مین جو اوترے ہین پریرو آکر
عشقبازی نے کشش کی ہی یہ تسخیر نہیں

مین وہ شعلہ ہون جو آگہ نہیں سرتابی سے کر
گل ہون اوس شمع کا جو واقف گلگیر نہیں

جسکا مشتاق ہون مین حسن مجسم وہ ہے
نور ہی نور ہی صورت نہیں تصویر نہیں

خونبہا کیا تری شمشیر سے مانگے کوئی
یہ وہ خونی ہے جسے شرع مین تعزیر نہیں

ناوک عشق نے چھوڑا ہی کسی عالم مین
کونسا دل ہی کہ اس تیر کا نخچیر نہیں

کیا خدائی کے مرقع سے مین دل بہلاؤن
جسکی حسرت ہی مجھے اسمین وہ تصویر نہیں

نامۂ حسرت دیدار مرا دیکھو تو
آنکھ ہے مہر نہیں پلکین ہین تحریر نہیں

کیا مین اے یار کہون دل کی حقیقت تمسے
لڑکھڑاتی ہے زبان طاقت تقریر نہیں

دوستی حسن تصور سے کرو اے آنکھون
اس سے بہتر کوئی دیدار کی تدبیر نہیں

کہیے تکبیر جو گردن پہ چھری رکھی ہے
کام جلدی کا یہ ہی چاہیے تاخیر نہیں

کیون مین گھبراؤن مسافت سے رہ الفت کی
کچھ گرفتار نہیں پاؤن مین زنجیر نہیں

واجب القتل مین دل دیکے نہیں ہو سکتا
تم ہی منصف ہو محبت کوئی تقصیر نہیں

اے شرف اسکے اوترنے کی نہ رکھنا امید
زیور عشق ہے منت کی یہ زنجیر نہیں

کلیجا پھٹے رہا ہی غم کے اور دم نہیں مین ہی
جب اونکو پیار آجاتا ہی طفل اشک پر میرے
تعشق مین پہنچتا ہی بیٹھے بیٹھے کس پر پر تھے

ہمارے دل کو ٹھنڈا کیا ہی اک بسمل کی گردن نے
لٹاتے ہین اے معشوق اپنے اسکے دامن
گرا ہے کیون گریبان ہچکیان ہو ہو کر دامن

لیا تو ادھ موا ہی کر کے چھوڑا اوسنے ہر دل کو / تہ و بالا کیا عالم کو جب ضد کی لڑکپن مین
بغل مین یار کے خفیہ دماغو نمین جھکتی ہی / وہ گل تہا مین وفاکی بو ہوا آغوش دشمن مین
شبیہ اوسنے شہید ناز کی اپنے لگائی ہے / صریحاً بو لہو کی آرہی ہے اسکے روغن مین
مرے طوق گلو کی قدر ہر دیوانہ کیا جانے / اسے پہنے گا مجنون زندگی بہر اپنی گردن مین
نمایان ہو جو اسکے نور کی لو مین سیاہی ہی / کوئی پروانہ جل کے رہگیا ہی شمع روشن مین
ہمارے دل سے پوچھو مرتبہ طوق اسیری کا / یہ وہ زیور ہے پہنا ہی جسے قمری نے گردن مین
کراما کاتبین ہونگے اعمال نامے کو / تری رحمت نے ایسا سرفرازا مجھکو مدفن مین
حقیقت مین یہ ہی جو پہول مرجھایا وہ مرجھایا / نہین آتی بہار رفتہ رخصت ہو کے گلشن مین
خدا آگاہ ہی اوس گل نے جب سے تیر مارا ہے / ہوا ہی شوق دونی ہوگئی ہی دل کے روزن مین
تکلف رفتہ رفتہ ہو گیا ہی آہین شہپر کا / یہ کسکا تیر پیوستہ ہے پیوست جوشن مین
قیامت ہی کسی نے باغ کا دفتر برہم کیا ہے / کھلا ہے آج شیرازہ کتاب گل کا گلشن مین
تمہاری مجلس حیران کی دکھلا دین جو کیفیت / نہ ریحان مین یہ قدرت ہی نہ نرگس مین نہ سوسن مین
دل بیتاب کو بھی کیا مزا ہے قتل ہونے کا / کہ مرنے کی ہوس مین رفتہ رفتہ جا پڑا رن مین
بھگا کر ابر کو رقت مری لیتی ہی دم اوسدم / جو روتا ہون تو پہر تو مین برس پڑتا ہون ساون مین

تھی آغوش ہوکر کیون شرف کہبرائے جاتے ہو
بہار آئے تو گل پہر بہیجو تم اپنے دامن مین

منزل عشق کا حال آپ مین آون تو کہون / دم ذرا لینے دو مین دل کو سنبھالون تو کہون
پوچھتے ہو جو حقیقت مری بیتابی کی / آؤ مین تمکو کلیجے سے لگالون تو کہون
کیا کہون تجھسے رہائی کے لیے اے صیاد / ہان قفس مین جو پر و بال سنبھالون تو کہون
سرخرو ہونے کی پہر داد مین لون قاتل سے / خون بہا کے لیے مین خون مین نہالون تو کہون
جان دینے کی ابھی وجہ نہ پوچھو مجھسے / نہ پہر چہری اسکے کہاتا ہون مین کہالون تو کہون
کیا کہون کیسی ہے اوس شوخ کی ترچھی چتون / اک چہری اپنی کلیجے مین لگالون تو کہون
خوف جان ہی ابھی معشوق اونہین کہتی ہین / کچھ دنون ظلم سہون ناز اوٹھالون تو کہون

کس سے داغون کی چمن کی مین کہون کیفیت
لاکے گلزار سے بلبل کوئی یارون تو کہون

کچھ نہ پوچھو مجھے کیون آگئی رقت یارو
مجھکو رو لینے دو آنسو مین بہالون تو کہون

کون ہے جس سے فسانہ کہون اے دل تیرا
سننے والا کوئی پہلو مین بٹھالون تو کہون

بعد مدت کے بلایا ہے شہ خوبان نے
سرگذشت اپنی ذرا سامنے جالون تو کہون

کیا خوشی ہوتے ہو ستھراؤ سے بیتابون کی
ڈھیر پروانون کا محفل سے اوٹھالون تو کہون

سرمگین آنکھون پہ جنگل مین لیسا جاتا ہون
اے شرف اونکی نگاہون مین سمالون تو کہون

اوڑھی پرزے جو ہو ہو کر گریبان آستین دامن
ہوئے جاتے ہیں کیون باہر گریبان آستین دامن

جنون کے نام پر بہتے دیئے فرہاد و مجنون کو
لٹا ڈالے ہو کے ننگے سر گریبان آستین دامن

ہوا تھی الغرض گلگون پیرہن جب زخم چھرائے
رہے برسون لہو مین تر گریبان آستین دامن

بچھائی ایسی ترے وحشی کو زیبا پا گدا مانی
ہوئے چلے دم محشر گریبان آستین دامن

جنون ہو کے بھی صحرا مین شکوہ اپنی کم ہوگی
پھر پھرے ہونگے کانٹون پر گریبان آستین دامن

پیہ پیرو حیا بیجا صحرا مین آنکھون سے لگاؤ ہمین
ترے دیوانون کے اکثر گریبان آستین دامن

جنون مین تا سر سے پھر جائی خاطر اک پری رو نے
نکالا کر دیئے ہیں چھڑ گریبان آستین دامن

خدا سے داد لینگے جا کی اس بیداد وحشت کی
دم ہنگامہ محشر گریبان آستین دامن

پری زادون نے ڈھونڈوا کر نقاب چہرہ نورانی
ہوئے میرے وہ طالع ور گریبان آستین دامن

قیس کا آیا جو صحرا کی تباہی مین
تو میرے ہو گئے لنگر گریبان آستین دامن

وہ گلرو جب رہا شب کو وہ خوشبو پہنی پہنی دی
گل شبو رہے شب بھر گریبان آستین دامن

مرا دیوانہ پن کھل جائیگا میری پری رو پر
اوڑا لیجائیگی صرصر گریبان آستین دامن

جنون کا ہو گیا عالم پری رو نے جو دل پھاڑا
رہے ثابت نہ پھر دم بھر گریبان آستین دامن

نہ تھا جوش جنون جب تک تکلف پیرہن کا تھا
کرونگا کیا مین اب رکھکر گریبان آستین دامن

الٰہی ہو گیا سودا جہان کو کس پری رو کا
یہ کیون پھٹنے لگے گھر گھر گریبان آستین دامن

شرف پھاڑا تو پھاڑا پیرہن کو جوش وحشت مین

سیئے پھرتے ہو کیا در در گریبان آستین دامن

جم رہا ہے تحت دل خونناب چشم تر نہیں
دوسرا تجھسا خدائی مین جہان پرور نہیں
بلبل سدرہ کو ممکن کو ہے دلبر نہیں
اسلیے رہتے ہین دنیا مین مسافر کی طرح
قبر کے اوپر جو پھولون کی مسہری ہو تو کیا
رحم کر میرے گلے پر اسکو ای قاتل نہ کاٹ
خطبۂ وحشت پڑھیگا کون مجنون مر گیا
عادت قصر ہوا دار اسقدر اے دل نہ کر
آئینہ خانہ عجب بیم و رجا کا ہے طلسم
ڈوب ہی جائیگا اے دل پڑ کے بحر عشق مین
جستجوے یار مین پھرتا ہون مین خانہ بدوش
یار نے چاہا لپٹنے کو مگر ہمشکل یار
تمکو دکھلاتا لپٹ کے لن ترانی کا مزا
لا ٹھس تو سن سے جو لپٹی جھنک کر قاتل نے کہا
روح لیلی نجد مین کہتی تھی روح قیس سے
کیون سمجھی جاتی ہو آکے باغ مین اے بلبلو
ٹوٹ جائیگا خدا کے واسطے صدمہ نہ دو
خوش ہین چھٹنے کی خبر سے سب اسیران قفس
رحم کر اے دامن حسرت نہ غائب کر نہیں
آتے آتے آئیگا وہ رشک عیسی دم نہ توڑ
لا جھنکنے تھا جو بیت ہم اوس بادشاہ حسن کو
واہ نازعشق کل تک یار رہتا آغوش مین

اشک میرا پارۂ یاقوت ہے گوہر نہیں
کون ایسا ہے جو تیرا بندۂ بے زر نہیں
اور کے مین جاتا وہان افسوس سے پر نہیں
اک سرا مین آکے اترے ہین ہمارا گھر نہیں
سو رہے ہین ہم جہان تکیہ نہیں بستر نہیں
تیری باہون کے ہی قابل قابل خنجر نہیں
منبر صحرا ہے خالی صاحب منبر نہیں
اوس مکان مین جاکے رہنا ہو کہ جسمین در نہیں
صورتین صدہا نظر آتی ہین اسکندر نہیں
ہے یہ طوفانی جہاز اسکا کہین لنگر نہیں
زیست بھر رہتا ہون سرگردان کہین بستر نہیں
آئینے ہی مین رہا نکلا کبھی باہر نہیں
کیا کہون پردے مین ہو افسوس تم باہر نہیں
سر بھی کٹ جانے کی پروا ای بریدہ سر نہیں
گور مین بھی تیری ہمراہی سے مین باہر نہیں
خون ٹپکا ہے مرا پھولون کی یہ چادر نہیں
شیشۂ نازک مرا دل ہے کوئی پتھر نہیں
دم نہیں صدمہ ہے اوس بلبل مین جسکے پر نہیں
یہ تو مجھ حیرت زدہ کا اشک ہین گوہر نہیں
راہ اوسکی دیکھ لے اے دل ابھی سے مر نہیں
فوج جا بازون کی ہمت ہی تو ہو لشکر نہیں
آج وہ دن ہے کہ پہلو مین دل مضطر نہیں

دیکھتے ہیں آئینے کو اے شرف سکتے میں ہم
غم ہے پھر کسکا جو اسکو رنج اسکندر نہیں

پھینک دو ان پیس کے دلکو جو تری یاد نہو
جھوٹ کہتا ہوں تو پہلو کبھی آباد نہو

حشر برپا ہو جو لرزان دل صیاد نہو
مرے نالے ہیں یہ بلبل تری فریاد نہو

تمکو زیبا ہے رحیمی ستم ایجاد نہو
دھوم اوڑائی ہی کریمی کی تو جلاد نہو

تو کرے ظلم یہ ہر وقت دعا ہے میری
اف کرو نہیں تو یہ منھ قابل فریاد نہو

اوسکی آنکھوں میں اہروں وہ جو نظر بند کرے
قید بھی ہوں تو بلا قید ہو میعاد نہو

بوے گل اتنی ٹھہرتی ہی نہیں گلشن میں
اسقدر بھی کوئی آوارہ و آزاد نہو

جا ہنے والے جو بستی ہیں عدم میں جاکے
یاد رکھتا ہے یہ بستی کبھی آباد نہو

گور میں جب سے ڈھکیلا ہے تری غیرت نے
روح لرزان ہے دوبارا تو یہ افتاد نہو

دل نہیں مانے گا تصویر تری بے کھینچے
چہرہ پرداز محبت ہے یہ بہزاد نہو

اپنے سایے سے بھی گلشن میں جھجکتا ہوں
دل لرزتا ہے کہ یہ بھی کہیں صیاد نہو

اسطرح کھینچیو اللہ سے چھٹکے نہ چھٹکے
گوش زد میرے بھی اے دل تری فریاد نہو

قید جب سے تری الفت نے کیا ہے مجھکو
یہ دعا ہے کہ رہائی ابد آباد نہو

سامنا تیغ سے تیری مرا سینا جو کرے
ہاتھ کٹواؤں جو آئینہ فولاد نہو

جان بیکس نہ گراتا نظر رحمت سے
وحشت قبر کی مجھپر کوئی افتاد نہو

بیکسی گور کو مسمار کیے دیتی ہے
رحم کر رحم مری خاک تو برباد نہو

آرہی ہے جو صدا گور میں لا تحزن کی
کون مژدہ یہ سناتا ہے کہ ناشاد نہو

داغ وہ پھول ہیں جو پھول نہوں قسمت میں
باغ تصویر ہے گلشن جو خدا داد نہو

بو جو اس گلشن ایجاد میں آئی نہ تری
ہو کا عالم ہو کسی پھول کی بنیاد نہو

اے خداوند کریم اوسکی تو مٹی ہے خراب
جسکا حامی ترے محبوب کا داماد نہو

اسقدر ظلم کے سہنے کا مزا ہے مجھکو
تو بھی دے داد تو منظور ہے مجھے داد نہو

زار نالی پہ کسی کے نہیں ہنسنا اچھا
اے گل گریہ شبنم سے خندہ و شاد نہو

اسلیے شیشۂ شاعت مین حفاظت کی ہی
چاہنے والے کی یہ خاک ہے برباد نہو

ضبطی داغون کی چمن کی تو بہت مشکل ہی
یہ مرا باغ ہے یہ گلشن شداد نہو

گرد پہیر کے گنہگار رہا ہوتے ہین
روح میری بھی ترے صدقے مین آزاد نہو

بیگناہی یہ مرے خون نہ رواے شمشیر
ہاتھ رک جائیگا نا دم کہین جلاد نہو

ٹٹیاں باغ مین مہندی کی جو ہین ای بلبل
آڑ مین انکی تری تاک مین صیاد نہو

لن ترانی کی صدا نے تو مرا دل توڑا
دم نکلجائیگا بس اور کچھ ارشاد نہو

فصد بھی حسن پرستی مین جو کھلواؤن مین
دم نکلجاے پریزاد جو فصاد نہو

تیری تصویر کی تصویر کوئی کیا کھینچے
یہ خدا ساز ہے یہ صنعت بہزاد نہو

نزع مین خاک لکھے قیس وصیت نامہ
کیا کرے وہ کہ جو وارث نہو اولاد نہو

ناتوانی سے غش آجاے جو اوسکے در پر
اے شرف سوچ کے گرنا کوئی افتاد نہو

افسردہ دلی کیون کسی ناشاد سے پوچھو
اس یاس کو میرے دل برباد سے پوچھو

ظلم اوسکے نہ مجھ کشتۂ بیداد سے پوچھو
بے جرم چھری پھیر کی ہے جلاد سے پوچھو

فریادیون مین نام لکھا جائیگا میرا
بیداد نہ مجھ کشتہ بیداد سے پوچھو

کس شان سے کس شوق سے کٹوائی ہے گردن
اس معرکہ آرائی کو جلاد سے پوچھو

مجنون کا ورق دیکھ کے لیلی یہ پکاری
نقشہ ہے یہ کس شخص کا بہزاد سے پوچھو

دیکھا ہے انھون نے مری وحشت کا تماشا
ہنگامہ وہ طفلان پریزاد سے پوچھو

دیوانہ ہون برباد ہون ویرانہ نشین ہون
آسائش و راحت وطن آباد سے پوچھو

ہر بار جو رہجاتے ہین ہم کھول کے منقار
منھ کو جگر آجاتا ہے صیاد سے پوچھو

کس کشتۂ جانسوز سے یہ نرم ہوا ہے
کیون موم ہوا جاتا ہی فولاد سے پوچھو

مردان جنون سے ہی اسیری کا تقاضا
زنجیر مین کیا دیر ہے حداد سے پوچھو

پوچھے ہو جو دم قید کچھ آداب اسیری
ظالم نے کہا صاحب میعاد سے پوچھو

کیا دل نے ستایا ہی جو نکلی ہی دہن سے
کیون داد طلب ہے مری فریاد سے پوچھو

صحرا مین جو گذری ہے کرو قیس سے دریافت
کہسار مین ٹکرانے کو فرہاد سے پوچھو

گلچین نے دکھایا ہے مرا دل جو چمن مین
برسون ہی لہو تھوکا ہی صیاد سے پوچھو

جس جس سے مجھے عشق و ارادت ہی نگیرین
محبوب الٰہی کے یہ داماد سے پوچھو

کیا نذر جنون کرتے ہین ہوتا ہی جو سودا
تحقیق کرو قیس سے فرہاد سے پوچھو

قطرہ بھی لہو کا مری گردن سے نہ نکلا
تھین خشک رگین خنجر فولاد سے پوچھو

گلچین سے تو پرسش ہو کہ لوٹا ہی گلون کو
مرغان چمن کیا ہوے صیاد سے پوچھو

مجھ کشتے کی تربت نہ بنیگی کہ بنے گی
للہ مرے واسطے جلاد سے پوچھو

خود مینے لگالے رگ جان مین کئی نشتر
قطرہ نہ دیا خون کا فصاد سے پوچھو

اوٹھنے نہین دیتی در دولت سے تمھارے
کیون مجھکو گرایا ہے اس افتاد سے پوچھو

گلرنگ رہا کرتی ہین آنکھین جو قفس مین
گھٹ گھٹ کے لہو روتی ہین صیاد سے پوچھو

ہون شوق شہادت سے جھکائی ہوی گردن
کب آئیگا سر کاٹنے جلاد سے پوچھو

رحم آکے جو رولے پر اونہین آیا ہی غصا
کیون بن کے یہ بگڑی مری روداد سے پوچھو

خود رفتہ مین ہو جاؤن کہ مرجاؤن جنون مین
کیا حکم ہے معشوق پریزاد سے پوچھو

دیوانون نے ہرگز نہ لہو ہونے دیا بند
دم توڑ کے مرمر گئے فصاد سے پوچھو

اندر کا اکھاڑا ہی مرے شیشۂ دل مین
کیا بزم ہی ایک ایک پریزاد سے پوچھو

آگاہ شرف تم نہین اوتکی خفگی سے
اس مرگ مفاجات کو شداد سے پوچھو

ہٹ گیا دنیا سے دل ٹکڑے جگر کیونکر نہو
صدمۂ ہمدرد ہے باہمدگر کیونکر نہو

جھت کو آنکھین ہین لگی مرنے کا ڈر کیونکر نہو
یاس مین اللہ پر میری نظر کیونکر نہو

جانجان تو نے اسی معراج کے قابل کیا
قدر دانی پر تری نازان بشر کیونکر نہو

جب محبت بڑھتی ہے ہوتی ہے دل سی لگو لگا
غش ہو نہین اوسیرا وسے میری خبر کیونکر نہو

آندھیان چلتی ہین پہلے بعد آتی ہے خزان
موت سے سو تنفس پیشتر کیونکر نہو

اوسکو میرے ہاتھ پھیلانے سے آجاتی ہی شرم
صاحبو میری دعا مین پھر اثر کیونکر نہو

آپڑا ہے معرکہ اک بیوفا کے عشق سے
ایسی مشکل مین شریک دل جگر کیونکر نہو

تو ہی منصف ہو پری سی شکل تیری دیکھکے
ہوش اوڑجائین تو دیوانہ بشر کیونکر نہو

کہتے ہین ہنس ہنس کے وہ جب غش مین ہستی مین مجھے
غمزدہ غفلت کا مارا بے خبر کیونکر نہو

مرگیا ہون لیکے مین حسرت طواف باغ کی
گرد پھولون کے مرا ایک ایک پر کیونکر نہو

ساتھ والے چل بسے ہین صبح پیری آشکارا
کوچ کا وقت آگیا فکر سفر کیونکر نہو

اے پری رو قدرت اللہ ہی محفل تری
وجد کے عالم مین خود رفتہ بشر کیونکر نہو

جو گریبان پھاڑتا ہی بیٹھکر مجنون کے پاس
کہتی ہی لیلی کہ صحبت کا اثر کیونکر نہو

روح برہم دل سے ہی دل منحرف ہی زیست سے
سی خرابی جسمین ہو ویران وہ گھر کیونکر نہو

کیون نہو ارمان مرنے کا شہادت گاہ مین
خلد اس منزل مین ہی شوق سفر کیونکر نہو

غیر ممکن ہے جو ٹہرے روح پیری مین شرف
صبح ہوجائے تو گل شمع سحر کیونکر نہو

روتے ہی دیکھتے ہین ہم ابر بہار کو
کس گلعذار کا ہے غم ابر بہار کو

برسے گا حشر تک مرے دریاے اشک نے
ایسا کیا ہے پیغم ابر بہار کو

ہوتا جو بس تو قبر پہ رونے کے واسطے
لیجاتے اپنے ساتھ ہم ابر بہار کو

اے عندلیب کر گہر اشک پیشکش
دی نذر سبنے بہار رتم ابر بہار کو

گردون پہ وہ وہ اپنی چمن بندیان دکہاتی ہین
سمجھا مین گلشن ارم ابر بہار کو

ایسا ہمارے سامنے صحرا مین جھک پڑا
رو دئے گلے لگاکے ہم ابر بہار کو

اک دن کرم یہ گور غریبان پہ بھی کرے
دون کسکی روح کی قسم ابر بہار کو

آتا ہے جھومتا ہوا قبلے کی سمت سے
لاتا ہے اسطرف کرم ابر بہار کو

برگشتہ بخت نے مری ویرانے کی طرف
بڑھنے دیا نہ دو قدم ابر بہار کو

اے جوش گریہ اپنی پلکون کو بھول جائے
دکھلادے آنکھون کا ورم ابر بہار کو

بزم خیال و خواب مین ٹوٹا پڑا ہوا
رو لوارہا ہے جام جم ابر بہار کو

آتا ہے شاد برسنے کے واسطے
گلشن کا دھیان کیون ہو کم ابر بہار کو

اسنے بھی کی تھی گور غریبان سے سیرخی
لایا کشان کشان کرم ابر بہار کو

اوس چشم تر کے فیض کا جویا ہی دل مرا
جسنے دیا ہے یہ چشم ابر بہار کو

کیا کیا چمک چمک کے برستا ہو ای شرف
کسنے کیا ہے برق دم ابر بہار کو

مار ڈالا ہے جو بے جرم قضانے ہمکو
داد دینے کو بلایا ہے خدانے ہمکو

رہ گئے دیکھ کے سکتے مین ہم اونکا جلوہ
بیخودی نے نہ دیا ہوش مین آنے ہمکو

دل ہمارا جو دکھاتے تھے وہ خود کرتے ہین
آبدیدہ ہین جو آئے تھے رلانے ہمکو

کوئی بھی بندۂ ناچیز نہ ہمسا ہوگا
بادشہ نے کبھی پوچھا نہ گدا نے ہمکو

نجد مین منزل وحشت جو کبھی بھول گئے
آئے گلشن کی ہوا راہ بتانے ہمکو

آئے تھے عالم ارواح سے کیون دنیا مین
خاک مین مل گئے چھوڑا نہ قضانے ہمکو

وہ جھروکے مین جو بیٹھین تو کرین ہم فریاد
لوگ نزدیک نہین دیتے ہین آنے ہمکو

واہ ری بزم تری واہ ری مہمانداری
ملک الموت کو بھیجا ہے بلانے ہمکو

وہی ہوتا ہے عنایت جو طلب کرتے ہین
ایسی سرکار بتادی ہے دعانے ہمکو

باغ مین رو کے لہو ہمنے اسے سینچا تھا
اس ریاضت پہ بھی پیسا ہی حنانے ہمکو

تو ہے معشوق تو پھر فرض ہی عاشق ہونا
ہم تجھے جان گئے تو بھی تو جانے ہمکو

تیری خدمت مین رہا ہم بھی ترے بندے ہین
اپنے رہنے کے بتادے تو ٹھکانے ہمکو

تیری الفت نے جھکایا ہی تری طاعت سے
سرنگون کردیا تسلیم و رضانے ہمکو

ای شرف بخشی گئے حشر نے رخصت پائی
خاک سے پاک کیا فضل خدا نے ہمکو

ملتے رہین ای قیس اس دیوانے پن مین ہم کہ تو
دیکھین کامل ہوتے ہین وحشت کی فن مین ہم کہ تو

شامت آئی ہے تری تو جان ایدل اور او سجھ
ہمکو کیا لٹکین گے زلف پرشکن مین ہم کہ تو

وادی وحشت مین تو لایا ہمین یا ہم تجھے
آپ سے باہر ہوے ایدل وطن مین ہم کہ تو

دشت وحشت مین کرینگے اتنی محبت قیس سے
دیکھین لیلی کو بلا لیتے ہین بن مین ہم کہ تو

رات بھر بیچین ہم رہتے ہین یا تو بیقرار
تڑکے جاتے ہین صبا پہلے چمن مین ہم کہ تو

شب کو دل کہتا تھا پروانے سے بزم یار مین
نام روشن کرتے ہین اس انجمن مین ہم کہ تو

کہتے ہین یوسف سے وہ کیا حسن پر ہے تجکو ناز
ہین گل خوبی گلابی پیرہن مین ہم کہ تو

ہم نہین اے قیس یہ وحشت کی باتین جانتے
یہ بتا کامل ہوئی الفت کے فن مین ہم کہ تو

ہم نہ کہتے تھے کہ اے دل اوسکی باتون پر نہ جا
یہ بتا اب تنگ ہین عشق دہن مین ہم کہ تو

کسنے سکہ عاشقی و عشق کا جاری کیا
اے شہ خوبان کھڑے ہین اس چلن مین ہم کہ تو

ترک عشق و عاشقی کو پھر نہ کہنا اے شرف
تجھکو کیا ہین مبتلا رنج و محن مین ہم کہ تو

کسطرح تیری یار رہے یاد گفتگو
کرتا ہے روز تو نئی ایجاد گفتگو

ایدل زبان ہلانے بھی پاتا نہین کوئی
سنتا نہین کسیکی وہ جلاد گفتگو

تو چاہیے داد دے کہ نہ دے اختیار ہے
کچھ چاہتے ہین طالب فریاد گفتگو

دیدار کی ہوس مین سنین لن ترانیان
اب کیا کرینگے تابع ارشاد گفتگو

دم بند ہے مسیح کا تقریر سے تری
کیونکر نہ کہیے اسکو خداداد گفتگو

کیونکہ نہ عش کرون ترے حسن کلام پر
لہجہ ہے دلفریب پریزاد گفتگو

بلبل پکڑ کے لائے ہین صیاد و باغبان
دونون مین ہوتی ہے پئے بیداد گفتگو

کیا جانے کیا کلام تھے ظالم کے دلفریب
ارمان رہگیا نہ رہی یاد گفتگو

جاتے ہین روبکاری الفت مین کیجیے
کرتا ہے کیا وہ بانی بیداد گفتگو

بھیجا پیام وصل تو بولا وہ تندخو
کس نامراد کی ہے یہ ناشاد گفتگو

ہمکو بھی چار باتین بتادو رسائی کی
قائم رہے تری ابد آباد گفتگو

کہدون کھری کھری نہ خوشامد کرونگا مین
آزاد ہون مین ہے مری آزاد گفتگو

نقشہ کبھی جو حسن خداداد کا کھنچے
اسمین نہ کیجیو کبھی بہزاد گفتگو

پھر پھر کے گرد وجد کرے تو اگر سنے
وہ دلفریب ہے مری صیاد گفتگو

سنتے ہین جگر لے جائینگے زنجیر مین شرف

آپس میں کر رہے ہیں یہ حور و گفتگو

آزار محبت میں سوا یاس کے کیا ہو
اس درد کی دنیا میں دوا ہو تو دوا ہو

ہم جسم ہیں تم روح ہو آپس میں وفا ہو
ہم تم سے جدا ہیں نہ تمہیں ہم سے جدا ہو

دیدار کا سائل ہوں جو مقبول دعا ہو
بندہ ہوں تمہارا مری حاجت بھی روا ہو

قدسی بھی کریں عشق تم اگر جلوہ نما ہو
صورت ہو وہ تصویر کہ محبوب خدا ہو

اوٹھا ہی جگر میں جو کبھی درد محبت
کی ہے یہ دعا میں ہو اسے تو سوا ہو

بندہ میں ترا ہو کے گنہگار ہوا ہوں
حاضر ہوں سزا دیجے جو اسکی سزا ہو

دشمن کی بھی خاطر ہی کروں ہوں وفا شعار
آغوش میں لے آؤں مجھے جو قضا ہو

غل ہونے نہ پائے مجھے پہناؤ وہ زنجیر
جب چاپ ہو نہ جھنکار ہو جس میں صدا ہو

دنیا میں کہاں ڈھونڈنے جاؤں اوسی کو کوئی
جس رشک چمن کا نہ ٹھکانا نہ پتا ہو

دکھلا دے مجھے اپنی رحیمی و کریمی
ہو اے جہاں معرکۂ بیم و رجا ہو

تم مالک و مختار ہو سب زیر نگیں ہیں
جا ہو جسے لوٹا دو لٹا دو جسے جا ہو

دامن کو نہ چھوڑوں گا کرو عقدہ کشائی
آقا ہو مرے بھی جو نصیری کے خدا ہو

رکھو نہ مجھے دولت دیدار سے ادنیٰ
بندہ ہوں تمہارا میں تمہیں مجکو بنا ہو

مرتا تو ہوں میں عالم ارواح سے تم بھی
لیکن نہ کھلا حال کہ تم کون ہو کیا ہو

سنا لے مجھے آتے ہیں سٹاپے کلیجا
اسے قید پو مند نہ زندان میں کرا ہو

دل زلف مسلسل سے چھڑا لائے تم اپنا
کس پیچ کی باتیں ہیں شرف کتنے رسا ہو

چومو نگا اونکا مکھڑا ناز دل آفت ہو تو ہو
گر پڑونگا پاؤں پہ پہ قیامت ہو تو ہو

ضبط کیونکر ہو جو بیتابی سے فرصت ہو تو ہو
صبر کی بھی برداشت یاروں میں طاقت ہو تو ہو

بے نیازی تم کرو اور آرزوئیں ہم کریں
چاہیے سمجھو تو تمہیں مروت ہو تو ہو

باریاں حوریں بہن آ کے مجاور ہو تو آپ
کل نہیں ممکن ہوں مجرا ہیں تربت ہو تو ہو

اوس پری پیکر کو کیونکر انس ہو انسان سے
کچھ مروت ہو تو ہو کچھ آدمیت ہو تو ہو

عشقبازون کی کہین دنیا مین شنوائی نہین
ان غریبون کی قیامت مین سماعت ہو تو ہو

دل گرفتہ ہون پہونچکر بارگاہ خاص مین
اس رسائی کی خوشی تیری زیارت ہو تو ہو

یون تو ہوتے کچھ نہین بیڑا گنہگارون کا پار
بندہ پرور موجزن دریاے رحمت ہو تو ہو

سب طرح کی ہی مجھے تیری کریمی سے امید
یاس دل کو ہی تو ہو برگشتہ قسمت ہو تو ہو

دردمندون کی دعائین یون ہی ہونگی مستجاب
دستگیر انکا جو تیرا دست قدرت ہو تو ہو

بیقراری سے شب ہجران کی مشکل ہی نجات
اس بلا سے انکو چھٹکارا جو رحلت ہو تو ہو

یار پہلو مین نہین آرام آسکتا کس طرح
استراحت کا مزا جب دل کو راحت ہو تو ہو

دیکہنا تیرا شب معراج مین ممکن نہین
بندہ عاجز ہی بیان تیری مشیت ہو تو ہو

مین تجھے او شوخ سمجھا ہون کدورت سے مین صاف صاف
آئینہ سے ہی دل مرا اونکو کدورت ہو تو ہو

بشر کی جان سے لیتے ہو ایسا آزما لیتے ہو
تمہین جو چاہتا ہو خاک مین اوسکو ملا دیتے ہو

تمہارے سے ہمان ہین کیون ہمارا دل کہا لیتے ہو
اولٹ دیتے ہو پردہ بے نیازی کیا جتاتے ہو

جہان مین حشر ہوتا ہی نہ جسدم آہ کرتا ہی
زمانے کو ہلا دیتا ہی جسکا دل ہلا دیتے ہو

برابر بہ ہی یہ تمام دم کی آمد و شد کا
بشر کے جسم مین تم روح ہوکر آتے جاتے ہو

دعائین مانگ کے روز قیامت کو بلایا ہی
کسے ترسلاتے ہو دیکہین کسے جلوہ دکہاتے ہو

خدا گویائی دے انکو تو یہ جہوٹ لالہ و گل سے
شہیدان ادا کے خون مین کیا تم نہاتے ہو

بہانہ نیند کا ہی ہین صریحا نیم باز آنکہین
ہمارا دل اولٹ دینے کو تم جادو جگاتے ہو

نہ مجھ مین جان ہوتی ہی نہ دل قابو مین ہوتا ہی
کلیجے پر چھری پڑتی ہی جسدم یاد آتے ہو

سحر تک چھپتے ہو کسکے خیال روے روشن سے
چراغون کی طرح کیون ای ستارو جھلملاتے ہو

ختن حمام ہوتا ہی جو زلفین دہولی جاتی ہین
نہاتے ہو تو عطر مشک کا دریا بہاتے ہو

جلا دیتے ہو اسکو دیکھ لیتے ہو جو پروانہ
لگاتا ہی جو لو تمسے چراغ اوسکا بجھاتے ہو

مجھے بھی تنگ ہون پر تمہاری پیار آتا ہے
کلیجے سے لپٹ بہی جاؤ کیا شرماے جاتے ہو

شگوفے سے شگوفے چہوڑتے ہو باغ عالم مین
عجائب رنگ دکہلاتے ہو کیا گل کہلاتے ہو

سمجھتا ہوں غم الفت کو میں ارمان سے بڑھکر | بہت محظوظ ہوتا ہوں جو میرا دل دکھاتے ہو

شرف کیا نزع میں ہے رین لگاوٹ تمسخر کی باتیں
ابھی تو دم نکلتا تھا ابھی تم مسکراتے ہو

دلوں سے عشق نے چھینا ہے اختیاروں کو | خدا ہی ہے جو قرار آئے بیقراروں کو
جہاں سے انکو اٹھالو یہ خاک چھان چکے | بس اب نہ ٹھوکریں کھلواؤ جاں نثاروں کو
سمجھ کے کیجیو غصہ تمہاری رحمت نے | امیدوار کیا ہے گناہگاروں کو
شفق جو شام کو پھولی تو یہ یقین آیا | کہ سرخرو وہ کریگا سیاہ کاروں کو
عجب عجب تری قدرت نے رنگ دکھلائے | کہ مشت خاک سے پیدا کیا نگاروں کو
شہید ناز ترے خاک اگر ہو جاتے | جہاں میں جا ہی نہ ملتی کہیں مزاروں کو
قمر نے جو دیکھیں شب کو تمہاری افشاں کی | تمام رات نچھاور کیا ستاروں کو
یہ کیا ستم ہے کہ پرساں کوئی نہیں ہوتا | حلال کرتے ہیں ظالم خدا کے پیاروں کو
خدا ہی حافظ و ناصر ہے بزم گلشن کا | گلوں نے دی ہے جگہ پہلو میں خاروں کو
نہ مرنے والوں کی پروا ہوئی نہ زندوں کی | نہ بیخودوں ہی کو پوچھا نہ ہوشیاروں کو
دلوں کو شیفتگاں کے کیا تو ہے نخچیر | کہ ہوگئے ذبح کردے جو ان شکاروں کو
یہ پرورش یہ رحیمی تجھی کو زیبا ہے | دیئے بہشت کے حلے گناہگاروں کو
اوسی کے ہم ہیں ہمیں بھی ہے آسرا اوسکا | نوازتا ہے جو اپنے امیدواروں کو
لرز گیا میں ترے ناز بے نیازی سے | ملا کے خاک میں مٹوا دیا ہزاروں کو
پتا نہیں ترے دیوانوں کے بگولوں کا | ہوائے شوق کدھر لیگئی غباروں کو
ستمگروں سے سفارش ہماری کرتے ہیں | جزائے خیر دے اللہ دوستداروں کو
ہوا جو گور غریباں سے وسوسہ انکو | نشاں مٹا دیئے گروا دیا مزاروں کو
گلوں کی سیر کو کہتا ہوں تو وہ کہتے ہیں | لہو تو روتے ہو دیکھو جگر فگاروں کو
بسی تمہاری جو خوشبو تو پھر نہ کملائے | بہار و رنگ نے چاہا گلوں سے [illegible] کو
اجل جو شہر خموشاں میں لیگئی ہمکو | نہ ہمسروں کو نہ پہچانا [illegible] [illegible] [illegible]

طلب فرشتون سے ہے دفتر قیامت کی
خدا نے یاد کیا ہے گناہگارون کو

تو رکھو دولت دیدار سے انہین محروم
بڑی امید ہے تم سے امیدوارون کو

شرف نکل گئے گو سون جنون کے عالم مین
جھپٹ کے روک لین دوڑائیے سوارون کو

کھولتے مضمون ثنا و شنا دہم سنتے بیان آرزو
اوسکے نیاز مند ہین جو کہ ہے جان آرزو

اسکی مدد سے پہونچے ہم دلبر بے نیاز تک
عرش پہ ہمکو لیگئی شوکت و شان آرزو

یار کا جلوا دیکھنا ہوگا نصیب کب ہمین
پوچھتے اتنی بات اگر ہوتی زبان آرزو

چاہیے تجھکو ہوگئین یار ہزارون حسرتین
دلمین ہمارے دیکھ لے نکلی ہے کان آرزو

آنکھین نزول کین مری یار کے انتظار مین
دل جو بنا تو ہوگیا چین سے مکان آرزو

عشق مین یار کہا کے ہم کرتے ہین شکر و سلیم
سمجھے ہوئے ہین اسکو ہم نعمت خوان آرزو

دل سے مری جو دوستی کی تہی سو وہ نباہ دی
اور طرف نہ رخ کیا واہ ری آن آرزو

چار طرف سے ہے یورش حسرت و شوق و ذوق کا
دل ہے مرا گھرا ہوا اب تو میان آرزو

صاحب فوج داغ دل حسرت عشق سے ہوکے
آہ و فغان کو سمجھے ہم طبل و نشان آرزو

مین ہوا اوٹھا جہان سے اوٹھ گئی ساتھ عاشقی
بعد مرے نہ کچھ رہا نام و نشان آرزو

حسرت و یاس و رنج و غم دھیان مین آئینگے نہ ہم
جان پہ کھیل جائینگے ہم ہین جوان آرزو

جلوہ مجھے دکھا دیا رخ سے نقاب اوٹھا دیا
مجھسے بہت وہ خوش ہوے سنکے بیان آرزو

یار کا دھیان آتے ہی پھر نہ رہی کوئی ہوس
دلمین ہوا مقام ہو ہو کے گمان آرزو

ہوتے ہین باغ باغ وہ آتی ہے بو جو عشق کی
داغ کو گل سمجھتے ہین مرتبہ دان آرزو

سمجھین قضا کو زندگی اونپر اگر پھری چھری
ڈہونڈتے ہین تری خوشی شیفتگان آرزو

دل کا کیا تھا حال نظم شعر کہے ہین درد خیز
داد تو دیجے اے شرف ہوتے ہین جان آرزو

بہتے ہین سر زلف گرہگیر مین آنسو
کیا مجھکو جکڑ دینگے زنجیر مین آنسو

سینے پہ ٹپکتے ہین تو پڑجاتے ہین ناسور
بالی ہین کہ تیزاب ہین تاثیر مین آنسو

کہتا ہون جو مین عالم رویا کا فسانہ
رقت کے سوا یار کا نظارہ نہین ہے
زندان مین جو اک روز مین دل کھول کے رویا
مانی نے جدا تیرے مرقع سے جو کھینچا
کیون سکتہ وحسرت نے نظر بند کیا ہے
دل اوسکا بھر آیا جو چھری پھرتے مین مجھ پر
حیرت ہی مجھے کیون مری رقت نہین تھمتی
کرتا ہون بیان کثرت رقت کا جو اپنی
مردم کو ہوا حسرت دیدار کا منصب
جب دولت دیدار کی حسرت مین بہائے
گھبراتا ہون لیتا ہون جو مین نام خدا کا
افسوس نظر ضعف نے رقت کو لگائی +

یوسف کے ٹپک پڑتے ہین تعبیر مین آنسو
نکلے ہین مری آنکھون کی تقدیر مین آنسو
سیلاب ہوے خانۂ زنجیر مین آنسو
بھر آئے مرے دیدۂ تصویر مین آنسو
اندے گئے ہین کونسی تقصیر مین آنسو
صیاد کے بہنے لگے تکبیر مین آنسو
کیا میرے ڈبونے کی ہین تدبیر مین آنسو
آتے نہین گنجائش تقریر مین آنسو
معمور ہوئے آنکھون کی جاگیر مین آنسو
داخل ہوے وہ غیب کی توفیر مین آنسو
دل ہل کے نکل پڑتے ہین تکبیر مین آنسو
آنکھون سے نکلنے لگے تاخیر مین آنسو

فردوس مین رولون گا شرف اتنہی روتی
بہتے ہین جو میرے غم شبیر مین آنسو

خدا پہ چھوڑ دو مجھکو مری دوا نہ کرو
کیا ہی عشق کا دعوی حلال کر ڈالو
وہ شب کو کہگئے ہین تم جو ہم پہ مرتے ہو
کوئی غریب جو آئے اوسے دلاسا دو
حجاب اوٹھا دو اولٹ دو نقاب چہرے سے
کرو نہ ضیق مین دم اپنے عشقبازون کا
بڑا کریم ہے یارو وہی کریگا کرم +
تمہارے گرد رہیگا یہ ہوکے پروانہ
دیا ہے اوس شہ خوبان نے حکم زندون کو

مسیح دم بھی اگر دے تو التجا نہ کرو
گناہگار ہو نہین خوف خونبہا نہ کرو
تو دلمین رہنے دو چرچا تو جابجا نہ کرو
دعائین لو کسی مظلوم پر جفا نہ کرو
حیا کا سن ہی نہین ہو ابھی حیا نہ کرو
مسیح ہوکے مریضون کو دق کیا نہ کرو
سوا خدا کے کسی سے بھی التجا نہ کرو
قمر کے سامنے معشوقیت ادا نہ کرو
مرے ہوون کی طرح عرض مدعا نہ کرو

بتا کے مجھ دل آوارہ سے چھٹو دل
دغا کی جو نہین اسمین کبھوی نہ ٹھہر سکی +
نفس کی جان ہون شک تہ پری ہوت کا عاشق
مزا ہے مجھکو لتشق مین جانفشانی کا +
رکھے ہے تمہاری بلا سوگ مرگ عاشق کا

غریب و بیکس و مظلوم سے دغا نہ کرو
پے شوخی و رنگینی حنا نہ کرو
اسیر شوق و ہوس ہون مجھے رہا نہ کرو
جفا و جور کرو شفقت و وفا نہ کرو
بناؤ مہندی لگو گیسو تمہین شانہ کرو

سنبھالو دل کو ذرا اپنی سانس ٹھہراو
شرف وہ آتے نہ ہوویں ابھی قضا نہ کرو

جان آرائش وہ گلگون پیرہن کیونکر نہو
تنگ گو سے تنگ وہ غنچہ دہن کیونکر نہو
بوے گل جس سے بسی وہ گلبدن کیونکر نہو
غم مین بلبل کے عزا خانہ چمن کیونکر نہو
کیونکر آنکھون مین کھب جائے نفاست یار کی
کوئی صورت شہر خاموشان مین حسرت کی نہیں

واہ ری خوشبو تری اللہ ری شہرا مزاج
حق کو ہی منظور اوسکی سرخروئی کی نمود
عاشقون نے جڑ دیے ہین لعلہاے لخت دل
پاک دامانی نے دھبا تک نہیں پڑنے دیا
ہو رہی ہے گرمی رخ سے پسینہ اور بھی
بھر گیا دل مارے غم کے جسم مین سب لگ گئین
گور مین تنہا پڑے ہین جشن کرتے تھے وہان
میری تربت مین بچھا ہی قدرتی پھولونکا فرش
کھینچتا ہے روز کا نقشہ مجھے شوق جنون
جس شہید ناز کے زخمون سے جاری ہو لہو

لوسکی صورت ہی ہر شے کی پھبن کیونکر نہو
لاجواب اوسکا لقب ہی کم سخن کیونکر نہو
پھول سا مکھڑا ہے غنچہ سا دہن کیونکر نہو
جامۂ گل اوسکی میت کا کفن کیونکر نہو
چاند کا عالم ہی چندن سا بدن کیونکر نہو
ملک ویران مین پریشان بے وطن کیونکر نہو
اس نفاست پر تصدق یاسمن کیونکر نہو
لالہ کہسار خون کو ہکن کیونکر نہو +
بے بہا اوس نازنین کا لوزتن کیونکر نہو
پھر ہرا کافور سے اوجلا کفن کیونکر نہو
اس ستم کی دھوپ مین کالا ہرن کیونکر نہو
چل بسے آقا تو برباد انجمن کیونکر نہو
گلشن ایجاد کا رنج و محن کیونکر نہو
گل ہزارون لپٹے ہین گلگون کفن کیونکر نہو
دھجیان اوڑا وڑکے ترشے پیرہن کیونکر نہو
قبر مین باغ و بہار اوسکا کفن کیونکر نہو

سرخی و سبزی طلسم حسن و ہر گل دلفریب
بلبل بیتاب عشق پلے سے چمن کیونکر نہو
دم شہیدوں میں نہیں ہے نشتر زخمونکا لہو
گل جو مرجھا گئے تو پژمردہ چمن کیونکر نہو
ناز برداروں میں ناز بے نیازی کے ہوئیں
آرزو تیری مجھے اے جان من کیونکر نہو
سیکڑون ہی صیاد حسن سے روز اوڑ جاتی ہین دل
پھر قدر انداز وہ ناوک فگن کیونکر نہو
بیکسی نے آبپاشی گور پہ ہونے نہ دی
آبدیدہ میرے غم میں گورکن کیونکر نہو
سیکڑوں پروانے گردش میں ہیں پیدم پر جلے
شمع کا لبریز اشکوں سے لگن کیونکر نہو
نالہ ہاے بلبل شیدا کی پروا تک نہیں
گریہ شبنم پہ ہر گل خندہ زن کیونکر نہو

خوش نہ آئے میوہ فردوس جسکے سامنے
اے شرف نایاب وہ سیب ذقن کیونکر نہو

مست ہو ڈھونڈتی ہے اپنے طلبگاروں کو
بوے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو
کر چکا ذبح جو صیاد گرفتاروں کو
بہشت پر اوڑ گئے ڈہونڈنے گلزاروں کو
اپنے بیگانے مرے واسطے برسوں روئے
غم حریفوں نے کیا داغ رہا یاروں کو
جنبش بلبل کے جو صیاد نے پر نوچے ہیں
یاس ہے حسرت پرواز سے پروانوں کو
مرحبا ہے ترے نخچیروں کا کیا کہنا ہے
جگر و دل میں جگہ دیتے ہیں سوفاروں کو
میرے صیاد کی آمد سنتی گلچین نے
خون بلبل سے رنگا باغ کی دیواروں کو
کون تھی ابر سیہ پوش ہے جسکے غم میں
سالہا سال سے روتا ہے یہ کن پیاروں کو
دھوم یہ گرمی بازار قیامت کی ہے
میرے یوسف نے بلایا ہے خریداروں کو
بعد الحمد اوٹھا پھول سے ہلکا ہوکر
میرے تابوت نے تکلیف نہ دی یاروں کو
موت کا بار اوٹھانے کے لیے ہیں موجود
ضعف نے دی ہے وہ طاقت ترے بیماروں کو
چٹکیوں کے ترے ایسے مرے دل میں ہیں نشان
جیسے ترکش میں ہم رکھتے ہیں سوفاروں کو
جو پڑے سوتے ہیں اونکو تو نہیں چونکاتے
گور میں بھیج کے سلواتے ہو بیداروں کو
موجد گلشن عالم کی مشیت کیا تھی
پہلوے گل میں جو آباد کیا خاروں کو
جھے شیر اشکوں سے کیا میرے مقابل ہوگی
کاٹ جائینگے کوئی دم میں یہ کہساروں کو

آمد آمد ہے ترے شہر مین کس وحشی کی
بند رہنے کی جو تاکید ہے بازارون کو

غل سواری مسیحا کا طلب مین جو ہوا
آمد آمد سے شفا ہوگئی بیمارون کو

ایسی الفت تھی تو صیاد نہ چھوڑا ہوتا
رو رہا ہے جو رہا کرکے گرفتارون کو

ایڑیان شربت دیدار کی خاطر رگڑین
مار ڈالا ترے پرہیز نے بیمارون کو

درد دل بھی انھین صیاد نے کہنے نہ دیا
رہ گئے مرغ قفس کھول کے منقارون کو

لین گے شاید وہ کسی کشتۂ بیکس کا قصاص
جا بجا باندھ کے لٹکایا ہے تلوارون کو

لوگ اوٹھتے ہوے قبرون سے چلے جاتے ہین
کرنے پرسش کو بلایا ہے گرفتارون کو

رحم آنے کو ہے لاریب اگر آینگے وہ کرم
دیکھتے رہین جو کن انکھیون سے گنہگارون کو

سیکڑون ہوگئین شرما کے نگاہین نیچی
اے شرف پیار سے دیکھا جو ہم ستمگارون کو

صیاد سے کیا خاک کہون سیر چمن کو
پلکین مری ٹکوائین ہین سلوا کے دہن کو

قسمت مین بہار آئی ہین پھر جاؤن وطن کو
اللہ کرے بھول مرے داغ کہن کو

ہر سال بہار آکے بساتی ہے چمن کو
اک ہم ہین کہ پھر آنکھ سے دیکھا نہ وطن کو

برسون سے ہین ترسے ہوے اوس غنچہ دہن کو
اللہ دکھائیگا تو دیکھین گے وطن کو

اسے بیوطنی ہم نہ بسائینگے چمن کو
پھٹتا ہے جگر یاد جو کرلیتے ہین وطن کو

اتنا جو نقاہت نے گھلایا ہے بدن کو
کس طرح سنبھالونگا جو پہنونگا کفن کو

جھنکوائے کوئین سکڑون چاہ ذقن کو
ناپید کیا ہمکو دکھایا نہ دہن کو

ہمراہ صبا کے جو ترے کوچے مین آئی
خوشبو سے چمن بھول گئی اپنے چمن کو

بجلی کی طرح آکے کلیجے سے لپٹ جا
دل ڈھونڈھ رہا ہے ترے بیساختہ پن کو

شہرت تھی تمھاری ابھی ناوک فگنی کی
چھوڑے تو ہمین تیر جو مارا تو ہرن کو

اک بات اگر عیسی نفسی یار سے کہے آکے
مردون کو جلایا ہے جو کھولا ہے دہن کو

اشکون کے سبب پینے کا کیونکر ہوا آزار
آنکھون سے اوجڑتے ہوے دیکھا ہے وطن کو

بچھا بھی نہ ہوگا کوئی نخچیر وفادار
تیرون کے لیے پر دیے ہین صید فگن کو

اے یار ترے شربت دیدار کے پیاسے
انبوہ قیامت کو بھی پامال کر گئے
کیا شان کریمی ہے ملے خلد کے حلے
دم بھر مجھے آرام دے اے گور کی منزل
نکھرے گی نہا کر کسی پروانے کی میت
لیجاتے ہین جانسوز چراغ اس سے جلا کر
میت ہین جوانی کے لئے روح ہے بیتاب
خوش ہوتے ہین غم کھا کے ترے چاہنے والے
خوشبو جو مہک جاتی ہے رحمت کی تمہاری
کیونکر نہ وہ ٹھہرائین تلون سے تمہارے
دم ہونٹون پہ ہے دولب جان بخش کا بوسہ
خونریزیون کو کہتے ہین کیا رنگ اڑا ہے
لاریب گرا ہے کوئی گل شمع کا اس مین
دامن مین ہزارون کے بھرے ہین گل تر
صحرا مین جو یاد آتی تھی خوش چشمی تمہاری

منہ پھیر لین دیکھین نہ کبھی اس دلبن کو
سیکھے ہین جوانی سے اس آفت کے چلن کو
میت مری محتاج تھی دنیا مین کفن کو
ہون تازہ مسافر بھی چھوڑا ہے وطن کو
ہر شمع نے اشکون سے بھرا ہے جو لگن کو
اب تو یہ ترقی ہے مرے دل کی جلن کو
چہرے سے مرے کون اولٹتا ہے کفن کو
راحت سے سوا جانتے ہین رنج و محن کو
آنکھون سے نکیرین لگاتے ہین کفن کو
پہنا کے جنھین تاج چھڑایا ہے وطن کو
حسرت نہ رہے رکھ لو ہمارے بھی سخن کو
جانباز ترے دھیان مین لاتے نہین ان کو
پروانون کے لشکر نے جو گھیرا ہے لگن کو
کس غنچہ دہن نے یہ لٹایا ہے چمن کو
روتا تھا کلیجے سے مین لپٹا کے ہرن کو

قاصد جو کہے آکے مبارک ہو وہ آئے
بھر دون مین شرف موتیون سے اوسکی دہن کو

مرقع غم کا دکھلاتا ہون حسرت زدہ دل کو
رہیگی اوسکی تربت مین کوئی وقت محل کو
نشان انسان کا رہتا نہین شہر خموشان مین
لہو پر جائیگا خونریز کھلاؤ گے عالم مین
ہماری آنکھ کی پٹی جو وقت نزع کھلجاتی
کوئی تھا غش مین بیدم تھا کوئی تھا وجد مین کوئی

کلیجے سے لگائے رو رہا ہون نیم بسمل کو
اولٹ دیگا جنون مجنون کا اے لیلی ترے دل کو
مسافر خاک مین ملجاتے ہین طے کر کے منزل کو
نہ چھوڑو نیمجان زیر قدم مرنے دو بسمل کو
خوشی سے دم نکلتا دیکھ لیتے اپنے قاتل کو
عجب عالم مین دیکھا ہم نے جا کے اوسکی محفل کو

لپٹ کر تربت مجنوں سے لیلی رو کے کہتی تھی
 تری تربت پہ صدقہ کرکے پھینکوں دونگی محمل کو
ہمارے خون ناحق کی خوشی حیدن وہ کرتے ہیں
 دیا کرتا ہے حق پھر دولت مبارکباد باطل کو
اڑائے جائینگے زخم اوسکے شاید غنچہ و گل سے
 کیا ہی یاد گلشن میں جو اوسنے اپنے گھائل کو
کرینگے وقف تصویر خانہ اپنی رحمت کا
 وہ جس دم سرفرازینگے گنہگاروں کی محفل کو
کوئی پرساں نہیں میرا خدا جانے ہیں کن کن کو
 نہ ظالم ظلم کرتے ہیں نہ رحم آتا ہے عادل کو
خدا عالم ہے شاہد ہے شب تنہائی کا صدمہ
 کلیجا منہہ کو آیا ہے مسوسا ہے جہاں دل کو
جمال اسے یار دکھلا جا کہ میں دنیا سے رخصت ہوں
 دم آنکھوں میں ہے اٹکا سہل کر جا میری مشکل کو
نظر آتی تھی تصویر یا اوسکو اپنے ذبح ہونے کی
 یا چھری پھیری تھی اوسنے آئینہ دکھلا کے بسمل کو
ہوئی ہے تقویت دل کو شفا کی بو مہکتی سے
 یہ کسنے نخلخہ سنگھا ہے مجھ بیہوش و غافل کو
اٹھا کر دولت دیدار مالامال اسے کر دو
 مراد دل خوشی ہو ہو کے دو بلوا کے سائل کو
خدا صیاد سے سمجھے اوڑا لے اسکو دنیا سے
 قفس کے گرد چھریاں رکھ کے سہمایا عنادل کو

لیا دل فکر کو دنیا کو چھوڑو ہیچ ہے دنیا
 کرو آباد چل کے ای **شرف** بنیاد منزل کو

خدائی میں چھپا دوں میں کیونکر اپنی قسمت کو
 کہاں ڈھونڈوں کریمی و عطا ہو خود بدولت کو
نہیں وہ دھیان میں لاتے کے تصویر ونکی حیرت کو
 کہ اپنی آنکھ سے دیکھا کیے ہیں میری حسرت کو
چلی صحرا میں لیلا ڈھونڈنے مجنوں کی تربت کو
 لگا دی آگ محمل کو جگہ دی دلمیں وحشت کو
قیامت کا تمہیں بھی ناز معشوقانہ آتا ہے
 اولٹ دیتی ہو دل برگشتہ کر دیتے ہو قسمت کو
یہ ہونگا عمر بھر ممنون میں حسن تصور کا
 لگا یا ہے مرے دلمیں تری تصویر وحدت کو
تری حسرت میں غنچوں نے گریباں پھاڑ ڈالے ہیں
 لٹائے دیتے ہیں سب پھول اپنی اپنی نکہت کو
زہے کستی کیا ہے خون میرا درد ہجراں نے
 جو عادل ہو تو دکھلا دو مجھے اپنی عدالت کو
ہوا تو ہی تعشق اپنی ہمصورت سے تمکو بھی
 نہ دیکھو آئینہ جب جانیں اب ردکو طبیعت کو
وہ کم حسن ہیں ہیں مردہ سمجھ کے ڈر ہی جائینگے
 نہ اونکو دیکھنے دینا ہمارے نعش کی حالت کو
زمیں کوئی جاناں سے نمائش گل جو کرتے ہیں
 سپرد خاک وہ کرتا ہے کس کس خوبصورت کو

کسی شی کی جدائی مین کبھی ہمنے نہ خواہش کی
لبشر سے خود کہیگا راز اپنی کبریائی کا
مرےضیون سنے تری زور آزمائی کرکے دم توڑا
خبر لینے نہ آیا کوئی بھی گور غریبان کی
تمہارے چاہنے والے پریشان ہین قیامت ہین
وہ آکے پھر گئی اسنے نہ میری آنکھ کھلنے دی
ازل سے ہین رحیمی و کریمی تیری خصلت مین
ہمارا دل مرقع ہوگیا ہے آرزوؤن کا
بسر کرتے ہین غم کھا کے تری دیدار کے بھوکے
عیادت کو ہی آئے بیرخی بھی مجھسے کرتے ہو
نکوا اے جانجان ملنے کیا ہی تیری طاعت کا
تمہاری دولت دیدار مین دل بھر کے لوٹونگا

ہوس کی بیقراری کی جوجی چاہا تو رقت کو
یہ محبوب خدا ہوگا خدا راضی ہے خلوت کو
الٰہی وہ لہو تھوکین جو لوٹین انکی طاقت کو
جو اوس ظالم نے بھیجا بھی تو بھیجا یاس وحسرت کو
خبر کو ان گنہگارون کی بھیجا اپنی رحمت کو
کیا مردے سے بدتر مجھکو کیا کو سون مین غفلت کو
لٹا کے عاشقون کو کیون بگاڑا اپنی عادت کو
خدا جانے کیا ہے پیار کس خوبصورت کو
تصدق کرتے ہین اس قوت پہ وہ خوان نعمت کو
کنایہ ہی تو رخصت کا اشارا ہی تو رحلت کو
تشہد کو اذان کو سجدے کو نیت کو رکعت کو
کبھی تو سرفرازے گی کریمی میری قسمت کو

شرف جو عالم ارواح سے ہستی مین آتا ہے
اجل کو ساتھ کر دیتے ہین وہ اوسکی حفاظت کو

آتش اقدس کی ضبط سوز ای جانانہ دیکھ
عاشق و معشوق کو دیکھ اور خلوت خانہ دیکھ
بزم دنیا چھوڑ غافل گور کا کاشانہ دیکھ
دم جو نکلے پھر نہ رہجائے کسی کی آرزو
نقشے ہو جائین ہرن ای نرگس شیدا ترے
پھول سے قالب کو چھوڑا روح نے تیری لیے
شام سے اک دھوم ہے اے دل شب معراج کی
راہ کتراکے مری صحرا کی لیلا بھاگ جا
بیقراری دل کی کہتا ہون تو کہتا ہی وہ شوخ

شمع کی سر تاپی وجانبازی پروانہ دیکھ
کبریا و بندۂ ناچیز کا یارانہ دیکھ
جسمین رہتا ہی ہمیشہ جل وہ خلوتخانہ دیکھ
چار دن دنیا مین جسکو دیکھ مشتاقانہ دیکھ
آنکھین کھلجائین جو اوسکی نرگس مستانہ دیکھ
کیا مہم سر کی ہے اسکی ہمت مردانہ دیکھ
تو بھی پروانون مین جلکے محفل جانانہ دیکھ
دل اولٹ جائیگا تیرا تو نہ یہ ویرانہ دیکھ
اضطراب بلبل و بیتابی پروانہ دیکھ

تو جگائے تو ابھی خواب عدم سے چونک اٹھون
امتحان ہو جائے تربت مین ہلا کے شانہ دیکھ

اک نئی دنیا ہو پیدا خاک اوڑانے کے لیے
اے پری پیکر اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

صدمہ و راحت کا ادل ہے جو تجھکو اشتیاق
گل کو خوش دل دیکھ بلبل کو بیتابانہ دیکھ

جابجان گلزار ہوگا دل جہان کرتا ہون فغن
خرمن گل ہوگا یہ بوتا ہون مین اک دانہ دیکھ

لعل سے جو داغ ہے ہر لخت دل یاقوت ہے
عاشقون کا اے شہ خوبان جواہر خانہ دیکھ

کھدیا ہے اوسنے سر ادل جلانے کے لیے
پھونک دی اے شمع تو جس بزم مین پروانہ دیکھ

ایسا افسون سازیون کی سب کہانی بھول جائے
اوڑ گئی سیفی ہوا لکھ لیکے مرا افسانہ دیکھ

پیشکش کرنے جو لایا ہے سکندر آئینہ
اے شہ حسن آنکھ اوٹھا کر تو یہ نذرانہ دیکھ

کیا خطا کی ہے جو ایسی جان لی اے شاہ حسن
اوس سے لے جرمانہ جسکو قابل جرمانہ دیکھ

بولے وہ آئینے مین لہرا کے مجھکو اپنی شکل
حور اسمین جلوہ گر ہے نور کا کاشانہ دیکھ

جابجان ساری خدائی بھر رہی ہین کی ہو رہے
شہر اوجڑ جائین اگر تو جانب ویرانہ دیکھ

میری بیتابی پہ ہنستا ہے یگانہ ہو کے تو
اشک آنکھون مین بھرے ہین جانب بیگانہ دیکھ

آدمی ہے یا ہو ولیکن پاسداری چاہیے
رند ہو کر اوسکی خاطر کر جسے رندانہ دیکھ

لن ترانی دھیان مین ہرگز نہ لا اوس شوخ کی
اے شرف پردہ اولٹ کر تو بھی گستاخانہ دیکھ

حورون کے اشتیاق کا سودا ہے سر کے ساتھ
دنیا مین دم کے ساتھ ہے جائیگا سر کے ساتھ

طلعت شب وصال گیا اوس قمر کے ساتھ
یہان گل ہوا چراغ چراغ سحر کے ساتھ

سمجھے پڑتا ہون جو شب دوری یار مین
ہوتی ہے اوس دوا کو عداوت اثر کے ساتھ

دھوکا تمہاری نوک مژہ کا جو ہو گیا
باہر نکل پڑی رگ جان نیشتر کے ساتھ

صیاد ذبح ہو کے مین پہونچا مرا ہر کو
آوارہ بوئے گل ہے مرے پشت پر کے ساتھ

دنیا ہے ہیچ چند نفس کی ہے زندگی
رخصت ہے ساری بزم بھی شمع سحر کے ساتھ

کہون نہ چل جہان سے نوبت کو صبح کی
دنیا سے چل کھڑے ہوے فوراً گجر کے ساتھ

ہشیار اس سے رہیو مرا خط تلف نہو
جائے خدا کی حفظ و امان نامہ بر کے ساتھ

تڑکے سے حشر ہے شدنی اے شب وصال
نکلیگا آفتاب قیامت سحر کے ساتھ

ہمدرد کی جدائی گوارا نہو سکی
دل آنسوؤن مین بہ گیا لخت جگر کے ساتھ

عالم فریب ہے تری آنکھون کی موہنی +
ستھرا ہو گا چشم دو دن مین نظر کے ساتھ

للہ اوڑا کے باغ مین پہونچا دے اے صبا
اتنا سلوک کر تو مرے مشت پر کے ساتھ

اک دن گلا کٹیگا مرا تیغ ناز سے
ہوتا ہے واقعہ یہ قضا و قدر کے ساتھ

اے دل ہمارے طالع خفتہ جو جو کے نکلتے
سوتے لپٹ لپٹ کے ہم اوس سیمبر کے ساتھ

جاہ و حشم عروس بہاری کا دیکھنا
اوتری ہے آ کے باغ مین کس کروفر کے ساتھ

اے دل لٹک لٹک کے چلینگے وہ اور بھی
رہتا ہے ابتو طرۂ گیسو کمر کے ساتھ

کہتے ہین وہ جھروکے سے دیکھ کے گھر گیا
کیا ٹکٹکی لگائی ہے دیوار و در کے ساتھ

بس شاد ہو چکے غم ہجران سے اے شرف
صدمہ ہے دل کے ساتھ بکا چشم تر کے ساتھ

اوس پری تک جائین جب چاہین مگر کیا فائدہ
مفت مین کھیلین جو اپنی جان پر کیا فائدہ

جا کے جیسے گھر سے زندہ نامہ بر پھرتا نہین
ایسے قاصد کی منگانے سے خبر کیا فائدہ

ہو نہین اے صیاد وہ بلبل نہین جسکا جواب
پرورش کر کے نوچنے سے اسکے پر کیا فائدہ

کیون ملے تھے پہلے تم مجھسے جو اب ملتے نہین
کیا ضرر اب ہو گیا تھا پیشتر کیا فائدہ

حشر تک بھی اسکا سایہ مجھ تک آنے کا نہین
گور پر یارو لگانے سے شجر کیا فائدہ

باب زندان ہے مقفل غل کوئی سنتا نہین
قید ہو ٹکرا رہے ہو تم جو سر کیا فائدہ

نزع مین کھالی ہے جھوٹی نوشدارو یار کی
دیکھئے کرتا ہے اب اسکا اثر کیا فائدہ

دو دن رونق ہے جہان مین جلوہ گر باہم جو ہو
اس جدا رہنے سے اے شمس و قمر کیا فائدہ

کیا ملیگا تمکو کیا اللہ کو دوگے جواب
باندھنے سے خون ناحق پر کمر کیا فائدہ

گل ہی کردیگی صبا کو رحم آنے کا نہین
جھلملانے سے اب اے شمع سحر کیا فائدہ

وقت بھی ہو کے رہیگا داغ کامل کا فروغ
خاک تم جو ڈالتے ہو چاند پر کیا فائدہ

یار آتا ہے پھری جاتی ہے کیون آنکھون سے تو
اتنی بیتابی سے اے تاب نظر کیا فائدہ

گور مین جانا پڑیگا ہستیٔ موہوم سے
پاؤن پھیلانے سے ہنگام سفر کیا فائدہ

پھڑپھڑاتا ہی جو دل کے واسطے اے دل کہان
صبر کر اب لوٹنے سے اے جگر کیا فائدہ

درد دل کو فائدہ حسرت سے ہونے کا نہین
ڈھونڈنے سے پر اثر شعرین اثر کیا فائدہ

ہان و نذر راہ خدا مین وہ کہ عقبیٰ پاک ہو
ای شرف سجا لٹا دینے سے گھر کیا فائدہ

پری سی شکل کا تیری ازل سے ہو گئین دیوانہ
گل رخسار کا بلبل ہون شمع رخ کا پروانہ

چراغ حسن کا اوس گل کی جو سنتا ہی افسانہ
پھڑک جاتا ہی دم اوڑ جاتا ہی دل [illegible]

جنون ہوتا ہی انسان کو تو ہوش آتا ہی ویرانہ
اولٹ جاتا ہی دل جسکا وہ ہو جاتا ہے دیوانہ

جسے کچھ ہوش ہو اوس پر نگاہ مست ڈالو تم
مین دیوانہ ہون مجھکو دیکھتے ہو کیا حیرانہ

بلالو خاص محفل مین بہی ہمسے جہان گرد رندان کو
غریبون کو بہی دکھلادو شکوہ بادشاہانہ

اگرچہ کشت وخون ہی کو ہو قاتل مین تو اوسکو کیا
جو خود رفتہ ولا ور ہین چلے جاتے ہین [illegible]

کہی اوسنے جو دعوت کو عداوت اوس سے کرتے ہین
لہو اوسکا گھٹاتے ہین پڑا پاتا ہے [illegible]

لباس سرخ پہناکے جو مانگ اونکی سنواری ہے
پڑی ہی جسم لاشہ مین [illegible]

نکل پڑتے ہین اکثر ڈبڈباتے آنکھ سے آنسو
چھلک جاتا ہی جب لبریز ہو جاتا ہے پیمانہ

نشیلی چال پر کرتی ہین جو حین جدا سے قاتل
چھما دیتی ہے کشتون کو تیری رفتار مستانہ

نیا سودا ہی بازار محبت مین جو بکتا ہے
تو اوس سودائی کو داغ جگر ملتا ہی بیعانہ

نہین ملنے کی قدر و منزلت گنج شہیدان کی
رہیگا حشر تک گلزار سے بہتر یہ ویرانہ

سحر تک اونکی محفل مین یہ میرا حال رہتا ہی
ٹپکتا ہون مین سرا پا تڑپتا ہے جو پروانہ

کریگا مرغ جان پرواز تڑپ کے میری محفل سے
بسیرا ہے چمن مین آشیانہ ہے نہ کاشانہ

مشرف ای شرف تم ہوگے مولا کی زیارت سے
خدا کی بہی مدد ہو گی اگر ہمت ہے مردانہ

ہم شبیہہ یار ہے تصویر پشت آئینہ
ہو گئی ہے یا پری تسخیر پشت آئینہ

زانوؤن پر اوسنے رکھا ہی اوسے منصب یہی ہے
خاص خلوتخانہ ہے جا گیر پشت آئینہ

کھل گئی قلعی تو قدر اوسکی کسی نے پھر نہ کی — خاک مین سب مل گئے اکسیر پشت آئینہ
طوطی و بلبل بنا کے کیون بنائی صید گاہ — کاش دل کرتے ہمرا نخچیر پشت آئینہ
جا کے اوس خود بین قت خود نما سے پوچھتا — بولتی ہوتی اگر تصویر پشت آئینہ
دیکھکر مجھکو وہ چھپ جاتے ہین اوسکی اوٹ مین — واے مین حیران خوشا تقدیر پشت آئینہ
جہلکنے جاتا ہون جب سودائی جب ونکا سنگ — غل مچانے لگتی ہے زنجیر پشت آئینہ
اپنے چہرے کی طرح دکھلادے مجھکو شکل یار — کونسی ایسی کرون تدبیر پشت آئینہ
واہ واری شان اوسکی واہ ری اوسکا وقار — ہاتھ مین اوس گل کے اس گیر پشت آئینہ
آخرش سمجھے سوا اپنی رگ جان سے اوسے — ایسی دل مین کھب گئی تحریر پشت آئینہ
رکھ لیا جسوقت زانو پر اوٹھا کے یار نے — تخت اسکندر ہوئی تقدیر پشت آئینہ
اسقدر سہما مین نقشہ صید گہ کا دیکھکر — دل نے یہ جانا کہ آیا تیر پشت آئینہ
آئینہ رکھا جو اوس قاتل نے آڑا بزم مین — ہر نگر کو سمجھے ہم شمشیر پشت آئینہ
تھین ادودہر اعجاز کی باتین ادہر آئی صدا — سمجھے محویت مین ہم تقدیر پشت آئینہ

آرہی تھی معشوق سے قلعی چھڑا کے پھینک دی
خوب سوچے اے شرف تقدیر پشت آئینہ

نکلے ہین موج عشق مین اک آشنا کے ساتھ — جاتے ہین ڈوبنے کے لئے ناخدا کے ساتھ
دل بھر پھڑا رہا ہے جو آہ رسا کے ساتھ — رخصت طلب یہ صید ہے تیر قضا کے ساتھ
روز ازل سے پیسے ولا آب و گل مین ہے — کیونکر مری سرشت نہوتی وفا کے ساتھ
اسے بوے گل قفس مین تڑپائیو مجھے — معلوم ہو نہ راہ تو آنا صبا کے ساتھ
سمجھے وفا کی بو کو وہ خوشبو سہاگ کی — بھیجا جو خون دل او نہین عطر حنا کے ساتھ
کیا مال سلطنت ہی فقیری کے سامنے — شاہی ہے او سطرف تو خدا ہی گدا کے ساتھ
کیا اسی مین جان تھی جو یہ کرتی سب مجھے فنا — ہوتی اگر نہ تیری حکومت قضا کے ساتھ
غافل نہ ہم ہی سے پہ مجھے اپنے جانیو — واماندگی مین بھی ہون تری نقش پا کے ساتھ
بیدم پڑا ہوا ہون ہوس مین مراد کی — منت کو میری روح گئی ہے دعا کے ساتھ

اس ضیق کے علاج سے مرنا قبول ہے
گھلوا کے مجھکو زہر پلاؤ دوا کے ساتھ

ستھراؤ یار چاہنے والا نکما ہو گیا
شوخی سونے کی قضا تری اک اک ادا کے ساتھ

آیا ترس جو غربت و تنہائی پر مری
تربت مین بھی دیا تری حسرت نے آ کے ساتھ

دل لیکے جیسے بات نہ پوچھی مری کبھی
حسرت لیے پھری مجھے اوس آشنا کے ساتھ

سینچا ہے تیرے درد کے پیڑ اپنے خون سے
لپٹنے کو یہ ریاض کیا ہے حنا کے ساتھ

دیکھینگے اب کسیکو نہ وہ آنکھ اوٹھا کے بھی
مانوس ہو گئی نظر اونکی حیا کے ساتھ

پوچھا نہ اونکو اوسکی رہی بھی نے حشر مین
اعمال بد کیے تھے جو خلق خدا کے ساتھ

کب داغ دل کو پیس کے لگا حیران ہوئے
روز ازل سے لو یہ لگی ہے خدا کے ساتھ

اک بات اسمین پائی جو شوخی کی یار کی
ہمنے بھی اپنی جان لڑا دی قضا کے ساتھ

نسخہ جو درد دل کا منگایا کبھی شرف
تقدیر لائی ہے ایسی ہر دوا کے ساتھ

مرنا ہے تجھکو دور نہ اپنی قضا سمجھ
اک دن یہ واقعہ ... بھی ہوا سمجھ

یکتائی کی جو خوشخبری دی ہے عشق نے
اے یار تجھ غریب کی اسکو دعا سمجھ

اے دل تلاش انجمن یار مین ہے تجھے
پروانہ بھی ملے تو اوسے رہنما سمجھ

صحرا مین خوش ہین بھاگ کے ہم تیرے شہر سے
دیوانے ہو کے ہو گئی ہے کیا سے کیا سمجھ

کہتے ہین وہ جھروکے سے بیتاب تو نہو
ہم منہ چھپائیں تو اوسے شرم و حیا سمجھ

قصد کر کے جان لی مری تمنے شباب مین
کیا ہٹ تمہاری ہو گئی جو تم ہوگے نا سمجھ

اتنا استاع و مال پہ مغرور ہو نہ جا
بندے کو بندہ جان خدا کو خدا سمجھ

تیر نگاہ یار سے دل کو بچا لیا +
افسوس کر گئی ہے کہاں پر خطا سمجھ

میرا ریاض کیا ہے ترا کیا سلوک ہے
اے یار اس حباب کو دل مین ذرا سمجھ

تہمت لگا کے ہاتھ سے یوسف کو کھو دیا
چاہت مین ہو گئی تھی زلیخا کی کیا سمجھ

ایدل چمن سے کوچ گلوں کا قریب ہے
بلبل کرے فغان تو جرس کی صدا سمجھ

قاتل نے لا کے دار پہ تجھکو کیا ہے خوش
تھا اے شہید ناز یہی خونبہا سمجھ

صیاد جات بلب ہون قفس مین تمام ہوں / دم بھر اسیر اور ہون مجھکو رہا سمجھ
اے دل بتا تو کون بھروسا ہے سانس کا / رک جاتی ہے جو چل کے اسے وہ ہوا سمجھ

اکثر شرف کو جوش جنون سے جو آئے ہوش
پریوں مین پھر نہ جائیں اگر دے خدا سمجھ

رہیگی غنچے مین نکہت نہ گل مین بو باقی / یہ سب تجھی پہ سمٹنگے رہیگا تو باقی
تجھے قسم ہے جو رکھے قصاص تو باقی / چھری نہ روک ابھی نصف ہے گلو باقی
جمال نزع مین اے بے نیاز دکھلا دے / مرے بھی دل کی نہ رہجائے آرزو باقی
ہزار دھوئین وہ تیغ خوش آب کیا ہوگا / رہیگی اوسمین ہمارے لہو کی بو باقی
سوال وصل کیا تھا جواب صاف ملا / ستم ہوا نہ رہی جائے گفتگو باقی
ہمیشہ ناز وہ یوسف سے کرکے کہتے ہین / کنوئین مین گرکے بھی رہتی ہے آبرو باقی
ہوئی ہے روح کو نادیدہ آشنا کی تلاش / مرے پہ بھی ہے تمنائے جستجو باقی
خزان نے آکے قیامت کا قہر ڈھایا ہے / فضا کا نام نہیں ہے کنار جو باقی
کمی کریگا حنا بند یار کا پیوند / کلیجا چھلنی ہے رہجائیگا رفو باقی
خدا کے سامنے زخموں سے ہوگا پھر جاری / رہا سہا جو شہیدوں مین ہے لہو باقی
غضب کی ہوتی ہے عبرت اکیلے مدفن مین / ہوا اس ہی نہیں رکھتا مقام ہو باقی
عدم سے مانگنا رات عشق کی ہے طلب / سمجھ رہی ہے قضا سب سے کو بکو باقی
تمہاری ہیت جو پرستش کرونگا کعبے مین / جگہ نہ رکھونگا سجدون سے چار سو باقی
خجل کیا مجھے اوس خندہ زن سے رقت نے / کچھ آبرو نہ رہی اوسکی روبرو باقی

شرف کو ڈھونڈھ چکے سیر گاہ عالم مین
رہی ہے مجمع محشر مین جستجو باقی

آمد مرے کلیجے مین تیر نظر کی ہے / کیا مہربانی آج قضا و قدر کی ہے
اے دل ترا جو عزم ہے دنیا سے کوچ کا / کس سمت کا ارادہ ہے مرضی کدھر کی ہے
کہجاتے ہین وہ گور غریبان کو گھور کے / اولٹی ہوئی یہ صف مری ترچھی نظر کی ہے

باد صبا کے ساتھ جو نکلی ہے بوی گل / صیاد اسے تلاش مرے مشت پر کی ہے
کیونکر تمام ہو گی یہ اے دل شب فراق / حالت ہماری شام سے شمع سحر کی ہے
تیری پری سی شکل پہ کیونکر نہ غش کریں / قدرت خدا کی ہے کہ یہ صورت بشر کی ہے
کی ہے جو آکے شہر خموشاں میں بود باش / کس سمت کو یہ لوگ ہیں بستی کدہر کی ہے
اوٹھتا ہی لطف روح کو صبح بہار کا / خنکی مری لحد میں نسیم سحر کی ہے
بیٹھے ہیں تیری راہ میں ہو کر فقیر ہم / مسند کی آرزو نہ ہوس مال و زر کی ہے
پروانے مارے پاس کے جلتے نہیں ہیں یار / رخصت جو بزم یار سے شمع سحر کی ہے
غنچے سے تنگ ہی دہن اوس نازنین کا / باریک گل کی رگ سے گداز کمر کی ہے
دکھلا دے ایک بار تو دیدار یار کا / اللہ سے دعا یہ مری چشم تر کی ہے
زندہ جمیں جلوس ہے تیرا وہ گل ہے تو / ہے بہار گرد مرے رہگذر کی ہے
حسرت نہیں ہے نزع میں لیسین سننے کی / دل کو ہوس جو ہے تو تمہاری خبر کی ہے
تشبیہ جانچان رگ جان سے نہ دونگا میں / بندش کھلی ہوئی یہ تمہاری کمر کی ہے

دم بھر میں جانے والے پہونچ جاتے ہیں بطرف
منزل بہت قریب عدم کے سفر کی ہے

غربت میں میری نازل رحمت ہوئی خدا کی / رونے لگے ملائک اس عجز سے دعا کی
پوچھا ہے تھی الفت شیرین نے وہ ادا کی / جان اپنی دیدی جبدم فرہاد نے قضا کی
دل زلف میں پھنسا کر ابرو کمان کو تاکا / سچ تو یہ ہے کہ ہمنے کتنی بڑی خطا کی
اے دل فروتنی کی کیا قدر و منزلت ہے / پتھر سے سر پٹک کر آنکھوں میں اپنی جا کی
اللہ ہی نکالے طوفان غم سے دل کو / افسوس ڈوبتی ہے کشتی کسی آشنا کی
معشوقوں پر جو مرے دل کیطرح لپٹی ہے / اک دہوم اوٹھی ہوئی ہے خوشرنگی حنا کی
طاعت سمجھ کے تیری کرتے جو ہیں اطاعت / عادت پڑی ہوئی ہے تسلیم کی رضا کی
سے لہو سے بہتر عکس حنا نہو گا / تم سونگھ کے کھو گئے بو آتی ہے وفا کی
دنیا کو چھوڑ بیٹھا شاہوں کو تاج سمجھتے / با ہر بیان سے ہے ہمت ترے گدا کی

برہم ہے عاشقوں سے وہ بادشاہ خوباں
جو گل چمن میں مہکا مرجھاتے اوسکو دیکھا
ہیں دونوں دفن باہم صحرا میں قیس و لیلیٰ
دنیا سے مجھکو کھویا لوٹی مری جدائی
ہوتی نہیں رسائی اس اوج پر بھی دس تک

جلاد کی طلب ہے تدبیر ہے سزا کی
جب روح تن میں آئی عبرت ہوئی قضا کی
خلقت میں بھی جدائی سٹی تھی ایک جا کی
دم دیکے زندگی نے مجھسے بڑی دغا کی
شاہوں کو آرزو ہے پابوسی گدا کی

عشق میں شرف پڑے ہیں لیکن تری ہوس میں
آواز آرہی ہے دل سے بیا بیا کی

ہلینگے دل جو یہ روئینگے رفتگان کے لیئے
تباہی لائینگی نیرنگیاں جہان کے لیئے
چمن کو چھوڑ کے سب چل بسے خزاں کے لیئے
چمن رنگ رلتے جو دیکھا بلا لیا مجھکو
کسی مزے سے جہاں کی خبر نہیں ہوتی
قیامت آئی اوٹھو تربتوں سے ای یارو
شکار ہونے کی حسرت میں رشتۂ جاں نکلا
نکل رہا ہے مرا دم پر اس ہے دل کو
چمن میں کرتے ہیں گلچیں بہار کا ماتم
رہی رہائی کی حسرت پھڑک کے دم نکلا
وہ عشقبازوں کی دیکھینگے آج جانبازی
کہا تھا چپکے سے ملنے کو تم پہ مرتا ہوں
عروس گل کو وہ مہماں بلائینگے شاید
پہونچ کے قتل ہوے کوی یار میں عشاق
دل و جگر جو گئے دفن اپنے کشتوں کے
نگاہ کے نیر سے نکالیں جو ترچھی ترچھی کیت

ارادہ کرتے ہیں واماندگان فغاں کے لیئے
چمن میں ہوتی ہیں تیاریاں خزاں کے لیئے
روانہ ہوگئے گل ہم رہے فغاں کے لیئے
نجات ہوگئی بوسے جو آستاں کے لیئے
مٹا رہے ہیں شباب ایک نوجواں کے لیئے
کسی طرف کو چلو شور الاماں کے لیئے
بنا رہا ہوں میں چلا تری کماں کے لیئے
اداس صاحب خانہ ہے میہماں کے لیئے
اوڑا رہی ہے صبا خاک بوستاں کے لیئے
پھڑک پھڑک کے مرے اپنے آشیاں کے لیئے
بلائے جاتے ہیں جلاد امتحاں کے لیئے
سگائی جاتی ہیں جانیں مری زباں کے لیئے
رنگی گئی ہیں گلابی چھتیں مکاں کے لیئے
قیامت آگئی منزل پہ کاروان کے لیئے
بنا دیں قبر پہ دو تربتیں نشان کے لیئے
تو وہ اوبلی ہوئی چھریاں ہوئیں جہاں کے لیئے

بناؤن مین ترے گھر مین کبھی اے صیاد
اوڑا دون چمن کے صیاد سے مین بلبل کو
رہیگا داغ اونھین مجھ ناتوان کی میت کا
کبھی تو روح ہوتازی سنتے تو وجد کرے
شکار ہونگے عنادل لپٹینگے غنچہ و گل
ستارہے ہین نکیرین آکے تربت مین
بسا ہے خانۂ دلمین تصور اوس گل کا
یہ اوسکو نام سے اخلاص کے تنفر ہے

ہوا کے پر مجھے لا دے جو آشیان کے لیے
ثواب ہوگا جو بولونگا ... زبان کے لیے
بہت کرا ہینگے وہ اس ... استخوان کے لیے
یہ رہتے ہین تری ... داستان کے لیے
بہار آئی ہے صیاد و ... باغبان کے لیے
عجیب طرح کی قیامت ... سہان کے لیے
خدا نے بھیج دیا ... اس مکان کے لیے
سہاگ کا نہ لیا عطر ... کے لیے

جو ہمکو چاہیے تھا حق دوستی وہ کیا
شرف مٹو مٹے اک اپنے مہربان کے لیے

بہت دشوار ہے وابستگی زلف معنبر سے
بہار رفتہ لاتی ہے گھٹا گھنگور اوٹھ سے
ترا زانو چھڑایا ہوکے برگشتہ مرے سر سے
جھروکے سے جھلک ظالم دکھا جا شام ہوتی ہے
جمائی جاتی ہین یا غونچین تو چمن لالہ و گل کی
پھلے پھولے جہانگین جسنے تربت پر چڑھائی ہے
رسائی شاہ خوبان تک نہونے دی نہونے دی
مری تربت پر آنکھون مین کہین آنسو نہ بھر لانا
نکل جائیگا دم تن سے لہو کیا بند اب ہوگا
نہین معلوم اوس ظالم نے کسکو مار ڈالا ہے
ذرا دم لینے دو منکر نکیر آرام کرنے دو
شہید ناز بھی ہون غنچہ لب کا ہون بلبل بھی
کفن مین بس گئی ہی قبر کے اندر مہکتی ہے

شب قدر اے دل بیتاب ملتی ہے مقدر سے
الٰہی میرے ویرانے مین بھی پھولو ... سے
ہم آغوشی کو ترسا مین خدا سمجھے مقدر سے
ترے دیدار کا مارا تڑپتا ... دن بھر سے
صبا کے جھونکے آتے ہین ... کی لشکر سے
ہماری روح تازی ہوگئی پھولون ... سے
زمانے سے ہمین کھو یا خدا سمجھے مقدر سے
جو روگے تو چھٹ جائیگا سر دیدۂ تر سے
رگ جان نوک مژگان جان کے لپٹی ہے ... سے
جگر پھٹتا ہے ماتم کی صدا آتی ہے گھر گھر سے
بھٹکے ماندے مسافر ہین چلے آتے ہین باہر سے
لہو زخمون کا میرے پیچھے پھولون کی چادر سے
ریاض خلد کی آتی ہے بو پھولون کی چادر سے

نئی شوخی حسینوں کی سنو خوش رنگ ہوئی گو
خنا کو باغ میں سجواتے ہیں خون کبوتر سے

نرالا رنگ ہے ان نازنینوں کی سیاست کا
خنا کو باغ سے لالے کے پسواتے ہیں پتھر سے

ترس کھا کر کہیں بہلا دو طفل اشک کو مردم
نکلتا ہے جنازہ لخت دل کا دیدۂ تر سے

گریباں پھاڑ کر گھبرا کے میں صحرا میں جا بیٹھا
خیال آیا جو مدفن کا تو نفرت ہو گئی گھر سے

قیامت ہوگی جب تخت عدالت پر وہ بیٹھینگے
سزا سہباد کو دلوائی جائیگی کبوتر سے

بڑھیگا تشنگی شربت دیدار کا غلبہ
نہیں بجھنے کی جنت میں بھی یہ پیاس آب کوثر سے

مری آہوں سے ہوتا ہے یہ نقشہ اونکے چہرے کا
رخ گل پر ہوائی جسطرح جھلتی ہے صرصر سے

گلوں کو کرکے رخصت ہے یہ صدمہ باغبانوں کو
کوئی روتا ہے لپٹا سرو سے کوئی صنوبر سے

شہید ناز ہوں میں غرق ہوں خون تمنا ہوئی دو
فرشتے دینگے مجھکو غسل بہتر آب کوثر سے

گلوں کو زیر کف پھر دیکھوں یا رب جو رخساروں کو
پڑی اوس اس خزاں پہ حکم ہو گلشن میں صرصر سے

ہوئی لاریب اپنے وقت کی آتش بھی فردوسی
خدا بخشے زبان دہلوی ہوئی تھی آب کوثر سے

مرا ہمدرد تھا اسپر ہوا احسان لیلا کا
شرف کفنا دو مجنوں کو مری تربت کی چادر سے

خدا ہی ہے جو وہ نادیدہ آشنا ملجائے
جہاں سے جائیں تو شاید کہیں پتا ملجائے

تمام دولت دیدار دلربا ملجائے
کرے وہ رحم تو پھر مجھکو کیا سے کیا ملجائے

چلیں ہیں بزم میں اوس بے نیاز کی ایدل
بہشت ہے جو کہیں بیٹھنے کو جا ملجائے

سلام قیس کو میرا بہت بہت کہنا
جو وہ بیچھے کسی صحرا میں ای صبا ملجائے

ہجوم حشر سے پھر جاؤں اپنی تربت میں
کہیں یہ پھر نہ چھٹے مجھکو راستہ ملجائے

زمیں میں تو مری ہڈیاں نہ گڑوانا
تلاش کرکے کھلانا جہاں ہما ملجائے

چمن کی روح ہو بس جلے اوسمیں وہ خوشبو
کبھی جو جامۂ گل سے تری قبا ملجائے

تم آئینے سے کروگی مبارک ہو
بگڑ نہ جانا کسی سے جو دوسرا ملجائے

کہونگا تخت عدالت پہ جب وہ بیٹھیں گے
مری بھی داد مجھے آج کبریا ملجائے

سنبھال لے مری کشتی جو آشنا ہو مرا
بلا لے دوڑ کے کوئی جو ناخدا ملجائے

بیٹھے جو حسن پرستوں کو دولت دیدار
ہیں مستحق ہوں زیادہ مجھے سوا ملجائے

پڑا ہوا ہے پریشان گلوں مجموعہ
ورق ورق ہے جدا ترک یا خدا ملجائے

چراغ جلتے ہی پروانہ بن کے جاؤنگا
جس انجمن میں شب وصل کا پتا ملجائے

لگائیں ہاتھوں میں ہم بھی وہ شوخ کہتا ہے
کہیں جو خون کی سینچی ہوئی حنا ملجائے

وصال یار کی جا کے مراد لے آؤں
کشادہ مجھکو جو دروازہ دعا ملجائے

کمند زلف میں میرا گلا نہ پھنسنے دے
جو بیکسی میں کوئی آشنا سا ملجائے

لگا دو اسکو بھی ٹھوکر مرا نشان نہ رہے
سی بھی خاک میں مانند نقش پا ملجائے

کہوں کہ ٹھوکریں کھلوا رہی ہے کیوں مجھکو
شرف جو راہ گلی میں کہیں قضا ملجائے

دہائی دوں میں کیوں اے دل خدا کی
سنی اوسکا کیا ہے کیا اوسنے جفا کی

اوڑا لاتی ہے بو زلف رسا کی
یہ چوری اب کھلی باد صبا کی

عجب گل سے تھے شہیدان ادا بھی
خزاں میں آ رہی ہے بو وفا کی

بنا ڈالا جو ہستی کا مرقع
مشیت میں یہ کیا آیا خدا کی

زیارت سب نے کی مجھ تک نہ آئی
تری تصویر بھی تجھسے کھنچا کی

خدا سے علوم عشق و عاشقی میں
کسی نے ہمسے کیا کی ہمنے کیا کی

کیا ہے کام تیری آرزو نے
محبت ہو گئے میرے دل میں جا کی

ملے بوسہ جو اوس عناب لب کا
دوا ہو جائے درد لا دوا کی +

عروس گل جو قدموں سے جدا ہے
بلائیں لے رہی ہے نقش پا کی

ازل سے تا ابد اوجڑا کیا دل
ہمیشہ اسکی بربادی ہوا کی

ہمارا دم بھی نکلا سکرا کے
چمن میں سونگھ کے غنچہ قضا کی

ہمیشہ رہتی ہیں نیچی نگاہیں
قیامت پاسداری ہے حیا کی

جوانی پر کبھی نازاں نہ ہونا
ازل سے اسکو عادت ہے دغا کی

عجب مردانگی سے جان دیدی

شرف کیا بات ہے رحمت خدا کی

جانجان سیر چمن دیکے قابل ہو جائے
غنچہ و گل مین ترا رنگ جو شامل ہو جائے

تم بلا لو تو مزا زیست کا حاصل ہو جائے
بڑھ کے اے یار کلیجے سے سوا دل ہو جائے

بھول کر بھی نہ کبھی اوسنے خبر لی میری
اس قدر بھی نہ کسی سے کوئی غافل ہو جائے

جلد پھر جھک کہین سے تیغ مری گردن پر
ہو نہین بے جرم پشیمان نہ قاتل ہو جائے

سوز غم جلد گھلا دے مجھے فرصت پاؤن
پانی پانی کہین آنسو کی طرح دل ہو جائے

تیغ تم کھینچو تو مین دوڑ کے بوسے لون
آبرو اپنی بچانا تمھین مشکل ہو جائے

آرزو ہے کہ بڑھے جائے جگر کا صدمہ
چاند ہو جائے اگر داغ یہ کامل ہو جائے

خون کی چھینٹین پڑینگی نہ تڑپنے دینا
چھوڑنا تب اسے جب سرد یہ بسمل ہو جائے

چادر گل وہ چڑھا دین جو مری تربت پر
روش باغ مری گور کی منزل ہو جائے

ذکر سن پائے جو خاطر شکنی کا تیری
صاحب دل بھی جو ہووے تو وہ بیدل ہو جائے

جوش وحشت مین نہ پہنائین جو مجھکو زنجیر
میری ہر رگ رگ مرے پاؤنمین سلاسل ہو جائے

دیکھتا ہون جو ترے خال کو مین حسرت سے
چاہتا ہون کہ مری آنکھ کا یہ تل ہو جائے

کی جو ہے خال نے زہرہ کی شباہت پیدا
کیا عجب ہے جو ذقن بھی چہ بابل ہو جائے

پھنس گئے زلف مین کیا بس ہے شرف کیا کیجے
ناگہانی جو بلا آن کے نازل ہو جائے

صحبت اوس شوخ سے گرم آج پھر کب ہو گی
اک مہم برسون سے درپیش ہے سرکب ہو گی

ہم جو کہتے ہین نقاب اولٹو تو مکھڑا دیکھین
ہنس کے کہتے ہین تمھین تاب نظر کب ہو گی

ہو گا کس روز سفر گور کی اندھیاری سے
پوچھئے کس سے کہ اس شب کی سحر کب ہو گی

طرۂ زلف کو بل دیکے جو لٹکایا ہے
متحمل تری نازک یہ کمر کب ہو گی

حشر کے دن بھی نہین آنکھ ملاتے ہمسے
اب بھی جھینپک ہے تو پھر سیدھی نظر کب ہو گی

تیغ کو تولتے ہین وہ تو اجل کہتی ہے
فوج عشاق یہان سینہ سپر کب ہو گی

ہیچ ہین چند نفس دم کا بھروسا کیا ہے
اس کم اوقات کی دنیا مین بسر کب ہو گی

نزع میں یار کو بلوا کے جو رخصت ہو لیں
اتنی مہلت ہمیں ہنگام سفر کب ہوگی

ہوش تک درد جدائی میں نہیں ہے باقی
شام کب ہو گئی کیا جانئے سحر کب ہوگی

نور کے تڑکے سے حاضر ہوں در دولت پہ
شام ہوتی ہے مری اونکو خبر کب ہوگی

یار کے عشق میں کیا شوق گردن پہ نکا
پھول سا جسم رگ گل سے بھی کمر کب ہوگی

گل نے کی ہے جو خیانت تری خوشرنگی کی
روبکاری تری اے لخت جگر کب ہوگی

صبح اسے نیند کی متوالے ہوئی جاتی ہے
اوس طرف شام سے کروٹ ہے ادھر کب ہوگی

حالت نزع میں کیا پاس کا عالم ہوگا
جان دینے کے سوا شکل سفر کب ہوگی

درد ہجراں میں دوا کرتے ہو کیا دم دیکر
ای فیض حسرت مجھکو تمنا سے اثر کب ہوگی

کیوں نہوں کو نین میں مشہور تری امداد کے
دفعتاً پڑھنے لگے اقرا کو بے استاد کے
کون پوچھیگا گلے کا خون مجھ ناشاد کے
عمر بھر حامی رہے مجھ بیکس ناشاد کے
لے چلا ہے کھینچکر جو رنگ ہونے کا جو شوق
قتل کرتے تو کیا رد مظالم کی عوض
مخلصی تربت سے ہوگی صور محشر پھونک کے
خاک ہو جائے لہو کھولے جو تجھ وحشی کی
یاد رکھنا حشر کو اے رحمت پروردگار
سارے دنیا کے بکھیڑوں سے چھڑا تا ہے مجھے
جانبجاں تو بھول جا میں بھولتا ہوں کب تجھے
کون دیتا ہے کسیکا شہر خاموشاں میں ساتھ
جان چھوڑو لکھ چکو بس اسے کراما کاتبین
بلبلے کیونکر نہ نکلوں میں گریباں پھاڑ کر

کاف و نون دو کارکن ہیں قدرتی ایجاد کے
ہو رجوع قلب سے موجد خدا کی یاد کے
قید ہوتے ہیں چھٹا ہوں ہاتھ سے صیاد کے
گورمیں بھی کی مدد قربان اس امداد کے
خوب ہی ارمان نکلیں گے کسی جلاد کے
جان دی شیریں نے اپنی نام پر فرہاد کے
چھوٹ جائیں قید سے دن ہو چکیں میعاد کے
ہاتھ کٹوا ؤں جو دم میں دم رہے فصاد کے
ہم بھی ہیں امیدواروں میں تری امداد کے
سر جھکٹ جائے تو قدموں پہ گردن جلاد کے
یاد ہے سکے پڑے ہیں دل پہ تیری یاد کے
بھاگ جاتا ہے قدم رکتے نہیں ہمزاد کے
چند دفتر ہو گئے اب تو مری روداد کے
ہو گیا پریوں کا سایہ سائے میں شمشاد کے

یار کے کوچے مین گر کے ہم جو اوٹھ سکتے نہین
امتحان ہوتے ہین ہمسے عشق کی افتاد کے

فاختہ کا کیا ہی نازک خوبصورت طوق ہی
ای شرف یہ ہتکھنڈے ہین کوسے نیسے حدا کے

کون سی میرے گلِ زخم سے بو آتی ہے
روح تک جسکے مہکنے سے مہک جاتی ہے

اس سے شوخیٔ حنا اونکو پسند آتی ہے
آپ پس پس کے ہزارون کو پسواتی ہے

قیس کو دیکھ کے محمل مین جو چھپ جاتی ہی
تازہ عاشق ہی تو لیلی ابھی شرماتی ہے

ڈھونڈتا ہی شب ہجران مین جو آرام کوئی
نیند لیجا کے اوسے گور مین سلواتی ہے

تیری خوشبو ہی سے جاندار بشر ہوتا ہے
روح ہوکر یہی قالب مین سما جاتی ہے

کسطرح کہیئے وہ آغوش مین آ بیٹھینگے
جب یہ عالم ہے کہ آئینے سے شرم آتی ہے

واہ کیا مہر ہے قربان تری رحمت کے
یہ تو امید گنہگارون کی بر لاتی ہے

بس چلے اسکا تو اوڑ جاے یہ بلبل ہوکر
روح ایسی قفس جسم مین گھبراتی ہے

مین وہ بلبل ہون کہ دم توڑ کے رہجاتا ہون
پنکھڑی بھی جو کسی پھول کی مرجھاتی ہے

میرے دامن کی جو صد چاک کلی ہوتی ہے
نجد مین قیس کی اوجھن کو وہ سلجھاتی ہے

پیار کرنے کو جو کہتا ہون تو وہ کہتے ہین
ایسی باتون سے طبیعت مری گھبراتی ہے

غنچہ و گل جو رہا کرتے ہین نکھرے نکھرے
صبح تک شام سے شبنم انہین نہلاتی ہے

اے خداوند کریم اسکی رہائی ہوجاے
روح میری قفس جسم مین گھبراتی ہے

اک دن اے موت چھری تجھپہ بھی پھر جائیگی
خاک مین مجھکو ملا کے عبث اتراتی ہے

کون ہوگا تری حسرت کے برابر ہمدم
رات دن یہ دل بیتاب کو بہلاتی ہے

لاشریک اوسکو جو کہیے تو اوسے ہی زیبا
شان وحدت جو ہی اوسکی صفت ذاتی ہے

ای شرف جان لیے لیتی ہی امید وصال
دل کو ترسا چکی اب روح کو ترساتی ہے

بلبل کا دل خزان کے صدمے سے ہل رہا ہی
گلزار کا مرقع مٹی مین مل رہا ہے

عالم مین جسنے دیکھا ہی عالم اونکا
کوئی تو ہمسے کہدے قابو مین دل رہا ہے

رخصت بہار کی ہے کہرام ہے چمن میں — غنچے سے غنچہ بلبل بلبل سے مل رہا ہے

ہرگز شباب پر تم نازاں شرف نہ ہوتا
ملنے کو خاک میں ہے جو پھول کھل رہا ہے

اسقدر کا صدمۂ وغم ہے جوانی کے لیے — بارہا کرتے ہیں اپنی زندگانی کے لیے

روتے روتے گر پڑتے ناتوانی کے لیے — ہو گئے مایوس نبضوں روانی کے لیے

جانفشانی کی ہے جب حاصل ہوا ہے داغ عشق — ایڑیاں رگڑیں ہیں برسوں اس نشانی کے لیے

تیرے دیوانوں کا سودا ہے عجب باغ وبہار — خار صحرا روندتے ہیں خونفشانی کے لیے

بن چکے گا جب مزار اوسکے شہید ناز کا — ہوئینگے قدسی مقرر پاسبانی کے لیے

عشق ہو جائیگا میری داستان عشق سے — رات بھر جاگا کرینگے اس کہانی کے لیے

غنچہ و گل خوف کے مارے کہیں مرجھا نہ جائیں — گلشن افروز آتے ہیں برگ خزانی کے لیے

کبریائی مجھکو وہ دکھلا رہے ہیں وقت ذبح — علم پر حلم آ رہے ہیں جانفشانی کے لیے

چھوٹ سے بیٹھے ہیں گھر میں ہم بلاتے دو انھیں — کون جائے امتحان لن ترانی کے لیے

کیا بجھائیگا مرے دل کی لگی وہ شعلہ رو — دوڑتا ہے جو لگا کے آگ پانی کے لیے

اوج پر نازاں ہو تھے کس حال میں برباد ہیں — کیا پریشانی ہے گرد آسمانی کے لیے

کھینچکر تصویر تیری جب غش آیا ہے اوسے — زندگی کی ہنستیں مانی ہیں مانی کے لیے

راہ لو فردوس کی دنیا کو چھوڑو اے شرف
پانوں کیا پھیلا رہے ہو زندگانی کے لیے

مرتے ہیں بیان صدمۂ ہجران نہیں کرتے — کیا درد مرے کا ہے کہ درمان نہیں کرتے

ملواکے قیامت یار نہ دیدار کو ترسا — افسردہ وغمگین دل مہمان نہیں کرتے

بس بعد فنا دیکھ لی یاروں کی محبت — رخ بھی طرف گور غریبان نہیں کرتے

چھٹتا ہی نہیں ملک عدم کا کبھی قیدی — جیواسکے کشادہ در زندان نہیں کرتے

کیوں خاک میں ملواتے ہو زندہ چمنوں کو — پھولے ہوئے گلزار کو ویران نہیں کرتے

لیلی نے تو مجنوں کا عجب حال کیا ہے — انسان کو اتنا بھی پریشان نہیں کرتے

ڈرتا نہ یم اشک سے اے مردم دیدہ
تیراک تو اندیشۂ طوفان نہین کرتے

صیاد نے اس چین سے رکھا ہی قفس مین
بھولے سے کبھی یاد گلستان نہین کرتے

دشمن بھی مرے حال پہ سر پیٹ رہے ہین
اک تم ہو کہ افسوس مری جان نہین کرتے

بسمل جو ہوا ہی تو نہ اتنا تڑپ اے دل
بس سرد ہو قاتل کو پشیمان نہین کرتے

دیوانون بہار آئی ہے ہشیار ہو ہشیار
کیا دیر ہے کیون چاک گریبان نہین کرتے

اک بات ہی عیسی نفسی آپ کے نزدیک
پھر کسلیئے زندہ مجھے اے جان نہین کرتے

افسوس ہے حسرت کوئی پوری نہین ہوتی
الفت مین ترا کونسا ارمان نہین کرتے

خلقت مین ہماری ہے ملنساری کی عادت
تلوون سے جدا خار مغیلان نہین کرتے

کسطرح کرون پوشش رقت مین کمی مین
منظور مرے دیدۂ گریان نہین کرتے

عشاق کو تم کوچے سے اپنے نہ اجاڑو
بستی جو بساتے ہین تو ویران نہین کرتے

جسطرح تم اک اک کا گلا کاٹ رہے ہو
کافر بھی تو یون خون مسلمان نہین کرتے

بسمل ہین مگر پاس ہے بدنامی کا تیری
رنگین جو ترا خون سے دامان نہین کرتے

کس کام پھر آئیگا شرف داغ جگر کا
کیون اسکو چراغ شب ہجران نہین کرتے

گھستے گھستے پاؤن مین زنجیر آدھی رہ گئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

نیم بسمل ہو کے مین تڑپا تو وہ کہنے لگے
چوک مجھسے ہو گئی تعزیر آدھی رہ گئی

شام سے تھی آمد آمد نصف شب کو آئے وہ
یاوری کر کے مری تقدیر آدھی رہ گئی

نصف شہر اوس گیسوے شکین نے دل بستہ کیا
خسرو تاتار کی توقیر آدھی رہ گئی

چودھوین شب نامبارک ماہ کامل کو ہوی
نصف منصب ہوگیا جاگیر آدھی رہ گئی

تیز کب تک ہوگی کب تک باڑھ رکھی جائیگی
ابتو اے قاتل تری شمشیر آدھی رہ گئی

آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط شوق
پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

رنگ بھرنے بھی نہ پایا تھا کہ خود رفتہ ہوا
بنکے مانی سے تری تصویر آدھی رہ گئی

نصف شب تک دی تسلی پھر وہ یوسف دکھا گیا
خواب حسرت کی مری تعبیر آدھی رہ گئی

تو دکھا قاتل سے پینے پھر دوبارہ ذبح کر | کٹ گئی جب گردن دم تکبیر آدھی رہگئی
دو پہر رات آچکی جب گفتگو کی عشق کی | یار سے آدھی ہوئی تقریر آدھی رہگئی
امتحان مین کندنی رنگ اونکا دونا ہوگیا | اوڑتے اوڑتے سرخئی اکسیر آدھی رہگئی

اسے پری رو جلد زندان مین شرف کی لے خبر
ٹکڑے کرکے پھینک دی زنجیر آدھی رہگئی

بھری ہوئی ہے مرے دلمین آرزو تیری | یہ غنچہ وہ ہے مہکتی ہے جسمین بو تیری
تمام عمر نہ بیٹھے کہین ٹھکانے سے | لیئے پھری ہمین دنرات جستجو تیری
مین ناتوان ہون اکیلا کدھر کدھر دوڑون | خبر سنی ہے کہ آمد ہے چار سو تیری
جگر سے اسلیئے دل کو لگائے رکھتا ہون | کہ میرے واسطے کرتا ہے آرزو تیری
یہ وجہ ہی جو یہ دونون ہین عاشق معشوق | ہماری روح ہی بلبل مین گل مین بو تیری
ستم کریگی تری بدمزاجیان ظالم | خدا بچائے کہ بگڑی ہوئی ہے خو تیری
ہماری آنکھون نے دریا بہا کے چھوڑا ہی | کبھی تلاش جو کی ہے کنار جو تیری
خدا ہی ہے کہ جو دریا سمائے کوزے مین | ذرا سا دل ہی بہت سی ہے آرزو تیری
ملائکہ مین کہان مادہ تھا پرستش کا | یہ سب سکھائی پڑھائی ہے گفتگو تیری
لگاوٹ اس سے ہی آکے تیغ یار لازم ہی | فریفتہ ہے ازل سے رگ گلو تیری
بنا جو دل تو ہوے گل سے رخ کی شیدائی | بدن مین روح جو آئی تو سمجھے بو تیری
ہر ایک چاک پہ پھٹ پھٹ پڑا ہی حسن ہی گل | کتان نور ہے پوشاک بے رفو تیری
وہ بیوفا نظر انداز کرنہ دے اے اشک | خدا ہی رکھ لے یہ موتی سی آبرو تیری
ہمارے بعد کسی سے نہ کچھ غرض رکھی | لحد پہ بیٹھ رہی آکے آرزو تیری
ہوس ہے گور مین سونے کو جاؤن بن جسم | کہان حورین کہین میرے روبرو تیری
نگاہ و دل مین کھبا ہی ازل سے رنگ ترا | بسی ہوئی ہے مرے پیرہن مین بو تیری
ہوا فریفتہ کیون تونے جس سے وفا تیت | پھڑک گیا وہ سنی جسنے گفتگو تیری
مرا قدم نہ کسی سرزمین پہ ٹکنے دے | ہوس ہے دم بھی نہ لینے دے جستجو تیری

وفا رشت شرف ہین جفا رشت ہی تو
نہ اونکی خو ہے تجھی مین نہ اونکین خو تیری

اوجھل کبھی تو ہو گا جو اے یار نظر سے
آنکھین تری ہوجائینگی بیزار نظر سے

ہو کشف و کرامات جسے وہ تجھے دیکھے
نظارہ نہو گا کبھی زنہار نظر سے

رولوا کے جو پہلو مین جگہ مجھکو نہ دیگی
گرجائیگی ظالم تری دیوار نظر سے

ہر دم تپ حسرت کو جو ٹوٹکے کا مسیحا
گاہے کو بچیگا ترا بیمار نظر سے

تو جان کا گاہک جو ہوا روئے یہانتک
مایوس ہوے تیرے خریدار نظر سے

محشر کی بھی آمد مین قیامت یہ نہ دیکھی
گذری ہے جو اوس شوخ کی رفتار نظر سے

مشتاقون کو سہما کے جب اوس شوخ نے تاکا
دو تیر سے پہلو سے مرے چار نظر سے

تیغ اوسکی چمکتی ہے جھپکنے سے بچانا
اے مردم دیدہ رہو ہوشیار نظر سے

بے یار جو گلزار مین پڑتی ہے گلون پر
کیا کہیے جو ہوتا ہے ہمین خار نظر سے

قسمت سے جگر مین لب معشوق ہو کر آئے
اوجھل ہوا اس تیر کا سوفار نظر سے

آنکھین جو لگی ہین ترے بیمار کی چھت کو
کس یاس کا عالم ہے نمودار نظر سے

شہباز قضا اوسکو مین سمجھا ہون پر پرو
گذرا ہے ترا تیر جو پردار نظر سے

پھرتی ہین دم نزع جو آنکھین تری جانب
اسوقت بھی بیدل ہے ترا یار نظر سے

ناوک نے اگر اوس شہ خوبان کی خطا کی
جائیگا کہان بچ کے گنہگار نظر سے

بے طرح رلاتی ہے تجھے حسرت دیدار
اے چشم پر آشوب خبردار نظر سے

اوس جان کے گاہک کا زمانہ ہی خریدار
گذری نہین یہ گرمی بازار نظر سے

آنکھ آکے شرف خدائی مین جو کھولی
مانوس ہوئی حسرت دیدار نظر سے

خاک مین وہ مل گئے جو وارد دنیا ہوئے
مرمٹے نا پیدا ہوئے کے لیے پیدا ہوئے

اے پری پیکر ترے جب روز سے شیدا ہوئے
گھر چھٹا دل مر گیا سودا ہوا رسوا ہوئے

عاشقی مین اس مزہ سے دل دکھایا یار نے
درد جن جن سے کہا وہ عاشق ایذا ہوئے

فصد میں کھولو جا ہو دم دیدے کی تیغے کرو
قیس سے لیلی ملی شیرین ملی فرہاد سے
چادر گل گور کن سے کھلکے کچھ واسطے نہیں
اسے پری پیکر ہزاروں بند شیں باندھی گئیں
عشق کر کے خوب اوٹھایا عشقبازی کا مزا
زیور گل تو مزیب اوس پری رو کو ہوا
تربتیں کس باغ میں تیرے شہیدوں کی بنیں
عاشقی و عشقبازی کی ہوئی جب دم رشت
کشتہ تازہ نہیں ہوں یار کی رفتار کا +
جس جگہ ترا پا ترا تھمی وہ جا گلشن ہوئی
اپنی قدرت آزمائی جو تلون سے تری
جب پریزادوں نے دیکھی تیرے دیوانے کی لاش
خاک میں بھی مجھکو ملوا کے نہ لی تمنے خبر

سو سم گل میں نہیں رہتی ہیں بے سودا ہوئے
جانجان ہم تم نہ اک دن بھی کبھی اک جا ہوئے
ساتھ جو احباب آئے تھے ہمارے کیا ہوئے
دل دیا تجھکو تو ہم برافری کیا کیا ہوئے
دلمیں درد ایسا ہوا درد زمیں مرا ہوئے
اور جتنے داغ تھے دل کو مرے زیبا ہوئے
سٹی کس کس نے اونہیں ڈہی دفن وہ کس جا ہوئے
غش ہوئی بلبل گلوں پر ہم ترے شیدا ہوئے
اس قیامت کو تو برسوں ہوگئے برپا ہوئے
اک لہو کی بوند سے گل سیکڑوں پیدا ہوئے
باغ صحرا ہوگئے گلشن جو تھے صحرا ہوئے
ساتھ چلنے کو برہنہ سر برہنہ پا ہوئے
جانجان میری طرف سے ایسے بے پروا ہوئے

دونوں ہاتھوں سے جگر کو اب سنبھالو ہے ترف
یار نے دل لے لیا دل سے تو بے پروا ہوئے

شہرت اوڑی ہے کیسے بچھو کا سے گال کی
صورت جو چشم یار نے پکڑی غزال کی
کیا اوسکے رخ سے چودھویں کا چاند بجھتا
دیکھا تجھے تو یار کھلا حال برق و شمع
لکھا ہے خط میں آنے کا انکار یار نے
ہے بارھواں برس ابھی نہیں آغاز دیکھئے
اسے دل جہم عشق کو طے کر کے چھوڑیو
برہم ہوا اٹھا شمع سے فروغ حسن

رنگت جو قمقمے میں چھپی ہے گلال کی
چتون نے بے چھری مری گردن حلال کی
تا زان وہ جیسے تھا وہی شب تھی زوال کی
پرچھائیاں یہ ہیں ترے حسن و جمال کی
افسوس موت آئی نہ ٹھہری وصال کی
کیا کرتی ہے یہ سالگرہ ابکی سال کی
تجھکو قسم ہے یار کے چاہ و جلال کی
رحم آگیا چراغ جلے پھر بحال کی

مر جائینگے نہ دیجئے صدمہ فراق کا
دل کو ہمارے تاب نہین ہے ملال کی

اٹکھیلیون سے لیلی و شیرین بہت چلین
اے جانجان نہ آئی ادا تیری چال کی

یہ حال اتبو درد جدائی مین ہو گیا
بیتابیون نے سانس بھی لینا محال کی

پڑیون مین باندھ کی لاتے ہین عشقباز
یاقوتیان بناتے ہین اونکے اوگال کی

شرم آتی ہے دعا جو کبھی مانگتا ہون مین
لین کیا کرون مجھے نہین عادت سوال کی

مرہم پذیر ہی نہین ہوتا جگر کا گھاو
افسوس کوئی شکل نہین اندمال کی

آنکھون سے حسن یار کا دیکھا نہ جائیگا
برداشت لا سکینگے نہ اوسکے جمال کی

کجلوٹی اوس پری نے جو بنوائی ہی شرف
چڑوائی ہین نکال کے آنکھین غزال کی

ہمارا دل تری محفل مین یون درانہ آتا ہے
کہ جیسے جان پر کھیلے ہوے پروانہ آتا ہے

بیابان سے جو اٹھلاتا ہوا مستانہ آتا ہی
یہ ہے مجذوب سالک یا ترا دیوانہ آتا ہے

نہین پہر یاد رہتی کچھ کہانی دین و دنیا کی
کسی شب کو جو سننے مین ترا افسانہ آتا ہے

بنیا سودا ہی مین برخاستہ دل ہون گلستان سے
دل آبادی سے گھبراتا ہے خوش ویرانہ آتا ہے

بیان کی ہے حلاوت اس سے اے دل کسکے بوسی کی
کلیجا منھ کو رہ رہ کے جو بیتابانہ آتا ہے

فرشتے چھپتے پھرتے ہین تلاطم ہی دو عالم مین
قیامت کی ہے آمد یا ترا دیوانہ آتا ہے

یہ سب شمعین سحر تک کسکی دلسوزی پہ روتی ہین
تری محفل مین شب کو کونسا پروانہ آتا ہے

سنگایا ہی مرا دل مول لینے کو حسینون نے
اگر قسمت لڑی تو کچھ نہ کچھ بیعانہ آتا ہے

عنایت مجھکو ہوتی ہے طلب کرتا ہون جس شی کی
کریمی اونکو آتی ہے مجھے شکرانہ آتا ہے

کوئی اوس بیوفا سے رسم الفت کیا بڑہائیگا
نہ جسکو ربط بہاتا ہو نہ خوش یارانہ آتا ہی

کہا کرتے ہین اکثر ہم یہ طفلان پریرو سے
ہمارے پاس دیکھین کون گستاخانہ آتا ہے

بڑی شہرت سنا کرتے تھے ہم شہر خموشان کی
یہان تو ہو کا عالم ہے نظر ویرانہ آتا ہے

تشفی بھی کریگی قیس کی لیلے تو کیا ہوگا
کہین سمجھانے سے بھی ہوش مین دیوانہ آتا ہی

کہین کا پھر نہین رکھتے لگاوٹ جس سے کرتے ہو
قیامت کا تمہین بھی ناز معشوقانہ آتا ہے

مبارک ہو وہ پلوا اینگے شربت عشقبازونکو
صراحی پینے کی یاقوت کا پیمانہ آتا ہے

کیا ہے سرفراز اوس شمعرو نے عشقبازون کو
تمہارے بھی طلب کو ای شرف پروانہ آتا ہر

یون بہار عالم ایجاد سہانی نہ تھی
یہ تو تھا زندہ چمن اسمین خزان آنی نہ تھی

خاک لیلی کے لیے بیو اسطے چھانی نہ تھی
یہ بھی اک مجنون کی دانائی تھی نادانی نہ تھی

لن ترانی لن ترانی تھی شب معراج مین
آزمائش کبریائی کی تھی مہمانی نہ تھی

جسقدر امڈا ہے عالم مین مرا دریائے اشک
نوح کے طوفان مین بھی ایسی تو طغیانی نہ تھی

یاس کے عالم مین گردن خم تھی دم مین دم نہ تھا
مر رہا تھا تمکو مجھ پر تیغ چمکانی نہ تھی +

حسن قدرت تھا مرقع عالم ایجاد کا
کونسی تصویر تھی اسمین جو لاثانی نہ تھی

حشر تک رکھا ہی اوجلا تیرے کشتے کا کفن
قبر مین بھی اس سے غافل پاکدامانی نہ تھی

قلزم رقت مین پڑکر کیون نہ دو بالا ہوئی
چشم تر میری کوئی کشتی تو طوفانی نہ تھی

وادئی وحشت مین اسنے کیا سمجھکے جان دی
قیس تو سودائی تھا لیلی تو دیوانی نہ تھی

ابتداے نزع سے اوج سلیمان پست تھا
چھا گئی تھی مردنی شان سلیمانی نہ تھی

قبر لیٹی تو مین سمجھا تھی بہت کی میری خاک
پہلے یہ بنیاد منزل مینے پہچانی نہ تھی

میری بے جرمی کا کچھ بھی رنج قاتل کو نہ تھا
بلکہ ہٹ دہرمی زیادہ تھی پشیمانی نہ تھی

نغمہ سازی سنکے اوسکی مر گیا سر دھنکے مین
روح کش جادو بیانی تھی خوش الحانی نہ تھی

جسنے میرے دل کے دو ٹکڑے کیے ہین ای شرف
وہ نگاہ ناز تھی تیغ خراسانی نہ تھی

تلاش قبر مین یون گھر سے ہم نکل کے چلے
کفن بغل مین لیا منہ پہ خاک مل کے چلے

ہوا کھلائی تھی دنیا کی میری میت کو
اوٹھانے والے جو کاندھا بدل بدل کے چلے

جگہ نہ دی ہمین اوس شمعرو نے پہلو مین
ہوس بجھانے کو آئے تھے اور جل کے چلے

اوٹھا کے بزم سے ہم لیچلے جو خلوت مین
قدم قدم پہ وہ روٹھے مچل مچل کے چلے

یہانتک آئے ہین طے ہم وہ منزلہ کر کے
تمہاری بزم مین پہونچے ہین آج کل کے چلے

جلا کے خاک شفا بولی سنکھیا ہو جاے
کہلا لیے آے تجھے اکسیر زہر اوگل کر چلے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سالس کا بھروسا کیا
ہوا تو ہے کہین ایسا نہو نہ جل کے چلے

شہید ناز کی میت جو دیکھی گل در گل
کفن کھسوٹ جو آئے تھے ہاتھ مل کے چلے

اوٹھا مین زہر جو کھا کے تو یار نے پوچھا
یہ سنکھیا ہی کہ ہیرا اٹھا کیا نگل کے چلے

اوٹھے جو محفل عشاق کر کے وہ برہم
سسکتے تھے جو تنگے اونہین کچل کے چلے

کوئین مین خاک جو پھینکے مری وہ شوخ حسین
تو پارہ بن کے اوسے ڈھونڈنے اوبل کے چلے

ہمیشہ کوچۂ قاتل سے آتی ہے آواز
پل صراط یہی ہے یہان سنبھل کے چلے

نہ ڈگمگائے شب فراز الفت شیق
جا جا کے جو رکھے قدم سنبھل کے چلے

کمند کاکل پیچان سے دور دور رہے
قضا ٹلے جو شفق اس بلا سے ٹل کے چلے

تڑپنے مین مقابل کیا کوئی ہوگا مری دل
ہمیشہ تیز رہتا ہے یہ بیتابی مین بسمل سے

نہین چھٹنے کی ہمسے دم سے صحبت حسینون کی
جو پروانے ہین وہ زندہ نہین جاتے ہین محفل سے

ٹھکانا ہی نہین رکھتا سفر شہر خموشان کا
مسافر کا پتا ملتا نہین پہلی ہی منزل سے

خدا کی شان ہے وہ ذبح کرنے مجھکو آئے ہین
چھری جو ہاتھ سے چھوٹی نہ تھی ڈرتی تھے بسمل سے

رہیگی عمر بھر قیدی سے بدتر روح قالب مین
بدن مین اسکا آنا سہل تھا نکلیگی مشکل سے

نہو بیتاب دم جو جسم خاکی سے نکلتا ہے
خوشی کی جا ہے ای دل حق جدا ہوتا ہے باطل سے

انا نشرح ہے عالم مین ہماری بھی جوانمردی
نہین مرنے سے ہم ڈرتے لپٹ جاتے ہین قاتل سے

عجب پردرد اس مجنون کا نالہ ہے حقیقت مین
جہان سن لیتی ہے لیلی نکل پڑتی ہے محمل سے

سوال دید کرتا ہے غریب اسکو دلا سا دو
کبھی اپنی دکھلا دو شہود پوش سائل سے

گواہی سے خدا کے اوسکو راضی نامہ لکھ دینگے
ہم اپنے خون کا دعوی نہین کرنے کے قاتل سے

یہ دنیا چند روزہ ہے دل آزاری سے باز آؤ
نہ اتنا ظلم ڈھاؤ سامنا ہونا ہے عادل سے

حقیقت مین محبت کی حلاوت کوئی کیا جانے
عجب دلچسپ لذت ہے اسے پوچھو مرے دل سے

خدا حافظ ہے تیرا یار نے برخاست کی ایذا کے
ٹھہری جاتی ہین نشتمین لوگ اوٹھ جاتے ہین محفل سے

چراغ حسن کا اوسکے یہ پروانہ جو ہو جاتا
نہوتی ناموافق چودہوین شب ماہ کامل ہے

لگایا جائیگا اوس بادشاہ حسن کا مجرا
شرف ڈبوا نہ دے تمکو کنارہ کشتی ہو ساحل ہے

شادابی گلشن کی ہوا اور ہی کچھ ہے
سچ ہے کہ جوانی کا مزا اور ہی کچھ ہے

معشوقون مین معشوق مرا اور ہی کچھ ہے
ناز اور ہی کچھ ہے تو ادا اور ہی کچھ ہے

بیمار محبت ہون اطبا ہین معالج
آزار ہے کچھ اور دوا اور ہی کچھ ہے

اس منزل دل مین ہی عجب نور کا عالم
ہے اونکی گذرگاہ یہ جا اور ہی کچھ ہے

طفلی مین اک آفت تھی قیامت ہی جوانی
جب اور ادا تھی اب ادا اور ہی کچھ ہے

کیا ہنستے ہو اسیر یہ کریگی تمہین بیچین
عاشق ہون مری آہ رسا اور ہی کچھ ہے

گل سونگھ کے سونگھو جو مرے غنچۂ دل کو
خود کہنے لگو بوے وفا اور ہی کچھ ہے

دیدار کے سائل نے دعا دی تو وہ بولے
رحم آتا ہے اسیر یہ صدا اور ہی کچھ ہے

اوروں کے تعشق مین کہان کشف وکرامت
اے جان جہان عشق ترا اور ہی کچھ ہے

آئی ہے بہار ابر کرم جھوم رہا ہے
نیرنگ گل و ناز صبا اور ہی کچھ ہے

جو عرض مین کرتا ہون وہ کر لیتے ہین مقبول
مجھ بندۂ عاجز کی دعا اور ہی کچھ ہے

شداد کا ہوگا نہ گذر باغ ارم مین
وہ سوچا ہے کچھ حکم قضا اور ہی کچھ ہے

آغاز مین معشوق بگڑتے ہین تو بگڑین
اے دل نگر انجام وفا اور ہی کچھ ہے

اے جان جہان تیرا فسانہ جو سنا ہے
دل وجد مین ہی حال مرا اور ہی کچھ ہے

راحت مین سمجھتا ہون جو تم دیتے ہو ایذا
الفت کا مزا ہے یہ جفا اور ہی کچھ ہے

معشوق کے کوچے سے شرف تم نہ نکلنا
فردوس کا طبقہ ہے یہ جا اور ہی کچھ ہے

وہ شکل ہو اس رونے کی آزار سے کوئی
آنکھین مری روشن کرے دیدار سے کوئی

سفاکون سے کیا ڈر ہے سبب ہین مرے معشوق
منھ چوم لون دھمکائے جو تلوار سے کوئی

اے غیرت عیسی یہ دوا سے مری پرہیز
یون آنکھ چراتا نہین بیمار سے کوئی

لوٹا ہے مزا چاشنی خون جگر کا
اس چاٹ کو پوچھے لب سوفار سے کوئی

پھر جائیگی اک روز چھری پیک اجل پر
ہرگز نہ بچیگا مرے خونخوار سے کوئی

جو رنگ کرے چاہئے تو گردن ہی کو کاٹے
ہوگا نہ مزاحم تری تلوار سے کوئی

اے یار کبھی ساغر کو تو بھی نہ لوان مین
بدلے جو ترے شربت دیدار سے کوئی

لالی کا جمانا اوسی معشوق پہ ہے ختم
سیکھا ہے جو اوسکی لب سوفار سے کوئی

تو جان کا خواہان ہے جو سودائی ہے تیرا
یہ ناز بھی کرتا ہے خریدار سے کوئی

زندان مین جو رقت ہے یہ رخصت ہے کسی کی
ملتا ہے گرفتار گرفتار سے کوئی

جھنجھلا کے ہزارون پہ چھری پھیر دی صیاد
اوڑ جائے جو پر کھول کے منقار سے کوئی

جلاد کو بلوا کے نکلوائینگے آنکھیں
جھانکے نہ اونھیں روزن دیوار سے کوئی

اے جان جہان غنچۂ دل گوندھ دیا ہے
اتنا تو کرے عشق ترے ہار سے کوئی

کیا کیا تری رحمت نے سرافراز کیا ہے
چار آنکھ نہ کرتا تھا گنہگار سے کوئی

ترنموں سے ہنو اسقدر اے روح پریشان
شوقین بھی گھبراتا ہے گلزار سے کوئی

آندھا ہی وہ ہو جائے شرف آنکھیں ہی پر
دیکھے جو اوسے میرے سوا پیار سے کوئی

جو رنگ بھی ہو کے وہ حشم ہے
تسلیم کو تیری تیغ خم ہے

دراصل بڑا کریم ہے تو
کیا رحم ہے واہ کیا کرم ہے

دم بھر مین ہے طے مسافت قبر
منزل کا ہے نام دو قدم ہے

جی چاہتا ہے جگر کھلا دون
مہمان یہ دل مین کسکا غم ہے

متوالا ہون اوسکے عشق کا مین
چھلکا ہوا جسکا جام جم ہے

کھوتی ہے شباب کو ضعیفی
ہونے کو ہے صبح رات کم ہے

رکتی ہے یہ کسکے آفت حشر
کس شیر کا بیچ مین قدم ہے

ٹوٹا کوئی ٹانکا زخم دل کا
خونریز جو تیری چشم نم ہے

کرتی ہے وفا ہلاک مجھکو
اکسیر بھی میرے حق مین سم ہے

کس عرش پر اک لگی ہے تصویر
کیا لوح ہے واہ کیا قلم ہے

دنیا مین بڑھائین ربط کس سے
جو ہے وہ مسافر عدم ہے

اظہر ہے عشق قیس و لیلی
قبرون کی زمین تک بہم ہے

ٹپکا ہے یہ کس شہید کا خون
نقش ہے کہ گلشن ارم ہے

سب لیجیے نہ دل کو چھوڑنا تم
تمکو بھی خدا ہی کی قسم ہے

روئے ہو شرف یہ کسکے غم مین
آنکھون پہ تمہاری کیون ورم ہے

عشق دہن مین گذری ہے کیا کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہے حال مرا کچھ نہ پوچھیے

کیا درد عشق کا ہے مزا کچھ نہ پوچھیے
کہتا ہے دل کسی سے دوا کچھ نہ پوچھیے

محشر کے دغدغے کا مین احوال کیا کہون
ہنگامہ جو ہوا سو ہوا کچھ نہ پوچھیے

جب پوچھیے تو پوچھیے کیا گذری عشق مین
ہے سے تو اور اسکے سوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا یہ سبز باغ دکھاتی ہے شروع مین
دم دے رہی ہے جو قضا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا جو ہمنے گور غریبان کا جاکے حال
آئی یہ تربتون سے صدا کچھ نہ پوچھیے

قسمت سے پائیے جو کبھی اوسکا خوش مزاج
کیا کچھ نہ کہیے یار سے کیا کچھ نہ پوچھیے

رگڑی ہین ایڑیان تو ہوئی ہے یہ مستجاب
کس عاجزی سے کی ہے دعا کچھ نہ پوچھیے

چھوڑا جو مردہ جانکے صیاد نے مجھے
کیونکر اوڑا مین ہو کے رہا کچھ نہ پوچھیے

ترسا کیا مین دولت دیدار کے لیے
قسمت نے جو سلوک کیا کچھ نہ پوچھیے

الفت کا نام لے کے نظر بند ہو گئے
پائی جو پیار کرکے سزا کچھ نہ پوچھیے

کیا سرگذشت گور غریبان کی مین کہون
احوال بندگان خدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو نے آپکی جو سرافراز اوسے کیا
کس ناز سے چلی ہے صبا کچھ نہ پوچھیے

پوچھا شرف کی مرنے کا اونسے جو واقعہ
آنکھون مین اشک بھر کے کہا کچھ نہ پوچھیے

ہزار دل مٹ گیا ہے میرا ہوا ہے گلرو نہین کمی ہے

خزان رسیدہ ہے گو یہ غنچہ وفا کی خوشبو نہین گئی ہے

تلاش عمر گذشتہ جیسی جہان مین ہر سمت کی ہے مینے
بہار رفتہ کو ڈھونڈنے یون صبا ہی ہر سو نہین گئی ہے

بتائین کیا تجھکو اے صبا ہم جنون کے عالم مین ہم کہان تھے
وہان اوڑاتے تھے خاک سر پر جہان کبھی تو نہین گئی ہے

کہان سے پائی مہک پھر اوسنے مہک رہا ہے جو شگفتہ
بسی ہے کس شے کی اوسمین خوشبو جو بوے گیسو نہین گئی ہے

ترس رہے ہین ہزارون بلبل پھڑک رہے ہین چمن کی خاطر
کئی برس سے گلون کی انکے دماغ مین بو نہین گئی ہے

اگرچہ روکے ہین ہاتھ اپنا وہ عشقبازون کے کشت خون سے
لہو کے پیاسے ہین دشمنی کی مزاج سے خو نہین گئی ہے

ضرور بلبل پہ رحم کرتے یہ حال اسکا جو دیکھ لیتے +
گلون مین شاید یہ پر بریدہ شکستہ بازو نہین گئی ہے

خودی پہ نازان ہین آدمی وہ نہین سمجھتے ہین آدمی کو
وہ بیوفا ہین مروت اونکے مزاج مین چھو نہین گئی ہے

شگون گریہ نہین ہے اچھا خدا بچائے بہار گل کو +
غضب ہوا ہے چمن مین شبنم بہانے آنسو نہین گئی ہے

غلوے الفت وہی ہے ابتک غلوے ہمت وہی ہے ابتک
مٹے ہوئے ہین مگر محبت تری ہلا کو نہین گئی ہے

شرف کی تربت پہ وحشیو تم نہ آب پاشی کا حال پوچھو
وہ کونسی ہے پری وہان جو بہانے آنسو نہین گئی ہے

کوئی دم مین گور مین جیوانے کی تدبیر ہے کرتی ہے کیا کیا رجوع قلب کیا تاثیر ہے		عالم ارواح سے آنے کی یہ تقدیر ہے عاجزی بیشک عجب شے ہے عجب تسخیر ہے

کیون چھری روکے ہوئے قاتل دم تکبیر ہے
کام جلدی کا ہے بسم اللہ کیا تاخیر ہے

کلمہ پڑھتا ہے ترا کرتا ہے نفیس سے کلام
جانجان کیا بات ہے تقریر کیا تقریر ہے

عالم ایجاد مین کس کس پہ مفتون ہوجیے
اس مرقع مین تو جو صورت ہے وہ تصویر ہے

عمر بھر دیکھا ہی کس ہستی موہوم مین
کوئی مرتا ہے کسی کے دفن کی تدبیر ہے

یار تک جنکی رسائی ہے خوشا اونکا نصیب
یہ بھی اے دل اپنی اپنی خوبی تقدیر ہے

جب فغان کرتا ہون غل کرتی ہے یہ بھی میرے ساتھ
مین تو سودائی ہون دیوانی مری زنجیر ہے

خودپسندون کو بھی ہے انسان کی صورت پسند
عرش اعلی مین لگائی ہے یہ وہ تصویر ہے

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیرا گھر ہے
خواب بھی وہ خواب ہے دنیا کہ بے تعبیر ہے

کون کہتا ہے لئے ہے خون بھری شمشیر یار
ہاتھ مین جلاد کے مریخ کی تصویر ہے

دم نہ لو ہستی مین فرصت نزع کہتی ہے اجل
خواب تھا جیسا پریشان ویسی ہی تعبیر ہے

خاکسارون کی ترے عالم کو ہے مٹی عزیز
یہ وہ پارس ہے کہ جنکی خاک بھی اکسیر ہے

اس ادا سے آج ترکش یار نے خالی کیا
جابجا دل مین لب معشوق ہے جو تیر ہے

تبسم کا ہے دیدہ ہی میرا زعفران زار اے شرف
ٹھنڈی سانسین لین جہان کشمیر ہی کشمیر ہے

فردوس مین پہونچا شہ والا کی ولا سے
کیا خاک مری پاک ہوئی خاک شفا سے

آزار محبت مین ہوئی یاس شفا سے
تاثیر نے پرہیز کیا میری دوا سے

ہے جوشش جنون مین مجھے ضعف اسقدر امسال
کانٹا بھی نکالا نہیں جاتا کف پا سے

آنکھون سے بجا لاؤنگا جو حکم کروگے
بندہ ہون مین باہر نہیں تسلیم و رضا سے

جو عرض مین کرتا ہون مراد آتی ہے دلکی
کیا بات مرے ہاتھ لگی ہے یہ دعا سے

اوس قاتل عالم کی جو مرضی یہ چلی ہے
تلوار ہری ہو گئی خون شہدا سے

اک رنگ پر اے دل نہ مزاج اونکا رہیگا
سیکھے ہین تلون وہ دورنگی حنا سے

کوچے مین تمہارے مین جہان دفن ہوا ہون
اے جان من اوٹھی تھی مری خاک اسی جا سے

صورت نہ دکھائی مجھے بیہوش بھی ہو کر
نقشے کا بھی پردہ نہوا فاش حیا سے

اے جان جہان ساری خدائی ہو جلوہ بین
اک دن تو برآمد ہو تم اس نشو و نما سے

اس دغدغہ میں حشر میں رکھیے گا کہاں تک
فرصت مجھے کب دیجیے گا بیم و رجا سے

کا ہیکو کسی سے کبھی چار آنکھ کرینگے
نیچی جو نگاہیں کیے رہتے ہیں حیا سے

کھولی ہے کمر قتل سے پائی ہے فراغت
تلوار کو دھلواتے ہیں خون شہدا سے

ایسا تو مجھے درد محبت کا مزا ہے
خوش ہوں کہ مرض عشق سے ناراض شفا سے

وہ بخشنے والا ہے شرف بخشش ہی دیگا
امید قوی ہے یہ مجھے ذات خدا سے

جبتک الفت تری اے شوخ ستمگار نہ تھی
چین میں جان تھی آفت میں گرفتار نہ تھی

لڑکھڑانے کی بھی طاقت نہ رہی تھی مجھ میں
اس سبب سے مری زنجیر میں جھنکار نہ تھی

واہ اے ترچھی نظر والو بڑی منصف ہو
پہلے تمنے وہ صف اولٹی جو گنہگار نہ تھی

ہوش وحشت میں کہاں میں لہو رویا تھا
کونسی جا تھی بیابان میں جو گلزار نہ تھی

اوس طرف یار تھا پڑھتا تھا ادھر عکس اوسکا
میری دانست میں تصویر تھی دیوار نہ تھی

شرم نے اوسکی مرے ساتھ اوسی سونے نہ دیا
یار شب باش تھا قسمت مری بیدار نہ تھی

جس سے دو باتیں وہ کرتا تھا غش آجاتا تھا
داستان سحر کی تھی یار کی گفتار نہ تھی

مدت العمر میں مشتاق نہ تھا کب تیرا
کونسے وقت مجھے حسرت دیدار نہ تھی

روبکاری محبت تو ذرا کی ہوتی +
خالی بخشش کی تمنا ے گنہگار نہ تھی

غل اوسے اپنی اسیری کا سناتا کیونکر
بے صدا تھی مری زنجیر میں جھنکار نہ تھی

محبس عشق سے کسطرح نکلتا کوئی
قید سے چھٹنے کی میعاد گرفتار نہ تھی

دل میں ہوکر لب معشوق لہو چاٹتا تھا
خون کی بوند وہ تھی سرخی رفتار نہ تھی

یار تو نشے میں متوالا نہ تھا رہزن تھا
پھانسی الجھی ہوئی تھی لٹ ٹپی دستار نہ تھی

خاک اوڑتی تھی نہ شیرین تھی نہ سیرابی تھی
بعد فرہاد کے بیرونق کہسار نہ تھی

وحشیان اسکی نہ صحرا میں اوڑاتا کیونکر
سنگ وحشت تھا غریب مجھے دستار نہ تھی

حشر ڈہاتا تھا شرف ناز سے پھرنا اوسکا

اک قیامت تھی بیا شوخی رفتار نہ تھی

بڑی ہی تو یہ خوشی ہے ہمکو بزم یار میں آئے
کہ جس گلزار کے بلبل تھے اوس گلزار میں آئے

پچھوڑا موت نے جب وقت کوئے یار میں آئے
خزان بھی ساتھ ساتھ آئی جو ہم گلزار میں آئے

در شہوار سے بڑھکر وہ سمجھا میری اشکوں کو
یہ وہ خوشرو گہر ہیں جو نگاہ یار میں آئے

بڑہی ہے حد جو قصر یار کی گور غریباں تک
مری تربت بھی یارب پشتۂ دیوار میں آئے

کہیں رستا نہیں بچائینگے چہد چہد کے کانٹوں پر
کہاں لایا جنون کس وادی پرخار میں آئے

لب معشوق ہر تیر اس ادا سے کھینچ اے قاتل
جگر پیکان میں دل لپٹا ہوا سوفار میں آئے

کہا پڑھ پڑھ کے بیٹھی اودہر ہی اپنی دل کا افسانہ
جو بے پروائی جو مست کر کے بزم یار میں آئے

اسیری سے چھڑاؤ ہمصفیران چمن مجھکو
قفس کولے کے اڑ جاؤ اگر منقار میں آئے

ابھی تو جاکے اے دل مفت تجھکو بیچ ڈالوں میں
جو کوئی خوبصورت مشتری بازار میں آئے

گل داغ جگر کو میرے سب پہولوں پہ طرہ ہو
کوئی گلرو جو لٹکا ہو ہوئی دستار میں آئے

خدا شاہد ہے اوسکو میں کہیں صیاد کی سمجھوں
حیا اونکو جو اٹھلاتی ہوئی رفتار میں آئے

جو اپنی ہاتھ سے ہم پہوڑ ڈالیں اپنی آنکھوں کو
ذرا بھی جو تفاوت حسرت دیدار میں آئے

کدورت کا ہمکو ہو گا ہم سے دیوانوں کا بستی میں
دکانیں بند کر لیں سب کے جب بازار میں آئے

نئی صورت سی قصر یار میں ہمنے رسائی کی
تمنگا بنکے رہنے روزن دیوار میں آئے

وہ اٹھتی بہت پڑی جسپر ارادہ تہا نشیمن کا
لگی ہر سمت خاک اوڑنے جو ہم گلزار میں آئے

بیتاک عشق زندہ بھی چھٹینگے یا نہ چھوٹیں گے
خدا ہی جانے کیا اوسدم مزاج یار میں آئے

ابھی تو گرد قصر یار بیتابی پہراتی ہے
قرار آئے تو شاید پہلوی دیوار میں آئے

تری بندہ نوازی کی سنی تھی دہوم عالم میں
لگا کر آسرا ہم بھی تری سرکار میں آئے

یہی وہ دولتسرا ہے یار سے آواز آتی ہے
محبت میں جو بٹھائے وہ اس سرکار میں آئے

شرف اخلاص سے پاس اونکی جا بیٹھے تو وہ بولے
مرا زانو دبلتے ہو تم ایسے پیار میں آئے

در پیش اجل ہے گنج شہیدان خرید لے
تربت کے واسطے چمنستان خرید لے

سودا پکارتا ہے یہ فصل بہار میں
گلشن نہ مول لیجئے زندان خریدیے

بازار میں نہ یہ کرتی ہیں غل میری بیڑیاں
سو ہیں ہمارے کاٹنے کو یہاں خریدیے

رفت و گذشت بھی ہوا وحشت کا ولولہ
سوزن برائے چاک گریبان خریدیے

لے لیجیے مرا دل صد چاک مفت ہی
شانہ برائے زلف پریشان خریدیے

بازار مصطفے ہے خریدار ہے خدا
خود بکنے یہاں نہ کچھ کسی عنوان خریدیے

جس وقت جا نکلتے ہیں بازار حسن میں
ہمت یہ کہتی ہے کہ پرستان خریدیے

حلہ کوئی منگائیے جان دی ہے آپ پر
خلعت ہمارے واسطے ای جان خریدیے

تربت یہ میری ہوگی تکلف کی روشنی
کافور بہر شمع شبستان خریدیے

کرتے ہیں شوق گنج شہیدان میں گلفروش
چادر برائے گور غریبان خریدیے

وحشت میں مشک کی نہ رسد مفت لیجیے
سودا ہی بوے کاکل پیچان خریدیے

ہوتا ہے شوق عشق میں [illegible] رہ کے ولولہ
مجنون سے داغ دل سر میدان خریدیے

ہر سو عمل جنون کے قلمرو میں چاہیے
ڈھونڈھوا کے ایک ایک بیابان خریدیے

ہوتے ہیں جذب عشق سے پریون کے جمگھٹے
اک ملک مثل ملک سلیمان خریدیے

چو رنگ کھیلنے میں حریفون کے ای شرف
بیچے تو تیغ رستم دستان خریدیے

گھبرا رہی ہے روح جو تن میں سفر کرے
حکم خدا ہے رنج و محن میں سفر کرے

سجدے کرین حریف کہیں سے خبر ہو [illegible]
انسان وہ بات کرکے وطن میں سفر کرے

غفلت مسافرت میں اجل سے نہ چاہیے
کچھ زاد راہ رکھ کے کفن میں سفر کرے

یوسف کو ہی کنوئیں میں جو گرنے کا ولولہ
کنعان سے اشتیاق [illegible] میں سفر کرے

[illegible] سے گفتگو کے لیے یون [illegible] جاے
تعویذ جب دلہ کے [illegible] میں سفر کرے

شب کو مقام کا ہے شرف اسلئے رواج
جسمیں نہ کوئی چاند گہن میں سفر کرے

ہزار موج سے بھاگا ہوا حباب سے چلے
کبھی جو عمر رواں کی طرح شتاب سے چلے

زمانہ حسن پرستوں سے برخلاف نہو
خدا کرے نہ یہان زور انقلاب سے چلے

جہان ملاحظہ ہون بیقراریان دل کی
وہین یہ معرکہ آرا ے اضطراب سے چلے

کسی مزے سے جہان مین کبھی خبر نہوئی
سٹاسٹ کے یہان مفت مین شباب سے چلے

محاسبہ بھی نہ پوچھا کسی نے دنیا کا
خدا کے فضل سے جنت مین بیحساب چلے

یہانتک اے شہ خوبان عروج ہو تیرا
نشان بنکے جلو مین یہ آفتاب سے چلے

طلب ہوئے ہین گنہگار بخشنے کے لیئے
بحال ہونے کو مستوجب عتاب سے چلے

جواب دے نہ سکا کوئی لن ترانی کا
حقیقتاً مین یہ فقرہ وہ لاجواب سے چلے

خدا نہ لائے بس اب دلکو میرے پہلے مین
ادھر کی راہ نہ وہ خانمان خراب سے چلے

جدھر وہ جائینگے غش سیکڑون کو آئینگے
چلے جو ساتھ تو لیتا ہوا گلاب سے چلے

جگر کا داغ جو قندیل مین بلند کرو تو
طواف کے لیے فی الفور ماہتاب سے چلے

قدم نہ چھوڑے جو حسرت مین سرخروئی کی
حنا کو دیکھے وہ رنگین ادا خطاب سے چلے

دکھانے جاتے ہین کس کس جوان کو ابر سیاہ
کہان لگا کے یہ پیر فلک خضاب سے چلے

جہان مین اے شرف افسوس آنکھ بند ہوئی
عدم سے آئے تھے بیدار محو خواب سے چلے

ہمارے ساتھ وہ کھل کھیلے بیحجاب چلے
بڑی حیا تھی اوٹھائے ہوئے نقاب سے چلے

پڑھائے کون سبق منطق محبت کا
کسی کو علم ہوا سکا تو یہ کتاب سے چلے

رولا کے بزم سے اپنے اوٹھا دیا اوسنے
نہانے عطر مین آئے تھے آب آب چلے

معطر اس گل کی قلمرو مین یار جائیگا
چمن مین لو کے صبا خیمۂ حباب سے چلے

تمہارے ہاتھ بھلا کیا سمجھ کے سر بیچین
چکا دو دل کی جو قیمت تو پھر حساب سے چلے

جلا کے بھی نہ کیا عاشقون کا دل ٹھنڈا
جلون کو اور جلایا جگر کباب سے چلے

ہم اونکو لے جو چلے انجمن سے خلوت مین
عجب ادا سے وہ کترا کے ہوئے عتاب چلے

چلے وہ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
جو تھے عذاب مین وہ لوٹنے ثواب سے چلے

چلے جو یار کے گھر مین تو یہ کہی پھبتی
کہان لگا کے یہ بہروپیئے شہاب سے چلے

خدا بچائے محبت مین دم اولجھنے سے
کسی کی زلف کا اسیر نہ پیچتاب سے چلے

ہوا سوار جو وہ نیزہ دار توسن پر
قدم قدم یہ شرف ہو مثلِ رکاب چلے

بیقراری اور درد دل فزون درکار ہی
ہجر کی شب مین کسی صبر و سکون درکار ہی

چاہیے فصاد پھر اخراج خون درکار ہی
پھر مری رگ رگ کو نشتر اے جنون درکار ہی

اشک خونی سے لباس لالہ گون درکار ہی
فصل گل ہے سرخ پوشاک اے جنون درکار ہی

تیغ ابرو سے صفین عشاق کی ہوتی ہین صاف
کیا او نہین تلوار پھر کشتۂ خون درکار ہی

چھوٹون وہ قاتل جو پوچھے لوگ بوسہ تیغ کا
کھیل جاؤن جان پر سچ سچ کہون درکار ہی

زیر خنجر بھی نہ پوچھا تجھسے اوس جلاد نے
کیا ہوس ہے کیا تجھے اے سرنگون درکار ہی

نقش حب کو پیلنے جاؤن کیا کرون اے عاملو
وہ فسون ساز آئے جس سے وہ فسون درکار ہی

جان اک شیرین ادا پر دی ہی تیشہ مار کے
قبر کو جا در میان بیستون درکار ہے

نامۂ اعمال دکھلا دو کراما کاتبین
پھر توبہ یاد افعال زبون درکار ہے

اک پری پر دے کے در دندان کا دیوانہ ہوا مین
سر کے ٹکرانے کو ہیرے کا ستون درکار ہی

خط کا پہنچانا نہین آسان اوس عیار تک
نامہ بر بھی ہوشیار و ذو فنون درکار ہے

نشتر مژگان کی ملکتی ہین مجھے خونریزیان
چند قطرہ اے رگ جان تیرا خون درکار ہے

اے شرف کیفیت سیر چمن سے مست ہون
اب صراحی نے شراب لالہ گون درکار ہی

پریزادون نے بھی اکثر کیا ہی عشق مردم سے
نگہ چشم مروت کا نہ لطف اوٹھا ہمین تمسے

ہماری طرح کوئی کیا کریگا عاشقی تمسے
قمر ہے جو فروغ آسمان ہی کب ہی انجم سے

مرے تیر قضا اوس ہے تم ارادہ شکار رکھتے ہو
بھلا پھر کیا کوئی امید رکھے خیر کی تمسے

نہین رکھتے جواب اپنا جو غنچے مسکرانے مین
ہوئی یہ بات او نہین حاصل تری حسن تبسم سے

نہ کیجے گریہ میرے حال پر دل میرا کڑھتا ہی
ستم ہی ڈھائیے مین باز آیا اس ترحم سے

خدا آگاہ ہی مرنے کا اپنے غم نہیں ہمکو
یہ صدمہ ہی کہ تم ہمسے چھٹے ہم چھٹے تمسے

گلون کو حال آیا ابر رویا جام سے چھلکا
چمن مین شاخ گل پھٹ پھٹ پڑی اد ائے ترنم سے

ابھی وہ ہین مرے ماتم نشینون کی تو جمع مین
کرینگے قبر پر تکیہ فراغت پلکے چہلم سے

ڈبویا تھا غم تنہائی نے پھر وصل کی ٹھہری
مری کشتی بچائی ہے خدا نے کس تلاطم سے

نقاب رخ اولٹتے ہو تو غش آتا ہی موسی کو
مسیحا دم بخود رہجاتے ہین اکثر تکلم سے

پریرو روک کی باگ اک ذرا تم جھک کے دیکھو تم
کوئی بیتاب لیٹا ہی تمہارے رخش کے سم سے

تکلف زندگی مین ہے فقط نادر لباسی کا
کوئی مردے کو کفناتا نہین سنجاب و قاقم سے

شرف کو قتلگہ مین وہ بٹھا کے آج کہتے تھے
گلا ہی کاٹ دونگا مین تمہارا تم اگر تمسے

ترسا ئیو نہ شربت دیدار کے لیے
پرہیز زہر ہے ترے بیمار کے لیئے

پوچھا نہ مجھ غریب کو ای بادشاہ حسن
کیا کیا ترقیان ہوئین سرکار کے لیئے

کیونکر نہ کہیے یار کو معشوق لاجواب
گویا زبان ہوئی ہے اس اقرار کے لیئے

ٹپکی جو تیرے روزن دل سے لہو کی بوند
سفاک لیگئے لب سوفار کے لیئے

دیوانہ ہو کے قید سے پہلو تہی نہ کر
ای دل یہ سوچ چاہیئے ہشیار کے لیئے

دم بھر نہ پھر وہ عالم ارواح مین ٹکیں
رہ جائین جو بیقرار ہوئین یار کے لیئے

اوس لالہ رو کو زیور گل کا ہوا جو شوق
لوٹے ہزارون غنچۂ دل ہار کے لیئے

غصے سے اوس پری کا ہوا منھ جو لال لال
سو سو بناو ہوگئے رخسار کے لیئے

آجاتا ہے غریب پہ زرداروں کو ترس
کڑھتے ہین بے نیاز بھی نادار کے لیئے

دل کر چکے دو نیم مری جان چھوڑ دیے
جو رنگ ڈہونڈھیے کوئی تلوار کے لیئے

ظالم کہین جو پردے سے صورت دکھائیے
آنکھین ترس گئین ترے دیدار کے لیئے

زیر محل اسی سے لپٹ کر میت پڑا رہون
پروا نہی دو پہلوے دیوار کے لیئے

ای شاہ حسن تونے جو کی ہے نگاہ پشت
زندان بھی دلکشا ہی گرفتار کے لیئے

آیا جو پاس اپنی رحیمی کا یار کو
دراجیب ہوئی نجات گنہگار کے لیئے

حسرت اہی رہگئی نہوئی قلبس کو نصیب
سر دھن کے مرگیا مری دستار کے لیئے

دل بیچنے کو آئے تھے بازار حسن میں
سودائی ہو گئے ہیں خریدار کے لیے

زنجیر میرے بعد نہ کھڑکائیگا کوئی
سناٹے میں یہ گھر ہیں کسی جھنکار کے لیے

گرتا ہوں پاؤں پر مرے دل کو بچا کے چل
اٹکھیلیوں کا واسطہ رفتار کے لیے

پیش نظر خیالی مرقع ہے یار کا
نقشہ یہ دل نے کھینچا ہے دیدار کے لیے

ہر جان بلب کے واسطے عیسی نفس ہے یار
باتیں دعائے زیست ہیں بیمار کے لیے

لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا
یہ ناز ختم ہے تری رفتار کے لیے

بلبل کی پیاری باتوں سے صیاد خوش ہوا
بوسے دلائے دیکھئے جو منقار کے لیے

کوسوں مکان یار ہے کسطرح جائیے
طاقت کہاں سے لائیے رفتار کے لیے

گھٹ گھٹ کے جان دی نہ رہائی کا نام لے
کیا خوب قید ہے یہ گرفتار کے لیے

لازم نہیں ہجوم تری بزم خاص میں
یہ اژدہام چاہیے بازار کے لیے

بھیجے خراج عاشق گیسو کو اے شرف
پروانہ جائے خسرو تاتار کے لیے

خاک میں مل کے مری روح کو فرحت ہوگی
عطر مٹی کا مجھے گل ہوگا وہ نکہت ہوگی

یار سے آرسی مصحف کی جو صورت ہوگی
آئینہ سامنے ہوگا مجھے حیرت ہوگی

آمد یار کی محشر میں جو شہرت ہوگی
دوسری اور قیامت میں قیامت ہوگی

روح جو شوق ملاقات میں رخصت ہوگی
جسکو تم ڈھونڈوگے اوس پھول میں نکہت ہوگی

میرا پہلو جو مرے دوست سے خالی ہوگا
روح بیتاب شب تنہائی میں غربت ہوگی

یار کے سونگھے ہوئے پھول بچھا آونگا
اپنے دل کی مجھے معلوم جو تربت ہوگی

داستان کیفیت عشق کی کیا کہتا ہوں
تم بھی سن لوگے تو پھر درد کی حالت ہوگی

نقشۂ حسن کا نظارہ جو ممکن ہوگا
اوسکی تصویر سے بڑھکر مجھے حیرت ہوگی

اپنی جانب متوجہ اوسے ہم کر لینگے
آئینے کی جو طرح ہمسے بھی خلوت ہوگی

درد تنہائی کا دل بھر کے ہوا اوٹھے گا
اور اگر چند نفس اپنی نہ رحلت ہوگی

ہے یہ ضعف آج کہ آنکھیں نہیں کھولی جاتیں
کل میں دم توڑونگا دم بھر بھی نہ طاقت ہوگی

راہ لیتا ہوں بیاباں کی جو گھبراتا ہوں
کسطرف جاؤنگا جب قبر میں وحشت ہوگی

سب ڈراتے ہیں مجھے گور کی اندھیاری سے
کیا بلا ساتھ وہاں بھی شب فرقت ہوگی

تاب رہنے کی نہیں بھوک کی پرواؤں کو
غم سے گھلجائینگی شمعوں میں وہ رقت ہوگی

مٹ گئی بوسے وفا ساتھ مرے داغوں کے
اب وہ گل ہوں گے نہ پیدا نہ وہ نکہت ہوگی

منزلت پائی ہے مرکے وہ تیرے کشتوں نے
حشر کے دن بھی تمنا ہے شہادت ہوگی

وصل کی شب جو شب قدر کا دھوکا دیگی
سجدۂ شکر سے تا صبح نہ مہلت ہوگی

داستاں اپنی شرف لکھ کے جو چھپوا دونگا
عاشقوں کے لیے دلچسپ حکایت ہوگی

ترے کوچے میں رہکر صاحب ادراک ہوتا ہے
یہاں کی خاک بھی چھانے تو دامن پاک ہوتا ہے

یہ کیا قدرت ہے اوسکی نور کی صورت ہے انساں کا
حقیقت پوچھیے اسکی تو مشت خاک ہوتا ہے

پھٹا جاتا ہے دل شوق محبت کے چھپانے سے
حفاظت کیجئے نامے کی لفافہ چاک ہوتا ہے

شہیدوں کا لہو بھرتا ہے سر لٹکائے جاتے ہیں
تری توسن کا گلگوں اسلیئے فتراک ہوتا ہے

بہار گل کو رخصت کرکے گلچیں خاک اڑاتے ہیں
چمن کے غم میں ہر غنچہ گریباں چاک ہوتا ہے

عزیز ہے اگر کیسے پھٹا یوسف کا پیراہن
لباس گل یہ اس خوبی سے کیونکر چاک ہوتا ہے

جہاں سے لامکاں تک دھوم اوڑیگی نغمہ سنجی کی
مبارک ہو مرا دل بلبل ادراک ہوتا ہے

نکلتا ہے ترا دیوانہ کوہستاں سے یوں اکثر
برآمد جسطرح خورشید بے پوشاک ہوتا ہے

خبر ہے کشتہ خوں کی عشقبازوں کو مبارک ہو
جہاں میں دھوم ہے اک نازنیں سفاک ہوتا ہے

نہ کھایا جائیگا غم اس سے ہرگز لن ترانی کا
ترے دیدار کا بھوکا تو کم خوراک ہوتا ہے

بھرا ہا کاتبیں پر کیا ہے تاکید اوسکی رحمت نے
گناہوں سے گنہگاروں کا دفتر پاک ہوتا ہے

کبھی آنکھوں میں پھرتی ہو کبھی دل میں در آتی ہو
تمہیں منصف ہو ایسا بھی کوئی بیباک ہوتا ہے

ہجوم رقت یہ عالم تھا نحیفان محبت کا
پریشاں جیسے دریا میں خس و خاشاک ہوتا ہے

بلا شک کربلا طبقہ ہے تیرے باغ جنت کا
کہ مجرم خاک سے اس سرزمیں میں پاک ہوتا ہے

پھڑ لاتے ہیں جو منہ دھونے میں سرخی گلوری کی
گل شاداب سا پیارا گل مسواک ہوتا ہے

کرو اشکوں کی طغیانی سے خوف اے مردم دیدہ
کہ اکثر ڈوب بھی جاتا ہے جو تیراک ہوتا ہے

کہا ہنس ہنس کے اوسنے وصل کی شب کچھ جو رویا میں
سنو تو کوئی خوشوقتی مین بھی غمناک ہوتا ہے

ہمارے خط کے پہونچانے کا بیڑا جو اوٹھاتا ہے
چھلاوے سے نظر سے تیر سے چالاک ہوتا ہے

کرم کر ابر انگوروں کی بیلیں زرد ہوتی ہیں
بھلا پھولا ذخیرہ تاک کا بے تاک ہوتا ہے

نگاہ وہ دلمین کھبتا ہے نکھرنا شاہد گل کا
شرف ایسا یہ جامہ زیب خوش پوشاک ہوتا ہے

دم توڑتا ہوں اوس گل رعنا کے سامنے
بے موت مر رہا ہوں مسیحا کے سامنے

کھچواتے ہیں وہ مجھکو جو اترا کے سامنے
تصویر ہو نہ جاؤں کہیں جا کے سامنے

پتھرا کے پھوٹ جائینگی آنکھیں تو پھوٹ جائیں
جھپکاؤں کیا پلک مین تجھے پا کے سامنے

اے دل یہ تیغ ناز کے چرکے رہے ہیں زخم
راحت کی اصل کیا ہے اس ایذا کے سامنے

پایا نہ آفتاب قیامت نے کچھ فروغ
مٹ مٹ گیا ترے رخ زیبا کے سامنے

بو باس مین کسی نے تری ہمسری نہ کی
گلشن سے گل بھی آئے تو مرجھا کے سامنے

محبوب ذو الجلال کی اسمین سرشت ہے
کیا اصل ہے بہشت کی دنیا کے سامنے

کچھ پاس ہے تجھے جو مرے شوق و ذوق کا
اے جذب دل بٹھا دے اونہیں لا کے سامنے

آنکھیں مری پھریں تو اونہیں کچھ نہ بن پڑی؟
چپکے سے آ کھڑے ہوئے گھبرا کے سامنے

بے پردہ بھی مکان مین گیا ہوں جب اونکے پاس
سرکا لیا ہے آئینہ شرما کے سامنے

لیلی کہیں نہ دیکھ لے دم توڑتا ہے قیس
جلدی قنات روک دو صحرا کے سامنے

برہم ہوا جو دیکھ لیا مجھکو جھانکتے
تلوار رکھ لی یار نے جھنجھلا کے سامنے

قاتل نے بھی جنازے کی رو کر پڑھی نماز
میت جو لیگئے مری نہلا کے سامنے

ایذائے درد ہجر کو دل مانتا نہیں
دلوائیے سزا اسے بلوا کے سامنے

خوش ہونگے وہ کھلیگا مرا غنچۂ مراد
جاؤنگا مین جگر پہ جو گل کھا کے سامنے

پایا نہ چین چند نفس کی حیات مین
کیا کیا بکھیڑے آلئے ہیں عقبا کے سامنے

کہنے لگے جو یار سے الفت کی سرگذشت
ہوش و حواس بھی نہ رہے جا کے سامنے

منظور ہے ان آنکھون کی حقیقت جو دکھانی
وہ پھول رکھے تو نرگس شہلا کے سامنے

تم ہین نقش یہ نقش بنے ہو گیا ہو حیرت
اس ناز سے ہوئے ہین وہ شرما کے سامنے

ان سے تو انھون کو شرماؤن گا مین کبھی
پردے سے گفتگو بات کرو آ کے سامنے

کیا ہونگا مستمند مین اوس بے نیاز کا
قطرے کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

اگلے زمانے مین بہی چاہت تہی اے شرف
یوسف ہوئے اسیر زلیخا کے سامنے

جہان تو جائے یہ اوڑ کر ہوائی تیر مین آئے
دو بارا دم جو جان جان تری نخچیر مین آئے

برابر اپنی مسند پر نہ تم مجھکو بٹھاؤ تو
سر اپنا کاٹ ڈالون فرق اگر توقیر مین آئے

تڑپتے ہین جدائی مین امید وصل کیا ہین
تسلی کا بھلا کیونکر یقین تقدیر مین آئے

اوٹھاؤن استراحت کا مزا مین صبح ہونے تک
الٰہی نیند غفلت کی تجھے تکبیر مین آئے

مرقع دیکھکر اپنے مریضان محبت کا
جسے اچھا کہو تم جان اوس تصویر مین آئے

کبھی اونکو ہے کیا عاشقون کی سکھ دل کی
جو دس [illegible] مین آکر سو تو فیر مین آئے

رولاتے ہین مجھے وہ عالم رویا مین دکھا کر
اثر رویت کا یارب خواب کی تعبیر مین آئے

[illegible] سے مارا اسکا نہ گیا کوئی
نظر قدرت کی کھیل اے یار تیری تیر مین آئے

نکلے عشاق کو تو اہین سلامت تو رہی قاتل
قیامت تک لہو کی بو تری شمشیر مین آئے

طلسم حسن مین تجھ سے بلقیس ہو پری پیکر
سلیمان بہی بہت عاجز تری تسخیر مین آئے

کہو میری حقیقت جاکے جلد اوس تک عیسی سے
جنازہ بہی نہ پاؤگے اگر تاخیر مین آئے

نہ پیگا نام بہی کوئی تری وحشت کا اے مجنون
قدم جس دن ہمارے خانۂ زنجیر مین آئے

ہوئی ناپید اوس کی بادشاہت جو جنون کو
جنون و عشق میری منصب و جاگیر مین آئے

ہوا ہو تم پہ جینے کا نہیں عیسی کے تم قسمت
جو تم ٹھکراؤ تو دم عاشق دلگیر مین آئے

شرف کھاتا دہان کہا وہ بیان پائی یہ حسرت
یہ مژدہ مجھکو یا رب یار کی تحریر مین آئے

تمہارے جو ہیکی قدرت بشر نہیں رکھتے
نظر تو رکھتے ہین تاب نظر نہیں رکھتے

قفس میں بند ہیں گلزار سے ہمیں کیا کام
گئی بہار کہ آئی خبر نہیں رکھتے

کٹھن ہے منزل اول کیے نہ نیک اعمال
جہان سے کوچ ہے زاد سفر نہیں رکھتے

خدا کریم ہے سب کچھ اونہیں بھی دیتا ہے
جہان میں لوگ جو کوئی ہنر نہیں رکھتے

وہ بولے رکھ جو دیا ہنستے اونکے گال پہ گال
سنو کتاب کو قرآن پر نہیں رکھتے

جواب بھی درِ دندان کا آب و تاب میں ہے
چمک دمک کبھی ایسی گہر نہیں رکھتے

خدا پرست جو ہیں اونکے مستقیم ہیں دل
پل صراط کا وہ کچھ خطر نہیں رکھتے

جہان میں کوئی بھی اون سا نہ نازنین ہوگا
کہ جتنی چوٹی ہے اوتنی کمر نہیں رکھتے

یہ تمکنت ہے ترے بوریا نشینوں کو
قدم بھی مسند شاہانہ پر نہیں رکھتے

نہ سونگھیں یار کی خوشبو گلوں کی بو سونگھیں
دماغ ہم پئے نسیم سحر نہیں رکھتے

جو مرنے والے ہیں ای یار تیغ ابرو کے
وہ زخم کہاتے ہیں منہ پہ سپر نہیں رکھتے

ٹپکنے پائیں جو جو گھٹ یہ تیری کم ہو جائے
دوا سے جائے وہ ہم درد سر نہیں رکھتے

اندھیرے گھر میں جو مجھکو نہ جاگی دیتے تھے
چراغ بھی وہ کبھی قبر پر نہیں رکھتے

محل یار میں کرتے ہیں دن کو مزدوری
دکان میں رات کو پڑتے ہیں گھر نہیں رکھتے

جو نوک جھوک ہے اے یار تیری مژگان کی
کسی کے تیر بھی توڑا اسقدر نہیں رکھتے

سن اونکا کیا ہے جو بیچا نہیں عشقبازوں کو
ابھی زمانے کی وہ کچھ خبر نہیں رکھتے

یہ ضد بہار میں ہوتی ہے باغبانوں کو
کہ عندلیب کا گلشن میں پر نہیں رکھتے

لگا کے نخل محبت بہت نہال ہوئے
ملا یہ پھل کہ امید ثمر نہیں رکھتے

چمک دمک جو ہے اون پیارے پیارے گالوں میں
شرف یہ حسن کا تو شمس و قمر نہیں رکھتے

کی قدمبوسی ہوئی توقیر میرے پاؤں کی
قدر داں ہے اسے جنون زنجیر میرے پاؤں کی

جتنے اوس ظالم کے کوچے میں قدم رکھا تھا
کھال کھینچی اوسنے بالتقصیر میرے پاؤں کی

آسمان بھی چکر میں آیا میری گردش دیکھکر
ہو گئی رفتار پر تاثیر میرے پاؤں کی

کیا مبارک تھی یہ تیری سبز قدمی ای جنون
عشق پیچاں ہو گئی زنجیر میرے پاؤں کی

مین وہ دیوانہ ہون چلنے جی نہ چھوڑیگی مجھے
ای جنون عاشق ہی یہ زنجیر میرے پانون کی

جو قدم اوٹھتا ہی پڑتا ہی وہ صحرا کی طرف
سنچ مین رہتی ہے کیا تقدیر میرے پانون کی

اسقدر بہاگا ہوا جاتا ہون اونکو ڈہونڈہتے
گرد چہو سکتا نہین ہی تیر میرے پانون کی

بے اجازت کیون تمہاری بزم مین رکہا قدم
کاٹ ڈالو ہی یہی تعذیر میرے پانون کی

چہپ گئی خون کف پا سے خلش ہر خار کی
مثل ہون گردش ہوئی تحریر میرے پانون کی

عمر گذریگی مری صحرا نوردی مین شرف
بادیہ پیمائی سے جاگیر میرے پانون کی

گل سا بدن تو خاک ہوا کسمین جان رہی
اوجڑا ہے آشیانہ یہ بلبل کہان رہی

تلوار کھا کے بھی یہ کہینگے کہ بوسہ دو
ممکن نہین جو بند ہماری زبان رہی

وہ نام کر کے عشق مین مر جاؤن تو سہی
عالم مین یادگار مری داستان رہی

وہ زخم دل پہ کھا تری شمشیر ناز کا
جبسر و تن تک حیات رہی نیمجان رہی

آوارہ روح سوز نفس مین یون ہوئی
جس طرح سے ہوا مین پریشان دہوان رہی

دنیا سے بارگاہ ارم مین بلا لئے
اس میہمان سرا مین بہت میہمان رہی

عاشق سمجھ کے ہوتے ہو ہمسے تو ہمکلام
پردہ بہی درمیان مین نہ ای حیا سنجان رہی

بڑھ بڑھ گیا عدم کو ضعیفون کا قافلہ
جو جو جوان تھے وہ پس کاروان رہی

عالم مین تیرے ہاتھ سے لاکھون گلی کٹین
تو سرخرو رہے مرے قاتل جہان رہی

وہ عندلیب تھی کہ چمن مین جو مر گئی
صیاد داد اس سوگ نشین باغبان رہی

کیسے بشر رسائی نہو قدسیون کی بھی
اتنا بلند یار ترا آستان رہے

ہم خاک مین ملے وہ بہ پردہ نہ جب ملا
غائب رہا جو یار تو ہم بے نشان رہی

یارب ہوا ہے ابر بہاری سے دل شگفت
ایسی ہی اب تو کیفیت آسمان رہی

کیا بیٹھے درد ہجر بیان کرتے ہو شرف
جانو غنیمت اسکو جو قالب مین جان رہی

خوشی تمہاری سہی یار رفع شر نہ سہی
بٹھا چکے تہ شمشیر در گذر نہ سہی

ہم اپنی جان مٹا دینگے راہ الفت مین
نہ دینگے ساتھ ہمارا دل و جگر نہ سہی

چھپے ہی آئے لہو گھٹنون گھٹنون بہتا ہے
نہین ہی خون شہیدون کا تا کمر نہ سہی

تپ جدائی کا کچھ تو علاج کرا یدل
دوا تو کر نہ کریگی دوا اثر نہ سہی

ملال کیون مین کرون جان شام سے دونگا
نہ ہوئیگی شب تنہائی کی سحر نہ سہی

ہماری روح رہیگی گلون کے غنچون مین
چمن مین رہنے نہ پائینگے مشت پر نہ سہی

انہین کے واسطے گذرا ہون آرسیت سر
نہین سمجھتے پر پروہ مجھے بشر نہ سہی

متاع و مال لٹا دینگے عشقبازی مین
نہو نہو جو نہوگا یہ کروفر نہ سہی

ہمارے پاس تو بیٹھے تسلی دلکو تو دی
وہ آئے تو نہ رہے آکے رات بھر نہ سہی

ارم سے بڑھ کے مین سمجھونگا دشت الفت کو
نکل کے گھر سے نہوگا نصیب گھر نہ سہی

غریب ہون تو خدا مجھ غریب کا بھی ہے
نہ لے کوئی نہین لیتا مری خبر نہ سہی

کبھی نہ ہاتھ رکیگا غنی ہے دل میرا
لٹاؤنگا نہ رہیگا جو مال و زر تو سہی

کسیکی زلف کی خوشبو سنگھا دو مرتا ہون
نہین ہے لخلخہ عنبر و اگر نہ سہی

شہید نا نہ ہون قاتل سے سرخرو تو مین ہون
نہین نصیب ہے گور و کفن اگر نہ سہی

وہ تیغ کھینچے تو ہرگز شرف نہ ڈرنا تم
تمہارا سینہ تو موجود ہے سپر نہ سہی

کہ ہر سجدہ کرون اللہ نے یہ دن دکھایا ہے
کہ جسپر جان جاتی ہے تجھے اوسنے بلایا ہے

دل و جان و جگر دونگا اونہین مین نے نمائی مین
کہ مجھ بیتاب کو گھونگٹ اولٹ کے منھ دکھایا ہے

مراد عشق آئی ہے یہ داغ دل سے روشن ہے
خدا کا گھر ہی سنت کا چراغ اسمین جلایا ہے

کیا الاسن کا عمل اچھے اچھے زخم کھا کھا کے
تڑپ کر جا بجا قاتل کا دل کیا کیا بڑھایا ہے

نہین کچھ اصل اے یارو طلسم باغ دنیا کی
یہ تمکو خواب بیداری مین غفلت نے دکھایا ہے

سحر تک کی ہے پروانون سے بڑھکر اسنے جانسوزی
کسی محفل مین اوسنے دل جو میرا آزمایا ہے

ہوس مین دید کی آیا ہون تم اپنی ہی کہتے ہو
ستم میری جو مجھکو پاس پردے کی بلایا ہے

پتنگون کو جلا کے شمع روشن نے سر محفل
پری سی شکل مین دھبا سیاہی کا لگایا ہے

گل شاداب جنت کا ہی عالم ہر جراحت کا
ترے کشتے کو صد رحمت ہی کیا کیا زخم کھایا ہی

تمہاری رہگذر مین کسقدر رویا ہون دیکھو تو
لگی ہین کشتیان آنکھون سے وہ دریا بہایا ہی

نکھرنا کون دیکھیگا جوانان گلستان کا
سحر تک شام سے ہر گل جو شبنم مین نہایا ہی

عجائب معرکہ ہی امتحان ہی ظلم و الفت کا
وہ شمشیر آزماتے ہین یہان دل آزمایا ہی

ازل سے جسکے نظارے کی حسرت ہی خدائی کو
وہ خوشرو نازنین اپنی نگاہون مین سمایا ہی

ملا کے خاک مین عاشق کو وہ غصے مین بیٹھے ہین
کوئی پوچھے تو کیون نام و نشان اسکا مٹایا ہی

جزائے خیر دے تو اے خداوند کریم اوسکو
مرا معشوق ہی جسنے مرے دل کو ستایا ہی

چڑھائی ہو رہی ہے حسن عالمگیر کی مجھپر
پریزادون نے میرے دل کے ٹھاٹھ کو دبایا ہی

شرف کی آنکھ کھلنے کی نہین شور قیامت سے
وہی چونکائے تو چونکین نہین جسنے سلایا ہی

سلف سے لوگ اونپہ مرتے ہین ہمیشہ جانین لیا کرینگے
یہی کرشمے ہوا کیے ہین یہی کرشمے ہوا کرینگے + +

ہمین جو بے جرم پیستے ہو یہ جانتے ہو کہ کیا کرینگے
خدا نے چاہا تو سرمہ ہوکر تمہاری آنکھون مین جا کرینگے

نہ رہنے دینگے کبھی وہ یا ہم تپاک دیکھین کے انہین جبدم
بدن سے خارج کرینگے جان کو جگر سے دل کو جدا کرینگے

چمک ہے اسمین محبتانہ یہ بیقراری ہے عاشقانہ
مزا اوٹھائینگے درد دل کا کبھی نہ اسکی دوا کرینگے

بڑھا تو ہے ربط ہمسے تمسے خدا نے چاہا تو دیکھ لوگے
تمہارے پہلو مین یار دل کی طرح ہمیشہ رہا کرینگے

کسی کا احسان ہم نہ لینگے کسی کو تکلیف کچھ نہ دینگے
خدا نے پیدا کیا ہے ہمکو خدا ہی سے التجا کرینگے

جب آئینگے وہ پئے عیادت تو ہوگی دل کو امید صحت

زمانہ مجھکو دعا کریگا مسیح میری دوا کرینگے ✝ ✝

نہین خوش اعمال اگر نہین ہون فرشتے تربت مین خشمگین ہون
خدا کی رحمت سے مطمئن ہون یہ کیا کرینگے وہ کیا کرینگے

تمام ہوتے ہین دیکھ جاؤ جمال آکے ہمین دکھاؤ
تمھارے غم مین لبون پہ دم ہے کوئی گھڑی مین قضا کرینگے

رہیگی یاد اونکی خوشخرامی مرا سخن ہے یہ لاکلامی
قدم نہ پردے سے وہ نکالین مری نظر مین پھرا کرینگے

رولائے جاتی ہے اونکی حسرت چلی ہی آتی ہے مجھکو رقت
رہینگی کاہیکو میری آنکھین جو یون ہین آنسو بہا کرینگے

ملا ہے آرام آشیان کا نہین کچھ اندیشہ باغبان کا
رہا بھی ہون گے تو آکے اکثر ہم اس قفس مین رہا کرینگے

کہین ٹھکانا نہین ہمارا تمہاری شفقت کا ہے سہارا
غریب ہین دو ہمین دلاسا تمہارے حق مین دعا کرینگے

لرز رہے ہین ستانے والے خدا کے آگے گئی ہین نالے
گریز اسنے کریگا محشر یہ وہ قیامت بپا کرینگے ✝

اگر چھٹے بہی قفس سے بلبل کریگی برباد حسرت گل
رسائی ہوگی نہ آشیان تک چمن مین تنکے چنا کرینگے

قبول ہوگی دعا ہماری کرینگے جسدم ہم آہ و زاری
کبھی نہ جائیگی اوپر اوپر ہماری حاجت روا کرینگے

نگاہین اونپر جو ہمنے ڈالین اونہون نے آنکھین شرف نکالین
ستم یہ ڈھایا ہے کم سنی مین جوان ہوکے وہ کیا کرینگے

آنکھین ہوتین روشن رخ روشن سی تمہارے واقف نہ فرشتے ہوے مسکن سے تمہارے	دولت یہ ملی لپٹی جو دامن سے تمہارے انسان نے کی حسن رسائی سے رسائی

اک داغ دل اک داغ جگر سے تو ہین آگاہ — دو پھول لیے جاتے ہین گلشن سے تمھارے
[illegible] اک مین جب سر کے لٹکنے کا مزا تھا — میت بھی لپٹ جاتی جو توسن سے تمھارے
تکیہ کو کیا چاٹتے ہین مجلس حیران — لب ہین مسی آلودہ جو سوسن سے تمھارے
رحمت کے سوا کچھ بھی تمھین بن نہ پڑیگا — جس وقت لپٹ جاؤنگا دامن سے تمھارے
شعلہ سے عیان داغ ہوا شمع کے دل کا — لو اسنے لگائی رخ روشن سے تمھارے
بجلی کی تڑپ گرد ہوئی گشت سے اسکی — روپوش چھلاوے ہوے توسن سے تمھارے
چلانے لگے جو ہم رہے تو گھبرا کے وہ بولے — منھ کو جگر آجاتا ہے شیون سے تمھارے
[illegible] کی صورت کی جو مشتاق ہوئی ہم — فی الفور برآمد ہوی جوشن سے تمھارے
خورشید جو دنیا کی طرف منھ نہین کرتا — چھپتا ہے یہ شاید رخ روشن سے تمھارے
خونریزی و شب خون پہ کمر تمنے جو باندھی — دنیا کا ہوا خاتمہ رن کھن سے تمھارے
[illegible] پٹے ہین جو زمین پر گل ولالہ — مرجھا گئے ہین شرما کے یہ جوبن سے تمھارے
[illegible] اسیران قفس تم بھی نکل جاؤ — ہوش اوڑ گئے صیاد کے شیون سے تمھارے
سودا سے گلا کاٹو چھری شوق سے پھیرو — احسان تو اوترین مری گردن سے تمھارے
ہم کہتے تھے حسرت نکرو ذبح کی یارو — آخر دم او بچھنے لگے الجھن سے تمھارے
گھبرا کے نہ سر کو نہ اوڑاؤنگا لہو مین — لو دور تڑپتا ہون مین دامن سے تمھارے
بسمل سے چھری رکنے کی برداشت نہوگی — نکلین گے نہ مطلب مری گردن سے تمھارے

کچھ شک نہین سمجھتے کئی لاریب شرف ہم
فردوس کی بو آتی ہے مدفن سے تمھارے

حیران ہون کہ تاکتی ہے چشم تر کسی — ہر جائی ہو کے ڈھونڈھ رہی ہے نظر کسی
کیا کیا خدنگ ناز کے چرا رہے ہین زخم — اے یار ہے نصیب یہ درد جگر کسی
یہ دھوم دھام محفل معراج کی جو ہے — کون آئیگا دکھائیگا کر و فر کسی
صیاد اٹھا تو اسیرون پر اب نہ کر — جان اوڑ رہی ہے نا رہے پرواز پر کسی
پروانہ ہے نہ کوئی نہ محفل نہ رات ہے — دکھلا رہا ہے یاس چراغ سحر کسی

صحرا مین کوئی کوئی کہین چھانتا ہی خاک — سودائیون مین تیرے فروش آتا ہے گھر کسی
پتھرا گئے جب یہ آنکھین مری پھوٹ جائینگی — پھر تیرے انتظار کی ہوگی نظر کسی
لاکھون کو تم جو روز ملاتے ہو خاک مین — دکھلا رہے ہو شان قضا و قدر کسی
پرہیزگار کون ہی مجرم ہین کون کو اٹھ — عیبی کسے وہ سمجھے ہین اہل ہنر کسی
قدرت نے روح ڈالی ہی اک مشت خاک مین — ذرہ نوازیون سے کیا ہے بشر کسی
غربت زدہ جو منزل ہم دنیا مین تھے — بھیجا ہے تمنے کسکو ادہر اور ادہر کسی
تربت مین بھی چلی ہی مرے ساتھ مصیبت — اعمال نے کیا ہے مرا ہمسفر کسی
الفت کسے نصیب ہوئی کسکے نا نصیب — بخشا اثر کسی نہ دکھایا اثر کسی
سب غش مین ہون گے یار جب آئیگا سامنے — دل بھر کے دیکھنے کی رہے گی خبر کسی
دردِ شب فراق بلا کو سے کم نہین — نازل کیا ہے تمنے مری جان پر کسی
رہ رہ کے غش جو آتے ہین موسی کو دمبدم — کیا جانئے یہ دیکھتے ہین جلوہ گر کسی
آئی صدا جو ہونے لگی ہم لحد مین خاک — تم تو چلے سیر دکھا اب یہ گھر کسی
سوز پڑ گیا ہے کلیجے مین عشق کا — سینہ شگاف کرکے دکھاؤن جگر کسی

حورین یہ مجھسے پوچھتی ہین سچ کہو شرف
دنیا مین تمنے پیار کیا عمر بھر کسی

گل و لالہ ہین پژمردہ ہوا ہی بوستان بدلی — کریگا گلشن افروز کے تیری باغبان بدلی
بہار منزلت تاراج ہی خانہ باغ پر اسکے — کرم گسترده گل ہے جو تی ہے آسمان بدلی
نبا ہا بات کو راہ وفا مین بات پر آکے — نہ یہ کوچہ کبھی بدلا نہ پھر ہمنے زبان بدلی
ہزارون زخم کھائے خندہ پیشانی سے ای قاتل — رہے ہم سرخرو تیوری نہ وقت امتحان بدلی
بہار گل کی کیفیت مبارک ہو تجھے بلبل — چمن پر چھائی ہی گھیرے ہی تیرا آشیان بدلی
چمک سے تیری شمشیر دو دم کی مہر پنہان ہے — زمین پر دھوپ ہی گردون پہ سہرا ای نوجوان بدلی
ہنسا ای شوخ تو جسپر تو بجلی گر پڑی اسپر — کلیجون پر چلین چھریان نظر تیری جہان بدلی
ہماری دلگی کو بھیجدو حورون کو مدفن مین — نکیرین آئے ہین جلدی کر ادا ای جانجان بدلی

نہین راہِ وفا مین کچھ قیام اونکی طبیعت کو
ازل سے کس شہیدِ ناز کو ہے سوگوارِ حمیت
بگولے آکے ہر سو سے اوترتے ہین گلستان مین
نہ بلبل چہچہائینگے نہ یہ گھر گھر کے آئینگی
کریگا خاتمہ تڑپا کے سر ٹکرانے والونکا
نہ آئی صبح تک نیند اونکو جانے کی تصور مین
رہے پیکان ترا قائم ہے دل خون ہو تو ہو
رہے وہ شست پہ نازان پہ نازان قتیلِ الفت
کسی مظلوم کا برسا کے مینہ گھر اپنے ٹہرا یا آکر
لپٹ کر بیت مجنون سے لیلیٰ روکے کہتی تھی
تلون نے ترے ارمان پشیمان محبت کو
خمیدہ ہو گئے عمر اِن کو کرکے ہم خدمت
محبت کی درِ محبوب پر باتین جو کرتا ہون
معاذ اللہ کیا شہر خموشان بھی ہے نا پرسان
ہماری نعش کھلا کے یہ باری گھر کے جالی کی
فراق یار مین اندھیر کیون مجھ پہ ٹھایا ہی

یہان بدلی وہان بدلی وہان بدلی یہان بدلی
جو یہ پوشاک نیلی پہنی نہ تو نے آسمان بدلی
چمن سے کاروانِ گل کی کرتی ہی خزان بدلی
بہار گل ہے رخصت چار دن ہی یہ سمان بدلی
نہونے دیگا جیتے جی تمہارا آستان بدلی
کہانی پر کہانی داستان پر داستان بدلی
کرے اس صاحبِ خانہ کی جلدی یہ سمان بدلی
نہ کی غنچون نے گویائی نہ بلبل کی زبان بدلی
پڑا ہی اس قدر صبر اوسکا جو ہے یہ نشان بدلی
نہین عرصہ سے کروٹ تم نے کیون اے ناتوان بدلی
گھڑی بھر مین جگہ بدلی نظر بدلی زبان بدلی
خطا کی ہے ہمنے شمشیر جوانی سے کمان بدلی
نہین بہر وجد کے عالم مین کرتی پاسبان بدلی
ہزارون ہی شہنشاہون کی حیثیت یہان بدلی
ابھی تو خون کی رنگت نہین اے جانجان بدلی
رو ندھا ہی دل مرا گھر سے ہی میرا کیون مکان بدلی

شہرہ فشا روکے کو یہ چھائی تو ہی گور غریبان پر
کہیگی یہ کہ ڈوبون ہی تربتون کو بے نشان بدلی

جبتک بلائیگا نہ وہ خلوت گزین سے مجھے
سنکے جو لوٹ لوٹ گیا اندر کہین سے مجھے
آزردہ کیون ہو یاد جو کرتے نہین سے مجھے
تو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
شہرت جو ہی برابر خورشید حشر کی +

تنہائی مین نہ چین پڑیگا کہین سے مجھے
وہ دل غنی ہو نہین کہ ذرا غم نہین ہے مجھے
آتا مین پوچھتا جو وہ ملتا کہین سے مجھے
تحسین لاکھ لاکھ ہے تجھے آفرین سے مجھے
دکھلانے کو ہے یار رخ آتشین سے مجھے

خوشدل ہون سنکے آمد محبوب کی خبر
حسرت سے اسلیے مین اوترا ہون قبر مین
محبوب بے نیاز کو سجدہ کرون جو مین
اک شاہ حسن کا ہو تمین ایسا گنا ہگار
کندہ ہے اسم ذات مرا دل وہ مہر ہے
شہرت تری اوڑائی ہے ای بادشاہ حسن
ایسے کی کیا سرشت مری بھی اسی سے ہی
دیکھا جگر کا گھاو تو بندش کے واسطے
رخصت جو کچھ کی نہین دیتا ہی نزع مین
پوچھا جو آئینے سے نہ فرصت کی وجہ کیا
مجھسا نہ کوئی چاہنے والا ترا ہوا
جب سے تری گلی مین بچھایا ہے بوریا
عالم مین اک سے ایک پری شکل ہی تو ہو
ششدر او تر او ترے چہرے کو ہی رو کتی
دنیا مین آکے یار ترے انتظار مین
اک دہوم تھی قران مہ و مشتری ہوا

بس بس شہا اب کہو کوئی اندہ نگین مجھے
ملتی ہے جان سے کے یہ دو گز زمین مجھے
اے شوق ذوق اوٹھاؤ نہ دینا جبین مجھے
دربار عام مین بھی اجازت نہین مجھے
تقدیر سے مری یہ ملا ہے نگین مجھے
ممتاز ہون خطاب ہو روح الامین سے مجھے
آغوش کھول کھول کے لیگی زمین مجھے
جلاد نے اوتار دی اک آستین مجھے
روکے ہوے ہے کیون یہ دم واپسین مجھے
بولا کہ چھوڑتا نہین اک نازنین مجھے
تجھسا ملا نہ کوئی جہان مین حسین مجھے
تسلیم کرنے آتے ہین مسند نشین مجھے
تیرے سوا کسی کی تمنا نہین مجھے
کیا کیا بچا رہی ہے تری آستین مجھے
سو جانتے ہین پیس نیار وہین سب مجھے
شب کو کیا جو یار نے پہلو نشین مجھے

ذرہ مین تھا شرف یہ ملا مین شرف ہوا
پھر نچا دیا ہے تمنے کہین سے کہین مجھے

وہان سے جب کبھی نخچیرون کی پکار آئی
کہلا نہ رنگ دکھایا تمہاری محفل کا
کبھی جو یار کو دیکھا تو خواب مین دیکھا
ہماری خاک سمجھ کے چھپی وہ گوشے مین
کسی حسین نے دکھایا نہ رنگ اوس گل کا

تو صید گہ مین اجل کھیلنے شکار آئی
نکھر نکھر کے ہزارون جگہ بہار آئی
مری مراد بھی آئی تو مستعار آئی
جہان مین کوئی آندھی جو پر غبار آئی
ہزار پھول کو سونگھا نہ بوئے یار آئی

خدا ہی جانے یہ کیا زندگانی سوجی تھی
جو لے کے چند نفس کا یہ اختیار آئی

کبھی جو یار نے دو پھول لاکے پھینک دیے
طواف قبر کو ہر باغ کی بہار آئی

کسی جگہ بھی نہ بیرحم نے سماعت کی
کہان کہان مری فریاد اوسی پکار آئی

کبھی جو یاد کیا مجھکو مرے بعد اوسنے
مزار مین مجھے ہچکی ہزار بار آئی +

مٹے ہوئے ہین دو عالم بنا دیا اوسکو
خدا کی شان ہے اوس شوخ کی خود آرائی

اکیلے سجدہ مین آیا جو مجھکو سناٹا
تو روح قیس دہن باندھنی حصار آئی

نکھر کے یار نے جسوقت آئینہ دیکھا
خودی سما گئی اللہ ری خود آرائی

خدا ہی جانے کیا کیا مرے بگولے کو
صبا کے دوش پر اک بوجھ تھا اوتار آئی

تڑپ گیا مین تمنا مین تیری خوشبو کے
دماغ مین جو کبھی نکہت بہار آئی

بہت خفا تھے مگر رحم آگیا اونکو
قیامت آکے مراد گنا ہگار آئی

ہوئی جو گلشن ایجاد مین سرشت مری
بدن مین روح جو آئی تو بوے یار آئی

تمہارے حکم سے شانہ ہلا جو مدفن مین
دوبارا جسم مین پھر جان جان نثار آئی

نہ ترک کی مرے غم مین کبھی سیہ پوشی
گھٹا جہان مین جب آئی تو سوگوار آئی

کیا ہے معرکہ عشق اوس دلاور سے
کہ جسکے قبضۂ قدرت مین ذوالفقار آئی

غشی کا حکم تو موسی کو طور پر آیا +
ہماری آنکھون کو تاکید انتظار آئی

مہم عشق پہ کیا حسرتون نے ہنگامہ
ہمارے دل کی طرف غیب سے پکار آئی

دغا جو دی مجھے اوس بیوفا کی آمد نے
شب فراق بڑھانے کو اعتبار آئی

خدائی رحم کرے رفتگان کی غربت پر
اوتر رہے ہین شرف منزل مزار آئی

جانجان اللہ ری شان کبریائی آپکی
حسن کا بندہ کیا مجھکو خدائی آپکی

مار اوتاریکی ہمین بے اعتنائی آپکی
روح کو تحلیل کرتی ہی جدائی آپکی

عشق کا مارا ہوا ہون رحم مجھپر چاہیئے
کیجیے شنوائی دیتا ہون دہائی آپکی

دیکھتے ہی آئینہ الفت کا دم بھرنے لگے
یہ تو کہیئے اب کہان ہے بیوفائی آپکی

موت وا انگیز ہوتی ہی شب تنہائی مین
خاتمہ بالخیر کرتی ہے جدائی آپکی

دیکھ لینے کی دعا تھی دیکھتے ہی مر گئے
اولٹی سیفی ہوگئی جلوہ نمائی آپکی

پاک دامانون نے بھی جھلکی کبھی دیکھی نہین
پارسا لنے لیے ہین بہت پارسائی آپکی

دل کو انسان کے تڑپنے سے نہین دیتی نجات
جان لیکے چھوڑتی ہی بیوفائی آپکی

لن ترانی آج ہی کل کیجیے گا اختلاط
ناز معشوقانہ ہے بے اعتنائی آپکی

ذبح کرنے بھی جو بیٹھے مجھکو تو منھ پھیر کے
انتہا کو آج پہونچی کج ادائی آپکی

گھلتے گھلتے جسم آخر استخوان گھلنے لگے
کاہش جان ہوگئی بے اعتنائی آپکی

حشر تو برپا کیا دیدار بھی دکھلایئے
جانبجان مشتاق ہے ساری خدائی آپکی

کیا ہوا اچھا مجھکو منہ کیا سمجھے دل دیا
شہرہ آفاق تھی بے اعتنائی آپکی

گل کہین کھلتے ہین مٹتی ہین کہین نقش و نگار
ہے رجا و بیم قدرت آزمائی آپکی

کون پہونچاتا تجھے اوس بادشاہ حسن تک
اے شرف حسن رسا سے ہی رسائی آپکی

وہ رنگت تو نے اے گلرو نکالی
پسینا ورکو گلگون نے بو نکالی

رواج بوے سنبل کرکے موقوف
صبا نے نکہت گیسو نکالی

نہ تھی جانے کی اوس تک راہ دل کی
چھری سے چیر کے پہلو نکالی

نکاسی جب نہ دیکھی یاس دل کی
بہا کے آٹھ آٹھ آنسو نکالی

ہماری روح اک رشک چمن نے
سونگھا کے پھول کی خوشبو نکالی

مرے صیاد نے بلبل کی میت
قفس سے توڑ کے بازو نکالی

کیا اوس سے جو خوش چشمی کا دعوی
تری حیانگی آنکھ آہو نکالی

سلیمانی دکھادی شان تمنے
پری رو ہانک وہ خوشرو نکالی

نکالا حسن کا ارمان تو نے
مری حسرت نہ اے دلجو نکالی

چمن مین چھینی چھینی بو نے اونکی
نہ بستے دی گئی خوشبو نکالی

دہان زخم سے تلوار یوں کی
نہ شکل بوسہ ابرو نکالی

قیامت کا شباب اوسنے نکالا
شرف چنگیز خانی نو نکالی

نادیدہ آشنا ہی ہو نا آشنا بھی ہی — معشوق بیوفا بھی وہ ہو باوفا بھی ہے
آنے مسیح کی ہو مگر دم غنا بھی ہے — جینے سے یاس بھی ہو امید شفا بھی ہے
تربت پہ بیکسی بھی ہو چادر گلگون کی بھی — ہو کا مقام بھی ہے مقام فضا بھی ہے
تنہا ہو کون جسکی رفاقت مین ہم رہین — بندہ نواز اور کوئی دوسرا بھی ہے
کیونکر نہ خوش ہون تیری جلو خانے کے اسیر — کوسون فضا بھی ہو یہ مکان دلکشا بھی ہے
نکلا ہے قتل عام کو اک بادشاہ حسن — تلوار او گل رہی ہے جلو مین قضا بھی ہے
ایسا وقار ہے مرے مرشد کے واسطے — بندہ نیکا ہو تو کسی کا خدا بھی ہے
کیونکر نہ دل لبین کف رنگین یار پہ — بالکل مرا لہو ہے کچھ اسمین حنا بھی ہے
مجھ تک سمجھ کے آئیو اے منکر و نکیر — تنہا نہ جانیو مجھے ذات خدا بھی ہے
اچھا کیا جو تمنے رگڑ دائین ایڑیان — ان جانفشانیون کا ہمین کو مزا بھی ہے
ملنا گلون کا خاک پہ دیکھا نہ جائیگا — اوجڑے چمن تو جان ہماری ہوا بھی ہے
مہندی بندھ کے آج وہ بیٹھا ہو طیش مین — غصے سے منھ بھی سرخ ہے گلگون قبا بھی ہے
بھر دونگا موتیون سے مین اس پیمبر کا — کہتا ہو دیکے خط کچھ انہون نے کہا بھی ہے
جی چاہے جسمین شربت دیدار پھر پی لی — جمشید کا بھی جام ہے جام گدا بھی ہے
پہلو مین دل تو دل ہو جرس کاروان مین — تیرے فغانیون مین بھی ہو بے صدا بھی ہے
جب چاہو امتحان کرو جبر و ظلم کا — اے یار مجھکو عادت صبر و رضا بھی ہے

تنہا چلے ہین جھیلنے الفت کا معرکہ
یہ حوصلہ کسیکو شرف کے سوا بھی ہے

تیرے لہو سے نا بھرے ہونے وفا بھی ہی — لے سو گئیے حنا بھی ہو عطر حنا بھی ہے
یہ بے حجابیان کہ ہے زانو پر آئینہ — مہباک اسقدر تو نہو کچھ حیا بھی ہے
جی چاہتا ہو چل کے حسینون کے پوچھیے — اتنا بتا دو تم مین کوئی باوفا بھی ہے

مردانہ وار حاضر و غائب ہیں شیفتہ
اخفائے راز عشق نہیں برملا ابھی ہے

آمد خزاں کی ہے چمنوں میں آج تلک
کھلا رہا ہے کوئی جو غنچہ کھلا ابھی ہے

مرجھا رہے ہیں پھول جھڑ گئے ہیں عندلیب
سنبل او سمجھ رہے ہیں پریشاں ابھی ہے

آواز تک نکلتی نہیں مارے ضعف کے
کیا درد دل کہوں مرے منہ میں زباں ابھی ہے

کیونکر نہ حشر ہو ترے کشتے کے ساتھ ساتھ
اس اژدہام سے کوئی تا زیست اوٹھا ابھی ہے

مطلب کسی کو حسن پرستوں کے درد سے
جسکے مریض ہیں اوسے فکر دوا ابھی ہے

راہ وفا میں دل کی اطاعت ہی چاہیے
رہزن بھی اب یہی ہے یہی رہنما ابھی ہے

سرمے کی طرح عشق نے پیسا ہے جب سے دل
مد نظر بھی ہیں تری آنکھوں میں جا بھی ہے

تم ہو فریفتہ جو حسینوں پہ اے شرف
یہ تو بتاؤ تم نہیں کوئی با وفا بھی ہے

ناز پھر کون اوٹھائیگا ادا کیا ہوگی
مرنے والے جو نہونگے تو قضا کیا ہوگی

سرخرو میرے لہو سے تو حنا کیا ہوگی
شوخ رنگت ہی تو ہو بوسے وفا کیا ہوگی

سنتے ہیں یار نے پہنی ہے گلابی پوشاک
عالم اوس شوخ پہ کیا ہوگا قبا کیا ہوگی

درد ہجراں میں لہو تھوک کے مرجاؤنگا
ضیق میں جان ہے ہر سو سے شفا کیا ہوگی

عادت حسرت دیدار نہیں جانے کی
سے پر پیرو نظر آنکھوں سے حیا کیا ہوگی

پھول سا جسم مرا خاک میں ہوگا معدوم
روح تو بو ہے تمہاری یہ فنا کیا ہوگی

مری آواز جو سنتا ہے وہ رو دیتا ہے
اسطرح کی کوئی پر درد صدا کیا ہوگی

قالب انساں کا نہیں ہے قفس تربت ہے
روح پھنس جائیگی اسمیں تو رہا کیا ہوگی

خوب تقدیر ملی رہنے کی اس دنیا میں
دم بھی باقی نہ رہا اور سزا کیا ہوگی

تنگ ہو تسکین و تشفی سے کھلی بھی تو کہا
درد تنہائی جو ہے اسکی دوا کیا ہوگی

کچھ کمی درد میں ہوتی ہے تو دل کڑھتا ہے
جان آتار محبت سے ہے شفا کیا ہوگی

شام سے آکے رہینگے وہ ہماری گھر میں
رات بھر آج خوشی وصل کی کیا کیا ہوگی

گل میں لونگا میں جنم یا کہ کسی بلبل میں
دوسری شکل مری بعد فنا کیا ہوگی

روکے عیسیٰ نے کہا اسکو کہیں ہیں جھکو دو
سینے والے نے قضا کی یہ دوا کیا ہوگی

سن ہی گیا اونکا وہ کیا دلکا دکھانا جا نثیت
ہوگی جب ہوگی ابھی اوسنے جفا کیا ہوگی

جان اوٹھی جاتی ہی عبرت سے مری ہستی پہ
اے خدا خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

آئینے کو بھی تو صورت نہ دکھائی تمنے
اور اب اس سے سوا شرم و حیا کیا ہوگی

آئیگی جبکہ صداے لمن الملک الیوم
وقت کیا ہوگا شرف شان خدا کیا ہوگی

آتے ہیں تربت کے دفن کو وہ اٹھا کے ہمکنگے
دل سے وہ برخلاف ہیں خود جاکے لائینگے
بھر بھر گیا گلال سے دامن نسیم کا
مرتا ہوں یار پہ مجھے سمجھا نہ اے اجل
تمنے کسی جگہ پہ کسی کو کیا شہید
تیری خوشی تو چند نفس میں مٹینگے ہم
میرا جنازہ دیکھکے بولے وہ ناز سے
آتی نہیں ہی بو تری جبتک دماغ میں
دل سے کبھی گئی نہ اسیری کی آرزو
سر ہے جو عشق کا ہی اوسے جل کے ڈھونڈھتے
خورشید کر رہا تھا جو تجھے فلک پہ ناز
ساری خدائی میرے جنازے کے ہی ہو ساتھ
دنیا ہے ہیچ چند نفس رہ گئے کیا کروں
چپ رہتے ہیں خدا نے جنہیں دی ہی آبرو
چوتھے فلک پہ جا کے دماغ مسیح ہو
ہم نیم جان ہیں ہے جو کبھی اونسے آدھی بات
مارا ہے بیٹھ ملک الموت نے مجھے

ہم ایسے منہ لپیٹ کے پڑتے ہیں شام سے
سر ہو گئی یہ مہم نہ مدار المہام سے
یہ رنگ گل اوڑا مرے گلرو کے نام سے
تو اپنا کام کر تجھے کیا میرے کام سے
پیدا ہوئے بہشت کے پھول اوس مقام سے
مطلب سلف سے تھا نہ غرض ہی دوام سے
بھی اوٹھیں یہ پکار دو اگر میرے نام سے
رہتی ہے میری روح کشیدہ مشام سے
کنج قفس کا ذوق رہا عشق دام سے
پیری مریدی چاہیے اپنے امام سے
رفعت میں وہ بھی پست ہوا تیرے نام سے
کسنے مجھے اوٹھایا ہی اس دھوم دھام سے
جلدی مجھے بلاؤ میں گذرا قیام سے
آتی نہیں صدا کبھی لبریز جام سے
عیسیٰ نفس ہوئے ترے حسن کلام سے
ظالم نے جان لی سخن ناتمام سے
دم دیکے جان لی ہی مری تیرے نام سے

دونگا جواہرات مین اسے نامہ بر تجھے
روتا ہون جب مین حسرت خوشبوی زلف مین
کہنے لگا صبا سے اونہین جا کے بھیجیے
خوشدل تجھے کریگا جو اوسکے پیام سے
اشکون کی طرح شفق بہا ہی شام سے
کیا خوش ہوا ہی قیس ہماری سلام سے

تربت مین جا گئے ہو کہ سوئے ہو اے شرف
مہمان ہو ابھی کہ کوچ کیا اس مقام سے

پہونچائی بوے زلف جو باد بہار نے — نافے مین دم چرا لیا مشک تتار نے
وہ میرے گھر جو آئے لگا مین پکارنے — میری مراد دی مرے پروردگار نے
انسان کے جگر پہ لگا بیٹھتے ہین تیر — چلا دکر دیا اونہین شوق شکار نے
دم بھر مین روح گھٹ کے بدن سے نکل گئی — نالہ کیا جو ضبط دل بیقرار نے
آنکھون مین نیند آتی ہوئی جو تکتے رہے — جھپکانے دی پلک نہ تری انتظار نے
دل عندلیب کا ترے شہباز کو دیا — میرا جگر کھلا نہ دیا باز دار نے
رکھ دی قفس مین ہمنے جو ٹہنی گلاب کی — گلرو سے وصل ہو یہ دعا دی ہزار نے
فورا گلا چھری کے تلے آ کے رکھ دیا — بو صیدگہ مین پائی تری جب شکار نے
وعدہ خلافیون سے پڑے دلمین آبلے — آنکھون کو پھوڑ ڈالا تری انتظار نے
قصر بہشت ہو کے دکھائی وہ انجمن — دنیا بھلا دی ہمکو ہماری مزار نے
دن رات بہر یہ گرد رہا مہر و ماہ کے — کی میرے بعد حسن پرستی غبار نے
جاتے ہین دلمین کھینچے تصویر یار کی — نقشے مین ہم چلے ہین پری کو اتارنے
پروا چمن کی ہے نہ ہوس گلرخون کی ہے — سب کچھ بھلا دیا ترے روے نگار نے
کچھ تیری جستجو کے سوا سوجھتا نہین — دل اسقدر رجوع کیا تیرے پیار نے
سچ ہے کہ مٹنے والون کی مٹی خراب ہے — پژمردہ گل ہوے تو نہ پوچھا بہار نے
اوس غیرت پری سے یہ مجنون کی غرض ہے — لیلی کو لیکے آیا ہون صدقہ اوتارنے

گھائل ہوئے ہو کون سے میدان مین اے شرف
برچھا جگر پہ مارا ہے کس نے سوار نے

خونریزیون کا شور تری انجمن مین ہے
کس دھوم سے بہار کی آمد چمن مین ہی

یوسف کی طرح پیرہن ہر دل جو ہی عزیز
خوشبو کہان کی گل کے پھٹے پیرہن مین ہی

حنظل سے بھی سوا ہی مجھے میوہ بہشت
نیت لگی ہوئی ترے سیب ذقن مین ہی

کہنے لگا وہ شوخ مجھے غش مین دیکھ کے
زندہ ہی منھ لپیٹے کہ مردہ کفن مین ہی

گل کھا کے دی جو ہی کسی گلرو پر اپنی جان
مرنے کے بعد پھولون کی خوشبو کفن مین ہی

اک گل کو اگلے سال کیا تھا گلے کا ہار
بو باس اوسکی آج تلک پیرہن مین ہی

خوشبو ہی زلف یار کی اللہ ری سرکشی
جو نافہ ہی چھپائے ہوے دم ختن مین ہی

حورون نے لا کے عطر ملا ہے بہشت کا
تربت مہک رہی ہی وہ خوشبو کفن مین ہی

ساری خدائی مین تری یکتائی کی ہی دھوم
چرچا اسی کا آٹھ پہر مرد و زن مین ہے

دم بھر مین جسکو چاہو مسیحا نفس کرو
کیا بات ہے وہ حسن کرامت سخن مین ہی

چپ ہو گیا ہون یار سے کیا حال دل کہون
قیدی زبان ہے قفل خموشی دہن مین ہی

مطلب ہی دل کو حسن پرستی سو رات دن
پروانہ انجمن مین ہی بلبل چمن مین ہے

تجھ ہی ادا جو چاہیے معشوق کے لیے
زیبا تجھی کو ہی وہ تری بانکپن مین ہی

راہ وفا مین یار سے ملنے کی ہے امید
پھر جائین ہم جو سوے وطن کیا وطن مین ہی

لیلی جو منھ لپیٹ کے پڑتی ہی شام سی
افسردہ دل ہے قیس جو محمل مین ہی

کچھ دل ہی لطف اوٹھاتا ہی سن سن کے ای شفق
وہ درد وہ مزا ترے شعر و سخن مین ہی

آخر ہے شب وصل قیامت کی گھڑی ہے
بیٹھا ہے مسیحا پہ اجل سر پہ کھڑی ہی

دیدار کا سائل ہون نہین ای بادشہ حسن
مایوس نہ کرنا مجھے امید بڑی ہے

بلبل سے دلی بغض ہوا ہی جو گلون کو
کیا جانیے کیا باد بہاری نے جڑی ہی

اے یار کسی طرح یہ رخصت نہین ہوتی
آنکھون مین تری دیکھنے کو جان اڑی ہی

اے بلبل شیدا گل و لالہ نہ سمجھنا
تیرے لیے خونریز یہ فوج آ کے پڑی ہی

کہنے لگی وہ مجھکو جو روتے ہوئے دیکھا
اے شخص یہ رقت ہی کہ ساون کی جھڑی ہی

لپٹا ہوں تو قاتل نے دیا ہے مجھے بوسہ
جان آج لڑا دی ہے تو تقدیر لڑی ہے

دم راہ عدم میں کوئی لینے نہیں پاتا
زندہ نہیں رہتا کوئی منزل وہ کڑی ہے

گویا یہ دہن ہے کہ یہ ہے غنچۂ گویا
سوسن ہے شگفتہ کہ یہ مسی کی دھڑی ہے

لے خوش ہو مبارک ہو تجھے قاتل عالم
دو ٹکڑے کلیجا ہے وہ تلوار پڑی ہے

آخر ہے شب وصل چراغ سحری ہوں
محبوب سے افسوس بچھڑنے کی گھڑی ہے

نظروں میں سماتا ہی نہیں حسن کسیکا
اوس شوخ پہ جسدن سے مری آنکھ پڑی ہے

اوٹھوا دے خدا کے لیے اے بادشہ حسن
دروازے پہ میت کسی بیکس کی پڑی ہے

دو وقت جھروکے میں جو وہ آتے ہیں رونے
کس شخص کی میت پس دیوار پڑی ہے

کس حسن سے روتا ہوں میں دیکھو تو شرف کم
اشکوں کی لڑی ہے کہ یہ موتی کی لڑی ہے

شنوائی نہ کی اوس ستم ایجاد کسی کی
بلوائے غریبوں کو نہ دی داد کسی کی

سر پھوڑنے کو ہم تھے سو فرہاد نے پھوڑا
روداد ہماری ہوئی روداد کسی کی

گلشن کی بنا ہے ترے کشتے کے لہو سے
پھلے نہ کہیں گل تجھے نہ بنیاد کسی کی

معشوقوں کو عشاق کے پہلو میں نہ پایا
آغوش نہ دیکھی کبھی آباد کسی کی

آندھی نے اوڑایا کبھی پانی نے بہایا
کیا خاک ہوئی مفت میں برباد کسی کی

ہم تو ترے دیوانے ہیں اے حسن تصور
کیا شکل دکھائی ہے پریزاد کسی کی

امید رہائی ہے اسیران قفس کو
چھوڑے جو کبھی جان بھی صیاد کسی کی

پہنے ہیں شہیدوں کے جو کپڑے گل و لالہ
پوشاک لٹاتا ہے وہ جلاد کسی کی

دل ڈھونڈ رہا تھا کوئی رقت کا بہانا
اچھا ہوا یاد آ گئی بیداد کسی کی

رویا ہوں میں پہروں ہی کلیجے سے لگا کے
تصویر ہی دیکھی ہے جو ناشاد کسی کی

للہ مجھے قید اسیروں میں نہ رکھنا
مجھسے نہ سنی جائیگی فریاد کسی کی

دعوے سے خدائی کے ترے کچھ بھی نہ ہوگا
سیدو سے چلتی نہیں شداد کسی کی

دنیا سے جو اوٹھیں گے تو ٹھہرینگے نہ دم بھر
سنتے کے نہیں بندۂ آزاد کسی کی

بسمل کوئی تڑپا ہے تو تڑپا ہوں برابر — خوں رویا ہوں سن لی ہے جو فریاد کسی کی
صدموں سے نہ مہلت ملی افسردہ دلوں کو — دم بھر بھی طبیعت نہ ہوئی شاد کسی کی
لکھواؤں گا میں سورۂ اخلاص تجھی سے — تیری سی کتابت بھی ہے حداد کسی کی
کھاتا ہوں پچھاڑیں مرے گر پڑتے ہیں آنسو — سنتا ہوں کسی سے جو میں افتاد کسی کی
مشتاقوں کے سر کاٹے ہیں کیوں بھوں کی تیغیں — پٹی ہی تو سر کی نہ تھی جلاد کسی کی
کوچے میں ترے حشر ہے دیوانوں میں کہرام — میت لیے جاتے ہیں پریزاد کسی کی

چھٹتے ہی نہیں ای شرف الفت کی گرفتار
اس قید میں ہوتی نہیں سیاد کسی کی

اک داغ اوٹھا کے اوسکی ہم انجمن سے نکلے — پژمردہ پھول لیکے زندہ چمن سے نکلے
تیرے لیے سب اپنے اپنے وطن سے نکلے — پروانے محفلوں سے بلبل چمن سے نکلے
انگارا کوئی صحرائی لالہ سمجھا — کیا کیا شگوفے میرے داغ کہن سے نکلے
اندوختہ کیا تھا پاک داستی نے — اوٹھے جو حشر کے دن چلے کفن سے نکلے
خلوت سرا میں ہمنے عریاں کیا جو اونکو — گل بوٹوں سے زیادہ دل پیرہن سے نکلے
پریوں کے تخت اوتریں صحرا میں خاک اوڑاؤں — زنداں سے جان چھوٹے گردن رسن سے نکلے
بوسہ طلب کیا ہے وہ کیا کہیں کہ لے لو — دشوار بات کیونکر نازک دہن سے نکلے
جس جس کا امتحاں ہو تسمہ رہی نہ باقی — جو ہاتھ یار نکلے اس بانکپن سے نکلے
خوش ہو گئے فرشتے پڑھ کے جواب نامہ — آنکھیں بچھائیں جسدم صرصر کفن سے نکلے
یوں اوسکے غم میں نکلا پہلو سے دل ہمارا — غربت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے
کی ہے حصار سوز الفت نے آزمائش — ہو دھوک دوں جو میرا دل اس جلن سے نکلے
نکلیں لگانے کو جو وہ تیر خوش نگاہی — نرگس نشانہ ہونے پہلے ہرن سے نکلے
محفل سے اوسنے اپنی برخاست کی ہماری — بیمروا نہ ہو کے زندہ کس انجمن سے نکلے
اک بیوفا نے یاروں دم دیکے لیا ہی — دل کسطرح ہمارا اوس دل شکن سے نکلے
افسردہ ہو کے میرا دم اسطرح سے نکلا — آفت زدہ مسافر جیسے وطن سے نکلے

پھر درد مین چمک ہی پھر دلمین گھاؤ ہوگا
سیری زبان ہوئی ہے قفل در خموشی
کن کھلکے باغ عالم پھولا پھلا بسایا
مزم مین جاکے یوسف سودائی کا مین ٹہرایا ان

لو پھر لہو کے قطرے زخم کہن سے نکلے
آواز اونکی آگے کیونکر دہن سے نکلے
اعجاز ایسے ایسے اونکے سخن سے نکلے
اے یار دل جو میرا چاہ ذقن سے نکلے

کیا ناتوان شرف کو چہریان لگائین تمنے
دو خون کے نہ قطرے جسکے بدن سے نکلے

عشق مین آفت نکرینگے کبھی نالے کیسے
تازہ عاشق ہون ابھی زیست کے لالے کیسے
بلبل جان کی عوض خلد وارم پائے ہین
فوج خونریز سے ترکون کی نہ ہٹنا اے دل
جنکے مریخ لرزتا ہے ترے رن کھن کو
دل مرا وادی سودا مین وہ سن ہے نایاب
مستعد رحم دلی پر ہے کہ جلادی پر
منزلت ہے تری سرکار جنون مین اے دل
کیا بچایا ہے عنادل نے ریاض گلچین
حوصلہ کیا مین کرون قیس کی ہمراہی کا
نور کے لوگ ترے گرد رہا کرتے ہین
کاہش جان ہوئی الجھن شب تنہائی کی
جب تجھے منزل مقصود مین پایا ہوگا
کچھ نہ قابو جگر و دل پہ رہا تھا باقی
کیون تری بزم مین سوزان ہین پری سی شکلین
سلطنت چھوڑ کے میدان جنون پکڑا ہے
اوس پریزاد نے بھی پھر تو سلیمانی کی

ہمتو بندے ہین ترے چاہنے والے کیسے
جانتا بھی مین نہین ہوتے ہین نالے کیسے
دفترون مین ہے مرا نام قبالے کیسے
لالہ وگل ہین قزلباش رسالے کیسے
ہونگے اوس معرکے کے جھیلنے والے کیسے
جسکے عاشق ترے گیسو ہوئے کالے کیسے
ہتکھنڈے اوسنے جوانی مین نکالے کیسے
دیکھین ہوتے ہین تجھے داغ حوالے کیسے
روکے اشکون سے چمن پھر دئے تھالے کیسے
میرے تلوونمین تو ناسور ہین چھالے کیسے
ہان یہ ہالے ہین مہ و مہر کے ہالے کیسے
زیست کے لالے ہین اے دل ترے لالے کیسے
خوش ہوکر ہونگے ترے ڈھونڈنے والے کیسے
تم ہی انصاف کرو ہمنے سنبھالے کیسے
داغ شمعون کے دلونمین ہین یہ کالے کیسے
اک سپاہی بھی نہین ساتھ رسالے کیسے
حسن نے مانگ کے ارمان نکالے کیسے

تازہ ایذا سے تو راحت کا مزا ملتا ہے
جا سے مین ظلم ترے ناز ترالے کیسے

دو فرشتون نے ستایا تھا ہمین مدفن مین
سچ بتا ہمنے ترے نام سے ٹالے کیسے

کس نے شیرازۂ مجموعۂ گلشن کھولا
حجم کے حجم پریشان ہین رسالے کیسے

عارضہ درد جدائی کا جنھین ہوتا ہے
سانس بھی وہ نہین لیتے ہین سنبھالے کیسے

حشر برپا ہی کیا اوسکے غضب سے ڈر کے
اوڑ رہے ہین یہ فلک روئی کے گالے کیسے

ای شرف تمکو حسینون نے جو بلوایا تھا
داغ کیسے دیئے ارمان نکالے کیسے

پھر کے آئے نہ تری بزم کے جانے والے
کیا ہوئے باغ مین پھولے نہ سمانے والے

دل کو ٹھہراتے ذرا جان مین جان آجاتی
چین دم بھر ہمین دیتے جو ستانے والے

جو کہا اے مردم دیدہ ہی سمجھ کے رونا
ڈوب بھی جاتے ہین دریا مین نہانے والے

لیگئے دل وہ اوڑا کے تو تعجب کیا ہے
کاجل آنکھون کا چراتے ہین چرانے والے

اتنا تو جگا دے کہ برسون ہوئے سوتے سوتے
رحم کر طالع خفتہ کے جگانے والے

دل دکھا کے ہمین آمادۂ رقت جو کیا
اتنا ہم روئے کہ روتے ہین رلانے والے

چین لینے نہ دیا قبر مین بھی بت کو
مرحبا اے مری شانے کے ہلانے والے

دوڑتے دیکھی نلاہٹ جو مرے زخمون پر
نوش ہوئی زہر مین شمشیر بجھانے والے

پڑھی جائیگا کوئی تیر میرے بھی دل پر
تاک ہی لینگے نشانے کے اوڑانے والے

ہمسفر ہو کہ نہو تو رکے تڑپکے اوٹھکے
راہ لیتے ہین چلے جاتے ہین جانے والے

تیرے کشتون سے مسیحائی جو اوسکی نہ چلی
دم بخود ہو رہے مردے کے جلانے والے

زندگی شرط ہے ایدل وہ کہان جاتے ہین
مجھ تلک بھی اونہین لے آئینگے لانے والے

بحث مجھ سے نہ کرین منع کرو موسی کو
کون ہوتے ہین یہ الفت کے جتانے والے

عطر عنبر سے معطر ہین ہوا کے جھونکے
بال کھولے ہین وہ شاید ہین نہانے والے

ای شرف منھ سے نکالا جو کبھی دل دیکر
جان بھی دوگے تو پھر وہ نہین آنے والے

ہوس گلزار کی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

قضا بھی تیرے ہاتھون چاہتے تھے تجھکو کیا سمجھے
نہین تو تیغ دم کے ساتھ قاتل ہم بھی رکھتے تھے

خطا ہی عشق پر پھر نہ اتنا بھی ستم ڈھاؤ
اگر چاہا تو چاہا کیا ہوا دل ہم بھی رکھتے تھے

خدا کو علم ہے زندہ ہی یا جل بجھ گیا شب کو
دل اپنا تیرے پروانون مین شامل ہم بھی رکھتے تھے

مری جانبازیون پر گور مین رستم یہ کہتا ہی
نہ تھے ایسے جری گو شیر کا دل ہم بھی رکھتے تھے

علاقہ عشق کا لیتے یہ سوچے ہونگی بربادی
وگرنہ نقد جان و سکہ دل ہم بھی رکھتے تھے

خدا کے سامنے ہوگی جو پرسش عشقبازون کی
کہین گے ہم بھی اتنا عشق کامل ہم بھی رکھتے تھے

تمنا تھی ہمین بھی تری صحبت دیکھ لینے کی
کہ پروانے تھی شوق و ذوق محفل ہم بھی رکھتے تھے

بڑی عقدہ کشا تھے تم تو سہل اسکو بھی کرنا تھا
مہم عشق سر کرنے کی مشکل ہم بھی رکھتے تھے

تلاش یار مین خفیہ لگے عشاق دنیا سے
خبر بھی کی نہ ہمکو شوق منزل ہم بھی رکھتے تھے

کوئی لحظہ جدائی مین تڑپنے سے نہ فرصت تھی
کبھی پہلو مین دل مانند بسمل ہم بھی رکھتے تھے

جنون کا زور تھا دل مین جگہ کرلی تھی وحشت نے
غرض پیش نظر لیلی و محمل ہم بھی رکھتے تھے

جگہ دل کی طرح پہلو مین دی ہوتی ہمین تمنے
لیاقت اس سرافرازی کے قابل ہم بھی رکھتے تھے

اوسے کیونکر نہ کہتے ہم کہ یکتا ہی خدائی مین
شناسا تھی تمیز حق و باطل ہم بھی رکھتے تھے

خدا نے جان چھڑوائی شرف وہ خود بگڑ بیٹھا
حقیقت مین عجب معشوق جاہل ہم بھی رکھتے تھے

ہوتا ہے کون عشق مین ممتاز دیکھیے
کرتا ہے کسکو یار سرافراز دیکھیے

اوڑ اوڑ کے بزم یار مین جاتا ہی روز دل
بے بال و پر کی کثرت پرواز دیکھیے

مر مٹیے جلکے نرگس جادوے یار پر
عیسی کا آنکھ اوٹھا کے نہ اعجاز دیکھیے

حسرت ہی رحم آنکھون پہ تاب نظر کرے
دل بھر کے حسن یار کا انداز دیکھیے

صیاد سے پرون کو کترا نہ دے کہین
کیا کرتی ہے یہ حسرت پرواز دیکھیے

قسمت کی یاوری سے جو معراج ہو نصیب
پردہ اولٹ اولٹ کر ترے ناز دیکھیے

عیسی جلا رہے ہین مین کشتہ ہون آپ کا
دم دے رہے ہین مجھکو یہ دمباز دیکھیے

تفریح دل کی لا کے دوا اوسکو دیجیے / بیمار کا مزاج جو ناساز دیکھیے
بہولے سے بہی نہ جائیے پہر صیدگاہ مین / دل پر مرے اوڑا کے جو شہباز دیکھیے
دل تھامیئے کہ یار کلیجا سنبھالیے / انداز دیکھیے کہ ترے ناز دیکھیے
آنکھین ابی کہول دینگے جو بہلا نہ جائیگا / کشتون کو اپنے دیکے تو آواز دیکھیے
منھ پھیر کے جگر پہ نہ چھریان لگائیے / بندہ نواز جانب جانباز دیکھیے
ہوتے ہو تم کلیم سے یا ہم سے ہمکلام / کرتے ہو جانجان کسے ہمراز دیکھیے

اللہ رے جو ای شرف انجام ہو بخیر
کرتا ہی کیا یہ عشق کا آغاز دیکھیے

ترے شہید کی تربت جو لالہ زار مین ہی / خزان مین تکیہ گل ہی چمن بہار مین ہی
لہو کی بو تری شمشیر آبدار مین ہی / جبہی قضا و قدر اسکے اختیار مین ہی
نظر مین یار کی صورت فراق یار مین ہی / حصول دولت دیدار انتظار مین ہی
منھ چھپائیو گہر اشک کو نظر انداز / جو آب و تاب ہی اسکی نگاہ یار مین ہی
سمان بہشت کا ہونے کو ہی کوئی دم مین / خدا کے دوست کی آمد مری مزار مین ہی
شفق نہین یہ ریاضت ہی جس جفا کش کی / شریک خاک گلون کی مرے غبار مین ہی
زمین قبر کی لپٹی ہے میری میت سے / عجیب مزا ہے محبت کی بو فشار مین ہی
کہان سے گور غریبان مین دردمند آیا / کراہنے کی یہ آواز کس مزار مین ہی
پلک جھپکنے کی حالت نہین ہی آنکھون مین / یہ جان نثار کا حال اب تو انتظار مین ہی
کہان کہان نہین نیرنگ حسن کا تیرے / یہ دلفریب تو ہر نقش و ہر نگار مین ہی
جلو مین جب سے یہ رہتا ہی اوس پریرو کے / عجیب نور کا عالم مرے غبار مین ہی
اوسی کے حکم مین چلتا ہے جسکا ہوتا ہی / برہنہ تیغ کی عادت یہ جان نثار مین ہی
ترے سپرد کی اسکو نہ اے زمین چہونا / امانتا مری میت ابہی مزار مین ہی
بلا رہا ہے جگر بیکسی و حسرت کا / پڑا ہوا جو کوئی استخوان مزار مین ہی
بہلا دیا ہے مزا اسنے من و سلوی کا / وہ چاشنی ترے کہیلے ہوئے شکار مین ہی

کیا ہے خلد کا وعدہ کسی کی رحمت نے
اوسی سے عشق ہی مجھکو اوسی کا بندہ ہون
یقین کسی کو نہین ہے قیام دنیا کا
کروگے وجہ سوز جگر مری دل کے
کیسے لگاتے ہو چھریان عتاب ہی کیسے

گل نجات کی خوشبو گنہگار مین ہی
حیات و موت مری جسکے اختیار مین ہی
یہ دہوم تیرے تلون کی روزگار مین ہی
کہ لاجواب یہ بلبل کہی ہزار مین ہی
نثار بھی وہ ہوا دم بھی جان نثار مین ہی

نہ عطر کی ہے حقیقت نہ گل کی بو بھی تیز ہین
شرف وہ بوے خداداد جسم یار مین ہی

جوانی آئی مراد پر جب امنگ جاتی رہی بشر کی
نصیب ہوتے ہی چودھوین شب شکوہ رخصت ہوئی قمر کی
وہ شوخ چتون تھی کس ستم کی کہ جسنے چشمک کہین نہ کم کی
کسی طرف کو جو برق چمکی تو سمجھے گردش اوسے نظر کی
ترا ہی دنیا مین ہے فسانہ ترا ہی شیدائی ہے زمانہ
ترے ہی غم مین ہوئین روانہ نکل کے روحین خدائی بھر کی
نہ آسمان ہے نہ وہ زمین ہی مکان نہین وہ جہان مکین ہی
پیمبرون کا گذر نہین ہے رسائی ہے میرے نامہ بر کی
کھنچا جو طول شب جدائی اندھیری مدفن کی یاد آئی
نگاہ و دل پر وہ یاس چھائی امید جاتی رہی سحر کی
جو عشقبازون کو آزمایا لگا کے چھریان یہ قہر ڈھایا
یہان یہانتک لہو بہایا کہ نوبت آئی کمر کمر کی
گرے جو کچھ سرخ گل زمین پر کہا یہ بلبل نے خاک اڑا کر
ہوا ہے وعدہ مرا برابر یہ صورتین ہین مرے جگر کی
مقام عبرت ہی آہ اے دل خدا ہی کی ہے پناہ اے دل
نہین ہے کچھ زاد راہ اے دل عدم سے تاکیا ہی سفر کی

یہ ہمنے کیسا سفر کیا ہے مسافروں کو رولا دیا ہے
اجل نے آغوش مین لیا ہے خبر بھی ہمکو نہین سفر کی
وہ جلد یا رب انہین کو تاکے لگا دے دو تیر ابر آکے
یہ دو نور ہجا ئین پھڑ پھڑا کے مین دیکھون لاشین دل جگر کی
کسیکا معشوق چھوٹتا ہے سحر کا وقت اوسکو لوٹتا ہے
کوئی یہ سینے کو کوٹتا ہے نہین ہے آواز یہ گجر کی
کھچا ہے زرتار شامیانہ گلون سے آتی ہے بو شہانہ
دکھا کے قدرت کا کارخانہ لحد نے حسرت بھلا دی گھر کی
غشی کا عالم وہ زور پر ہے مزاج صحت سے بیخبر ہے
دوا کا غفلت زدہ اثر ہے خبر دوا کو نہین اثر کی
شباب نے خود نما بنایا یہ نار جوشی دولی نے جتایا
حیا مین جسوقت فرق آیا تو اونکے مکھڑے سی زلف سر کی
ہوا ہون چور رنگ تیغ حسرت کہ دفن کی ہی مری یہ صورت
کسی طرف کو ہی دل کی تربت کہین ہی تربت مری جگر کی
جو اوسنے ضد کی تو آفت آئی دہائی دینے لگی خدائی
قیامت اوس بیوفا نے ڈھائی ادہر کی دنیا ٹوٹ اودہر کی

خدا معلوم کسکی چاند سے تصویر مٹی کی
نوازی سرفرازی روح نے تصویر مٹی کی
حقیقت مین عجائب شعبدہ پرداز دنیا ہی
جسے رویا مین دیکھا تھا ملا یا خاک مین اوسنے
مزارون مین دکھا کر استخوان حسرت یہ کہتی ہی
یہ ناحق بڑہ ہی ہے خاکسارون کی غبار دل سے
وہ وحشی تھا کہ مرکے بھی نہ میدان جنون چھوٹا

جو گورستان مین حسرت ہی گریبان گیری کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی
کہ جو انسان کی صورت تہا وہ ہی تصویر مٹی کی
مقدر نے ہمارے خواب کی تعبیر مٹی کی
کوئی پرسان نہین انکا یہ ہی توقیر مٹی کی
خرابی آندھیون نے کی ہی بے تقصیر مٹی کی
مری میت رہی صحرا مین دامن گیر مٹی کی

نہ لی تربت کو گلشن مین جگہ لی بھی تو صحرا مین
ریاضت سب ہماری تونے ای تقدیر مٹی کی

مرے صیاد نے جس جس جگہ تو دہ بنایا تھا
وہان جا جا کے بولیتے پھرے تخچیر مٹی کی

ازل کے روز سی غش ہین جو انسان خاکساری پر
سرشت انکی ہی مٹی سے یہ ہے تاثیر مٹی کی

یہ عالم ہو گیا ہے جمتے جمتے گرد صحرا کی
کہ مجنون پوچھتا ہی کیا یہ ہے زنجیر مٹی کی

ہمارے خاک کے تو دی کو نابود آکر دینگے
نشانی بھی نہ چھوڑینگے تمہارے تیر مٹی کی

اجازت سے تمہاری گفتگو کی سنگریزون نے
برابر سننے والون نے سنی تقریر مٹی کی

گلی مین یار کی ایسے ہوئے ہوکر دا آلودہ
کہ بالکل ہو گئے ہوا ای شرف تصویر مٹی کی

نوازی سرفرازی روح نے تصویر مٹی کی
خوشا طالع خوشا قسمت خوشا تقدیر مٹی کی

نہ دی دو گز زمین کی بے نیازی اپنے کشتے سر
کرم جنبر کیا اونکے لیئے اکسیر مٹی کی

ہماری پاکدامانی سے کافور جنان ہوگی
کرینگی منزلت یہ چادر تطہیر مٹی کی

لحد مین جبکہ چمکا داغ عشق اوس ذرہ پرور کا
فروغ طور سے بڑھ بڑھ گئی تنویر مٹی کی

کڑھاتی ہے جو خیرانی تو مین دل کے تشفی کو
اوٹھا لاتا ہون اک حسرت زدہ تصویر مٹی کی

مرے پر بھی کیا رسوا صبا سے خاک اوڑوا کر
ہوا مٹی تو ظالم نے مری تشہیر مٹی کی

شہیدان ادا کو بیگنہ اسنے مٹایا ہے
عدالت کیجیے کچھ سوچیئے تعذیر مٹی کی

ہمارا دیکھکر خون ایسی اوسپر مردنی چھائی
کہ تھی صیاد کی رنگت دم تکبیر مٹی کی

سند چاہی جو مٹ جانے کی اوسپر خاکساران نے
شہادت نامون پر ہونے لگی تحریر مٹی کی

شہا اپنی روسیاہی کو مٹایا بزم عالم میں
عزیز اک شمع کی تو نے بنا ای گلگیر مٹی کی

جہان مین ای پری پیکر اسی اوڑنی دیا ہوتا
ہماری شیشہ ساعت مین کیون تسخیر مٹی کی

پڑی ہے چادر گل کی طرح سے میری تربت پر
ہوا مٹی تو دیوانی ہوئی زنجیر مٹی کی

کشیدہ ہی زمانے سے تری کشتی کی تربت پر
بہادر تھا حفاظت کرتی ہی شمشیر مٹی کی

ہماری جان لی اچھا کیا ہیت تو اوٹھوا دو
بس اب غصے کو جانے دو کرو تدبیر مٹی کی

جو پوچھا میت مجنون کو لیلی نے یہ کیا شی ہے
کہا سب نے پڑی ہی اک بیابان تصویر مٹی کی

مری ذرہ نوازی کو جو مسکینون پہ رحم آیا — جہان مین سنگ کو پارس کیا اکسیر مٹی کی

نہ چھوڑیگی ہمارے ڈھیر کو پاس قدم اسکے — لکیرون کی طرح پابند ہے زنجیر مٹی کی

ہمیشہ ای شرف ہر سو اڑی کی خاک دنیا مین
عجب گلزار گیتی ہوگئی جاگیر مٹی کی

نظر آتا نہین جسپر نظر ہر بار رہتا ہے — مری آنکھون مین اک پردہ نشین سردار رہتا ہے

حسینون سے سوال شربت دیدار رہتا ہی — یہ وہ نسخہ ہی جسکا اک جہان بیمار رہتا ہی

عجائب سیر ہے جس سرزمین پر یار رہتا ہی — جدہر جاؤ جہان دیکھو وہان گلزار رہتا ہی

خدا کے فضل سے وہ آزمودہ کار محشر ہون — کہ ہر دم سر پہ اک ہنگامہ رفتار رہتا ہی

بتاؤ تو یہ غصہ دل ہی مین کس پہ کرتے ہو — یہ کیون گلگون تمہارا پھول سا رخسار رہتا ہی

یہ نفرت بلبل دل کو ہوئی ہی باغ ہستی سے — کہ اوڑ جانے کو پر تولے ہوئے تیار رہتا ہی

سلامت سیرگاہ یا ہے باغ جہان کسکا — ہزارون رنگ مٹ جانے یہ بھی گلزار رہتا ہی

ہمارے زخم دل نے منزلت پائی ہی ترکش کی — کہین پیکان رہتا ہی کہین سوفار رہتا ہی

پھرا کرتے ہین دل کے مول لینے والی آنکھون مین — نگاہون مین ہمارے حسن کا بازار رہتا ہی

شکوہ عرش اعلی منزلت ہی خانۂ دل کی — خدائی کر رہا ہی اسمین وہ سردار رہتا ہے

نگاہون سے ہماری آئینہ خانہ نچھوٹے گا — کہ اک معشوق اسمین قابل دیدار رہتا ہی

جگر مین درد ہوتا ہی تو سو سو شکر ہوتی ہین — کشیدہ تندرستی سے ترا بیمار رہتا ہے

وہ معشوقانہ ہوتی ہی کشش شہر خموشان کی — کہ جب دیکھو مسافر اک نہ اک تیار رہتا ہی

تمنا ہے گلون سے درد دل کہنے کی بلبل کو — جو بیتابانہ یہ کھولے ہوئے منقار رہتا ہی

نہ جھپکے گی پلک آتی ہوئی نیند انہین چونکی گی — یہ وہ آنکھین ہین جنہین انتظار یار رہتا ہی

مرتب کیا کریگا کوئی تیرے حسن کا غنہ — کراما کاتبین سے بھی تو نا تیار رہتا ہی

مرے آنسو نکل پڑتے ہین اسکے آہ کرنے سے — ترے زیر محل یہ کونسا بیمار رہتا ہی

عدم سے قافلہ دنیا مین کیون آتا ہی رہنے کو — مسافر جو یہان رہتا ہی وہ بیکار رہتا ہی

وہ بچ جاتا ہی غش آتا ہی جسکو اوسکے جلوہ سے — قضا آتی ہے اوسکی جو ذرا ہشیار رہتا ہی

تڑپتا ہون وہان زخم کا منھ چوم لینے کو
سب معشوق ہو ہو کر لب سوفار رہتا ہے

پیامی کوئی آتا ہی جو اوس رشک مسیحا کا
نہ درد دل ہی رہتا ہی نہ پھر آزار رہتا ہے

صبا پردہ بھی اولٹیگی تو کوئی نکراونکو دیکھیگے
کہ مسند کے برابر آئینہ دیوار رہتا ہے

حقیقت مین جہان مین تندرستی لاکھ نعمت ہی
خدا محفوظ رکھے ضیق مین بیمار رہتا ہے

کلیجے کٹ کی بہ جائینگے جنیر جاکے جہڑکوگے
نمکدان مین نمک رہتا تھا اب انگار رہتا ہے

کہا مجنون کی آرائش کو لیلی سے تو وہ بولی
یہ دیوانہ ہے بے پیراہن و دستار رہتا ہے

رہا نیرنگ حسرت اے شرف یون دل کی داغون سے
چمن مین جیسے مہمان موسم گلزار رہتا ہے

ڈبڈبانے کو ہین آنسو چشم تر ہونے کو ہے
دل بھر آتا ہے کیا پانی جگر ہونے کو ہے

مہربان وہ گل نہوتا تھا مگر ہونے کو ہے
عشقبازی بے اثر تھی اب اثر ہونے کو ہے

وصل کی شب چل بسی آمد ہے روز حشر کی
پھر نہ جسکی رات ہوگی وہ سحر ہونے کو ہے

معرکے مین عشقبازی کے مٹا جاتا ہے دل
جسکی شہرت تھی وہ مفقود الخبر ہونے کو ہے

مرنے والے مرمٹے ہی بزم دنیا بھی تمام
جل چکے پروانے گل شمع سحر ہونے کو ہے

اک پری روکی ہوئی ہے میری آنکھون کو تلاش
جستجو کے واسطے رخصت نظر ہونے کو ہے

اوڑ رہی ہی خوف سے رنگت گل شاداب کی
کونسے بلبل کا تفتیدہ جگر ہونے کو ہے

مستعد ہی ساری دنیا ساتھ جانے کیلیے
حشر کا سامان ہے کسکا سفر ہونے کو ہے

ڈرتے ڈرتے کی تو ہی مینے دوای درد دل
شدت بیم و رجا ہے کیا اثر ہونے کو ہے

قدرتی عالم جو اسکین ہی طلسم نور کا
کس پری کا شیشۂ دل مین گذر ہونے کو ہے

صلح کو اوس پادشاہ حسن کا خود ہی پیام
ہو چکا رن کھیت مہم عشق سر ہونے کو ہے

اک خدنگ نازنے دونون کا کام آخر کیا
دل تڑپ کر مرگیا بسمل جگر ہونے کو ہے

طرۂ کاکل سے الجھے گی کبھی بل کھائیگی
نازکی پر یار کی نازان کمر ہونے کو ہے

بعد مردن بھی مری تائید کی پروازنے
اوڑ کے قربان چمن ایک ایک پر ہونے کو ہے

عرش سے تا فرش یہ شہرت جو ہی معراج کی
جلوہ گر بزم خدائی مین بشر ہونے کو ہے

مر گئے جانباز اونکی کشت خون اب ہو چکا
بند تعلیقے مین شمشیر و سپر ہونے کو ہی

زخم ہین رونے کو ہم دم توڑنے کے واسطے
دل لہو ہونے کو ہی ٹکڑے جگر ہونے کو ہی

کسکے ضبطی کی خبر ہے کسکو لٹوائیگا یار
کو لٹنے مظلوم کا برباد گھر ہونے کو ہی

سرمہ آنکھون مین لگانے کو طلب ہی آئینہ
جسکو بیبیا ہے وہ منظور نظر ہونے کو ہی

یار کی آمد ہی ابتو وہ قیامت مین شرف
دوسرے محشر کا ہنگامہ گدہر ہونے کو ہی

یار سے تجھسے ملاقات ہو کیا معنی
مین تو مٹ جاؤن مری بات نہو کیا معنی

عرش اعظم کے مقابل مین اگر پاتا نہو
خانۂ دل مین تری ذات نہو کیا معنی

حشر کے دن دہن زخم گواہی دینگے
خون ناحق مرا اثبات نہو کیا معنی

دفعتاً درد قلق جسکے جگر مین اوٹھے
اوسکو پہر مرگ مفاجات نہو کیا معنی

غیر ممکن ہے پریزادون سے راحت ملنا
آدمی مورد آفات نہو کیا معنی

ناز کرتے وہ چلے آتے ہین جھرمٹ مارے
عشقبازون سے کوئی گھات نہو کیا معنی

آئینے سے بہی سوا صاف کیا ہی دل کو
پہر مجھے کشف و کرامات نہو کیا معنی

چاہنے والون کی اپنے وہ کرینگے خاطر
میہمانون کی مدارات نہو کیا معنی

تری آنکھون کو ہی ناوک فگنی کا لیکا
صید کو خوف اشارات نہو کیا معنی

مطمئن گور کی منزل مین ہون تنہائی کے
میرے ہمراہ تری ذات نہو کیا معنی

پاس ہو دولت دیدار سے جسکے دل کو
رنج و تشویش اوسے دن رات نہو کیا معنی

عشق صادق مین کری روح جو اپنی تحلیل
پُر اثر اوسکی مناجات نہو کیا معنی

قدرت کاملہ عالم مین جو لائی ہے بہار
باغ جنت کی یہ سوغات نہو کیا معنی

لائی ہے عالم ارواح سے خواہش اوسکی
ہمسے اور اوس سے ملاقات نہو کیا معنی

جان پر کھیل کے پریون کو کرینگے تسخیر
ای شرف رد جہات نہو کیا معنی

ٹھنڈی ٹھنڈی ہم جو پہونچے وہ ہوا کہانے لگے
دونی وحشت ہوگئی کیون دل کو بہلانے گئے

ہو گیا نور آ تمہارا حسن عالم آشکار
چھپ کے بھی جس انجمن مین آ گئی پہچانے گئے

عشق لیلی مین کسی کی کچھ نہ مجنون نے سنی
خاک اوڑا کے رہ گئے جو لوگ سمجھانے گئے

لے گیا ہر کسطرف کو شوق اونہین جو رنگ کا
کسکی موت آئی لہو مین کسکو نہلانے گئے

کی ترقی حسن عارض کی مٹا کر آپ کو
پھول گندھ گندھ کر تری ہارون مین شرمانے گئے

سو د سوتے جو شب ہجران کا مارا چونک اوٹھا
رحم بھی آیا تو منھ اشکون سے دھلانے گئے

شرمگین آنکھین جو دیکھین سحر دل پر ہو گیا
روگ اوبجھن کا ہوا جب لٹ سلجھانے گئے

عاشقون کی خاک اونہون نے جسطرف اوڑتی سنی
تو دہ بنوا کے وہ منھ تیرون کا برسانے گئے

بسملون سے بھی تو بدتر اونکو دم بھر مین کیا
عشقبازون مین گئے بھی وہ تو تڑپانے گئے

زیر قصر یار آ کے جو کراہا دردمند
آٹھ آٹھ آنسو اوسے وہ اور رولوانے گئے

خاکساری ہو گئی اکسیر اونکے واسطے
عمر بھر تیری گلی مین خاک جو چھانے گئے

مجمع محشر خلائق کے سفد رسے ہوا
قاتل عالم جو تھے وہ آج پہچانے گئے

یاس مین تم سے ہمین امید رحمت کی رہی
بے رخی کی تمنے لیکن ہم تمہین مانے گئے

رفتگان نے مدفنون مین کس لیے کی بود و باش
کیون یہ دنیا سے عدم مین چھاونی چھانے گئے

کیا تمہارا کام تھا صحرا سے مجنون مین شرف
کیا تمھین سودا ہوا تھا تم جو گھبرانے گئے

آگ لگا دی پہلے گلون نے باغ مین وہ شادابی کی
آئی خزان گلزار مین جب گل برگ ہی گلخن تابی کی

کنج لحد مین مجھکو سلا کے پوچھتے ہین وہ لوگون سے
نیند انہین اب آ گئی کیونکر کیا ہولی جو بدخوابی کی

سوچ مین ہین کچھ پاس نہین کسطرح عدم تک پہونچین گے
آگے سفر درپیش ہوا ہے فکر ہے بے اسبابی کی

ابر ہے گریان کسکے لیے ملبوس سیہ ہے کیون اسکا
سوگ نشین کسکا ہے فلک کیا وجہ عباے آبی کی

زیرِ محمل اوس شوخ کے جا کے پاؤن جو ہمنے پھیلائے
شرم و حیا نے اوٹھنے نہ دی چلمن جو چھٹی مہتابی کی
دل کا ٹھکانا کیا مین بتاؤن حال نہ اوسکا کچھ پوچھو
در در کرہ ہوگا وہ کہین گلیون مین اوسی بربادی کی
دل نہ ہوا پہلے جو بسمل لوٹنے سے کیا مطلب تھا
دھوم تھی جب تو خوش باشیون کی اب شہرت ہے بیتابی کی
شمعون کا آخر حال یہ پہونچا صبر پڑا پروانون کا
کوچے سے اوٹھا کے لے گئے دن کو پائی سزا سرتابی کی
غنچے خجل ہین ذکر سے اوسکے تنگ دہن ہے ایسا اوسکا
نام ہوا عنقا سے زمانہ دھوم اوڑی نایابی کی
بجرے لگائے لوگون نے لاکے اونکے برامد ہونے کو
اشکون نے میرے راہ وفا مین آج تو وہ سیلابی کی
خط نہین پڑتا میرے گلے پر تشنۂ حسرت مرتا ہون
تیغ تری بے آب ہوئی تھین ارزو مین خوش آبی کی
رحم ہے لازم تجھکو بھی گلچین دل نہ دکھا تو بلبل کا
نکہت گل نے اوس سے کشش کی تاب نہ تھی بیتابی کی
نزع مین یارب خندہ جبین ہون روح جو نکلے خوش نکلے
پیش نظر آئین جو فرشتے صورت ہو اعرابی کی
کاہی کی جا پر تاج مین رکھ لے ذوق رہی پابوسی کا
پائے اگر بلقیس کہین تصویر تری گرگابی کی +
پڑھ کے وظیفہ عشق کا اوسکے تم جو تڑپ کر روتے ہو
روح نہو تحلیل شرف حسرت سے کسی وہابی کی
اوڑ کے سراغ کوچۂ دلبر لگائیے
کسطرح دونون بازوؤن مین پر لگائیے

اک تیر دل پر ایک جگر پر لگائیے — حصہ لگائیے تو برابر لگائیے

پھولون مین تو بسے مجھے نازک دماغ ہون — قبلہ اس لحد مین نہ پتھر لگائیے

جب بزم یار مین ہے تکلف رسائی کا — خلوت سرائے خاص مین بستر لگائیے

ہر دم کیا کرے رگ جان مرحبا کا شور — اس نوک جھوک سے کوئی نشتر لگائیے

برسون سے بیقرار ہے تسکین کے لیئے — چھلکے ذرا جگر سے مرے سر لگائیے

کیا بستی قفس کی یہ بلبل کو بھیجیے — حصے مین اوسکے پھولون کی چادر لگائیے

جا اپنے دلمین دیجئے مجھ صاف قلب کو — آئینے مین شبیہ سکندر لگائیے

یاور نصیب ہو تو حسینون کو چاہیے — دل اپنے آزما کے مقدر لگائیے

اکثر وہ کہتے ہین کہ جو بوسہ طلب کرے — اس گفتگو پہ منھ اوسکے کیونکر لگائیے

آئے وہان زخم سے آواز اور اور — اس اس ادا و ناز سے خنجر لگائیے

پرزے مرے اوڑائیے بھیجا ہی مینے خط — بے جرم کیون کباب کبوتر لگائیے

صورت جو ایک ایک کی تکتا ہے آئینہ — حسرت یہ ہے سراغ سکندر لگائیے

ہین آپ تو تمام خدائی کے ناخدا — میرا جہاز بھی لب کوثر لگائیے

برہم مزاج ہوکے وہ برگشتگی کرے — دفتر مین جسکے فرد مقدر لگائیے

دولت جو مجھ غریب کی لوٹی ہے آپنے — کیا بانٹیے گا حصۂ لشکر لگائیے

جتنون کی جانین لین ہین اونہین جو بہانے — پورا حساب دیکھکے دفتر لگائیے

اوس گل کی آہی جائیگی خوشبو دماغ مین — چلیے ریاض عشق مین چکر لگائیے

افشا کیا جو عشق تو جھنجلا کے بولے وہ — لکھوا کے اشتہار یہ گھر گھر لگائیے

سوجا سے دل پھٹا ہے کلیجا ہے چاک چاک — پیوند پھاڑ پھاڑ کے چادر لگائیے

پھر اوٹھکے تیرے ہاتھ سے کٹوا ہی گلا — کیونکر دوبارا جسم مین پھر سر لگائیے

ساتھ اسقدر رہین اوس شہ خوبان کے سروقد — برسون حساب کثرت لشکر لگائیے

کہتے ہین لخت دل کو وہ بازار حسن مین — سودا یہ میرے ارو سے باہر لگائیے

مجھسے لگاوٹ آپکی شمشیر کرتی ہے — مرتا ہون اس پہ اسکو مرے سر لگائیے

سیلاب اشک نے مری رستے کیے ہین بند
کشتی منگل کے متصل در لگائیے
خلعت شہید ناز کو بھولتے ہین جو آپ
کشتی مین پہلے پھولون کی چادر لگائیے

پہونچا کے خط حلال ہوا ہے یہ ای شرف
آنکھون سے لیکے خون کبوتر لگائیے

غش او نہ روح وقت قضا ہو تو جانیے
شرط وفا جو ہے وہ ادا ہو تو جانیے

معشوق کی جدائی کا کیا جانین آپ رنج
آئینہ سامنے سے جدا ہو تو جانیے

فاقے سے پڑ رہے اجل آئی تو مر رہے
ایسا غریب کوئی گدا ہو تو جانیے

آزاد ہوتے ہونگے اسیران ذوق شوق
قالب سے اپنی روح رہا ہو تو جانیے

کسطرح اوس تک اپنی رسائی کا ہو یقین
اک روز بھی قبول دعا ہو تو جانیے

سنتے ہین سچ بھی جاتے ہین آزاری فراق
اس عارضے سے ہمکو شفا ہو تو جانیے

آنکھین غشئی موت مین بھی ہین تری طرف
ایسا فریفتہ جو ترا ہو تو جانیے

دل بٹ رہا ہے کشف و کرامات پر تو کیا
مقبول بارگاہ خدا ہو تو جانیے

کیا جانین آپ درد کسی دردمند کا
صدمہ جو دشمنون کو ہوا ہو تو جانیے

رہتا ہے گرد رحمت پروردگار کے
کوئی گنہ سے بڑھ کے رسا ہو تو جانیے

غنچے ہمارے دل سے مقابل ہوئی تو کیا
پیدا کسی مین بوے وفا ہو تو جانیے

آئینے کو دکھائی نہ اوسنے پری سی شکل
ایسی کسی کو شرم و حیا ہو تو جانیے

میری طرح لٹائے تو دولت حیات کی
ایسا غنی جو کوئی گدا ہو تو جانیے

باغ و بہار بعد فنا ہے جہان تو کیا
اپنی مزار پر جو فضا ہو تو جانیے

اکسیر کا خواص جو ہر شے مین ہی تو ہو
کچھ اپنے درد دل کی دوا ہو تو جانیے

غم بھی ہے زر فشانی بھی ہر شوق ذوق بھی
سب کچھ ہو دل مین یار کے جا ہو تو جانیے

سجدہ کرے تو ساتھ ہی ہر استخوان ہو موم
ایسا کسی کو خوف خدا ہو تو جانیے

تا حق جو ہمسے کرتے ہین لطف سخن مین بحث
ایسا کسی کے دل کو مزا ہو تو جانیے

برسون سے اتحاد کی حسرت ہے ای شرف

جب ملتفت وہ اہل جفا ہو تو جانیئے

جنون سے ہوش آ جاتا اگر تقدیر پھر جاتی
وہ گل پھولوں کی بدھی جھینٹا زنجیر پھر جاتی

جو اوسکا نامۂ معشوقانہ کوئی اور بھی لکھتا
خطا آتی آتے مطلب سے مری تحریر پھر جاتی

اگر کچھ بھی کسی نخچیر کی ہیئت مین دم ہوتا
دو بارا روکنے کو دل پر اوسکا تیر پھر جاتی

برہنہ دیکھ کے جسدم لپٹنے کو جھپٹتا مین
چمکنا بھول جاتی میان مین شمشیر پھر جاتی

نہ زندہ پھر کے آتا بزم قاتل مین اگر جاتا
کلیجے پر چھری حسرت کی بے تقصیر پھر جاتی

قلق ہے جسقدر مجھکو نگاہ یار پھرنے کا
نہ اتنا رنج مین کرتا اگر تقدیر پھر جاتی

بیابان مین جو مردان جنون سے معرکہ پڑتا
دہائی دیکے غل کرتی ہوئی زنجیر پھر جاتی

نہ دیتے جان اگر اوپر نہ مدفن کو زمین پاتی
ابد آباد کو ملتی ہوئی جاگیر پھر جاتی

ارادہ بھی جو کرتا مین جواب لن ترانی کا
زبان تک آکے دل کی دل ہی مین تقریر پھر جاتی

جو کثرت کے لیے تودہ مرا صیاد بنواتا
وہان بھی خاک ہوکر ہیئت نخچیر پھر جاتی

کدہر ہے کشتۂ ابرو جو کوئی پوچھتا آکے
ادہر قبلہ نما ہوکر تری شمشیر پھر جاتی

وہ آزاری ہو نہیں سو بار دل پھر نہیں اگر کہتا
نہ ہوتا کچھ اثر تاثیر سے اکسیر پھر جاتی

چمن مین جاکے وہ بے رحم اگر گلگشت سے ہوتا
بہار باغ سے رت ای جوان و پیر پھر جاتی

نظر آتا جو اوسکا حسن عالمگیر رویا مین
تو یوسف کی نگہ دیتی ہوئی تعبیر پھر جاتی

نہ رحم آتا جو اونکو میری غربت پر تو کیا ہوتا
سزا دیتے تو ایذا سے مری تعذیر پھر جاتی

جو رکھتے اسکو وگردان ہی تم پڑھاتی جان آہیں
تمہارا رخ جدہر ہوتا مری تصویر پھر جاتی

تامل تمکو ہوجاتا جو میرے ذبح کرنے مین
اجل حسرت زدہ ہو کے دم تکبیر پھر جاتی

حصارون سے نہ رکتی روح میری بزم خوبان مین
کسیکو کچھ نہ بن پڑتی کوئی تدبیر پھر جاتی

امید سرفرازی ہے اگر وہ قتل بھی کرتے
ہماری خاک پھر ہونے کو دامنگیر پھر جاتی

جدہر خالی وہ کرتے صیدگہ مین اپنی ترکش کو
اوسی جانب تڑپ کے ہیئت نخچیر پھر جاتی

پہنچنے کو جو مین جھنجھلاکے بڑھتا جوش وحشت مین
الٰہی الامان کہتی ہوئی زنجیر پھر جاتی

اثر اپنا جو مجھکو حسرت دیدار دکھلاتی +
پری سی شکل ان آنکھوں مین بے تسخیر پھر جاتی

حسینوں کا مرقع دیکھنے کو ہم اگر جاتے
نہ پھر تصویر خانے مین کوئی تصویر پھر جاتی

پڑے ہوتے جو غش مین کیون ٹھہرتا نامہ بر انکا
تمنا جسکی برسون سے تھی وہ تحریر پھر جاتی

شرف گاتو رطے نے سر اوسکے چھٹکارا ہو جاتا
دوبارا اوس سے ہماری دوسری زنجیر ہو جاتی

حسرت جنکی وصال کی تدبیر کے لیئے
آئینہ ہوگئے تری تصویر کے لیئے

غمگین ہے یار عاشق دلگیر کے لیئے
صیاد سوگوار ہے نخچیر کے لیئے

فطرس نے پھڑپھڑا کے جگر سے لگا لیا
بسمل نے جان دی تری تکبیر کے لیئے

لاتا ہی روز شوق اسیری ہنچا ہی ہو
دوڑا رہے ہو کیا مجھے زنجیر کے لیئے

دلمین مرے ہوا لب معشوق الہی شکار
قسمت لڑا رہا تھا اسی تیر کے لیئے

کس بادشاہ حسن کو دیکھا ہی خواب مین
یوسف جو دوڑے آتے ہین تعبیر کے لیئے

باتین سنا کے چلے تو کیا بے چھری حلال
جب بھی ہوئے تو نیت تکبیر کے لیئے

بجلی کی طرح سے جو تڑپتی ہے میری آہ
مہتاب بیقرار ہے تاثیر کے لیئے

پیدا کیا جو تمنے تلون مزاج مین
کیا کیا کرم ہوے مری تقدیر کے لیئے

اے یار سب سے پہلے اوڑا دو جو دل مرا
دیتا ہون اپنے پر مین تمہین تیر کے لیئے

چربی جو دل کے خون مین حل کر رہی ہین ہم
روغن بناتے ہین تری تصویر کے لیئے

کہدو ملائکہ سے کہ مجھکو سزا نہ دین
بلواؤ اپنے سامنے تقدیر کے لیئے

نکلے نہ جا کے ہم جو گلستان یار سے
اوس دن سے مشورت ہوئی تحریر کے لیئے

جلدی جو ذبح صید کی منظور اوسنے کی
شرعاً ممانعت ہوئی تاخیر کے لیئے

دل پر مرے عتاب ہے اک شاہ حسن کا
فطرس سے بڑھ کے حکم ہے تعذیر کے لیئے

ذکر دہان تنگ یہ کرتے ہو مجھکو قتل
لیتے ہو جان اتنی سی تقصیر کے لیئے

خونریزیون کا ہوش نہ مریخ کو رہا
سیفی بڑھا کیا تری شمشیر کے لیئے

تعویذ اوسنے مانگا ہے کس درد مند نے
بسمل کے خون سے حکم ہی تحریر کے لیئے

حسن کلام سورۂ یوسف سے کم نہین
یہ بات ختم ہے تری تقریر کے لیئے

بولا وہ شوخ رقت و سرد آہ پر مری
آب و ہوا یہ چاہیے کشمیر کے لیے

سہتے جو ہین یہ سکہ داغ جنون شرف
رکھے ہین کس خزانے کی توقیر کے لیے

آفت کی یاد زلف مین تقدیر ہو گئی
اونچھن کمند ہو کے گلوگیر ہو گئی

دم کی جو بازگشت مین تاثیر ہو گئی
اے ہمدمو کچھ اور ہی تدبیر ہو گئی

بسمل کیا مجھے جو ہوا مجھسے ہمکلام
کی اوسنے بات بھی تو وہ تکبیر ہو گئی

وہ رنگ حسن اوسنے نکالا شباب مین
پرچھائین تک بھی نور کی تصویر ہو گئی

آوازِ غل مچا کے سنائی ہے یار کو
دیوانی میرے پانؤن کی زنجیر ہو گئی

حسرت کی شان بعد فنا اسقدر بڑھی
میت مکان قبر مین تصویر ہو گئی

صد ہا خدنگ ناز سے دل کی اوڑی دہوم
اک تیر پڑ کے شہرت نخچیر ہو گئی

کرتا ہے مجھکو یار نظر بند کس لیے
چاہا اگر تو کونسی تقصیر ہو گئی

زخمون کے خون سے مری دامن کی ہر کلی
گلرنگ ہو کے باغ کی تصویر ہو گئی

حسرت گلون کی جوش جنون مین جو ہمنے کی
پھولون کی بدھی بند مین زنجیر ہو گئی

کیون اوسنے چاک چاک کیا پڑھ کے خط شوق
کیا بات بیچ اسی مین تحریر ہو گئی

افسوس ہٹ کر اوٹھ گئی یوسف جہان سے
ناپید خواب حسن کی تعبیر ہو گئی

کیون ہم کہین کسی سے جو اوسنے کہا کہا
تنہائی مین جو ہوئی تھی تقریر ہو گئی

رقت جو آ گئی ہمین ظالم معاف کر
قابو نہ دل پہ تھا جو یہ تقصیر ہو گئی

ظالم نے شعر سُن کے مری دل پکڑ لیا
مضمون درد خیز سے تاثیر ہو گئی

معلوم بھی ہوئی نہ مری دولت حیات
کیا جانے کس دفینے مین توفیر ہو گئی

چھائی تھی ذوق و شوق مین اوسکی جو منہ پہ خاک
بعد فنا مرے لیے اکسیر ہو گئی

دل بھر کے مینے دولت دیدار لوٹ لی
افسوس یاوری سے جو تقدیر ہو گئی

امید دل پر آ کے پڑا ہے خدنگ یاس
میری مراد بھی ہدف تیر ہو گئی

طے کر سکا نہ منزل مقصود اے شرف

واماندگی مرے لیے زنجیر ہو گئی

بشر تو منزل حسرت سے کیا نکل جاتے
یہ راہ وہ ہے فرشتون کے پر بھی جل جاتے

تمہاری بزم مین اسواسطے نہ تڑپے ہم
سسک رہے تھے جو پروانے سب کچل جاتے

بھلا ہوا نہ ملی اوسنے بزم مین سنہری
پسے ہوؤن کے کلیجے بہت سے مل جاتے

نہ ہمدم اسکو سمجھ سانس کا بھر سا گیا
ہوا تو ہے اسے کیا چاہیے بدل جاتے

خدا نے خیر کی تلوار اوسنے کھینچی تھی
قیامت آتی جو دو چار ہاتھ چل جاتے

فسانہ سوز جگر کا بیان مین کیا کرتا
جو موم دل تھے تری بزم مین پگھل جاتے

الٰہی گلشن ایجاد کا ہے مالک کون
کہان ہین اس چمنستان کے پھول پھل جاتے

کہا جو مینے کہ ہم تم یہ زہر کھالین گے
تو ہنس کے بولے کہ پھر کیون نہین نگل جاتے

کیا تو ذبح ہمارا بھی ضبط دیکھ لیا
وہ ہم نہ تھے جو چھری کے تلے اوچھل جاتے

ہوا ہمین جو وہ دیجاتے اپنے دامن کی
غشی اجل کی بھی ہوتی تو ہم سنبھل جاتے

یہ کوہ قاف بھی ہوتا تو سنہ رم ہوتا
اوسے بھی توڑ کے آنسو مرے نکل جاتے

لہو بھی رو کے تمہاری صفت ہی کرتے ہم
جگر بھی منھ کو جو آتا تو لعل اوگل جاتے

بھلا ہوا نہوا اونکی انجمن مین گذر
کسی چراغ پہ پروانہ ہوکے جل جاتے

ہما بھی آ کے مری ہڈیان جو کھالیتی
جہان کی تھی مری مٹی وہان اوگل جاتے

شرف کوئی نہین ہوتا ہے جن یتیمون کا
وہ بادشاہون کے آغوش مین ہین پل جاتے

تمنا ہے شہادت مین جو پیراہن بنایا ہے
تری تلوار کے رومال کا دامن بنایا ہے

گلون کا حسن قدرت نے جو پیراہن بنایا ہے
تکلف ہے کہ ایسا چست بے سوزن بنایا ہے

کیا ہے میرے داغ عشق کو بدر الدجا اوسنے
چراغ طور سے بڑھکر اسے روشن بنایا ہے

مرقع باغ عالم کا کھبا جاتا ہے نظرون مین
عجائب گل کھلائے ہین عجب گلشن بنایا ہے

کمین صیاد کی ہے گردش چشم سیہ اوسکی
یہ جادو نے اس آہو کو شکار افگن بنایا ہے

کیا ہے آشیان تیار تنکے چنکے بلبل نے
عزا خانہ برائے گریہ و شیون بنایا ہے

تجھی کو زیب ہے جامہ رحیمی و کریمی کا
خدائی جسکے سلسلے مین ہے وہ دامن بنایا ہے

کیا ہے پینے خون اوسمین شریک اپنے کلیجے کا
کسی نے جب تری تصویر کا روغن بنایا ہے

قضا جو لاگ رکھتی ہے تمہارے جان نثاروں سے
تمہین نے ان غریبوں کا اسے دشمن بنایا ہے

مبارک ہو تجھے اے دل ترے زخموں مین بھرنے کو
بنا سوفت اوس نے اپنا تو گرد امن بنایا ہے

لپٹ جاتی ہے لیلی باندھتا ہے جب وہ بازو پر
یہ کسکے استخوان کا قیس نے جوشن بنایا ہے

نگاہ شوق نے میری کئے ہین اسقدر رخنے
کہ جس پردے مین ہے محبوب اوسی چلمن بنایا ہے

ہوا فرفر چلی آتی ہے جنت کے گلستان کی
ہماری قبر مین حوروں نے کیا روزن بنایا ہے

ارم مین دفن ہے بیت کہ گلزار حضوری مین
کہان تمنے شہید ناز کا مدفن بنایا ہے

اندھیری قبر تجھی کی ہے شب قدر اسکی اندھیاری
یہ گھر تھا بے چراغ اعمال نے روشن بنایا ہے

عدم سے اوسنے بھیجا ہے جسے ہستی کی منزل مین
اجل کو اوس مسافر کے لیے رہزن بنایا ہے

کہا قاتل نے تصویرین جو دیکھیں اپنی کشتون کی
شہید خاص یہ ہے جسکو بے گردن بنایا ہے

ترا راجب یہ پھرتا ہے تو بجلی کوند جاتی ہے
چھلاوا ہے کہ قدرت نے ترا توسن بنایا ہے

حسینوں کے ورق مین چہرہ پرواز خدا نے
صراحی دار کیا کیا نقشہ گردن بنایا ہے

شرف سوز و طپش کی ہمین جھونکا جھونک کر آخر
حسینوں نے ہمارے دل کو کیا گلخن بنایا ہے

نظر اونکی جو مشتاقوں سے بے تقصیر پھر جاتی
ہزاروں گردنوں پر سے اجل شمشیر پھر جاتی

نہ کرتا ہمسے تو اے یار غمزہ چشم پوشی کا
ترے سرمے کی آنکھوں مین اگر تحریر پھر جاتی

اگر اوس زلف پیچان کا نہ سودا مول لیتے ہم
بگڑ جاتے جنون سے سخت مین زنجیر پھر جاتی

جو ہوتا ناموافق وہ تو فوراً زہر کھا جاتا
مین اس ہستی سے پھر جاتا اگر تقدیر پھر جاتی

نہ آتا رحم اگر اونکو تو مین گھٹ گھٹ کے مر جاتا
ستم ہوتا جو میری آہ سے تاثیر پھر جاتی

تماشا دیکھنے جاتے جو ہم گنج شہیداں کا
جگر پر تیر پڑتے حلق پر شمشیر پھر جاتی

قمر کا چودھوین شب کو اگر کرتا مین نظارا
مری آنکھوں مین اوسکی چاندسی تصویر پھر جاتی

چھری سے پہلے آنکھیں تجھسے جینا ہی نکلواتا
نظر جو تیری جانب سے دم تکبیر پھر جاتی

مری دھوم اوسکی نجیرون مین اوڑتی سرخروئی کی
بلا سے مرا جی چہرے پہ کہا کے تیر پھر جاتی

یہ دولت آرزو کی عشق کو جو مسترد کرتا +
مرے دلخواہ یہ ہلتی ہوئی تو قسمت پھر جاتی

دم آسانی سینے نکلا ہی جو ہوتا نزع کا عالم
خود اپنی آنکھ کرتی کھلنے مین تاخیر پھر جاتی

اگرچہ اے شرف برسون جواب خط نہ لکھتا وہ
برابر شوق کی تحریر پر تحریر پھر جاتی

عالم مین وہ چراغ تمہارا شباب ہی
پروانہ جسکا چاند ہے گل آفتاب ہی

ہمنام ذوالجلال وہ عالی جناب ہی
مشکل کشا خدا لئے نصیری خطاب ہی

صیاد سے حمایت بلبل کرینگے ہم
ظالم سے بیگنہ کو چھڑانا ثواب ہی

کیا گذری اونکی چاہنے والون پہ میرے بعد
خوشدل جہان مین کون ہی کس پر عتاب ہی

اتنا مین کھلکے حشر سے ہو جاؤنگا بری
مین کس شمار مین ہون مرا کیا حساب ہی

پروانے کیا مجال کرین میرا سامنا
لرزان مری تڑپنے سے خود اضطراب ہی

کیا برہمی ہوئی جو چمن مین عرق عرق
کسواسطے گلون سے کشیدہ گلاب ہی

کس کس پہ غش مین عالم ایجاد مین گرون
جو پھول اس چمن مین ہی وہ انتخاب ہی

سخت جگر گلون کے عوض مین بھری ہوئے
لیکن مری سحر کا مجاور ثواب ہی

بیچین اسقدر ہی یہ کھیلی کی جان پر
لیلی کو قیس سے بھی سوا اضطراب ہی

برہم ہین وہ جنازے کی پڑھتے نہین نماز
اک بے وطن غریب کا مردہ خراب ہی

ناحق گلا ہے تشنۂ دیدار کا گلا +
اسکی گواہ تو تری تیغ خوش آب ہی

کیونکر پڑی چمن کی روش کی گلون پہ گرد
ہر وقت آبپاشی کو حاضر سحاب ہی

بلبل کے چہچہون نے جلایا ہے اسقدر
صیاد و باغبان کا کلیجا کباب ہی

آئی بہار لیتے ہین گل بلبلون کی جان
طاؤس کے شکار پہ نازان سحاب ہی

کیا سو رہے ہو قبر مین برپا ہے روز حشر
اوٹھو شرف یہ کونسا ہنگام خواب ہی

کیون مستعد گریہ ہوئی چشم تر ایسی
روتا ہون لہو کسنے لگائی نظر ایسی

چھپ جائے کہ آنسو کی طرح نور نظر ہو | پیدا تو کرے پیار کی صورت گہر ایسی
چھٹ جائیگا جسدم تو لہو ہوکے بہیگا | کرتا ہی مرے دل سے محبت جگر ایسی
شرمندہ ہی تیر لب معشوق کی آمد | پڑتی ہے تمہاری نگہ ناز ادہر ایسی
ہین چاہنے والے طلب اللہ کری خیر | ہون سکتے کے عالم مین سنی ہی خبر ایسی
ہر عضو ترا نور کے سانچے مین ڈہلا ہی | پریون کی یہ صورت ہی نہ شکل بشر ایسی
خوشرو ہی تو ہوا ہی گی بلقیس کہان سے | آنکھ ایسی جبین ایسی دہن ایسا کمر ایسی
فردوس مین جائے جو کرے کوچ عدم کا | کرتا ہے مسافر کی مدد یہ سفر ایسی
ہو صاحب معراج کرے عرش پہ جا کر | منظور رضا کو ہے شکوہ بشر ایسی
بلبل کی سنائی نہ مرے دل کو سنائی | کہتے نہین بیمار سے یارو خبر ایسی
تخفیف ذرا بھی نہوئی درد جگر مین | اکسیر بھی کہائی تو ہوئی بے اثر ایسی
نسبت کے اوٹہانی کی ہوا کرتی ہے تدبیر | بیہوشی رہا کرتی ہے دو دو پہر ایسی
دیکھی نہ کبھی خواب مین بھی شکل وطن کی | افسوس ہوئی بیوطنی ہمسفر ایسی
سمجھا وہ پری رو مرے مرنے کو قیامت | دیوانون کی اک بھیڑ ہوئی گور پر ایسی
آجاتی ہے مجھ کشتے کے اوپر ترے رحمت | پیدا کسی جانباز نے کی ہے سپر ایسی
اس حسن سے لیلی کی کبھی زلف نہ لٹکی | رفتار سے بل کہائے تمہاری کمر ایسی
اللہ ہی پر نچنے سے بلبل کو بچائے | ہوش اوڑتے ہین سن سن کے اوڑتی ہے خبر ایسی

اقلیم شہادت مین شرف کی ہے رسائی
رحمت ہی خدا کی کہ مہر کی ہے سر ایسی

حسرت تری رہے نہ کسیکی خبر رہے | پتھرا گئین آنکھین بھی تو تجھی پر نظر رہی
افسردہ دل فراق مین ہم عمر بھر رہے | ہر وقت دم لبون پہ رہا چشم تر رہی
ہم ایسے حشر و نشر مین بھی بیخبر رہے | یہ بھی خبر نہین کہ وہ کب جلوہ گر رہی
داغون نے کی ہی چار طرف دلمین گلشتمین | تسکین کی سمائی کہان ہے کدہر رہی
مین نے سنا ہی شان کریمی دکہا دیگے | امیدوار ہون کہ مری بھی خبر رہی

نفرت ہوئی حیات سے دلبین کہا جو ہو
روشن ضمیر ہو کے چراغ سحر رہی

دشمن زمانہ ہو کے ہمارا اگر بگا گیا
تو مہربان رہے تری سیدھی نظر رہی

الفت کے معرکے سے بچاتا رہا اسے
ہر دم جگر کو چاہیئے دل کی سپر رہی

تربت ہماری دیکھ کے برہم نہ ہو جیے
مٹی یہین کی تھی جو یہان آ کے مر رہی

اندھیاری قبر مین مرے کام آئی دل کی داغ
کچھ پھول کچھ چراغ ہوئے کچھ قمر رہی

وہ دن تو ہو کہین ترا سودائی تو مین ہون
سجدے کرون جنون مین اگر در دسر رہی

دامان ناز سے جو کبھی گل کرے وہ گل
صبح بہار ہو کے چراغ سحر رہی

معشوق کہتے ہین مجھے جانباز و سرفروش
لازم ہے مجھکو بھی کہ ہتھیلی پہ سر رہی

اعمال سے ہی گور کی منزل مین غمزدہ
تنہائی کے سفر مین یہ کیون ہمسفر رہی

پیرو ل نے بزم خاص مین آتے ہین جس طرح
امیدوار ہون کہ مرا بھی گذر رہے

رقت سے تیری غم نے کسیکو نہ دی نجات
آنسو رہے جو چشم صدف مین گہر رہی

کس ناز سے کسی ہمرے قتل کے لیے
محفوظ چشم زخم سے تیری کمر رہے

اے چودھوین شب اسقدر اندھیری تھی ذرا
تیری سلامتی مین کہن مین قمر رہی

گلچینون کو ریاض سے کچھ مل نہ جائیگا
اترانے کو گلون کی ہتھیلی مین زر رہی

شاید کرون جو دل کے ٹھہرنے کا مین علاج
ہر سو نہی ہر دوا سے کشیدہ اثر رہی

بلبل نے مرکے لوٹ لی کیفیت بہار
بو ہو کے گل مین روح رہی گرد پر رہی

آئے نہ کوئی چوٹ نکیرین کی ضرب
مشکل کشا کا سایہ لحد مین سپر رہی

امید حشر او نکو گنہگارون کی حیات پھر ہوئی
ہر طرف شان کریمی کی کرامت پھر ہوئی

شرک تھی جس سے ملاقات اوس سے نفرت پھر ہوئی
جان آفت سے چھٹی تھی اسیر آفت پھر ہوئی

مر گئے آخر ترس کے تندرستی کے لیے
عشقبازی کا مرض ہو کر نہ صحت پھر ہوئی

پیس چکا ہون گور مین حشر مین کیون ہی یار زیر
وہ قیامت کیا نہ تھی جو یہ قیامت پھر ہوئی

عشق لیلی نے کیا مجنون کو ایسا ناتوان
زندگی بھر پھر نہ زور آیا نہ طاقت پھر ہوئی

سر کاٹ کسکا کیا کس کس کو بسمل میرے بعد
پھر چھری کس پر پھری کسکی شہادت پھر ہوئی

کونسی حسرت جوانی کی ضعیفی مین نہ کی
ہو گئین کیسی سیکڑون ویسی نہ صورت پھر ہوئی

مختصر ہی ورنہ تو بربادی صحرا کا حال
پہلے مجنون چل بسا لیلا کی رحلت پھر ہوئی

اوسکی رحمت نے کیا گلزار میری قبر کو
پہلے مشت خاک تھی تصویر جنت پھر ہوئی

کسنے مدفن کو بسایا ہو گئے جب خاک ہم
پہلے یہ گھر کسکو تھا کسکی سکونت پھر ہوئی

ہر طرح اونکو رہا اپنے گنہگارون کا پاس
پہلے آزردہ ہوے رحمت پہ رحمت پھر ہوئی

غسل صحت کر کے پہونچا ہین تو وہ کہنے لگے
میرے گھر تک آنے کی تم مین اتنی طاقت پھر ہوئی

اوسنے آندھی کے محول کیون کیا میرا غبار
وہ تو مجھسے آئینہ تھا کیون کدورت پھر ہوئی

اوسکی عبرت نے لئے آنسو نظر بند امی شرف
ہو گیا جو وقت سکتا سلب رقت پھر ہوئی

تری گلی مین اک افسانہ جانسجان رہجائے
جنازہ اوٹھ کے جو روح روان یہان رہجائے

یقین نہین کہ ترا زندہ نیمجان رہجائے
یہ دم کو توڑ کے رہجائیگا جہان رہجائے

مزا غبار تڑپ کے جو نجد سے اوٹھے
زمین شگاف ہو بہتر اسکے آسمان رہجائے

ذرا جو منھ سے کہون بخت دل کی سوزش مین
کباب ہو کے دہن مین ابھی زبان رہجائے

تمام عمر میری بیکسی بیان کرے
ہما کے منھ مین زبان ہو کے استخوان رہجائے

رہا غبار دی جو ہمارے غبار کی دیکھے
طواف کر لیے چکر مین آسمان رہجائے

عدم کی راہ کی دیکھو تو شعبدہ بازی
ضعیف ہو کے تو بڑھ جائے نوجوان رہجائے

اسیر ہونے کا اے بلبلو مزا ابھی یہ ہے
قفس مین گھٹ کے مرے داغ آشیان رہجائے

بہار گل کو نہ رہنے دیا گلستان مین +
خزان جو پھولی ہو جب جائیں اب خزان رہجائے

کوئی مقام نہو ویرانہ ملک [illegible]
سماں جدائی کا ہو جائے تو جہان رہجائے

مزا تو جب ہے تری بیکسی [illegible]
کہ نرم موم سے ہو کر ہر استخوان رہجائے

یہ حسرتون سے بھی دلمین خاک اوڑا [illegible]
کہ جیسے لٹ کے بیابان مین کاروان رہجائے

چھری وہ پھیر کہ تڑپون تمام عالم مین
تپاک کے لہو مین نہ نشان رہجائے

ضعیف کو مرض الموت اگر کرے رخصت
ڈرے قضا سے سلامت جو نوجوان رہجائے

چمن اوجاڑنے کو تو نے پھول توڑے ہین
خدا کرے کہ ترا ہاتھ باغبان رہجائے

لپٹ کے چھین لون چلاؤ مجھ پہ کھینچ کے تیر
تمہارے ہاتھ مین اور تری ہوئی کمان رہجائے

یہ سنا ضعیف گلا کاٹنے سے تھا اینکا
کہ ذبح بھی جائے جو بسمل تو نیمجان رہجائے

سوال دید ترا کوہ طور پر ہو قبول
خدا کرے کہ تری بات ای زبان رہجائے

قفس لیا تے جو پہلوی گل سے اوڑ جاؤن
مسوین کے جگر و دل کو باغبان رہجائے

بدن مین صاحب خانہ نہوگی روح ای دل
اسی کو جان غنیمت جو میہمان رہجائے

جلا کے دیکھ تو مجھکو اگر خدا چاہے
تو ہو کے آنکھون مین کاجل مرا دہوان رہجائے

دعا ہی بزم مین تیری جو بیٹھ جائے دل
نہ آئے اوٹھنے کی طاقت یہ ناتوان رہجائے

چمن کے پھول خزان جھونکتی ہی گلخن مین
خود آگ جاکے لگادون جو آشیان رہجائے

شرف سنا ہی کہ وہ اتنے دور رہتے ہین
کرے جو عزم تو رستے ہی مین گمان رہجائے

پھاڑتے ہین باغ مین غنچے گریبان کیلئے
ہنس رہی ہین کس پہ گل شبنم ہی گریان کیلئے

دل مین مہرہ کر خلش کرتا ہی پیکان کیلئے
صاحب خانہ ہے آزردہ ہی مہمان کیلئے

کیا گنہ اسنے کیا تھا کیون اوڑایا اے صبا
خاک کو میری کیا تو نے پریشان کیلئے

گھل رہا ہون کیلئے کسواسطے ہی رنگ زرد
سرد ہی سب جسم میرا دل ہے سوزان کیلئے

کونسا غم ہے اوسی اسکو ہوئی ہی کیا خوشی
ابر گریان کیلئے ہی برق خندان کیلئے

آمد آمد فاتحہ کو کونسے گلرو کی ہے
ہوتی ہی آراستہ گور غریبان کیلئے

مردہ ناچیز ہون ناحق ہی تیاری کی فکر
چل کے مٹی دی بھی دو کرتے ہو سامان کسلئے

کیا کریگی اے گنہگار و تمہارا معصیت
بخشوا لیگا تمہین بے رحم یزدان کیلئے

کیا ہوا کیا تھا سمجھ مین میری کچھ آتا نہین
پہلے کیون جرح آئی تھی ہوتا ہون حیران کسلئے

کیا کہون یارو کیا ہی کس پر پڑتے ہی سنگ
کچھ نہ پوچھو پھاڑ ڈالا ہے گریبان کیلئے

کسکو دکھلاتا ہی اپنا جامہ حسن آفتاب
مشرق سے تا مغرب ہی پھیلے گئے دامان کیلئے

سوچ کیا اسکو سکندر کا ہی سکتے مین جو ہی
صورت تصویر ہی آئینہ حیران کیلئے

بہر کے دامن مجہسے گا گیا مری در سے ہاتک
پاؤن پر یہ لوٹتا ہی ابر نیسان کیلئے

کیا مشیت ہی خدا کی حال کچھ کہلتا نہیں
بستیان صدہا ہوئی جاتی ہین ویران کیلئے

تنگ ہو کر قیس کی وحشت سے لیلی کہتی تہی
اے خدا تو نے کیا تہا اسکو انسان کیلئے

کیا قیامت ہی گلون کی ادھر رہی ہین کیون چق
ہو رہا ہے باغ کا دفتر پریشان کیلئے

معصیت کا میرے گر جامہ او ترا تو کچھا
پہر کفن پر میرے لکھوا یا تہا قرآن کیلئے

ذرہ ذرہ بنتا ہی کہین کوئی بنا لیتا ہی خاک
خاک میری ہو رہی ہے دستگیران کیلئے

ہیں بہت ہنیو شرف رخصت ہوئی فصل بہار
ہوش کی باتین کرو پھرتے ہو عریان کیلئے

حسرت و ارمان کی ہے تدبیر کسکے واسطے
آبدیدہ ہو گئے ہون تصویر کسکے واسطے

کس زمانے مین کوئی بیتاب پوچھا جائیگا
اوٹھ رہی ہے عشق کی تاثیر کسکے واسطے

آمد آمد کسکی ہے آنکھون مین کیون انکا ہجوم
بیدمی کرتی ہے اب تاخیر کسکے واسطے

کوچے دل کے نشانے کی ہی انکو جستجو
اوڑتے پہرتے ہین تمہارے تیر کسکے واسطے

کسلئے رویا مین رولا یا ہے نہین یہ بھی خبر
پوچھئے یوسف سے پہر تعبیر کسکے واسطے

خاک ہوتی ہے مری کیون شیشہ ساعت مین
کرتی ہے حسرت اسے تسخیر کسکے واسطے

جانے والے یہ ظلم اور آئینے سے اختلاط
واہ واکس سے ہو خوش تقدیر کسکے واسطے

روز اک بستی لوجڑتی ہے اور جڑتا ہے کون
جان دیتے ہین جوان و پیر کسکے واسطے

کس مرقع سے جدا کہنچے گا اسکو سوچ ہی
حسرت افزا ہے مری تصویر کسکے واسطے

آمد آمد کس پری پیکر کی ہے معراج مین
ہو رہی ہے وصل کی تدبیر کسکے واسطے

روشنی دکہلا رہی ہے کہکشان شب معراج مین
ہی مسلط طور پر تنویر کسکے واسطے

جانے والا قیامت مین طلب ہوگا کون سا
حشر برپا ہے یہ بے تقصیر کسکے واسطے

کیا مین دیوانہ ہون وحشت کا جو فقدان کرون
اے پری رو ہی تری تصویر کسکے واسطے

لکھتے ہین دفتر کے دفتر کیون گرا کا تبین
ہو رہی ہے اسقدر تحریر کسکے واسطے

کس پہ پرو کو جتاتی ہے مرا دیوانہ پن
غل مچایا کرتی ہے زنجیر کسکے واسطے

صیدگاہ عشق مین لایا ہی کسکا عشق نہیت
سب یہ چھری ہین نیمچات نخچیر کسکے واسطے

جمع ہے ساری خدائی ذبح ہونے کے لیئے
تیغ کی ہے نیت تکبیر کسکے واسطے

غم مین کس گل کے ہوئی ہی بند بلبل کی زبان
ہو گیا ہی چپ یہ خوش تقریر کسکے واسطے

جستجو مین رہتی ہے کس بادشاہ حسن کے
رات دن گردش مین ہی تقدیر کسکے واسطے

کونسا دیوانہ کھڑکا دیگا اسکو زیر عرش
اے خدا لٹکی ہے زنجیر کسکے واسطے

دیکھ لی تصویر کسکی سوچ کسکا ہو گیا
ہو گئی حسرت گریبان گیر کسکے واسطے

کوچہ محبوب مین صدہا پڑی ہین میتین
خاک اڑانے جاتی ہین رہگیر کسکے واسطے

شرح ہے مد نظر کس مصحف رخسار کی
کرتے ہو قرآن کی تفسیر کسکے واسطے

تھی خبر میری اسیری کی ہوا مجنون اسیر
پہنی کسنے آئی تھی زنجیر کسکے واسطے

قہر کیون ہوتی ہی خالی خاک کیون ہوتا ہو تقصیر
ضبط ہوتی ہے مری جاگیر کسکے واسطے

کون برہم ہو گیا ہے زار نالی سے مری
منحرف ہو آہ سے تاثیر کسکے واسطے

کیون ٹپکتا ہے لہو دم خم سے اسکو میرے بعد
خون روتی ہے تری شمشیر کسکے واسطے

کیون اڑاتی ہے خدائی مین مری تربت کی خاک
کرتی ہے حسرت اسے تشہیر کسکے واسطے

دولت داغ وفا دل سے نہ جو پوری ہی شرف
جمع کی ہے اسنے یہ توقیر کسکے واسطے

کسی کے بھی نہ چلنے مین نہ کھلنے مین قدم ٹھہرے
تری بزم ستم مین شمع کے مانند ہم ٹھہرے

تمہین کچھ سوچ جب سمجھے تو پھر ہم تم بہم ٹھہرے
نہ ہم سے دور تم ٹھہرے نہ تم سے دور ہم ٹھہرے

گئے رک رک کے گل او سنبہ ہوئے زخم اپنے شہیدون کے
زیادہ زخم ہی ٹھہرے چمن مین پھول کم ٹھہرے

ریاض البکا یعنی القدس کی عنبری کی
ترے باغات مین بھی بلبل باغ ارم ٹھہرے

حسینی فوج مین محشر مین جسکا نام لکھوا لیا
قیامت مین بھی جلکے زیر دامان علم ٹھہرے

ہوس ہی سہمات داری کرون اس محسنیون کا
کہ برسون میری محفل مین نہ دور جام جم ٹھہرے

کرونگا زندگی بھر سجدہ شکر یہ کعبے مین
گمان تھا سجدہ گاہ ہونگا تری نقش قدم ٹھہرے

کلیجے سے لگا یا پھینک دی تلوار قاتل نے
ہم اس انداز سے مقتل میں گردن کر کے خم ٹھہرے

ترسے دیدار کا بھوکا تو اوس عالم میں رہتا ہے
نہ جس میں نفس کش ٹھہری نہ آسودہ شکم ٹھہرے

غبار کوے جاناں سودۂ الماس ہو جائے
جسے اکسیر ٹھہراؤں وہ میرے حق میں سم ٹھہرے

مجھے امید راحت تھی اونہوں نے ذبح کر ڈالا
رحیم اونکو میں سمجھا تھا وہ بانی ستم ٹھہرے

بہت جلد اوسنے محشر سے ہماری رستگاری کی
اونہیں کو پہلے بخشا جن گنہگاروں میں ہم ٹھہرے

اثر اسے عمر رفتہ کی ہے ہو بو شان و شوکت میں
خدا کا شکر کچھ دن جو یہ جاہ و حشم ٹھہرے

زبردستی ہمیں دنیا میں بھیجا خاک ہونے کو
کیا تھا کیا کہ جو ایسے گنہگاروں میں ہم ٹھہرے

نہ ٹھہرینگے کہیں جب طے کیے منزل محبت کی
جو ہوتا ہے وہ ہو جاے نہ ٹھہری جاے دم ٹھہرے

یہ چل کے رہ گئی وہ جا کے پہونچے پہلی منزل پر
تڑپے کشتے تری تلوار سے بھی تیز دم ٹھہرے

سلیماں قبر میں اوترے تو پوچھا اونسے حسرت نے
جلوس اب کس طرف جاے کہاں طبل و علم ٹھہرے

برش تیغ دودم کی پل ہے دریاے محبت کا
ستم کی آبداری ہے یہاں کیونکر قدم ٹھہرے

کراہیں کیوں نہ رہ رہ دوست کیونکر وہ [illegible]
دو [illegible] جنکے برسوں کا ہشن جان کے غم ٹھہرے

ابھی جو ای شرف پہلو میں وہ گلفام آ بیٹھے
نہ کوئی داغ پھر ٹھہرے نہ پھر رنج و الم ٹھہرے

تمہارے ہجر میں سے رات کو یا ہر جو ہم ٹھہرے
کبھی تڑپے کبھی سسکے نہ آنسو کوئی دم ٹھہرے

نظر انداز لب نے آنسوؤں کو ہیچ سمجھے
نگاہ یار میں آ کے یہ موتی وہ رقم ٹھہرے

مرے گھر میں وہ آتے ہیں ذکر بدشگونی ہو
نہ اب غمگین یہاں ٹھہرے نہ کوئی [illegible] ٹھہرے

طلب اوسنے کیا جس دم گنہگاران الفت کو
یہ جا کے صف جمائے [illegible] ٹھہرے

اگر تیرے کرم دم بھر نہ لکھے جائیں عالم میں
جہاں سے [illegible] جائیں نہ دنیا میں قلم ٹھہرے

فسانہ حسن رخ کا لکھ کے افسوں ساز کہلا ہو
صفت آنکھوں کی لکھ بیٹھی تو ہم جادو رقم ٹھہرے

ڈرایا ہمکو کیا منزل شوق شہادت نے
لہو کی بو نکلی آ لے جہاں لینے کو دم ٹھہرے

یہ بیضا ہی ہاتھ آ نے تو اوسکو بھی لنا ہی دوں
[illegible] ہوں کہ وہ بھی [illegible] اک دم ٹھہرے

نہ دی ہمکو زمیں قبر میں اوروں کی [illegible]
[illegible] سب ٹھہرے گنہگاروں میں ہم ٹھہرے

یری سی شکل مجھ حسرت زدہ کو تم جو دکھلا دو
نہ رقت ہی نظر آئے نہ آنکھوں کا ورم ٹھہرے

شب تنہائی مین تا صبح سینہ میں کوٹا ہے
کہین ایسا نہو میرے کلیجے مین ورم ٹھہرے

ترے مجروح کو سوز تنفس مار ڈالیگا
لہو زخم جگر کا بند کروا دے کہ دم ٹھہرے

نہ تھا دنیا مین دم لینے سے مطلب خاکساروں کو
فنا فی اللہ ہونے کو یہ مشتاق عدم ٹھہرے

خدا کے فضل سے ہمنے وہ اپنی روبکاری کی
کہ ہنگام قیامت ہم سزاوار کرم ٹھہرے

عدم تک لائی تیری جستجو اوسکے جو دنیا سے
کہین بھی ہم نہین تیرے ہی قدموں کی قسم ٹھہرے

گروطے رفتہ رفتہ ای شرف منزل محبت کی
سما کے سانس سینے مین ذرا جان آئے گر دم ٹھہرے

باغ مین لا کے رہا کر گیا صیاد مجھے
ایسی اس سال مبارک ہوئی فریاد مجھے

اے شہ حسن کیا عشق نے برباد مجھے
تجھسے فریاد کو آیا ہون ملے داد مجھے

خود فراموش حسینون نے کیا ہے ایسا
دل دیا ہے کسے اتنا بھی نہین یاد مجھے

سا لہا سال وہان سے مین نہین اوٹھ سکتا
جب گراتی ہے کہین عشق کی افتاد مجھے

قید ہوتا ہون لحد مین تو چھٹون گا کسدن
کس سے پوچھون کہ بتا دے مری میعاد مجھے

عرس ہوتا ہے مرا بھی جو بہار آتی ہے
باغبان بیٹھے ہین روتے ہین صیاد مجھے

واپسین دم یہ ضعیفی [illegible] کہا کرتا ہے
حق مین بخشا چکا اب کیجیے آزاد مجھے

کہہ رہی [illegible]ک مری تربت پر
اے شرف لعنت صبا کرلی ہر برباد مجھے

رخصت روح ہے سامان عزا حاضر ہے
آئیے بیٹھے ہین سب احباب قضا حاضر ہے

واجب الرحم و سزاوار خطا حاضر ہے
بہر پرسش چاہیے جسکی وہ گدا حاضر ہے

کون اوس گل کی کچہری مین ہمین پوچھیگا
ایک سے ایک وہان کار روا حاضر ہے

اے نکیرین مرا پڑھ لو شہادت نامہ
جس پہ کرتا تھا عمل مین وہ لکھا حاضر ہے

اسقدر تجھسے ہے محجوب گنہگار ترا
عذر خواہی کے لیے روبقفا حاضر ہے

تیری رحمت سے جو کرتی ہے اجابت تقریبا
کو لینے بندہ بیکس کی دعا حاضر ہے

حکم ہے گلشن ایجاد کی بربادی کا
اس مرقع کے مٹانے کو فنا حاضر ہے

رنگ پھیکا ہے حنا کا تو نہ کیجے غصہ
خون دل کی جو کمی ہے تو سوا حاضر ہے

متقی کوئی نہ جنت کی خوشی مین ٹھہرا
تیری خدمت کو گنہگار نرا حاضر ہے

بعد مردن بھی طواف در دولت کو ترے
خاک حاضر ہے جدا روح جدا حاضر ہے

منزلت دیکھ اسیری مین ہماری صیاد
بوے گل لیکے گلستان کی ہوا حاضر ہے

ہمدمون نے جو مرے دفن کو اوسنے پوچھا
رو کے بولے کہ مرے باغ مین جا حاضر ہے

دل مرا سینے کی اوس شوخ نے پرسش کی اگر
حشر برپا ہے گواہی کو حنا حاضر ہے

کوئی سفاک شہادت کا جو موجد ہوگا
سب سے پہلے مین کہونگا کہ گلا حاضر ہے

ہم نہ بھولین گے کبھی کعبۂ مقصود کی راہ
رہنمائی کے لیے قبلہ نما حاضر ہے

ہدہد و مرغ و کبوتر کی حقیقت کیا ہے
اوس شہ حسن کے صدقے کو ہما حاضر ہے

کوئی اوس گل کی جدائی کا تکلف دیکھے
آنکھ مین مہر نہین شرم و حیا حاضر ہے

رو بکاری محبت کو وہان جاتا ہون
حق رسائی کو جہان بیم و رجا حاضر ہے

پیرہن پھاڑکے مجنون نے جو پھینکا پھینکا
کیون برہنہ وہ رہے میری قبا حاضر ہے

آمد آمد ہے گلستان مین کسی گلرو کی
خیمۂ ابر لیے باد صبا حاضر ہے

آشنا سایہ جو نہین ہی تو نہو تربت پر
سائے کے واسطے گھنگھور گھٹا حاضر ہے

درد تنہائی کے درمان سے ہے ضیق مین دم
خیر حاضر تو ہے تاثیر دوا حاضر ہے

عرض کرتا ہے کچھ اوس بادشۂ خوبان سے
کہدو اک بندۂ ناچیز جدا حاضر ہے

بعد مردن کوئی دیکھے مری شان حسرت
قبر پر خاک اوڑانے کو ہوا حاضر ہے

دم جو اوکھڑا شب ہجران مین تو آئی آواز
اب نہ گھبرائیے شرف آپ قضا حاضر ہے

اجل ارم کا مرقع دکھائی جاتی ہے
پڑا ہون غش مین فقط سانس آتی جاتی ہے

دماغ نے بھرسے نرالی ہے شمع کی رنگت
کہ جنکو روتی ہے اونکو جلاتی جاتی ہے

گلون سے بڑھ کے شگفتہ دماغ ہونگا مین
کہ اسمین یار کی خوشبو سماتی جاتی ہے

بچائیو کہیں اسکو قضا جو ملجائے
تری خبر کو مری روح آتی جاتی ہے

غرور رہوگا انہیں شان بے نیازی کا
خودی مزاج میں اونکے سماتی جاتی ہے

ہزاروں دل وہ کھلونوں کی طرح توڑینگے
یہ کمسنی اونہیں شوخی سکھاتی جاتی ہے

چلے ہیں خود وہ بچانے اوبھارنے کے لیے
جو آنکھ مرا نشانہ ہلاتی جاتی ہے

سواری جاتی ہے کس گل کی باغ عالم سے
جو ساتھ ساتھ صبا خاک اوڑاتی جاتی ہے

ہوا ہے یار کو دعوی جو لن ترانی کا +
پری سی شکل یہ باتیں سکھاتی جاتی ہے

خوشی یہ کرتی ہے تیرے چمن میں بسنے کی
جو کھلتی ہے وہ کلی مسکراتی جاتی ہے

جو ساتھ ہیں اونہیں بجلی گری ہوئی ہے شرف
یہ کیوں انہیں مری میت رلاتی جاتی ہے

ندائے لن ترانی سنکے ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے
زباں بے زباں ٹھہرے وہاں بے صدا ٹھہرے

ہمارے پیشوا کا قدسیوں سے بڑھ گیا رتبہ
ولی اللہ کے ٹھہرے نصیری کو خدا ٹھہرے

نہ بھولے گا کبھی ہم کعبۂ مقصود کا رستا
ادھر کی راہ لی اہل جہاں نے قبلہ نما ٹھہرے

جتا دے کو ہمارے کوچۂ محبوب میں رکھ دو
یہیں سے خاک اوٹھی ہے یہیں تن کو جا ٹھہرے

بحل نامہ لکھے دیتا ہوں اپنے خون ناحق کا
کہ جسمیں سرخرو قاتل مرا پیش خدا ٹھہرے

کسی نے مرکے اتنا بھی نہ پوچھا تم پہ کیا گذری
ملا کر خاک میں ہمکو نہ دم بھر آشنا ٹھہرے

کرے منظور جاں بخشی اگر وہ اپنے بیماروں کی
نظام زندگی میں ہو وہی نہ ہستی میں قضا ٹھہرے

وہیں اوگلی خزانے صرف کرنے کی تمنا میں
ذلیلوں نے قدم چومے جہاں تیرے گدا ٹھہرے

رہا کرتا ہوں میں اس سبحہ میں تصویر حسرت کی
خدا جانے کہ کیا صورت مری بعد فنا ٹھہرے

ہمارا استخواں افتادہ حق ہے حسرت کا
اوڑیں ہوش ہوسکے عبرت جو پاس اسکے ہما ٹھہرے

تلاطم ہے جہاں میں کوئی مظلوم آہ کرتا ہے
الٰہی رحم کر اپنا یہ طوفانی ہوا ٹھہرے

بدن ٹھنڈا ہوا جاتا ہے سنکے دل کو ہوتی ہے
اوٹھے جاتے ہو تم پہلو سے درد سینے میں کیا ٹھہرے

چمن سے تم جو پھر جاؤ تو عالم ہو کا ہو جائے
گلوں میں بو نہ پھر دم لے نہ گلشن میں صبا ٹھہرے

نکلوایا جو اوس گلرو نے دفتر حق رسائی کا
ریاض خلد کے قابل شہیدان ادا ٹھہرے

یہ عالم جسنے دیکھا شوخی رفتار کا اوسکی
لحد میں اسطرح تنہا ہوا ہے پا کر [illegible]
کھلے پھر گئے رہ جانے والون کی [illegible]
بچھائیگا [illegible] ماتم کی صف گور غریبان پہ
ہوئی ہے دشمنی تسکین سے درد جدائی کو
حقیقت میں ہے دل کی بیکلی [illegible]

جہان آیا کوئی جو پاتا اوسکے نقش پا ٹھہرے
کہ حلون سے نفاست مین کفن میرا ٹھہرے
یہان چرچا ہی الفت کا یہان میری بلا ٹھہرے
گھٹا رونے کو آئے سر پٹکنے کو صبا ٹھہرے
نہ بہلا جی مرے دل مین کیونکر امید شفا ٹھہرے
گدائی کے لئے سر مہ شہادت کو خدا ٹھہرے

برابر [illegible] ان شبہا تن مین رہے دونون
[illegible] ثابت قدم تجھ سے وفا بت آشنا ٹھہرے

کہاں آیا ہے دل جا کے مرا تیر کہاں سے
ہے جلوہ نما آئین جو اک نور کی [illegible]
دیا [illegible] کہ ہر شوق اسیری
کس کو [illegible] وہ اوڑاتی ہیں [illegible]
[illegible] کے مرے زخم [illegible]
[illegible] کہ بسمل ہوں [illegible] بار
اس [illegible] صورت یہ جو لہراتی ہوا ہی شمع
[illegible] عالم غربت مین پڑا ہون
[illegible] کسکا جو ستاتا ہے قضا نے
خوش ہین ید بیضا کی تجلی سے جو موسی
رہتا تھا [illegible] عالم ارواح مین مشتاق
[illegible] اک بادشہ حسن [illegible]
[illegible] باتون پہ جو نازان [illegible]
کس [illegible] جلوہ ہی جو غش کر گئے [illegible]
کیا تیری [illegible] سے کوئی آ کے نشانہ

کیا جانئے یہ ہلو آیا ہے نخچیر کہاں سے
دل کھینچ کے لایا ہے یہ تصویر کہاں سے
دیکھون میں کشش کرتی ہے زنجیر کہاں سے
کرتے ہین کلیجے ہدف تیر کہاں سے
ادہر ترے ہے کہاں گذری ہے شمشیر کہاں سے
لاؤن وہ چھری اور وہ تکبیر کہاں سے
آتا ہے ترے واسطے کلگیر کہاں سے
دیکھون مجھے اوٹھوالی ہے تقدیر کہاں سے
آئی ہے یہ دینے مجھے تعذیر کہاں سے
ہاتھ آ گئی یہ چاند سی تصویر کہاں سے
کرتا تھا ترے ملنے کی تدبیر کہاں سے
یوسف کوئی لاؤن ہے تعبیر کہاں سے
سیکھی ہے انہوں نے تری تقریر کہاں سے
اس طور پہ چھٹتی ہے یہ تنویر کہاں سے
اوڑتے ہوئے لائیگا کوئی تیر کہاں سے

ہوں عالم ارواح سے میں آپکا مجروح
سچ کہے لڑی ہے مری تقدیر کہاں سے

وہ ضیق میں مردوں کا جو کرتے ہیں نکیرین
سیکھ آئے ہیں اس قہر کی تقریر کہاں سے

کیونکر وہ پری اوتری سیر کے شیشۂ دل مین
کرلاؤں میں اوسے جا کے ہیں تسخیر کہاں سے

کیا مجھکو ہوا ہی جو سلگتا ہوں شب و روز
رگ رگ میں مری آگئی تبخیر کہاں سے

کیا اسمین لکھا ہے کہ جو تعویذ کیا ہے
آج ای شرف آئی ہے یہ تحریر کہاں سے

ہم ہوا سے شوق میں جو داغ پنہاں لے چلے
کیوں اس آندھی میں چراغ زیر داماں لے چلے

کس پہ رحم آیا یہ کس تربت پہ ساماں لے چلے
گل ہزاروں بھر کے دامن میں جو قرآں لے چلے

غنچۂ دل دیکے ہم داغ فراواں لے چلے
اک شگوفہ چھوڑ کر تمسے گلستاں لے چلے

سوفت بھرتا کو تمسے دیوانے کی زخموں میں اگر
کسکی خاطر تم کر اپنا گریباں لے چلے

دل جو بہلانے کی خواہش اوسکی دیوانے کی
قافلے پریوں کے صحرا میں سلیماں لے چلے

آرزو ہے ہمرہ پیکاں روانہ دل بھی ہو
صاحب خانہ کو بھی ساتھ اپنے مہماں لے چلے

اونکی محفل کی سر شام ایسی دل کو لو لگی
شمع روشن کرنے کو ہم داغ سوزاں لے چلے

رحمت معبود آئی ساتھ چلنے کے لیے
دار دنیا سے جو نیک اعمال انساں لے چلے

کسطرح کی حسرتوں میں کوچ دنیا سے کیا
کیسے کیسے داغ کیسے کیسے ارماں لے چلے

پاک دامانی کی حسرت میں کفن میں رکھ کے ہم
خاک پاک تربت گور غریباں لے چلے

مرتے دم دنیا کی مالیت کی کیا پروا رہی
لوٹ کر ہم دولت اسلام و ایماں لے چلے

مغفرت مد نظر ہے کس شہید ناز کی +
کسکے پہلو میں یہ تم پڑھنے کو قرآں لے چلے

دل رایت وحشت کی صحرا میں جو تیاری ہوئی
ہم پھریری کے لیے اپنا گریباں لے چلے

کسکے عاشق کو وہ غش میں بیقرار ایسی ہو کر
دونوں ہاتھوں میں ہوا دینے کو داماں لے چلے

حسن آرائی کی محفل بھی جو دیوانوں نے کی
لے چلے گلزار سے جیب گل کو عریاں لے چلے

گر کے قدموں پر جو میں دامن سے لپٹا قبر میں
مجھکو گلزار ارم میں شاہ مرداں لے چلے

کوئی تمسے قیدی کے نالوں نے کیا دل پر اثر
نصف شب کو تم کسی کہلوا کے زنداں لے چلے

جب پھری گلگشت سے ہمرہ ہوئی بوئے بہار
بلبلوں مین غل ہوا روح گلستان لے چلے

صفت سنبل تھی حسن کے بازار مین خوشبوئے زلف
کال جس سودے کا تھا ہم اوسکو ارزان لے چلے

حضرت یوسف نے دلوائی اسیری سے نجات
قید سے چھڑوا کے میری مرثیہ دان لے چلے

اگر دم جو پھر رہے ہوا اس بجائی مین ہی کون
ای شرف آج اپنے گھر مین کسکو مہمان لے چلے

اب نشیمن ہی نہ مجھکو آشیان درکار ہے
تنکے چننے کو چمن ای باغبان درکار ہے

سجدہ کرنے کو مجھے وہ آستان درکار ہے
جسکی خاطر زمینہ نہ آسمان درکار ہے

کوئی حسرت ہی نہ اب روح روان درکار ہے
مر مٹا ہون تجھ پہ تو ای جانجان درکار ہے

ڈھونڈھتا ہون قدردان گلہای داغ عشق کا
باغ اوجڑتا ہے میرا اک باغبان درکار ہے

قبر کو مسمار کردے گی برس کی بیکسی
وادی حسرت کو میرا استخوان درکار ہے

کیا ہے کیون مین اسقدر حسرت زدہ ہون کسکو
مجھکو کسکی آرزو ہے کیا یہان درکار ہے

بستنی کمخواب کی زرین قفس مین کیا کرون
مجھکو اے صیاد اپنا آشیان درکار ہے

قتل کی حسرت مین ہم بھی بس کرینگے پیرہن
تیرے کشتے کا لباس خونفشان درکار ہے

بزم ماتم سے جہان مین کوئی جا خالی نہین
جسطرف جاؤ وہان اک نوحہ خوان درکار ہے

لیکے مین فردوس مین قصر زبرجد کیا کرون
جسمین تم رہتے ہو مجھکو وہ مکان درکار ہے

خوان نعمات محبت کی جو اتنی ہے ہوس
چاشنی کس شے کی تجھکو اے زبان درکار ہے

رفتگان او ترسے ہین جاکے تیری حسرت مین جہان
مجھکو وہ مہمان سرائے کاروان درکار ہے

یاس سمجھاتی ہے کل دو گز زمین قبر لیے
حرص کہتی ہے مجھے سارا جہان درکار ہے

ہر طرف سنتا ہون مین دل کی خریداری کی دھوم
لینے والا کون ٹھہرا ہے کہان درکار ہے

تو نے تاکا ہے مجھے چلا چڑھانے کے لیئے
مجھکو اے ناوک فگن تیری کمان درکار ہے

بھیجدی لکھ لکے مجھکو بلبل سدرہ کی ہاتھ
دل کے بہلانے کو تیری داستان درکار ہے

جب مین کہتا ہون بیان کر مژدۂ فصل بہار
باغبان کہتا ہے بلبل کی زبان درکار ہے

کلمہ پڑھوانے کو ہے مجھسے وہ اپنے عشق کا
بعد پھر اوسکو میرا امتحان درکار ہے

کیا کریمی ہے کہ سمجھ مین اوسکی رحمت کہتی ہے — ہمسے لے جو کچھ سمجھے ای مہربان درکار ہے
ہو رہا ہے کیون دو عالم کا یہ مجمع حشر تک — کون سے یوسف کو اپنا کاروان درکار ہے

دیکھنے کو اوس مہ سیما کی سواری کا جلوس
ای شرف مجھکو چہارم آسمان درکار ہے

دل جو لٹکا ہوا اوس زلف گرہگیر مین ہی — یہ گرفتار بلا کون سی تقصیر مین ہے
وہ ہجوم اسکی ہمین حسن جہانگیر مین ہے — کہ لئے پھول کا روغن تری تصویر مین ہے
جان لینے کو وہ ہین اوسے کرنے کو ہوا پیدا — اوسکی مین فکر مین ہون وہ تری تدبیر مین ہے
کونسا صید وفادار وہ تھا اے صیاد — جسکی یہ طاقت پرواز ترے تیر مین ہے
اور معشوق جو مجھسے نہین ملتے نہ ملین — جسکو مین چاہتا ہون وہ مری تقدیر مین ہے
خود بخود آئیگا وہ ہوگی ملاقات اوس سے — شدنی ہے مگر اے دل ابھی تاخیر مین ہے
نقشہ تیرا سا دو عالم کی مرقع مین کہان — کارپردازی قدرت تری تصویر مین ہے
ہاتھ کیون روک لیا رکھکے چھری گردن پہ — وجہ کیا ہے جو تامل تمھین تکبیر مین ہے
حشر کے دن بھی رفاقت مین ہی قاتل کی — بو مری خون کی ابتک تری شمشیر مین ہے
کوئی رویا ہے تعشق کا صلہ کیا دیگا — دخل یوسف ہی کو اس خواب کی تعبیر مین ہے
کون مجھسا ہے اسیرون مین اسیر ای صیاد — رگ و پے تک مری وابستہ تری تیر مین ہے
اسکی جھنکار سے تھرائینگے شیر اے مجنون — مری زنجیر کا لوہا تری زنجیر مین ہے
چاشنی عشق و محبت کی سمجھ کر چکھیو — ہے تو اکسیر مگر زہر یہ تاثیر مین ہے

ہمدمی حبس دمی کرتی ہی دم گھٹنے مین
اے شرف جب سے گلا طوق گلوگیر مین ہے

کم سن ہین طبیعت مین ہی بیداد ابھی سے — کرتے ہین قیامت کو وہ ایجاد ابھی سے
لائی تھی جہان مین ابد آباد کی حسرت — افسوس مٹی جاتی ہے بنیاد ابھی سے
مرنا ہے کسی دن نظر زیست سے گر کے — اک چوٹ لگاتی ہی وہ افتاد ابھی سے
شنوائی تو رکھی ہے قیامت پہ خدا نے — کیون داد طلب ہے مری فریاد ابھی سے

گر پاؤں تو پھر طوق گلو گیر اوتارے
منت نہ بڑھائے مری حداد ابھی سے

کیا کھینچے گا نقشہ ترے آئینہ رخ کا
ہو دسکتے کے عالم میں ہی بہزاد ابھی سے

محشر میں تو ہستی کا نشان بھی نہ رہیگا
کرتے ہیں جہان کو جو وہ برباد ابھی سے

طفلی میں بھی روتے تھے تو سمجھاتی تھی دایہ
وہ کون ہے کرتے ہو جسے یاد ابھی سے

دم بھر میں غش آئیگا لہو دیکھ کے میرا
سنتا ہے کہ عالم میں ہے فصاد ابھی سے

آغاز محبت میں یہ ارمان ہیں کہ جیون میں
منظور جو ہو کیجیے ارشاد ابھی سے

خونریزی ادا کا ستم ہے نہ شبخون کے دن ہیں
کیا جانے وہ کیونکر ہوئے جلاد ابھی سے

جب ہونگا گرفتار تو کیا حال کریگا +
ستاتا ہے تو مجھکو جو صیاد ابھی سے

زندان ہی میں رہتا ہی فقط گذرے ہیں دو دن
دشوار ہوئی ہے مجھے میعاد ابھی سے

جسکا میں گنہگار ہوا آ لینے دی اوسکو
گردن نہ جدا کر مری جلاد ابھی سے

سن لیں تو نکیرین کلیجے سے لگا لیں
کرتا ہوں میں ہر دم وہ سبق یاد ابھی سے

وعدہ بھی برابر تو ہوا ہی نہیں اسکا
کیوں روح ہوئی جاتی ہی آزاد ابھی سے

آتی ہے خزان باغ اوجڑتے نہیں دیکھوں
چل مجھ پہ چھری پھیر دے صیاد ابھی سے

جب تیر و کمان لائیگا جب تاکیو مجھکو
للہ نہ سہما مجھے صیاد ابھی سے

امید تو تھی پر کے نکلنے کی شرف کو
دل توڑ کے غم کرتے ہو آزاد ابھی سے

مجھ پہ بے اذن ترے حکم قضا کیا کرتی
ملک الموت مری جان ہوا کیا کرتے

درد الفت میں تمنائے شفا کیا کرتے
ایسے آزار مبارک کی دوا کیا کرتے

رکھ کے دو پھول بجز آہ و بکا کیا کرتے
اور تربت پہ عزیز و رفقا کیا کرتے

بے نیازی کے شہنشاہ کو کب پروا کیا ہی
لیکے وہ ہمسے غریبوں کی دعا کیا کرتے

فلک کی دامن رحمت سے لپٹ جانے کی
اور تدبیر نجات اسکے سوا کیا کرتے

کیوں ہم اس زخم محبت کا چھڑاتے پھاہا
ایسے پیارے کو کلیجے سے جدا کیا کرتے

پاسداری تھی رحیمی و خطا پوشی کی
وہ گنہگاروں کی تجویز سزا کیا کرتے

دیکھتے وہ مری حسرت جو ہم آغوشی کی
دوڑ کر مجھسے لپٹ جاتے حیا کیا کرتے

رنج کرتے ہین جو مٹنے کا تو دل کہتا ہی
تمکو پیدا ہی نہ کرتا جو خدا کیا کرتے

جبتلک اک درد رہا سیکڑون تھین تدبیرین
ہوگیا خون کلیجا تو دوا کیا کرتے

جسم تھا خاک کیا خاک مین اوسکو معدوم
روح تو روح تھی اونہین کی وہ فنا کیا کرتے

تھم گئے جو مرا خون خدا کے آگے
بول اوٹھتی جو زبان ہوکے خفا کیا کرتے

مرتبہ تیری حضوری سے نہ بڑھکر ہوتا
شان شاہی و کرامات گدا کیا کرتے

اپنے قاتل کو بتایا نہ کسیکو ہمنے
چاہتے تجھ اوسے انگشت نما کیا کرتے

موت نے قید تعلق سے چھڑایا مجھکو
جان چھوڑی نہ جنھون نے وہ رہا کیا کرتے

کھل گئے شربت دیدار کی جب حسرت مین
ہوگئی یاس تو صحت سے دوا کیا کرتے

لاکے اے یار حضوری مین تری پہونچایا
یاوری اور مرے بخت رسا کیا کرتے

کوئی محبوب سی حسرت نہ اوٹھانے دیتی
ہڈیون پر مری منڈلا کے ہما کیا کرتے

زندہ رہتے جو شرف سالگرہ مین اونکی
بزم آرائی کا سامان وہ کیا کیا کرتے

در پردہ ہوگئی خلوت معراج کی خبر ہی
سرکار کبریا مین مہمانئے بشر ہے

کیا حسن کا سمان ہے کس نور کی سحر ہی
گلشن مین تڑپے تڑپے یہ کون جلوہ گر ہی

دل ڈھونڈھتا ہی جسکو دل ہی مین اوسکا گھر ہی
پہلو نشین ہی لیکن پوشیدہ جلوہ گر ہے

گلزار ہو رہا ہے کسکے لیے زمانہ
وہ کون ہے پری رو جسکا یہان گذر ہے

دم توڑتا ہی مجنون لٹتا ہے باغ وحشت
محمل اوجڑ گئی ہے لیلی برہنہ سر ہے

سنتے ہین بلبلون پہ ناحق چھری پھریگی
یارب یہ جھوٹ کرنا اوڑتی ہوئی خبر ہے

مجنون کی دوستی مین دیوانہ ہوگیا ہون
کہتی ہے ہنس کے لیلی صحبت کا یہ اثر ہی

کیا ذوق حق پرستی پہونچا ہے انتہا کو
بیٹھا اسے پہ ہین آنکھین آئینہ پر نظر ہے

طوفان لہو کا آیا قاتل نے قہر ڈھایا
خون اوسکے بسملون کا ہر سو کمر کمر ہے

صیاد رو رہے ہین سر پیٹتے ہین گلچین
کہرام ہے چمن مین بلبل جو نوحہ گر ہے

دل ہی بھرا ہوا ہے سمجھاؤ اب نہ یارو
رونے دو مجھکو پانی پانی مرا جگر ہے

سنسان ہوگا ہوگا منزل مین ہو کا عالم
بھاگے گی روح جس سے درپیش وہ سفر ہے

کس شب کا غم ہے اسکو پھاڑا ہے جو گریبان
کیا ہے دریدہ دامن کسواسطے سحر ہے

مشتاق ہو کے تیرا جھپکائین کیا پلک ہم
پیش نگاہ تو ہے تیری طرف نظر ہے

رقت گنہ نہین ہے ماخوذ مین نہ ہونگا
دامن تو تر نہین ہے ہونے دو چشم تر ہے

توڑو نہ میرے دل کو گلزار عاشقی مین
پھولان نونہال حسرت مجھ مین ابھی ثمر ہے

کس حال مین کیا ہے دنیا سے کوچ ہمنے
ہمراہ بیکسی ہے تنہائی کا سفر ہے

کیا اڑ سکینگے اوڑکر کنج قفس کے قیدی
کوئی شکستہ بازو کوئی شکستہ پر ہے

آئے ہین جسکی خاطر انبوہ حشر مین ہم
اسے قدسیو بتاؤ وہ جلوہ گر کدھر ہے

سائے مین دفن اسکے تمنے کیا ہے مجھکو
اس بیکسی مین بڑھکر طوبیٰ سے یہ شجر ہے

کسواسطے لحد مین بیٹیا تم کیون کراہتے ہو
کیا حال اے شرف ہے کیا صدمہ روح پر ہے

حسرت ہے گرم خلوت جانانہ کیجیے
معشوق بے نیاز ہے یارانہ کیجیے

ہر بینا تو ذکر حنا کا نہ کیجیے
دل کو بڑھا کے خون کلیجا نہ کیجیے

لینی ہے میری جان تو افسانہ کیجیے
یہ باتین دلمین رکھتے ہین چرچا نہ کیجیے

جب یار کے بناو کا افسانہ کیجیے
لاکھون دلون کو پہلے سیہ دانہ کیجیے

دنیا وہین کی جان جہان جاگی ہو رہی
رخ آپ جو کبھی سوے ویرانہ کیجیے

کہتا ہے دل جو لاش کوئی دیکھتا ہون مین
عبرت کا ہے مقام تماشا نہ کیجیے

دل سے ہمارے لیجیے الفت کی خدمتین
بلبل سحر کو شام کو پروانہ کیجیے

اسکی رکھائی مین وہ مزا ہے جو بس چلے
تیری چھری مین سیکڑون دندانہ کیجیے

کہتی ہے بزم یار مین دل کی ہما ہمی
مسند لے جلوس جو دیرانہ کیجیے

جو کھٹ پر اپنے اوسنے پٹکنے دیا ہے سر
کعبے مین جا کے سجدہ شکرانہ کیجیے

کیونکر جگر سے ہجر مین دلکو جدا کیجیے
کسطرح اس یگانے کو بیگانہ کیجیے

محفل کو لا کے وجد میں دل کو چھپائیے
جی چاہتا ہے نعرۂ مستانہ کیجئے

شاید کرے وہ ہم سے مرادوں کی بازپرس
اے دل بیان کیجئے کیا کیا نہ کیجئے

محتاج جان کے جو نہیں رحم آ ہی جائیگا
چلیے سوال دید فقیرانہ کیجئے

رکھیے نہ میرا سوگ پریشاں نہ ہوجیے
سر پہ لگا کے گیسوؤں میں شانہ نہ کیجئے

آئینہ ہم ہیں آپ سے صاف آپ ہم سے ہیں
ان سے حجابیوں میں تو پردا نہ کیجئے

وہ دن میں آپ کو بھی نہ پہچانیں گر شرف
بس بس اب اسقدر بھی نہ دیوانہ کیجئے

چین سے پہلو تہی ہے کیا کروں دل کے لیے
دم نکلتا ہے مرا مرتا ہوں قاتل کے لیے
خاک اڑاتا ہوں نکل کر اسکی محفل کے لیے
آئے وہ کیوں ہو کسکو نکلنے بہر آئے ہیں
جاں نثاراں رحمت خدا کی خوب ہی لوٹا لوٹا
حسن کو غارت مراد نوجوانی نے کیا
دیکھیے کس دھوم سے اٹھتا ہے اب یہ قفس
محفل خوباں میں حسرت نے کیا جو اہتمام
خوں روتی ہے چھری کو مرے لہو کا فرش
نزع کے عالم میں بھی اپنا ہی بھروسا ہے دم
کھولتا دیوانہ گھر کا ٹیکا یہ زنجیر عرش
کیا ہوا پلٹی صبا جو خانۂ صیاد میں مر گئے
عشقبازوں سے کیا جب عشقبازی نے سلوک
جو چھری دشمن دراتی شکر کا سجدہ کیا
قبر مجنوں سے صدا آتی ہے لیلا سے کہو
ہم توں سے ہوں پریشاں اے خداوند کریم

اسقدر خود رفتہ ہے یہ کس کی محفل کے لیے
اور سینے حق مٹا جاتا ہے باطل کے لیے
وہ مسافر ہوں کہ ہوں برباد منزل کے لیے
دل پکڑ لیتے ہو کس بیہوش غافل کے لیے
نیت اللہ اکبر کہہ کے بسمل کے لیے
چودھویں شب نے کیا کیا ماہ کامل کے لیے
حکم لیلی نے دیا ہے اپنی محمل کے لیے
یار کے پہلو میں کی تجویز جا دل کے لیے
کیا یہ صفت تجھی ہے ظالم تیرے گھائل کے لیے
واہ وا یہ ہوشیاری تجھ سے غافل کے لیے
کسکو تجویزا ہے تو نے اس سلاسل کے لیے
نکہت گل لیکے آتی ہے عنادل کے لیے
رقت آنکھوں کے لیے دی آرزو دل کے لیے
مرتے مرتے کی دعا ہے خیر قاتل کے لیے
استخوان حاضر ہیں تیاری محمل کے لیے
مطمئن کر اتنا اطمینان دو دل کے لیے

روح کی تحلیل جب نام خدا تمنے لیا
منھ سے بسم اللہ ہی نکلی تو بسمل کے لئے

یا خدا کاٹین گے تمبر اپنی اپنی گردنین
اس ادا سے قبلہ رو بیٹھے ہو بسمل کے لئے

کیا ارادہ ہی ملا دینے کا مٹی مین اسے
خاک کا قالب جو بنتا ہی مرے دل کے لئے

بیقراری مین بہی کیا کیا ہمری کا پاس تھا
دل جگر کے واسطے تڑپا جگر دل کے لئے

غنچہ و گل ہی چمن مین سہم کے کہملا گئے
جب قفس آیا گلستان مین عنادل کے لئے

کیون کہین جائے کسی شے کی وہ کیون خواہش کرے
دولت حسرت ہی کیا کم تیرے سائل کے لئے

گور مین دم بہر بہی چین ای روح ملنے کا نہین
ڈھونڈھلا مشکل کشا کو جا کے مشکل کے لئے

بیٹھنے کو ہین وہ مسند پر لگا کے آئینہ
پاسداری کی ہے فکر اپنے مقابل کے لئے

میری میت کے لیے دیتے ہو حکم قبر تنگ
جا بجان کم وسعتی کرتے ہو منزل کے لئے

ای مشرف دم بہر مین پہونچو گی خدا کے فضل سے
کسلیے گھبرا رہے ہو پہلی منزل کے لئے

جنون کرتا جو آمیزش مری تقدیر سے پہلے
وہ گل پھولوں کی بدھی ہمیشا زنجیر سے پہلے

رسائی کی ہے بیٹھے صیاد گہین تیر سے پہلے
مجھے تو ای پری رو تاکیو تخمیر سے پہلے

چھری تمنے جو پھیری اسکو تھا آرزو تیغ نہین
ہلاکت کی تمنائین تھین اس تقدیر سے پہلے

کیا صیاد نے بسمل عجب ایذائین دے دیکر
کھڑی بھر تک گلا گھونٹا مرا تکبیر سے پہلے

نہ حورین تھین نہ پریان تھین تھا آئینہ تو تجھسا
کوئی صورت نہ مورت تھی تری تصویر سے پہلے

جگر حاضر ہی ڈھونڈھو شوق سے پیکان کو اپنے
چھری ہاتھ سے چاک پہر کرنا کرید تیر سے پہلے

خدا پوچھیگا تجھسے پیشتر اے متقی مجھکو
مری تقدیر جھکیگی تری تقدیر سے پہلے

حقیقت مین نہ جز جاتا کہین جادہ بیابان کا
نہ تھین دنیا مین یہ باتین تری تقریر سے پہلے

مبارکباد دیگا قیس مین جسوقت پہونچونگا
صدا آئیگی بسم اللہ کی زنجیر سے پہلے

مری قسمت سی شاید تیر الجھ یہ نہ جائے
لپٹ جانے دے او ظالم تجھے شمشیر سے پہلے

ہم آغوشی حسرت ہی نکل جائیگی پھر اے دل
دبا لے یار کا پہلو کسی تدبیر سے پہلے

لکھا تونے جو مجھکو حکمنامہ اپنی طاعت کا
ترا کلمہ پڑھا ہینگے تری تحریر سے پہلے

مرقع کشتۂ خون کا پھر خدا کے پاس بھجوایا
لہو اپنا چھڑا اوڑا لا تری تصویر سے پہلے

ہوا شوق شکار اونکو تو کہیلے کہیل قدرت کے
ہزاروں دل اوڑانے کو بنائے تیر سے پہلے

صفات مصحف رخ کرکے شرح عشقبازی کی
کلام اللہ پڑھنا چاہیے تفسیر سے پہلے

کسی صورت سے پرگشتہ اسی ہوکے شد دیتا ہین
خدا پیدا اگر کرتا مجھے تقدیر سے پہلے

اوسے مجھسے سوا کیا آرزو ہئین چمن اسیری کی
بنا کیوں طوق قمری کا مری زنجیر سے پہلے

کریمی و رحیمی نے نوازا مین وہ مجرم ہون
معافی باغ جنت کی ہوئی تقصیر سے پہلے

کباب اے یار کرتے ہو جو مجھ نخچیر زندہ کو
چھڑکیو پھر نمک کو جو کلیجا تیر سے پہلے

حقیقت حسرت دیدار کی لکھنے جو بیٹھا مین
لگا دی آنکھ خط شوق مین تحریر سے پہلے

مٹا برگ خزانی سے چمن مین بیشتر غنچہ
ستم ہی نوجوان کو مرتے دیکھا پیر سے پہلے

مرا صیاد کرتا ہی جو نیت ذبح کرنے کی
پرون کو جھٹکتا ہے نوچ کے تکبیر سے پہلے

چھٹیگا دودھ آئیگا زبان پر اسکے ای شیرین
بہیگا کوہکن کا خون جوے شیر سے پہلے

کراہوں بھی نہ میں اے جذب شوق اور اسکو غم پہنچے
اثر تو ہی دکہا دے آہ کی تاثیر سے پہلے

قضا کی مینے زندان مین اوڑی پھر خاک صحرا مین
لٹی جاگیر میری قیس کی جاگیر سے پہلے

جنون رخصت ہوا مرتا ہون سیدھے پانون ہوجائیں
اوتروا دو جو میری بیڑیاں زنجیر سے پہلے

اوسی کے حسن کی یہ طور پر ای چھوٹ ای موسی
یہاں آیا گیا ہوگا جو اس تنویر سے پہلے

چھری گردن پہ رکھ کے بیٹھنے مین کیون تامل ہی
تری نیت مین تو جلدی تھی اس تاخیر سے پہلے

فسانہ اسطرح کہتا ہون اوس یوسف کی آمد کا
بیان کرتے ہین جیسے خواب کو تعبیر سے پہلے

ہمم عشق مین دلمین شرف رہ رہ کے آتا ہے
شہادت گاہ مین جل بیٹھے شمشیر سے پہلے

مٹے اوس پر تو اوسکو بھی مروت آہی جاتی ہے
ہمم عشق مین آڑی محبت آہی جاتی ہے

کسی دن یار کے بھوکے یہ جسدم یار ہنستا ہے
برابر زہر کھا لیتا ہی غیرت آہی جاتی ہے

مسافر فاتحہ پڑھجاتے ہین گور غریبان پر
کہین سے چادر گل پھر تربت آہی جاتی ہے

زمانے مین ہم جب عاشق و معشوق ہوتے ہین
اسی اوسکی اوسے اسکی مروت آہی جاتی ہے

جب آنکھیں ڈبڈباتی ہین تو پھر آنسو نہیں تھمتے
جو دلمین درد ہوتا ہی تو رقت آہی جاتی ہے

صبا لاکے جب تقسیم کرتی ہے خدائی مین
مرے حصے مین بھی اوس گل کی نکہت آہی جاتی ہے

ہزار آئینوں سی بڑھکر سمجھتا ہون تصور کو
کہ اسمین دیکھنے مین اوسکی صورت آہی جاتی ہے

لحد ہی بند ہر سو سے پر اوسکی کیا کمی ہے
کہ اسمین بھی ہوائے باغ جنت آہی جاتی ہے

کلیجا خون ہو جاتا ہی ناحق کی سیاست سے
دکھاتا ہی کوئی دل کو تو رقت آہی جاتی ہے

نہ منھ سے مین نکالونگا کہ تمکو پیار کرتا ہون
مگر کہنے مین بات اسی بیمروت آہی جاتی ہے

نہیں ہو سکتی یارو نزع کے عالم مین ہشیاری
مقام بیخودی ہی اسمین غفلت آہی جاتی ہے

ہزار ایسے ہمہ ہون مین خود فراموشی کا مارا ہون
مگر یاد اوس پری پیکر کی صورت آہی جاتی ہے

خداوند دو عالم بھیجتا ہے توکل مین
مرے بھی واسطے نعمت سی نعمت آہی جاتی ہے

مسیحا کی تو آمد مردنی کو پھیر دیتی ہے
شفا ہونے کو ہوتی ہے تو راحت آہی جاتی ہے

عجب اک نور کی تصویر روے صاف ہی اوسکا
جو اس آئینے کو دیکھے تو حیرت آہی جاتی ہے

جسے اے جانجان تم پھر دم عیسے بتاتی ہو
اوسے مردہ جلانے کی کرامت آہی جاتی ہے

کیا ہے جسنے اجلاس اوس شہ خوبان کی پہلو مین
بغل مین اوسکی بوے بادشاہت آہی جاتی ہے

گل شاداب اکثر بلبلون کا خون کرتے ہین
جو ان کو جوانی مین حرارت آہی جاتی ہے

کوئی ہمدرد ہو جسے تو نہیں پھر ضبط ہو سکتا
بیان کرنے مین بیتابی و حسرت آہی جاتی ہے

بیان کرتا ہی جو افسانہ اپنی تن نزاری کا
زبان پر اوسکی میری بھی حکایت آہی جاتی ہے

لٹاتے تم جو پہلو مین تو شادی مرگ ہوتا مین
کہ اکثر نیند وقت استراحت آہی جاتی ہے

غضبناک اوسکو کرتا ہی گنہگارون پہ قہر اوسکا
پر اوسکی جوش پر اسپر بھی رحمت آہی جاتی ہے

بسایا ہے جہان کو اسی شرف جس گل کی خوشبو نے
مرے بھی پیرہن مین اوسکی نکہت آہی جاتی ہے

مرے صیاد نے رکھکر مرا سر پاؤن کے نیچے
کیا بسمل دباکر بازو و پر پاؤن کے نیچے

قیامت ہی جو سر رہتے تھے معشوقون کے زانو پر
وہ گورستان مین آجاتی ہین اکثر پاؤن کے نیچے

نہ کر پامال اسکو واسطہ اس خوش خرامی کا
مرا دل آگیا ہے اے ستمگر پاؤن کے نیچے

ہم ایسے بامروت ہین نہ اوسکو بھی سر کو دین
کوئی دشمن بھی رکھوا دے جو نشتر پاؤن کے نیچے

لرز جاتا ہون تھراتا ہون گورستان مین جاتا ہون
کسی تربت کا آتا ہے جو پتھر پاؤن کے نیچے

قصاص حسرت دیدار کس سے یار لیتا ہے
ملے جاتے ہین کسکے دیدۂ تر پاؤن کے نیچے

وہ ظالم مل چکا جسدم مری آنکھین نکلوا کر
کچل ڈالا دل بیتاب و مضطر پاؤن کے نیچے

مرے صیاد کے قدمون سے پر لپٹے ہین بلبل کے
دبایا تھا خدا معلوم کیونکر پاؤن کے نیچے

زمین نجد مجھ سودائی سے ہموار ایسی تھی
چبھا کانٹا نہ آیا کوئی کنکر پاؤن کے نیچے

معاذ اللہ جسدم وہ پری رو حشر ڈھائیگا
زمین اوسوقت ٹھیریگی نہ دم بھر پاؤن کے نیچے

چھری گردن پہ پھروائی ہوس مین سرخروئی کے
دکھائی ہمنے مظلومی کے جوہر پاؤن کے نیچے

دم تکبیر ایسا کون نخچیر تڑپا تھا
یہ کسکے رہ گئے ہین لوٹ کر پر پاؤن کے نیچے

چڑھائی ہم کفر پر کی پیرے مرشد نے جو کعبے مین
خدا سر پر رہا دوش پیمبر پاؤن کے نیچے

نہین یہ بھی خبر کیونکر وہ پیارا ذبح کرتا تھا
خوشی کے مارے تھا مین خود سراپا پاؤن کے نیچے

اڑائیگا لہو بسمل سے جھنجھلا کے وہ کہتے ہین
تڑپنے بھی نہ دونگا اب تجھے مر پاؤن کے نیچے

نکھر کر ایسے لٹکے ہوئے وہ چال سے چلتے ہین
کہ آجاتے ہین گیسوے معنبر پاؤن کے نیچے

ہمارے دل پہ اوس ظالم نے یون قدم رکھا
کہ جیسے ذبح کرتے ہین کبوتر پاؤن کے نیچے

ارادہ کوسے قاتل مین کرے کیا کوئی جانے کا
ادھر جائے تو رکھوا دے وہ خنجر پاؤن کے نیچے

ہوئی ہے کسکو نفرت اے شرف نظارہ بازی سے
یہ کیون آنکھین ملی جاتی ہین گھر گھر پاؤن کے نیچے

الفت کرے تو جان سے گزرنا ہی چاہیے
معشوق لاجواب پہ مرنا ہی چاہیے

بیمار عشق ہون وہ معالج نہین نہو
دم اوس مسیح کا مجھے بھرنا ہی چاہیے

چلا دیتے ہین کبھی ہوتے ہین بے نیاز
معشوقون کے مزاج سے ڈرنا ہی چاہیے

اقبال کسطرح وہ کرین عاشقون کا خون
ہٹ دھرمی کہتی ہے کہ مکرنا ہی چاہیے

کہتا ہے دل یہ ڈوب کے دریای عشق مین
اسمین سے جسطرح ہو ابھرنا ہی چاہیے

تو بے نیاز ہے مین ترا ہون نیاز مند
نظرون پہ تیری چڑھ کے اوترنا ہی چاہیے

مشہور ہو گیا ہوں مین دیوانہ شہر دل
لشکر بھی گھیر لے تو پھر نا ہی چاہیے

ایدل مہم عشق پہ جانی ہے میری جان
سر جسطرح سے ہو اسے کرنا ہی چاہیے

او ٹھوکر و بناو او تار و شرف کا سوگ
تم نازنین ہو تمکو نکھرنا ہی چاہیئے

کسکی بو لنکے دماغون مین ہی آنے کے لیئے
وجد مین بیٹھے ہین بلبل چہچہانے کے لیئے

روح ہی بیچین پھر قالب مین آنے کے لیئے
کون بیٹھا ہی مرا مردہ اوٹھانے کے لیے

سر بھی پھوٹا پر یہی ٹوٹے ہو گئی آخر ہلاک
اسقدر پھڑکے قفس مین آشیانے کے لیئے

سامنے اوس گل کے کوئی گل نہ کھلنے پائیگا
غنچے ترسین گے چمن مین مسکرانے کے لیئے

چند دیوانون نے سر پھوڑا ہی قبر قیس پہ
اوتری ہی محمل سے لیلی خاک اڑانے کے لیئے

اسقدر گھبرا گئے وہ غش جو مجھکو آ گیا
اپنے دامن کی ہوا دو ہوش آنے کے لیئے

دیکھکر خوشیان لگے کرنے مرا زخم جگر
آئے تو ہنسنے کی خاطر مسکرانے کے لیئے

سننا نا ہی جگہ پانی ہوا جاتا ہے دل
شاید آنکھون مین ہین آنسو ڈبڈبانے کے لیئے

آنکے جب سے تلقین اوس پر رونے پڑی
یوسف اوترے قبر مین شانہ ہلانے کے لیئے

خانۂ صیاد مین آیا جو مین ہو کر اسیر
بوے گل آئی قفس میرا بسانے کے لیئے

بیٹھے ہین بگڑے ہوئی دل حال میرا دیکھکر
خود وہ روتے ہین جو آئی ہین رلانے کے لیئے

یاد مین اوسکی تڑپ کر خاتمہ دل کا ہوا
اب کلیجا مستعد ہی تلملانے کے لیئے

بے نیازی وخودی سکھلا رہا ہی اونکو حسن
آئینہ جاتا ہی خود بینی جتانے کے لیئے

سرمہ ہو کر بیٹھنے کی ہی ترچھی نظرون مین جگہ
بس گیا ہون ان کنکھیون مین سمانے کے لیئے

میری میت کے اوٹھانے کی جو تیاری ہوئی
جامۂ حسن اوسنے بھیجا شامیانے کے لیئے

کام اس محشر مین کیا ہمسے گنہگارون کا تھا
آئے ہین تیری رحیمی آزمانے کے لیئے

واہ ری اسکی سمائی واہ ری بندی کا ظرف
دی جگہ دلمین خدائی کارخانے کے لیئے

میرے تنکے چننے پر رونے لگا رحم آ گیا
دے گیا گلرنگ کلیجہ آشیانے کے لیئے

رات دن رہتا ہی دنیا مین یہی کوچ و مقام
کوئی آنے کے لیئے ہے کوئی جانے کے لیئے

دل بھر آتا ہے اونکا حکم رونے کو نہین
کیا بہا تا ہے کیجیے آنسو بہانے کے لیے

حسن کی دولت لٹاتی ہے جوانی یار کی
جاو اپنی اپنی قسمت آزمانے کے لیئے

بوے گل آتی ہی جو نکو نمین ہوا کی ای شرف
شاید اوسنے بال کھولے ہین نہانے کے لیئے

زندگی کو ہے خوشی موت کو مایوسی ہی
اوس مسیحا کی جو دل بھر کے زبان چوسی ہے

نرگسی چشم تری نرگس جادو سی ہے
گل کی رگ سی تو کمر ہے نظر آہو سی ہے

ہی تو یہ بات کہ شبنم مری ہمگر یہ ہے
اسکے ہر قطرے کی صورت مری آنسو سی ہے

حسن تو لینگے مرے مردم دیدہ اسکا
دونون آنکھون کی جو تصویر ترازو سی ہے

دست انداز چمن مین تھی خزان ای بلبل
شاخ گل بھی تری ٹوٹی ہوئی بازو سی ہے

جلکے ای دشمن جان کس پہ گلا رکھدو نمین
کونسی تیغ جہان مین تری ابرو سی ہے

سانپ لہراتے ہین سنبل کی دل آویزی پہ
یہ لٹک کونسے معشوق کے گیسو سی ہے

اولٹے دیتا ہی جو تو پردۂ محمل اے قیس
اسمین لیلی کی تو رسوائی و ناموسی ہے

کر رہا ہے جو وہ گل چشم کشودہ آرام
یہ ادا اوسکی جگائے ہوے جادو سی ہے

کیون نہ موجد ہو یہ چتون قدر اندازی کے
ہر پلک یار تری تیر سہ پہلو سی ہے

کونسا رنگ مرا داغ جگر لائیگا
فاختائی سے نہ طوسی ہی نہ طاوسی ہے

لن ترانی سے نہ افسردہ ہو خوش ہو اے دل
یہ صدا تو مرے محبوب پہ پرو سی ہے

غنچۂ دل کو جگر سے جو لگا رکھا ہے
اسکی خوشبو دہن یار کی خوشبو سی ہے

جب بھی ہے شربت دیدار کی حسرت اسکو
دلمین اک جوت کی صورت مری چلو سی ہے

مری تربت پہ تو پانی نہ گیا تھا چھڑکا
کون رویا ہی ترائی جو لب جو سی ہے

گھونٹتا ہے یہ گلا کونسا غم ای بلبل
تری نالون مین جو اولجھن مری اچھو سی ہے

کیا یہ دیوانہ کسی چشم سیہ کا ہوگا
کیون یہ وحشت دل بیتاب کو آہو سی ہے

کس بستی ہوئی مین بسا ہے تیرا موباف سفید
بھینی بھینی یہ مہک کس گل خوشبو سی ہے

نزع کے وقت تسلی جو مجھے دیتے ہو
چاپلوسی ہے مری جان کہ ماتو سی ہے

نظر انداز وہ کر دیتے ہین اوس موتی کو
ای شرف جسکی شباہت مری آنسو سی ہے

محافظت مین مری رہتی ہے قضا میری
وہ شمع ہون مین کہ پروانہ ہی ہوا میری

چمن مین حرص عنادل کرینگے کیا میری
مری بہار مری بو ہے گل صبا میری

پسند آئی جو ظالم تری ادا میری
مری نگاہون مین پھرنے لگی قضا میری

کیا جو عجز تو اوسنے گنہ معاف کیے
مرے خدا کو پسند آئی التجا میری

کریم تم ہو تمہین واسطہ رحیمی کا
کرو قبول کہ مایوس ہے دعا میری

پکاری کی مری میت تمہارے کوچے مین
یہین اوتار دو مجھکو یہی ہی جا میری

زمانے بھر سے اوڑا کے چمن مین لاتی ہی
وہ خاک ہون کہ ہوا خواہ ہی صبا میری

کرو یہی اپنے اسیران عشق کو آزاد
کہ روح ہو قفس جسم سے رہا میری

نگاہ نزع مین پڑتی ہے کس پری رو پر
یہ کس پہ روح ہوئی جاتی ہی فدا میری

الٰہی شکر کہ دل مین تجھی سے کی فریاد
خدائی مین نہ کسی نے سنی صدا میری

کریگا وادی حسرت مین دفن کون ہمین
اوگل رہے ہین یہ کیون ہڈیان ہما میری

ہمیشہ میری نگہداشت کے مخالف نے
تمام عمر محافظ رہی قضا میری

غضب ہی کیون مجھے تو خاک مین ملاتا ہی
گنہ کیا ہے ترا کیا خطا ہے کیا میری

مزار کی تو شب قدر ہوگی تاریکی
وہان بھی دیگا مرادین مرا خدا میری

مریض عشق ہون دل بھاگتا ہی صحت سے
گریز کرتی ہے تاثیر سے دوا میری

خیال زلف مین زنجیر عرش کھڑکا دی
ترے کرم سے یہ قسمت ہوئی رسا میری

جہان مین ہون مین وہ مسکین ترے بندہ نواز
غریبی دیکھ کے رو دیتے ہین گدا میری

عزیز جان و جگر ہے مرض محبت کا
نثار ہوگی اس آزار پر شفا میری

مری طرف سے نکل کے وہ دلمین کہتی ہین
پتا نہ دے کہین شوخی نقش پا میری

قریب مرگ ہون لیکن وہ زندہ دل ہون
کہ میری باتون پہ غش کرتی ہی قضا میری

ہوس ہے عشق مین وہ کام کر کے مرجاؤن
ہوا کرے ابد آباد واہ وا میری

وہ میرے بعد شرف یاد کرکے روئینگے
مری تباہی مری حسرتین وفا میری

لٹاتے ہین وہ باغ عشق جاسے جسکا جی چاہے
گل داغ تمنا لوٹ لائے جسکا جی چاہے
چراغ یاس و حسرت ہم ہین محفل مین حسینون کی
جلائے جسکا جی چاہے بجھائے جسکا جی چاہے
کسی معشوق کی کوئی خطا مینے نہین کی ہے
ستانے کو زبردستی ستائے جسکا جی چاہے
بمحل شوق شہادت مین کیا ہے ہمنے خون اپنا
ہمارے شوق سے پرزے اوڑائے جسکا جی چاہے
دو عالم مین نہین اے یار مجھسا شیفتہ تیرا
محبت یون جتانے کو جتائے جسکا جی چاہے
خوشی و ناخوشی موقوف ہے اپنی حسینون پر
ہنسائے جسکا جی چاہے رلائے جسکا جی چاہے
صدائین سرخروئی دیتی ہے گنج شہیدان مین
لہو کا مینھ برستا ہے نہائے جسکا جی چاہے
جو ہو جائیگا پروانہ چراغ حسن کا اوسکے
کریگا نام روشن لو لگائے جسکا جی چاہے
عجائب لطف ہین کوے توکل کی فقیری ہین
خدائی ہے یہان دھونی رمائے جسکا جی چاہے
کوئی غنچہ نہ پہونچے گا ترے حسن تبسم کو
سر میدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے
جگہ اوس شمع رو نے دی ہی پروانون کے لشکر کو

مر سیدان چمن مین مسکرائے جسکا جی چاہے
جگہ اوس شعر دتے دی ہے پروانون کے لشکر کو
بلا قید اوسکی محفل مین ہے جانے جسکا جی چاہے
پشیمان غنچہ و گل ہونگے میرے زخم خندان سے
ہنسے جی چاہے جسکا مسکرائے جسکا جی چاہے
عطا کی نہر گلشن اوسنے اپنے عشقبازون کو
اجازت دی یہان نکھرے نہائے جسکا جی چاہے
خوشی ہو ہو کے خود صیاد کہتا ہے عنادل سے
بہار آئی ہوئی ہے چہچہائے جسکا جی چاہے
دکھین سگے کسی بیتاب کو وہ آنکھ اوٹھا کے ہی
کلیجے کو سوسے تلملائے جسکا جی چاہے
مرینگے اوس پہ کلمہ پڑھ کے اوسکا جان ہم دینگے
خدائی بہر مین ہمکو آزمائے جسکا جی چاہے
عجب خوشبو ہے گلدستے مین شوق و ذوق کی اوسکی
کریگا وجد پیراہن بسائے جسکا جی چاہے
دعا سے مغفرت تم دو اوتارے قبر مین کوئی
پڑھو تلقین تم شانہ ہلائے جسکا جی چاہے
شرف دم توڑتے ہین اک پریرو کی جدائی مین
عجب عالم ہے اونکا دیکھ آئے جسکا جی چاہے

آئینہ بن کے جو پیش آئی محبت تیری
میری حسرت نے دکہادی مجھے صورت تیری
خوف سے اپنی گنا ہون کے جو مین گھبرایا
مطمئن کرنے کو نازل ہوئی رحمت تیری
کو ٹھی نور کی تصویر لگی ہے اسمین
دلمین رہ رہ کے جو بنتی ہے شباہت تیری
جان کیا تھی جو یہ آکے مجھے بیدم کرتی
کیا کرون ساتھ اجل کے ہے حکومت تیری

بیگنا ہون کو بھی ماخوذ کیا کرتا ہے
ساری دنیا سے نرالی ہے عدالت تیری

جانجان تونے تو وہ بحث کی مشتاقون سے
لن ترانی سے بھی بڑھ بڑھ گئی حجت تیری

بے نیاز آرزو مینت کرکے بنایا تجھکو
جان اوڑا کی پیا دڑا پایہ شہرت تیری

مجھ گنہگار کو دے اپنی حضوری مین جگہ
مستقیون کو مبارک رہے جنت تیری

کعبے سے بڑھکے پرستش مین کرونگا اومین
جن معابد مین نظر آئیگی صورت تیری

درد دل کہنے مین غیبی سے جو پرہیز کرے
ایسے بیمار سے اچھی نہین غفلت تیری

تونے جب عالم ایجاد کی تیاری کی
رونق کہا فیکون ہوگئی قدرت تیری

روح انسان کی نکلتی ہے تو وہ کہتے ہین
بوجھے اس گل سے کوئی کیا ہوئی نکہت تیری

بیرخی مجھسے نہ کر رحم ہے مشہور ترا
اس تلون سے بگڑ جائیگی عادت تیری

جان بلب ہوکے بھی دم توڑ رہا ہے ابدل
واہ رے حوصلہ اللہ رے طاقت تیری

زندگی بھر تو پلک مین نہین جھپکانے کا
میری آنکھون مین پھرا کرتی ہے صورت تیری

آبدیدہ جب تجھے اب تو نہین دیکھا جاتا
اے شرف دل کو رلادیتی ہے رقت تیری

رنگ جنگ اسٹ گئے ہین انہین یار آنے کو ہے
دہوم ہے پژمردہ پہولونمین بہار آنے کو ہے

یار کو جے ہین تر سے دہونی رمانے کیلئے
غمزدہ حسرت زدہ اک خاکسار آنے کو ہے

رحم کرنا ابکی میری آنکھ کھلنے کی نہین
آخری غش مجھکو اے پروردگار آنے کو ہے

کوئی دم مین حشر ہوگا کچھ خبر بھی ہے تمہین
بیقراری لاتی ہے اک بیقرار آنے کو ہے

بھاگے جاتے ہین بگولے کانپتا ہے نجد قیس
خاک اوڑتی کسکی یہان کسکا غبار آنے کو ہے

ہوش اوڑے جاتے ہین یار و روح بھی بیہوش ہوئی
صیدگاہ عشق سے کسکا شکار آنے کو ہے

جانجان تو کیجو جان بخشی کہ تجھکو دیکھنے
ایک بیکس بیخود و بے اختیار آنے کو ہے

درد تنہائی سے چہرہ اوتا ہے عالم نزع کا
بیقراری کوچ کرتی ہے قرار آنے کو ہے

گلرخون کی بزم مین جانے کو ہے میرا غبار
پیشوائی کے لیے ابر بہار آنے کو ہے

اب مری آنکھون کو ہوگا ولولہ دیدار کا
حسرت انکی آچکی ہے انتظار آنے کو ہے

ہو گئی اب آراستہ تربت شہید ناز کی
چادر گل بچھ گئی ہے شمع مزار آنے کو ہے

بے وفا تم باوفا مین دیکھیے ہوتا ہے کیا
غیظ مین آنے کو تم ہو مجھکو پیار آنے کو ہے

غنچہ و گل کر رہے ہین کیون گریبان چاک چاک
کونسی رشک چمن کا دل فگار آنے کو ہے

ہجر مین دم گھٹنے کو ہے کوچ ہے تفریح کا
سانس رکنے کو ہے ہچکی بار بار آنے کو ہے

بیٹھی ہے لیلا گریبان پھاڑنے کے واسطے
کسکے مجنون کا لباس تار تار آنے کو ہے

خوش رہو ... آنکھ کھولو دم نہ توڑو اے ...
شکر کا سجدہ کرو اٹھ بیٹھو یار آنے کو ہے

دیا ... تجھکو ... تقدیر ایسی چاہیے
روح ... تقدیر ایسی چاہیے

...گل کھلین فردوس کے جنت کا طبقہ ہو زمین
تیرے ... تقدیر ایسی چاہیے

دیکھنے سے جسکے مجھ مہتاب کا غم ہو غلط
دل ... تقدیر ایسی چاہیے

رات بھر ... دکھایا ہے مجھکو یار نے
دل کو اطمینان ہو ... تقدیر ایسی چاہیے

اجر دے خالق نماز پنجگانہ کا تجھے
عاجزی اے دل ... تقدیر ایسی چاہیے

رات بھر بہلائے کہہ کہہ کر کہانی یار کی
ہمکو اک ... خوش تقریر ایسی چاہیے

دم نکل جائے تو پھر آنے نہ پائے جسم مین
ایسی ... رو رو کے ... تقدیر ایسی چاہیے

اے شرف ... تری کی جو صحبت ختم ہو
عاشقانہ تمکو بھی تقریر ایسی چاہیے

کہین بھی وہ نہین ہے اور پھر وہ جابجا ہے
برنگ بوئے گل مخفی بھی ہے جلوہ نما بھی ہو کر

نکل آتا ہے عکس حسن باہر چین پر دیکھتے
تماشا ہے کہ وہ پنہان بھی ہے جلوہ نما بھی ہو کر

کر دلت مین ترک دنیا یا جوانی کا مین ... دیکھ
خدائی کا مزا ہے دل کو ہے خوف خدا بھی ہو کر

کیا ہے عالم ارواح سے پیار اونکو اے یارو
اسے وہ جرم ... اسکی سزا بھی ہو کر

شہید ناز کا اپنی وہ شاید سوگ اتارینگے
طلب ہے آئینہ ... کیا ہے حنا بھی ہو کر

کیا تعویذ درد دل جو ہمنے لکھے خط اونکا
کہا قاصد نے جسکے ہے ... کیا بھی ہو کر

کہا رو رو کے قاتل نے کوئی جلدی خبر لائے
جنازہ میرے عاشق کا رکھا ہے یا اوٹھا بھی ہو کر

جو تجھسے بھیک بھی مانگی تو مانگی تیری حسرت کی
گدائے عشق لاکھون مین کوئی مجھسا گدا بھی ہی

سمجھکر اے نکیرین آئیو تم میری تربت مین
نہ تنہا جانیو مجھکو یہان ذات خدا بھی ہی

امید و یاس دونو ہین اس آزار محبت مین
دوا بھی اس مرض کی ہی یہ درد لا دوا بھی ہی

ڈبوئے دیتی ہے الفت سفینہ عشقبازون کا
خدائی مین خدا کے کوئی اسکا ناخدا بھی ہی

ازل سے آج تک نا آشنا ہی اوسکو سنتے ہین
کوئی اتنا بتا دے وہ کسی کا آشنا بھی ہی

کہان جائین ترے محتاج ہو کر تیری کوچے سے
جہان مین اور کوئی بندہ پرور دوسرا بھی ہی

نشانی مانگی ہی عادل نے میری استخوانون کی
دہان گور کھینی ہی اور منقار ہما بھی ہے

شرف کیا دیکھئے ہوتا ہی آزار محبت مین
قضا کا سامنا ہی اور امید شفا بھی ہے

تری ہوس مین جو دل سے پوچھا نکل کے گھر سے کدہر کو چلیے
تڑپ کے بولا جدہر وہ نکلے شتاب اوسی رہگذر کو چلیے

نہ چاہیے کچھ عدم کو لیکر نکلیے ہستی سے جان دیکر
سفر جو کیجے رہ خدا مین لٹا کے زاد سفر کو چلیے

ازل سے اوسکا ہی آسرا ہے جو دینے والا مراد ونکا ہی
بر آئیے فی الفور امید دل کی جو چومنے اوسکے در کو چلیے

ادہر تو تقدیر سو رہی ہے ادہر وہ نابود ہو رہی ہے
وصال کی شب کو رو جو چلیے تو رونے شمع سحر کو چلیے

جو ہاتھ اک پھول کو لگائین یقین ہے کانٹون مین کھینچے جائین
ہمارے حق مین وہ ہوئے حنظل جو نوش کرنے ثمر کو چلیے

عجیب مشکل ہے آہ اے دل کٹھن ہے بیم و رجا کی منزل
قدم قدم پر یہ سوچتے ہین کدہر نہ چلیے کدہر کو چلیے

تری جدائی مین جان عالم کیا ہے دونون کو غم نے بیدم
بنا ئیے جا کے دل کی تربت کہ دفن کرنے جگر کو چلیے

ہوا ہے وہ شوق دید بازی کہ سمجھیں اوسکو بھی سرفرازی
بلائیں آنکھیں وہ پھوڑنے کو تو نذر کرنے نظر کو چلیے

وصال کی شب گذر گئی ہے جو آرزو تھی وہ مر گئی ہے
ہمیں تو ہچکی لگی ہوئی ہے وہ فکر میں ہیں کہ گھر کو چلیے

یہ قاف سے قاف تک ہی شہرت کرینگے وہ امتحان وحشت
جنون کا عالم یہ کہہ رہا ہے یہیں سے ٹکرلیتے سر کو چلیے

جو صبح پیری ہوئی ہویدا اصدا عدم سے ہوئی یہ پیدا
نماز پڑھ کے نہ اب ٹھہریے سویرے کسیئے کمر کو چلیے

لٹا ہے گلشن میں آشیانہ کہیں ہمارا نہیں ٹھکانا
قفس سے چھٹ کر پھڑک رہے ہیں کہ تنکے چنکر کدھر کو چلیے

الہی نہ درد جگر میں ہوگی یہ ہمسے عیسی نے گفتگو کی
دوا کو پھر ڈھونڈھیے گا پہلے تلاش کرنے اثر کو چلیے

ہمیشہ ہر سانس نے ہماری شب جدائی میں آرزو کی
کسیطرح سے ترے چمن میں نسیم ہوکر سحر کو چلیے

چراغ بزم خدا ہوا ہے خدا نے محبوب اوسے کہا ہے
یہ شام سے لو لگی ہے دل کو کہ دیکھنے اوس بشر کو چلیے

ہمارا آنسو وہ بے بہا ہے نگاہ حسرت میں جچ رہا ہے
منگا کے اب اس پہ چور ہے ہیں نثار کرنے گہر کو چلیے

سوے فلک کبھی رہے تاباں کہ چودھوین شب ہے یہ نازاں
دکھا کے حسن شباب اپنا چکور کرنے قمر کو چلیے

کسی طرح سے نہ ہونے پائے ہمارے نالوں کا فاش پردہ
اگرچہ شور فغاں کا اپنے شریک کرتے گجر کو چلیے

شرف جدا ہم اور نہ جان دینگے خبر ہماری لحد میں لینگے

بلا کے شاد چلا کے ہمکو کہین سے اور گئے بھی گھر کو چلے

وقت رخصت مری آنکھون سے جو آنسو ٹپکے
بحث دل بہنے لگا اسقدر آنسو ٹپکے
سحر سے ساحرون نے دل تو ہمارا اولٹا
وہ سرا بہنے لگا اور ہوا ایک دریا
وہ زن گیا ہے ہماری جو رقیب لقلبی
اے فلک یار کو رو رو کا تیری یاد سے ٹپکے

اوس چہرہ کا بچا لئے ہوئے پہلو ٹپکے
خون کے قطرے مری آنکھون سے ہر سو ٹپکے
مگر اشک آنکھون سے گرتے ہوئے جادو ٹپکے
اتنے آنسو مری آنکھون سے [illegible] ٹپکے
[illegible] اسی کی طرح [illegible]
[illegible] کے [illegible] ٹپکے

ای شرف ایسے ہی شگون کو چلا کر روئین
صبح تک شام سے شعرون کو بھی آنسو ٹپکے

تمہارے کوچے مین دہونی جو یہان رمائی ہوگی
پڑے ہین یاس کے عالم مین تلملائے ہوئے
ملال اونکی ترچھی نظر پہ ہے جو بتون آئے ہوئے
ہوا بندھی ہے کسی گل سے شعلہ رخ کی
خدا ہی جانے وہ کس دن لقب لائینگے
سواری جاتی ہے دنیا سے کس خدا رس کی
اوٹھا جنازہ ہمارا تو ہنس کے وہ بولے
دوبارہ حسن تبسم دکہا دو پھر ہنس دو
کیا جو ناز تلون ہمارے اوسنے
مجل سے چاہنے والون کی جانین لیتے ہو
تری نگاہون مین سر سبہی ہو کہ کھلتے ہین
یہ سوچ ہے کہ وہ آئینگے یا نہ آئینگے
اوڑا کے خاک لحد پہ کرو نہ گرد آلود
بتا کے عشق جگہ لی ہے تجہسے سند پہ

یہین کی خاک مین مرنے کو ہم یہان آئے ہوئے
نظر خدا پہ ہی آنسو ہین ڈبڈبائے ہوئے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
پکارتے ہین فرشتے قدم بڑھائے ہوئے
کہان یہ چلے [illegible] ہوئے
ہوئی ہے تمکو بڑی دیر مسکرائے ہوئے
ہزار ہا ہین اور جڑے ہیں [illegible] ہوئے
تمہاری ضد کو ہین ہم خوب آزمائے ہوئے
لیے تو ہین مگر آنکھون مین ہین سمائے ہوئے
جگر پہ ہاتھ ہین پھرتے ہین تلملائے ہوئے
کہ آئے ہین ابھی دریا سے ہم نہائے ہوئے
بغل مین بیٹھے ہین پہلو ترا دبائے ہوئے

ہمیں بھی نغمہ سرائی کا حکم دے صیاد
گذر گئے ہیں کئی سال چہچہائے ہوئے

وہ ہنس کے بولے تڑپ کر جو ہم نے دم توڑا
یہ جان دینے کو تڑپے ہیں زہر کھائے ہوئے

خدا کے واسطے صیاد ہمکو رخصت کر
کئی برس سے ہیں کنج قفس میں آئے ہوئے

تری خوشی کے لیے ڈہونڈتی ہیں شب کو سیپی
جفا کشی یہ ہے عاشق تری ستائے ہوئے

اجل رسیدہ ہیں سودائی ہیں ستم کشتہ
کہ میرا لاشہ پہ صیاد ہیں اوٹھائے ہوئے

وہ زندہ ہیں جو قفس میں اسیر ہیں بلبل
مرے پڑے ہیں چمن میں رہائی پائے ہوئے

گلوں کا رنگ جو ہو گا جو اسقدر ہے شرف
یہ خون میں کسی بلبل کے ہیں نہائے ہوئے

داغ کو دل کے نہ پھر سخت جگر تک پہونچے
پھول ہو کر یہ رہا اوس شاخ قمر تک پہونچے

آستاں بوسی کی حسرت تھی خدا ہی لایا
شکر صد شکر کہ ہم بھی ترے در تک پہونچے

لوٹنے والوں نے گلزار ہزاروں لوٹے
ایک ہم ہیں کہ نہ گل تک نہ ثمر تک پہونچے

آہ بیکار ہے کلیجے سے جو نکلی تو کیا
جب نکلنے کا مزا ہے جو اثر تک پہونچے

روح بسنے کو دم ذبح گئی پہولوں میں
رفتہ رفتہ جو ملوں میں مری پر تک پہونچے

کسطرح جانے والوں کی رسائی ہوگی
جب فرشتے نہ تری راہگذر تک پہونچے

حق تعالی نے نوازا اسی اوس خلعت سے
جسمیں قدسی دم لاک نہ لشکر تک پہونچے

کسطرح آئیگی پیری کو جوانی کہونے
یہ تو ممکن ہی نہیں شام سحر تک پہونچے

جان پر کھیل کے دنیا میں وہ منزل طی کی
جس سے دم بھر میں ہم اللہ کے گھر تک پہونچے

اوچھی چھریوں سے تشفی نہیں میری ہوتی
کوئی گہری بھی لگا جسمیں جگر تک پہونچے

بیس کر بھی نہ ہمیں آنکھ اوٹھا کے دیکھا
سرمہ بھی ہو کے نہ ظالم کی نظر تک پہونچے

میں تو جب جانوں کہ کھلوائی مری فصد و ستم
خون جب دم رگ جان کا مری سر تک پہونچے

چودھویں شب کی کرامات بھلا دی اسکو
شعلہ داغ ہمارے جو قمر تک پہونچے

نکلے تھے ہونے کو جو رنگ ہزاروں عاشق
اک نقطہ ہم تری شمشیر و سپر تک پہونچے

دم ہی مجھ میں ابھی جو رنگ گئی جا مجھکو
ہاتھ جب روکیو جب خون کمر تک پہونچے

غربت وصل کے بیمار جو محروم پھرے
لی بہا میرے دم اشک مین اسیر ایسے آ
شبنم زار کے قطرون کی حقیقت کیا ہی

مر گئے رستے مین زندہ بھی نہ گھر تک پہونچے
تو نے جا پہنچا اشین یہ تیری نظر تک پہونچے
یہ وہ آنسو ہین کہ جنکو نہ گھر تک پہونچے

گلشن عشق کے بلبل جو گرفتار ہوئے
ای شرف زندہ نہ صیاد کی گھر تک پہونچے

واسوخت

سابق مین اسطرح وطن آوارہ ہم نہ تھے
رہتے تھے جشن وعیش مین آگاہ غم نہ تھے

تنہا دل کو چین واقف جور و ستم نہ تھے
یون مبتلا حسرت و درد و الم نہ تھے

گلزار اپنی بزم تھی دل باغ باغ تھا
پژمردگی نہ تھی نہ کلیجے مین داغ تھا

پریون کی آدھی بات بھی سنتے نہ تھے کبھی
اسطرح ہوش اوڑے ہوئے رہتے نہ تھے کبھی

افسانہ انکا سننے کو کہتے نہ تھے کبھی
ہنس مکھ تھے ہم اشک آنکھون سے بہتے نہ تھے کبھی

معشوقون کو خیال مین بھی لاتے نہ تھے ہم
اسطرح دل مسوس کی رہجاتے نہ تھے ہم

سوتے تھے شب کو چین سے آرام گاہ مین
ڈوبے نہ رہتے تھے کسی یوسف کی چاہ مین

اسطرح سے نہ کلتی تھین آہین نگاہ مین
تھے عاشقی سے بیخبری کی پناہ مین

بہتان کا نہ خوف تھا زندان کا ڈر نہ تھا
حسرت کا خواب مین بھی تو ہم تک گذر نہ تھا

بیدار ہو کے صبح کو ہو جاتے تھے سوار
ہوتے تھے گرد و پیش جوانان جان نثار

حاضر جلو مین رہتی تھی ہر رنگ کی بہار
ہشیار و وضعدار و وفادار و طرحدار

لیتے تھے کوئی شی بھی نہ بازار حسن کی
صورت نہ دیکھتے تھے خریدار حسن کی

گلگشت کے لیئے جو گلستان مین جاتے تھے — بلبل ہمارے سامنے آنے نہ پاتے تھے
غنچے بسورتے تھے تو ہم مسکراتے تھے — گلشن سے اون پہ ہنستے ہوئے گھر مین آتے تھے
مطلق نہ ہمکو حسن پرستی کا شوق تھا
دلچسپ داستان کا مزا اور ذوق تھا

ہر وقت جمع رہتے تھے یاران خوشخصال — بے رنج و بار باش و پری شکل و بیمثال
خوش باش خوش بیان خوش انداز خوش جمال — آپس مین یکدلی و ملاقات کا خیال
اک رنگ سب تھے دل مین کسی کے دوئی نہ تھی
ایسی کہین جہان مین محفل ہوئی نہ تھی

آتے تھے نازنین جو ملاقات کے لیئے — آنکھین بچھاتے تھے نہ مدارات کے لیئے
سنتے نہ تھے وہ کہتے تھے جس بات کے لیئے — اڑتے تھے رہنے کو جو کبھی رات کے لیئے
انجام سوچ کے ہم ٹال جاتے تھے
دل پر قوی تھے کہنے مین اونکے نہ آتے تھے

کیا کیا عجائبات تھی آرائش مکان — قدرت خدا کی تھی در و دیوار سے عیان
روشن جو شمعین ہوتی تھین دیتی نہ تھین دہوان — پھر کہیئے دخل سوز جگر کا یہان کہان
بیتابیون کے ذکر بھی آنے نہ پاتے تھے
پروانون کو چراغ جلانے نہ پاتے تھے

نکھری ہوئی وہ بزم وہ ہر سو چہل پہل — بلور کے وہ جھاڑ وہ الماس کے کنول
زرین و زرق برق تھی سب پردہ محل — اور دوڑ لو مین کا کل یہان سے بڑھ کر بل
دیوارین ہر طرف کی سب آئینہ وار تھین
بمنزلہ محل تھا چھتین زرنگار تھین

آئینون کو جو دیکھیے تو تصویر ہون بشر — دیوارون پر نگہ جو پڑی آئینہ سمجھ نظر
تصویرین ناز کرنے لگین رنگ و حسن پر — حیرت زدہ کرین نہ رہی ہوش کی خبر
پر بات سمجھ کے لوگ اگر آرزو کرین

تصویرین سکیں اسلئے نگین گفتگو کرین

کس کیفیت کی چاندنی کی اوٹ پہ تھی بہار
خوشبو مہک کی جو آتی تھی بار بار

پڑتے تھے جس کے عطر مین اوس گلون کے ہار
صل علی کی بزم مین ہو جاتی تھی پکار

مسند کے پاس باغ ارم کی بہار تھی
گلدستون کی قطار مین دیوار تھی

دیکھو ادہر ادہر تو چپرکھٹ ادہر ادہر
عاشق چمک تھی کار صنع کے حسن پر

وہ نور کی جلا کہ جھپک جاتی تھی نظر
سوتے تھے پھیل پھیل کے ہم رات رات بھر

دروازے پھر تو کھولنے پاتا نہ تھا کوئی
تا صبح منھ سے بولنے پاتا نہ تھا کوئی

زندہ چمن تو بزم تھی گلزار تھے مکان
افسانہ گو وہ کہتے تھے دلچسپ داستان

تھا وہ طلسم خانہ کہ حیرت مین تھا جہان
پریون کے ہوش اڑتے تھے اس حسن کا بیان

[illegible] زمانے کی موجود کیا نہ تھا
کس چاشنی کا دل کو ہمارے مزا نہ تھا

تیر ہدف تھی جنکی خدنگ مژہ کی نوک
آفت کی جان اور قیامت کی نوک جھوک

اون کم سنون کے واسطے رہتی تھی روک ٹوک
تھین شوخیان مزاجون مین اسواسطے تھی کہا

پاس آئینون کے جب اونہین جانے نہ دیتی تھی
دیوارون مین مکان کے منھ دیکھ لیتی تھی

جسنے ریاض سے وہ لگایا تھا خانہ باغ
لالہ وہ پھولتا تھا نہ ہوتا تھا جسمین داغ

گل جسکے دن کو پھول تھے شب کو تھے چراغ
برسون ہی اوسکی بو سے شگفتہ رہا دماغ

وہ چاندنی کھلی تھی کہ حسرت قمر کو تھی
شب جو تھی وہ صبح بہاری سحر کو تھی

کھپتا تھا چشم و دل مین وہ ہر گل کا رنگ تھا
ہر نونہال وہ وہ دکھاتا امنگ تھا

راضی تھا باغبان سے نہ بلبل تنگ تھا
نوبادۂ ریاض ارم کا جو ڈھنگ تھا

یاقوت کے تھے پھول زمرد کے تھے چمن
سرسبز یاں وہ تھین کہ زبرجد کے تھے چمن

تفریح روح کو تھی وہ دلچسپ تھی فضا
وہ باغ جسکے خار بھی مفتاح دلکشا
معشوق سبزہ رنگ سے ہر سرو برطرف کھڑا
آتے تھے جھونکے نیند کی چلتی تھی وہ ہوا
سرخی اوڑی گلون کی جو باد بہار سے
پھولا کی شام کو شفق اوسکی غبار سے

شبنم چمن مین کرتی تھی چھڑکاو رات بھر
جھکتی تھی ہر چمن پہ گھٹا جھوم جھوم کر
فوارے چھوٹتے تھے جو ہوجاتی تھی سحر
بجلی تڑپتی تھی گل سوسن کے حسن پر
موجین گلون کے بو کی جو لہرون مین آتی تھین
نہرین اوبل اوبل کے نہ پھولی سماتی تھین

آتے تھے وہ وہ روز ملاقات کو حسین
نازک مزاج شوخ طرحدار نازنین
رخ جنکے آفتاب سے مہتاب سی جبین
لیکن کسیکا عشق نہ تھا اپنے دلنشین
حسرت نہ تھی ہمارے ستانے کی گھات مین
رقت نہ ہمکو آتی تھی یون بات بات مین

رونا نہ جانتے تھے نہ دیکھی تھی چشم تر
ہنستے تھے عشقبازون کی بیتابی دیکھکر
آواز دردمند سے پھٹتا نہ تھا جگر
پاس اونکے ہم نہ جاتے تھے ٹکراتے تھے جو سر
الفت نے مارا تو مارا ہے بے موت مرتے ہین
دشمن ہمارے حال پر افسوس کرتے ہین

حسرت نہ تھی حسینون کی پروا نہ تھی ہمین
مطلق بھی نازنینون کی پروا نہ تھی ہمین
کچھ چاند سی جبینون کی پروا نہ تھی ہمین
ان شوخ دلنشینون کی پروا نہ تھی ہمین
افسون گرون کی سحر بیانی سنی نہ تھی
پریون کی دلفریب کہانی سنی نہ تھی

خوش دل تھے خوش مزاج تھے خندہ جبین تھے ہم
واقف نہ تھے تباہی سے خلوت گزین تھے ہم

دہوئی جو یہ رسائی ہے ایسے نہیں تھے ہم
عزت کا ہے مقام کہ مسند نشین تھے ہم

دل مین سمائے عشق عجب طور ہو گئے
وہ دن او وہ ہم اور تھے آج اور ہو گئے

تھا ولولہ شباب کا ہر شے کی تھی پھبن
تیغ و سپر کا شوق طبیعت میں بانکپن
کیا کیا نفیس و چست پہنتے تھے پیرہن
چنگیز خان نہ کرتے تھے ہمسے کبھی سخن

الفت سے معرکہ جو ہوا تنگ ہو گئے
دل پر پڑا وہ زخم کہ بیرنگ ہو گئے

کیا عیش تھا ہمارے لیے اور اقتدار
ورد زبان تہا شام و سحر شکر کردگار
مطلب نہ تھا غرور سے تھا عجز و انکسار
تھی جان و روح چاردہ معصوم پر نثار

نیرنگ حسن و عشق سے آگاہ ہم نہ تھے
خود بھول تھے کسی کے ہوا خواہ ہم نہ تھے

اک دن جو آئے چند پریزاد میہمان
قدرت خدا کی ایک پری رو ہے نوجوان
اس حسن سے اونہون نے تمہارا کیا بیان
کہیے تو اپنے ساتھ اوسے لے آئیں ہم یہان

معشوق اوسکی حسرت دیدار کرتے ہین
دیوانے ہو رہے ہین پریزاد مرتے ہین

عالم کے خوبصورتون مین ہے وہ انتخاب
رہتا ہے آج کل جو وہ اولٹی ہوئی نقاب
ہے بارہوان برس ابھی آغاز ہے شباب
غیرت سے منھ ادھر نہیں کرتا ہے آفتاب

عالم کا دل ہے شیفتہ اوسکے جمال پر
خود حسن ہے فریفتہ اوسکے جمال پر

نوخیز ہے شباب کے جوش و خروش ہین
مکھڑا ہے چاند سا صدف حسن گوش ہین
جو اوسپہ شیفتہ ہین پراگندہ ہوش ہین
آواز غم زدا ہے مگر پردہ پوش ہین

ڈورے پڑے ہین کان جہید ہے ہین چھیتی ہین
جو اوس سے لو لگاتے ہین تنکے وہ چنتی ہین

وہ گول گول نور کی نازک کلائیاں
دیتے ہیں اوسکے حسن کی غنچے دہائیاں
رہتی ہیں گل کی شاخ سے زور آزمائیاں
گل جھیلتے ہیں دیکھ کے رنگین ادائیاں
پڑھیے درود اوس پہ وہ عالم شباب کا
رخسار ہے کہ پھول کھلا ہے گلاب کا

ابرو ہیں جائے حسن تو ہیں چشم صاد حسن
حسن کلام وہ ہے کہ ملتی ہے داد حسن
اوس شوخ کی بھوین سے ہوا اتحاد حسن
گویا دہان تنگ ہے میم مراد حسن
جس جس پہ اوسکی برق تبسم لپکتی ہے
اوس اوس تڑپنے والے کی قسمت چمکتی ہے

سینہ وہ چاند سا کہ خجل جس سے آفتاب
اوبھرے ہوئے جو نور کے اوس پر ہیں دو حباب
کہیے طلسم حسن کا آئینہ لاجواب
قدرت کے دلفریب ہیں گلدستۂ انتخاب
آفت کا عشقباز اوسے پرکالہ کہتے ہیں
جھلکی جو دیکھ لیتے ہیں سکتے میں رہتے ہیں

دانتوں کی وہ تڑپ ہے کہ ہیرے ہیں شرمسار
جھیپے گلوے شیشہ وہ گردن صراحی دار
ہلتے ہیں جوڑ عکس سے پڑتی ہے بار بار
ہوتی ہے سرخی پان کی جس میں سے آشکار
عالم یہ ہے فروغ رخ لاجواب کا
دونا ہے مہر و ماہ سے جلوہ نقاب کا

عیسی نفس جہان میں ہے اوس شوخ کا لقب
اس بات کے مقر ہیں خدائی میں سبکی سب
جیتے ہیں دیکھکر لب جان بخش جان طلب
کچھ جانتا نہیں سمجھ آتی چلی ہے اب
مہتاب رات کا ہے وہ خورشید دن کا ہے
سو سو بناؤ ناز تقاضائے سن کا ہے

نازک دماغ خندہ جبین پھول سا بدن
خوبی و خوش خرامی و رعنائی کی پھبن
زیبا ہے اوسکو پیرہن گل سا پیرہن
رو پوش جس سے شور قیامت ہوئے چلن
باریک گل کی رگ سے گدازی کمر کی ہے

بجلی بھی چھپتی ہے وہ شوخی نظر کی ہے

آیا کبھی جو سنکے وہ شور بیمار بیمار
صحت ہوئی دلاسا جو بیمار کو دیا
بیدم تھے درد مند او نہین زندہ کر لیا
دو باتین جس سے کین اوسی علیسی نفس کیا

مردے جلا دیے جو وہ دمساز ہو گیا
اوس نازنین کا ناز بھی اعجاز ہو گیا

زانو جو ہین وہ نور کے سانچے مین ہین ڈھلے
شہرت ہے خوبصورتی کی ادر رو لوٹے
رفتار دیکھ دیکھ کے جلتے ہین دل ملے
اوسکے خوشا نصیب وہ گل جس سے مل چلے

موجد وہ خوبصورتون مین دلبری کا ہے
غمزہ تو حور کا ہے کرشمہ پری کا ہے

نازان ہے جس پہ حسن وہ پر نور ساق ہا
افسانہ نقش پا کا نہ کیونکر ہو جابجا
ہے صاعقی سے عکس مین اوسکی چمک ہوا
لیتی ہے ہر قدم پہ قدم شوخی و ادا

انداز دلفریب ہے اوسکے جلوس کا
گھونگٹ خجل نقاب بھی ہے نوعروس کا

کمسن ہے گرچہ ادائی بھی ہے دلبری بھی ہے
انسان بھی ہے حور بھی ہے وہ پری بھی ہے
خورشید بھی ہے چاند بھی ہے مشتری بھی ہے
آنکھون مین ہے حجاب تو پردہ دری بھی ہے

نازک مزاج و کم سخن و کجکلاہ ہے
کمسن پری سی شکلون کا وہ بادشاہ ہے

یکتائے عصر ہے وہ خدا کی خدائی مین
اس حسن پر جواب نہین پارسائی مین
محبوب بے مثال ہے وہ دلربائی مین
آئینے سے حجاب ہے صورت نمائی مین

کچھ واسطہ نہین ہے کسی عشقباز سے
واقف نہین جہان کے نشیب و فراز سے

پریون سے خوبیون کا تمہاری سنا جو حال
سنسے یار اپنے دلمین یہ ہمنے کیا خیال
ہمکو بھی اشتیاق تمہارا ہوا کمال
قابل ہے جلنے کے یہ معشوق بیمثال

تیاری کی تمہاری مدارات کے لیئے
بلوایا ہمنے تمکو ملاقات کے لیئے

فی الفور جاکے جب وہ پریزاد تمکو لائے
جسوقت تم ہمارے گلے مل کے مسکرائے
آنکھین بچھائین دل کی مراد آئی تم جو آئے
مارے خوشی کی جامے مین پہولے نہ ہم سمائے

سامان جشن عاشقی و دلبری ہوا
اک غل ہوا قران مہ و مشتری ہوا

آتے ہی یار تمنے جتایا وہ رعب حسن
سکتے ہوئے دلون مین سمایا وہ رعب حسن
غش مین تمام بزم کو لایا وہ رعب حسن
عبرت تمہاری جاگئی چہایا وہ رعب حسن

پروانون کو جو شمعین فراموش ہوگئین
شمعین بہی کانپ کانپ کی خاموش ہوگئین

چہائی جو بیخودی نہ کسی کو خبر رہی
دنیا تمام رات ادہر کی ادہر رہی
روپوش تمسے پردۂ شب مین سحر رہی
گذری یہ خیر سیدہی تمہاری نظر رہی

کچھ حسن اتفاق سے پڑہ پڑہ کے دم کیا
مردہ دلون کو تمنے جلایا کرم کیا

ہم تم پہ تہے فریفتہ تم ہم پہ مہربان
وہ اک دلی لگاوٹ تہی کہ ہم تم تہے ہمزبان
کیا اتفاق تہا کہ دو قالب تہے ایک جان
ہر وقت تہی ہنسی مین ہنسی ہان مین ہان

ہر دم رہا بناؤ بغلگیر تم رہے
آئینہ تمسے ہم رہے تصویر تم رہے

ہم تمسے سرخرو تہے اگر لالہ رو تہے تم
ہم وہ چمن تہے جسکے گل آرزو تہے تم
پہولون مین ہی وہ پہول تہے ہم جسکی بو تہے تم
ہر دم شگفتہ رہتے تہے گو تند خو تہے تم

تم جو بہار حسن جوانی سے شاد تہے
ہم بہی تو نامراد نہ تہے بامراد تہے

ہم بہی تہے وضعدار جو تم طرحدار تہے
تیر ہٹے ہوئے تہے اگر تم نگار تہے

ہم بھی تمھے ایک رنگ جو تم گلعذار تھے
معشوق تم ہمارے تھی باغ و بہار تھے

مرغوب تھی تمھیں نہ کبھی دل پتنگ تھا
ہمتو وہ لگا سے تھے جسمین تمھارا ہی رنگ تھا

پہنائے ہمنے تمکو وہ خوش رنگ پیرہن
معشوق دلفریب کیا تمکو جان من
جسکی برید و قطع پہ پھبت پھبت پڑی پھبن
پھر تو یہ رفتہ رفتہ تمہاری ہوسے چلن

آغوش مین جو آئے تو آرام جان ہوئے
جسدم ہوئے روانہ تو روح روان ہوئے

معشوق ہمنے تمکو بنایا و ٹھاکے ناز
محسنتا وہ کی کہ تم ہوئے محبوب بے نیاز
تم جانتے بھی تھے نہ ادائے نیاز و ناز
دل لیکے تمنے خوب کیا ہمکو سرفراز

داغ فراق ہمکو دیا یون ہی چاہیئے
اچھا سلوک تمنے کیا یون ہی چاہیئے

اب تک ہین ہمتو صورت آئینہ تمسے صاف
تھا اتحاد و ربط نہ تھے ہمسے تم خلاف
برعکس ہمسے تم ہوئے تقصیر ہو معاف
دلجوئی سے ہماری نہ تھا تمکو انحراف

ہنس مکھ تھے خوش مزاج تھے ضد جانتے نہ تھے
نازان تھے ہمپر اوروں کو پہچانتے نہ تھے

دولت خدا نے دی تھی ہمین کچھ کمی نہ تھی
پہلو نشین تھے تم کہین صحبت جمی نہ تھی
رونق ہماری بزم مین تھی برہمی نہ تھی
عیسی کی بھی ہمین ہوس ہمدمی نہ تھی

بے رحم تم نہ تھے نہ ہمین دردمند تھے
ہم خود غرض نہ تھے نہ تمہین خود پسند تھے

تم جانتے ہو خوب ہمارا جو تھا دماغ
رہتے تھے باغ باغ نہ تھا دلمین کوئی داغ
کیا کیا خدا نے ہمکو دیے تھے مکان و باغ
تم شمع بزم حسن تھے ہم نور کا چراغ

برسون سے اپنے گھر سے بھی واقف نہین ہوا
آنکھون مین تمکو رکھتے تھے ہم دلنشین تھے تم

پوچھنے لگا لگا کے کیا مجھکو جانفشان
بے جرم تمنے ہمسے رگڑوائین ایڑیان
دیکھا سُنا نہین یہ زمانے مین امتحان
دم ہوگیا تبنگ مری ضیق مین ہے جان
کیا ظلم ہے کہ ظلم کی کچھ انتہا نہین
ایسی خودی سمائی کہ خوف خدا نہین

ہمنے جو تمکو پیار کیا کیا برائی کی
کچھ وجہ تو بتاؤ تم اس بے وفائی کی
دل لیکے تمنے ہمسے جو بے اعتنائی کی
ہمسے فریفتہ سے یہ ناآشنائی کی
شفقت تو ہو سکے تم کے سزاوار ہم نہین
تقصیر ہو معاف گنہگار ہم نہین

اے یار ہمنے تمکو جو چاہا تو کیا ہوا
ان جانفشانیون کا دیا تمنے یہ صلا
عاشق ہوئے تو ہمنے گنہ کونسا کیا
کیا خوب تمنے حق محبت کیا ادا
ہم تم پہ جان دیتے ہین پروا نہین تمہین
کیا بات ہے تمہاری ہزار آفرین تمہین

ایسے فریفتہ کہ جو یکتا ہے روزگار
جان و دل و جگر کا دیا تمکو اختیار
شیدا او مبتلا و وفادار و جان نثار
آنکھین بچھائین دل سے کیا ہمنے تمکو پیار
رکھتے تھے جانجان تمہین کس خوشی عیش مین
جھنجھلاتی تھی تو آنے نہ دیتے تھے طیش مین

بسمل کی طرح سے ہمین تڑپا رہی ہو تم
آفت ہماری جان پہ کیون ڈھا رہی ہو تم
گذرے ہوئے ہو آپ سے اترا رہی ہو تم
شاید جلا جلا کے ہمین تارہے ہو تم
ناحق جو ہم جلین کوئی پروانے ہم نہین
تم خود نہین ہو آپ مین دیوانے ہم نہین

کیا وجہ روز روز کی باتین یہ کیون سنین
وحشت کی آرزو نہین سر کسلیے دھنین
انگاروں پہ ہمین جو لٹاتے ہو کیون بھنین
سودائی ہوگئے تمنے زمانے مین کیون چنین
اب ایڑیان رگڑنے کا یارا نہین ہمین

سوداگری پڑے کا گوارا نہین ہمین

آنے کو منع کرتے ہو اچھا نہ آئین گے
ہرگز زبان پہ نام تمہارا نہ لائین گے
تنہائی مین زیادہ اگر تلملائین گے
بہلانے اپنے دل کو حسینون مین جائین گے

دم بھی جو نکلے گا تو نہ تم پر مرینگے ہم
معشوق قدردان سے محبت کرینگے ہم

ناحق تڑپ تڑپ کے مرین اسکی وجہ کیا
بے وجہ دم اجل کا بھرین اسکی وجہ کیا
جانباز ہو کے تمسے ڈرین اسکی وجہ کیا
چپ رہین گفتگو نہ کرین اسکی وجہ کیا

شفقت تمہین ہو جان پہ کیون کھیل جائین ہم
کسواسطے شباب کو اپنے مٹائین ہم

ایسے ہی اک حسین کو ہم بھی کرینگے پیار
جسکی پری سی شکل کرے تمکو بیقرار
شیدائی ہو کے اوس سے کہیگا کہ بار بار
خدمت مین اپنی رکھ لے مجھے تجھ پہ مین نثار

بندہ رہونگا اس ترے حسن وجمال کا
کلمہ پڑھا کرونگا مین جاہ وجلال کا

بانکی ادا ستم کی ہین شوخ رخ نگاہ
آنکھون مین موہنی ہے تو جادو کی ہے نگاہ
لیا ذقن کہ یوسف کنعان کو جسکی چاہ
شانون کی وہ کلائی کہ شرمندہ مہر و ماہ

بینی سی اوسکے جھیپتی ہے لو چراغ کی
شرمندہ رخ کی جھوٹ سے ہے ضو چراغ کی

وہ کاکل دراز دلاویز و مشک بو
جسکی لٹک کمند تمنا و آرزو
گھونگر مین اپنے طرون کے پیچیدہ مو بمو
سودائی ہو رہے ہین ہزارون ہی خوبرو

رہتے ہین اوسکی مانگ مین موتی بھرے ہوئے
قدسیان ہین آئینہ آگے دھرے ہوئے

وہ گل ریاض حسن مین رکھتا نہین جواب
اوسکا پسینا ہوتا ہے دو آتشہ گلاب
عارض سدا گلاب کے ہین پھول انتخاب
جوبن مراد پر ہے پہ بیٹھا تا ہی شباب

نازاں جو مسکرانے پہ غنچے چمن کے ہیں
چھوڑے ہوئے شگوفے ادسی کی دہن کے ہیں

آغوش وہ لطیف کہ آتی ہے بوے حور
گل فندق حناہے ہر انگشت شمع نور

بازو وہ خوشنما ہیں کہ شہرت ہے دور دور
پروانہ ہے فروغ پر اوسکے چراغ طور

طرفہ کف حنائی کا رنگ آشکار ہے
دزد حنا چراغ طلسم بہار ہے

نقشہ ہے گلشن ارم اوسکے مکان کا
رفعت وہ ہے کہ سر ہے نگوں آسمان کا

اسپار خانہ ہے وہی سارے جہان کا
رتبہ بلند طور سے ہے آستان کا

اوس قصر میں رسائی کا دستور ہی نہیں
گرد وغبار کا کہیں مذکور ہی نہیں

دیواریں لاجورد کی سب اوسکی گھر کی ہیں
ہے ریشب کی زمیں چھتیں سیم و زر کی ہیں

تصویریں سب دریچیاں جنت کی در کی ہیں
کڑیوں میں پچی کاریاں لعل و گہر کی ہیں

راتوں کو اوسمیں جھمگھٹے رہتے ہیں نور کے
شب کو کی روشنی ہے عوض شمع طور کے

شاید تمہارا ہو بھی جو اوس باغ میں گذر
حسرت ہے میں مسوس کے رہجاو تم جگر

اور اوسکے گل سے رخ پہ تمہاری پڑی نظر
اپنے پرائے کی نہ رہی تمکو کچھ خبر

اوسکی نگاہ تم پہ پڑے تیر کی طرح
حیرت میں تم کھڑے رہو تصویر کی طرح

بھولو سب اپنی شوخیوں کو اوسکے سامنے
مجبور رونمائی میں ہو اوسکے سامنے

نازو ادا کا نام نہ لو اوسکے سامنے
پوچھے نہ بات رو بھی جو دو اوسکے سامنے

چھائے جو رعب حسن سے پھر تم دکھائی دو
رو یدغل ہو کے دور سے اوسکی دہائی دو

سو جان سے غش ہو اوسپہ وہ بشن نظر پڑو

سکتا ہو آئینے کی طرح رخ اودھر جو ہو

معراج سمجھو بام تک اوسکے گذر جو ہو
اوڑ جاؤ آسمان پہ وہ تم سے خبر جو ہو
باتین سنو تو چرب زبانی کو بھول جاؤ
ان لن ترانیون کی کہانی کو بھول جاؤ

زندہ جمیعت کی اوسکے گلستان مین ہی بہار
عالم پہ خوش خرامی گلون کی ہے آشکار
وہ رشک گل جہان مین ہی کیا ہی روزگار
ہوتے ہین حسن رخ سے پریزاد شرمسار
مثل اوسکا رنگ و حسن خداداد مین نہین
ایسا نگار گلشن ایجاد مین نہین

ہے جسکے نظر پری کی وہ بیمثل جمال ہے
دیکھے جو آنکھ بھرکے کوئی کیا مجال ہے
رعنائی شیفتہ ہی یہ قیامت کا حال ہے
انداز جور کا ہے قیامت کی چال ہے
غالب ہوا ہی رعب اوسی کے شباب کا
ہوتا نہین ہی منھ جو ادھر آفتاب کا

واقف نہین ہنوز ہے وہ غیرت قمر
اوسکی تو خوش مزاجیون سے بھاگتا ہی شر
مانند حباب کے نہین آئینے سے خبر
آتا ہے اوسکا اوسکی ہتھیلی مین منھ نظر
شمع و چراغ سنتے جو پربائی ہے روشنی
پہچھے انھین اوسکے نور کی آئی ہی روشنی

سنتے ہین اپنی بزم مین رشک چھپا کے وہ
ترڑپا کرو تو دھیان مین ہمکو نہ لائے وہ
آغوش مین ہماری جو خوش ہوکے آئے وہ
رونے لگو تو ہنسنے لگے مسکرائے وہ
تکتا رہے کھڑے ہوے دست تاسف ملا کرو
مانند شمع سوز دروں سے جلا کرو

جسسے وہ گل تپاک کرے عشق ہم جتائین
نہلائین اوسکو عطر مین خود عطر مین نہائین
اوسکو بٹھاوے سامنے خلوت مین لیکے جائین
فریاد ظلم کرد بہی دسنے کو بھی نہ آئین
پوچھے انہین تو کہہ دین کہ ہم جانتے نہین
تیرے سوا کسی کو بہی پہچانتے نہین

ملنے کی اوس پری سے جو ہو جائے تم کو تاب
ایسا جنون ہو کہ نہ ٹھہرو کسی کے پاس
خوش فعلیوں کو بھول گئے [illegible]
[illegible]
مجنوں تو دیکھ دیکھ کے [illegible]
لیلی تمہاری پاؤں پہ [illegible]

جس گل کی خوبیوں کی یہ ہے شستہ گفتگو
ہیں وجد میں دماغ میں آتی ہے اوسکی بو
[illegible]
[illegible]
چاہیں سنگ اوسکا [illegible]
منہ سے جو کہے [illegible]

دن رات جشن و عیش کی محفل ہوا کرے
حیرت زدہ رہو تمہیں سکتا ہوا کرے
[illegible] ہوا کرے
[illegible] کرے
ہم وہ [illegible]
سعدین کے قران کی عالم میں دھوم ہو

اس کیفیت سے اوس سے ملاقات ہم کریں
آنکھیں بچھائیں پیار اوسے [illegible] ہم کریں
ساماں جشن کرکے مدارات ہم کریں
پہلے سے بھی نہ [illegible] کبھی بات ہم کریں
یہ بھی نہ چاہیں خاطر [illegible] کہ پھول [illegible] ہو
پوچھیں نہ بات بھی جو کبھی دل ملول ہو

ہاں اپنی بدمزاجیوں کو ترک اگر کرو
چشمک یہ ہمسے جلنے دو سیاہی نظر کرو
اور آج سے نہ ہمسے کبھی کوئی شر کرو
کیا ترچھے بیٹھے سنتے ہو کھڑا ادھر کرو
پھر مستعد ہیں شگفتہ ہونے کے واسطے
حاضر ہیں پھر فریفتہ ہونے کے واسطے

خوب آزما چکے ہو ہمیں اب نہ آزماؤ
اوٹھو بھی اب جگہ سے ہمارے لپٹ بھی جاؤ
جو کچھ کہا ہے ہمنے اسے دھیان میں لاؤ
بیتاب و بیقرار ہیں آغوش میں آؤ
پھر نشئیں تمہاری گردن [illegible] تھی

جانی تمہارے جھیڑنے کو گفتگو یہ تھی

اندر کی انجمن میں نہ پوچھیں کسیکا نام
بزم مسیح میں بھی نہ دم بھر کریں قیام
دیکھیں نہ اوسطرف جو ہو پریوں کا اژدہام
حوریں اگر لبھائیں تو رکھیں نہ اونسے کام
دنیا کے خوبصورتوں سے ہم رکے رہیں
تمپر فریفتہ رہیں تمسے جھکے رہیں

گلگوں جو ہو رہا ہے چہرہ عتاب کا
نیرنگ طیش ہے جو رخ لاجواب کا
آیا ہوا ہے جوش میں خون آفتاب کا
یہ بھی ہے اک بناؤ تمہارے شباب کا
پر ہم تو شگفتہ رہو گل کی طرح سے
ہم تمسے چہچہے کریں بلبل کی طرح سے

تمکو قسم ہے اپنے ہی جاہ و جلال کی
تمکو قسم ہے اپنے ہی سن اور سال کی
تمکو قسم ہے اپنے ہی حسن و جمال کی
تمکو قسم ہے اپنے ہی زر اور مال کی
آزردہ ہمسے ہو تو نہ دل تنگ تم کرو
حاضر ہیں شوق سے ہمیں چورنگ تم کرو

اتنا خوش خرامی و رعنائی کے لیے
بہر خدا غروری و خود آرائی کے لیے
ناز و ادا کا واسطہ یکتائی کے لیے
حسن و جمال و خوبی و زیبائی کے لیے
اتنا خوش مزاج بھی ہو مسکرا بھی دو
ہنس مکھ ہو ہنس بھی دو ہمیں پہلو میں جا بھی دو

پروانے ہم تمہارے ہیں چین بہ جبیں نہ ہو
مانگو جو ہمسے جان تو منہ سے نہیں نہ ہو
لو عہد تمسے کرتے ہیں ہم خشمگیں نہ ہو
ضامن خدا کو لو جو ہمارا یقیں نہ ہو
بوسہ دو گل سے رخ کا لب باغ باغ ہو
پروانے ہم تمہارے ہیں تم تو چراغ ہو

تمپر جو حسن داد خدا کا ہے خاتمہ
تمپر اگرچہ ناز و ادا کا ہے خاتمہ
ہمپر جفا کشی و وفا کا ہے خاتمہ
ہمپر بھی عشق و صدق و صفا کا ہے خاتمہ

تم حسطرف پھروگے ہم آنکھیں بچھائیں گے
لپٹے گی روح تمسے اگر مر بھی جائینگے

نا شاد ہم رہیں تو رہیں شاد تم رہو
پھولو پھلو خدائی میں آباد تم رہو
دنیا کو بھول جائیں فقط یاد تم رہو
جلوہ نمائے حسن خداداد تم رہو

ہمکو ہوں آرزو میں تمہاری ہی چاہ کی
حسرت تمام عمر کریں ہم نباہ کی

یہ جنگ زرگری تھی تم ان باتوں پر نہ جاؤ
لو خوش مزاج ہو خوش دل ہو مسکراؤ
واللہ دل لگی تھی اسے دھیان میں نہ لاؤ
بیتاب ہیں لگا لیں کلیجے سے آؤ آؤ

آغوش میں اب آؤ تمہیں پیار ہم کریں
پھر دل کو بلبل گل رخسار ہم کریں

ضامن شرف کو دیتے ہیں تمسے ڈریں گے ہم
تیرے بٹے رہیں گے تمہیں پر مریں گے ہم
ہمسے جواب کہو گے وہی اب کریں گے ہم
دم یا ہو جن کی طرح تمہارا بھریں گے ہم

اوٹھو ملو گلے سے خوش اے خوشخرام ہو
ہو جائے اب ملاپ کہ قصہ تمام ہو

مخمس بر غزل خواجہ حیدر علی مرحوم متخلص بہ آتش استاد مصنف

طبیعت سی کس آفت کا ستم ایجاد کرتے ہیں
مسخر کر کے صورت لوگوں کی دل شاد کرتے ہیں
کہ جز تسخیر کی قائم یہ بے بنیاد کرتے ہیں
بلا رحبان ہیں پتلی خاک کے بیداد کرتے ہیں

پری کو بند شیشے میں یہ آدم زاد کرتے ہیں

ریاض باغباں مرجھا کے گل برباد کرتے ہیں
چمن سے قمریاں سرو سہی آزاد کرتے ہیں
تاسف بلبلوں کے مرنے کا صیاد کرتے ہیں
بہار رنگ گل برگ خزانی یاد کرتی ہیں

جرس کی طرح سے واماندگاں فریاد کرتے ہیں

وہ کشتہ ہوں سراپا ستم ایجاد کرتے ہیں
وہ روتے ہیں تجھے جو روز و شب ... کرتے ہیں

جنھون نے جان لی ہی روح کو وہ شاد کرتی ہیں
خدا بخشے صنم یہ کہکے مجھکو یاد کرتے ہین
دعا بے مغفرت سر سے یہ جلاد کرتی ہین

یہ معشوقانہ افزائش کریگی قتل کس کس کو
خود آرائی کی فرمائش کریگی قتل کس کس کو
نہیں ثابت یہ زیبائش کریگی قتل کس کس کو
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہی شانہ آئینے کو یاد کرتے ہین

کوئی کیا مٹنے والا تا بہ دامن اوڑ کے پہونچیگا
کسی کا کیا بگولا تا بہ دامن اوڑ کر پہونچیگا
غبار اپنا ہی سب کیا تا بہ دامن اوڑ کے پہونچیگا
کوئی ذرہ تو اسکا تا بہ دامن اوڑ کے پہونچیگا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

ہوس مین دیدہ بوسی کی ہر دریا آنکھ سے بہتا
دل بیتاب صدمہ خود فراموشی کے ہے سہتا
کوئی معشوق سن لیتا تو اس نسیان کو کیا کہتا
خیال خط خیال بوسہ لب مین نہیں رہتا
عبارت بھول جاتی ہی جو مطلب یاد کرتے ہین

سمٰا مین انکی پیدا صورتین کرتے ہین پریون کا
ہر اک بیت انکی ہی تصویر خانہ نظم ہے ایسی
یہ قدرت دی ہی انکو کیا عنایت ہی تیری
یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

نہ ہی رحمت نہ ہی رحمت ہی مسکینون کی ہمت کو
کیا ہے سرخرو خون جگر پیکر قناعت کو
توکل سے عزیزی مین کر دیا ہی ترک لذت کو
عجب نعمت عطا کی ہی خدا نے اہل عسرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہین

کیے ہین پرزے پرزے غنچون نے اپنے گریبان کے
ادھر جوڑے کو چمن ہین لالہ و نسرین و ریحان کے
بگولے مستعد ہین خاک اڑانے کو بیابان کی
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجاڑا بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

چٹکتی ہے صبا سر جا بجا بار گلستان کی
خدا پر چل رہی ہین قینچیان اندر گلستان کے
ادھر سے بجلین گرے اب چمن کیونکر گلستان کی
کمر باندھی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجاڑا بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

بیا باتون سے بھی سامان ہیں مد گلستان میں
اوڑ سے جاتے ہیں مرغان چمن باہر گلستان کے
رہی بستی گلچین افسردہ آکے قریب دو گلستان کے
کہ یا [illegible] گلچین ان [illegible] گلستان کے
اجاڑا بلبلوں کے [illegible] کا صیاد آکے بستی

دل آزاری بیا تنک کی بھلا دی انکی [illegible] تھی
نہ پوچھی بات بھی انکی کبھی ایسی [illegible] تھی
[illegible] کی تھی
[illegible] دل کو انکے سمجھی
بہت پردہ ما [illegible]

ہماری نظم ہر اک دلکشا املاک مضمون سے
جو اسلوب حسن بندش ہر بستان وہ افزون ہے
کہیں [illegible] افتادہ مجنون ہے
کہیں [illegible] ہر [illegible] موزون ہے
غزل کہتے نہیں ہم [illegible] کرتے ہیں

تیا کو سوا نہیں تنہائی میں [illegible] حسینوں کا
شریک حال فضل حق ہے ان آفت نصیبوں کا
[illegible] میں [illegible] قریبوں کا
نبرد عشق میں اللہ حامی ہے غریبوں کا
پیادوں کے سوا غیب یہاں مداد کرتے ہیں

لباس قاقم و سنجاب کا جھگڑا ہے اے آتش
شرف سچ کہتے ہیں [illegible] تابہ کی آتش
دل اب پیراہن ہستی اپنا تنگ ہے آتش
پہنتے ہیں کفن میلا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرے گور سے ویران اور آباد کرتے ہیں

مخمس برغزل صاحب عالم و عالمیان مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

چاہنے والوں کو محبوب مرا کیا جانے
جلنے تالیف قلوب اسکی بلا کیا جانے
دن میں شوخی کے وہ شوخی کے سوا کیا جانے
جھوڑ الفت کے طریقے کو بھلا کیا جانے
ابھی کم سن ہے وہ انداز وفا کیا جانے

کسطرح جھوم کے جھکتی ہے گھٹا کیا جانے
قید کی کنج قفس لطف فضا کیا جانے
نانے سے چلتی ہے کسطرح صبا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جو مصیبت یہ گرفتار بلا کیا جانے

کون مرجھا گیا گل کون کھلا کیا جانے
رک رہی ہے کہ سنکتی ہے ہوا کیا جانے
رنگ گلزار کا کیا رنگ ہوا کیا جانے
بلبل دل مرا گلشن کی ہوا کیا جانے
جز مصیبت یہ گرفتار بلا کیا جانے

شور و غل عاشق تسلیم و رضا کیا جانے
بندۂ خاص اطاعت کے سوا کیا جانے
شمع سان جو کہ جلے آہ و بکا کیا جانے
دل ناشاد مرا شکوہ گلا کیا جانے
ہر جو عاشق وہ بجز شکر خدا کیا جانے

کون ہے ظلم جو سہتا ہے بتاؤ تو سہی
خون کس کوچے مین بہتا ہے بتاؤ تو سہی
کیون یہ غل قتل کا رہتا ہے بتاؤ تو سہی
کون ظالم اوسے کہتا ہے بتاؤ تو سہی
ابھی نادان ہے وہ جور و جفا کیا جانے

سجدۂ شکر کرونگا مری جاگی قسمت
اسقدر اسکی سعادت ہوئی اوسکی رحمت
للہ الحمد کہ دکھلا دی خدا نے قدرت
کعبۂ کوے بتان مین ہوئی دل کو راحت
اے ترے بتا صفت قبلہ نما کیا جانے

کون تری طاعت مین کیا آئے جو آئے پھیرا
تیرا محتاج دلی ہے ترا مرشد میرا
تیری رحمت نے اسے چار طرف سے گھیرا
ہار ہے ازملک سلیمان اسے کوچہ تیرا
بادشاہون کی حقیقت یہ گدا کیا جانے

مر بھی جاؤنگا تو آؤنگا نہ دم مین اسکے
غیر ممکن ہے جو یہ درد کو پہونچے پرسے
میرے آزار کی تشخیص نہ ہوگی اس سے
اور بیمار مسیحا نے کیے ہون اچھے
مرض عشق کی اسے جان دوا کیا جانے

روبرو اوسکے قیامت مین خدائی ہوگی
اسکا چھٹکارا نہ ہوگا نہ صفائی ہوگی +
عدل و انصاف کی ہر سمت دہائی ہوگی
مجرم عشق کی ہرگز نہ رہائی ہوگی
ایک بیرحم ہے وہ طرز عطا کیا جانے

عشق مین حسن پرستی کا جو آزار رہا
جان غم سے نہ چھٹی درد سے ناچار رہا
عشق پہ عشق آپکے کرا ہا کبھی ہشیار رہا
عمر بھر ہجر مین اے یار گرفتار رہا

وصل کا یہ دل بیمار مزا کیا جانے

نور کا ظاہر و باطن ہے ترے عاشق کا
ایسے رہا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا

واہ کیا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا
ایک سا ظاہر و باطن ہی ترے عاشق کا

یہ دو رنگی صفت برگ حنا کیا جانے

ایک حباب مری مٹی نہ کوئی دم ہوگی
مجتمع کون کریگا جو ہوا کم ہوگی

آندھی چھوٹی ہی ہی اوڑی کا ہی کو باہم ہوگی
کسطرح آہ بھلا خاک فراہم ہوگی

کسطرف اوڑ کے غبار اپنا گیا کیا جانے

میں جو کہتا ہوں لپٹ جائیے دو گھڑی مجھ سے پیار
جب میں کہتا ہوں کہ مرتا ہوں میں تم ہی پہ یار

ہنس کے کہتے ہیں یہ ہوتا نہیں مجھ سے زنہار
وہ یہ کہتے ہیں نہ کر مجھ سے محبت اظہار

عشق کہتے ہیں کسے سیری بلا کیا جانے

کون سا مجھ سے قصاص آ کے لیا کرتا ہے
پھیر کر آنکھ چھری پھیر دیا کرتا ہے

آنکھ کھلتی ہے تو لیتا ہوں وہ سیا کرتا ہی
بے چھری روز مجھے ذبح کیا کرتا ہے

غیر یہ حال ترا یار بتا کیا جانے

سامنا ہو سے ہو جاے تو دیکھوں نہ ادھر
پھوڑ ڈالوں جو مری آنکھ پڑے پریوں پر

گھٹ کے مر جاؤں پھرا ہم جو نہ اسکا دم
کور ہوں غیر کو دیکھا ہو نظر پھر کے اگر

کیوں ہوا یار مرا مجھ سے خفا کیا جانے

تھا جو میرے اجڑنے کا نہ پوچھو احوال
ہاشمی عشق میں تھا میں بھی کبھی خواب خیال

کیا کہوں کسے میں کردار محبت کا مآل
صورت سبزۂ بیگانہ ہوا ہوں پامال

نخل امید مرا نشو و نما کیا جانے

ارے عشاق تو رقت نہ کسی کی پوچھی
بات بھی تا دم رحلت نہ کسی کی پوچھی

درد مندوں میں طبیعت نہ کسی کی پوچھی
جیتے تا زیست حقیقت نہ کسی کی پوچھی

حال عاشق کو وہ پھر بعد فنا کیا جانے

سوچتا ہوں میں اس انجام کو پھر دن اکثر

مغفرت جانے میں دنیا سے میں جاؤنگا گر

میرے پہلو میں وہاں ہوگا نہ وہ رشک قمر
دل مرا بہلے گا جنت میں بتاؤ کیونکر
حور انسان کی طرح ناز و ادا کیا جانے

ڈر نہ تھا اسکو اجل کا اسے یاد کرنا
ذہن میں بھی نہ تو تھا قہر و غضب سے ڈرنا
کھیل تھا اسکی جوانمردی سے آگے مرنا
کھوئی تو ایسی خطا اس سے ہوئی ہی ورنا
سر جھکانا یہ گنہگار ترا کیا جانے

فرصت آئینے سے اوسکو نہیں دم بھر اے دل
بیرخی کا تو ہے موجد وہ ستمگر اے دل
چشم میں چاہنے والوں سے ہیں اکثر اے دل
آنکھ میں اوسکی مروت ہوئی کیونکر اے دل
بے حیا بیباک ہے وہ شرم و حیا کیا جانے

ضعف کا حال یہ ہے نام نہیں طاقت کا
پوچھے دیتا ہے جگر سوز ہے اس شدت کا
آنکھ کھلتی ہی نہیں حال یہ ہے غفلت کا
نبض تھمنے لگی کیسی بیمار تپ فرقت کا
وہ مرض مجھکو ہوا ہے جو شفا کیا جانے

قدر داں ہی نہیں یار ہرگز وہ ستمگر اے دل
[illegible]
اقربا سے یہ دور انداز وں کا اوس پر اے دل
جیب شکل بہتان تو تہمت ہے سراسر اے دل
[illegible] دو کل یا مع وفا کیا جانے

[illegible] عاشق
[illegible] عاشق
عمر بھر اوسکو پوجتے گئے ہم [illegible]
[illegible]
حق و باطل کو تری زلف رسا کیا جانے

کون ہو سکے جو سمجھاتا ہوں اکثر اے بت
نقش غم کو سمجھائے کوئی کیونکر اے بت
دل میں کھٹکا ہے [illegible]
سوز الفت نہیں [illegible]
درد جو دل میں ہے وہ غیر خدا کیا جانے

شب وصل ہے دو الفت میں نا کام
مدتوں درد جدائی میں ہوئی عمر تمام
کھینچ سے [illegible] کبھی [illegible]
ایک دم بھی نہیں [illegible] سے پایا آرام
دل نالاں مرا جز آہ و بکا کیا جانے

لٹ گیا میں ہوئی پروانہ نگر کچھ مجھکو
حال لکھنا نہیں وہ رشک قمر کچھ مجھکو
دل کا صدمہ ہی نہ ہے ہوش جگر کچھ مجھکو
مدتون سے نہیں معلوم خبر کچھ مجھکو

اوسنے کیا دل کا مرے حال کیا کیا جانے

نالے کرتے ہین شرف کی ہی یہ صورت کوکب
کیا کہے اوس سے کوئی اپنی حقیقت کوکب
وہ ستمگر نہیں کرتا ہے سوا شب کوکب
نہ سنے جو کبھی افسانہ الفت کوکب

پھر بتاؤ تو کہ وہ حال مرا کیا جانے

تخمیس غزل مبارک حضور پرنور دام اقبالہ

وہ درد اوٹھا ہے جو لا دوا ہی نہ جسکی حد ہی نہ انتہا ہے
نشانہ دل تیر یاس کا ہے اجل کا دم بیٹھ سنا منا ہے
عجیب ہم اطرفہ ماجرا ہے کبھی ہے سکتا کبھی بکا ہے
مرا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ بدلے اشکون کے خون بہے
مگر وہ دانستہ پوچھتا ہے کہ کس پہ مرتے ہو کیا ہوا ہے
ہوئی یکایک جو شام غربت کیا ان آنکھوں نے خواب رخصت
تھمی نہ تا صبح انکی رقت تڑپ تڑپ کر ہوئی یہ صورت
نہیں اب اتنی بھی مجھ میں طاقت کرون میں اونکو جو کچھ وصیت
نہ پوچھیے مجھسے حال فرقت بیان ہوگی نہ دل کی حالت
ہمارے کہنے کی کیا حقیقت جو آپ کہیے وہی بجا ہے
جنون نے چھڑوا دیا تھا گلشن لبانے جاتا تھا قیس کا تن
بھرا ہوا تھا گلون سے دامن حزین تھے رہبر خوشی سے دشمن
لگی ہے چپ دلکو ہے وہ اوبھن کہ ہو رہی ہے کمند گردن
چھٹا ہے جیبدن سے میرا مسکن ملول ہیں دوست خوش ہیں دشمن
ملا نہ بعد فنا بھی مدفن گواہ غربت مری قضا ہے

بالی مین تم خدا ہوئے کیا تمہاری ہے کبریائی بیجا
کرو نہ مجھسے غرور اتنا مجھے تمہاری نہین ہے پروا
ال مین سن لون گذر تمہارا کبھی نہ اوس جا کرون مین سجدا
نہین غرض مجھکو تمسے حاشا کرونگا اوس سے تمہارا شکوا
تمہین بنایا ہے جسنے یکتا وہ میرا بھی وہی خدا ہر
ہوا جو تمنے وہ چھٹنا تا بہت ستانا نہ اب ستانا
جو آئے ہو تم تو پھر بھی آنا یہ چاند سا منھ نہ اب چھپانا
زبان پہ جو کلام لانا جگر مین پیکھنے لگا نہ جانا
نہ خون آنکھون سے اب رولانا نہ مجھکو دل سے کبھی بھلانا
عبث ہے میرا صنم جلانا کہ سوز فرقت سے دل جلا ہر
نہ عشقبازی سے باز آئین تو چین پھر کسطرح سے پائین
محبت اوسنے جو ہم جتائین تو وہ ہمین کیون نہ آزمائین
بقصد اونکا نہ دل مین لائین تو رنج ہجران سے چھٹ نہ جائین
نہ یاد اونکی اگر بھلائین تو پھر نہ کیونکر ستم اوٹھائین
بجا ہے جتنا ہمین جلائین کہ دل لگانے کی یہ سزا ہر
کریگی طوفان یہ اشکباری نہوگی اب ہمسے بیقراری
پڑا ہے وہ تیر عشق کاری نہ جان چھوٹیگی بیقراری
لہو ہے زخم جگر سے جاری نہین کچھ اسکی بھی پاسداری
نہوتی الفت اگر تمہاری تو کس یہ ہوتین جفائین ساری
عبث ہی فریاد و آہ و زاری حقیقتا مین مرض سزا ہر
ہوا ہے سحر اسپہ یا کہ جادو دکھائی دیتے ہین سانپ گیسو
چھلکتی ہے اسکے بلی سو دیسے کی جوگر پڑتا ہے اسسے پہلو
نہین ہے فرق اسمین ایک سرمو ہر ایک دلکو اوسکے کی خو

نہ اس سے بھولے گی یادگیسو نہ رحم کھائیگا وہ جفا جو
نہ دل پہ قابو نہ اوس پہ قابو نئی بلاؤن کا سامنا ہو
گرے پڑے ہین لحد کے تختے فسانے ہین یاس بیکسی کے
تباہ ہین استخوان جو میرے دوبارا پھر کہان دفن کرد ہے
کبھی وہ دو پھول بھی نہ لائے بڑے جو دلسوز آشنا تھے
رکھون جہان مین امید کس سے ہزار دن ہین میرے دل کو شکوے
خبر بھی اب تک نہ لی کسی نے چراغ تربت بجھا پڑا ہے
خزان کو تھا بغض کس چمن کا کہ باغ نقشہ ہوا ہے بن کا
نہ وہ ذخیرہ ہے یاسمن کا نہ گل ہے نسرین و نسترن کا
نہ ہوش ہے ہمکو تن بدن کا قلق ہے گلہاے خندہ زن کا
نشان بھی اب تو نہین چمن کا نہ ذکر باقی ہے انجمن کا
ہم ایسے آوارہ وطن کا نہ کچھ نشان ہے نہ کچھ پتا ہے
شرف سے کہتے ہو وہ بلائے بلا کے ہمکو وہ آزمائے
ہمارے رونے پہ مسکرائے کبھی وہ سن لے تو قہر ڈھائے
جو زہر اوس سین ہو قاپہ کھائے کبھی نہ اوسکی خبر منگائے
اگرچہ فرقت مین جان جائے نہ لیکن اوسکو خیال آئے
خدا ہی کو کب تمہین بچائے ستم کا ظالم وہ پر جفا ہے

ایضاً مخمس بر غزل مبارک حضور پر نور مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

حقیقتاً مین نہ پھرتا جو یار آنکھون مین
اوسی کی روشنی تھی بیشمار آنکھون مین
نگاہین بھی تو نہ لیتین قرار آنکھون مین
نہ اوسکے حسن کا جلوہ تھا چار آنکھون مین
رہا نظر کی طرح وہ ہزار آنکھون مین

چھپے جو تحت دل بیقرار آنکھون مین
گل مراد ہو پھر آشکار آنکھون مین

عجیب شگوفے کھلاتی بار بار آنکھوں مین ۔ رہے ہے جو داغ جگر کے بہار آنکھوں مین

سمائے پھرتی ہے لالہ زار آنکھوں مین

بیان تھی قدرت پروردگار آنکھوں مین ۔ کوئی کھڑا ہوا تھا اوسی کا سنگار آنکھوں مین
سمائی تھی اوسی کی بہار آنکھوں مین ۔ جو دیکھتے تھے سو تھی نقش پایار آنکھوں مین

دم آرہا تھا دم احتضار آنکھوں مین

ہے یہ دور سلامت ترا خدا رکھے ساقی ۔ مدد کہ تشنہ ہون ہر دل کا درد سے تو اے ساقی
دون جنت خلد کی انگور سے تو اے ساقی ۔ مجھے والے علی مجھکو دے تو اے ساقی

کہ اور بھی ہو زیادہ خمار آنکھوں مین

یہی مین مجھ سے اگر یاد تجھی کرے بیداد ۔ خدا کی سیر کو بھلا دون خدا کو رکھوں یاد
کبھی بسور لون دل کو کبھی کرون ناشاد ۔ کبھی تو آنسون کبھی روؤن کبھی کرون فریاد

دکھاؤن کیونکر بلبل وہ بہار آنکھوں مین

پائی یہ گل نے جہان مین تو ترے آگے گل ۔ دکھا یا چاک گریبان مین جو ترے آگے گل
یہان ہی پھولون کی جان مین تیرا آگے گل ۔ گیا تھا مین جو گلستان مین تو ترے آگے گل

دکھائی دیتا تھا گلزار خار آنکھوں مین

خبر تھی آنے کی آتے تو اب تک آجاتے ۔ نگاہ در سے ہی آنکھوں کو ہم نہین پھراتے
لئے سا رہی رات کئی دن لئے یون گھبراتے ۔ وہ آج دیکھنے آتے ہین یا نہین آتے

بنا ہو شوق سے گھر انتظار آنکھوں مین

بعد انکو خواستہ وہ اسطرف جو آجائین ۔ جو مر رہے قبر مین سوتی ہین تلملا جائین
یقین ہے کہ قیامت ہی آ کے ڈہا جائین ۔ نشان بھی وہ نہ رکھین جو قابو پا جائین

چڑھا ہوا ہے ہمارا مزار آنکھوں مین

شدت کہتی تھی جسکو چھٹا وطن ایسا ۔ نہین ہے گلشن ایجاد مین چمن ویسا
وہ ہی جانتا ہے دل مین داغ ہے جیسا ۔ تمام اہل وطن کو تو بھولنا کیسا

حضور پھرتا ہے اوجڑا دیار آنکھوں مین

یہ نوک جھوک کی چتون یہ تیر سے مژگان
پلک پلک یہ ہی تصویر کی نظر قربان
بھلا یہ خوش نظری آہوون نے پائی کہان
قسم ہے نرگس شہلا کی اے گل خندان
تری سی آنکھ نہ دیکھی ہزار آنکھون مین

تمہاری مردمک چشم تو ہے اسکی گواہ
کیا غریبون کو سرمہ لگا کے خاک سیاہ
نہ تھا قصور کسیکا نہ تھا کسیکا گناہ
ہوا اشارے سے برباد کوئی کوئی تباہ
ہی گردش فلک کجمدار آنکھون مین

لگی ہین چھت کو جو آنکھین قدم ہی گھبراتا
پلک بہی کوئی جھپکتی ہوئی نہین پاتا
زبان پہ نیند کا شکوہ مگر نہین لاتا
یہ وجہ ہے جو نہین خواب کا خیال آتا
تصور اوسکا ہے لیل و نہار آنکھون مین

خوشی خوشی اوسے سینے جو دی جگہ دلمین
ہوئی بہار تعشق کی بہی جگہ دل مین
تو جھسے بلبل حسرت نے لی جگہ دلمین
ہو باغبان حقیقی نے کی جگہ دل مین
ترا مقام ہے اے گلعذار آنکھون مین

شکار کھیلنے کو وہ جہان پھرتے ہین
ہم اونکی ان قدر اندازیون پہ مرتے ہین
جہان کے صید ہین جتنے دم اونکا بھرتے ہین
غزال خواب کو سوتے مین صید کرتے ہین
وہ کھیلتے ہین ہرن کا شکار آنکھون مین

لکھا ہی خط مین یہ مینے کہ پہر بہی آؤ کبھی
یہ آرزو ہی کہ پہر بہی مجھے لبھاؤ کبھی
کرون وہ پیار کی باتین کہین نہ جاؤ کبھی
نہ بھولون گا وہ شب وصل کا بناؤ کبھی
کھبا ہوا ہے تمہارا سنگار آنکھون مین

جھٹین ہین جب یہ شگوفی تمہاری مجلس سے
بھلا حلف تو کرے وہ کہا ہو کچھ جس سے
ہوئے ہین ہم یہ یہ جھوٹا نہ ہم کہین کس سے
ہمارا حال محبت فقط کہا اس سے
پھر آئے اشک جو بے اختیار آنکھون مین

مذاق حسن پرستی مین دل جو گھبرایا
دعا کو ہاتھ بہی اسکے سینے پھیلایا
خدا کی ذات کو موجود ہر طرف پایا
وہ نور دیکھون کہ موسی کو جس سے غش آیا

لیا رت الٰہی دے پروردگار آنکھوں میں

وہ نشۂ عشق نے پرسوں ہوئی پلایا تھا
کہ بیخودی ہے وہی آج تک وہی ہے مزا
اسی سے بیہوش [illegible] ہے دل میرا
قسم ہے بادہ کی ساقی ہے محبت کا

ابھی تک سرور ہے باقی خمار آنکھوں میں

[illegible] پاس عاشق کی
وہ رکھتا آئینہ دامن کے پاس عاشق کے
[illegible] کے پاس عاشق کے
تمہارا بیٹھنا بن ٹھن کے پاس عاشق کے

[illegible] کیا خوشگوار آنکھوں میں

[illegible] ملانے کا
کہ ہجر میں حال نہ تھا اشک بھی بہانے کا
[illegible] جانے کا
جو وقت نزع تصور تھا تیرے آنے کا

تو آ کے اٹکی تھی یہ جان زار آنکھوں میں

کسی طرح سے گوارا نہ تھا فراق مجھے
ترے نہ دیکھنے کی تھی نظر بھی شاق مجھے
بدل جو [illegible] دیدار کا مذاق مجھے
ترے ترے آنے کا رکھنا تھا اشتیاق مجھے

[illegible] رہا آنکھوں میں

[illegible] ہوگا آپ کے صاحب
خدا ہی شام و سحر ہوگا آپ کے صاحب
[illegible] ہوگا آپ کے صاحب
وہ خاک مد نظر ہوگا آپ کے صاحب

[illegible] جو مانند خار آنکھوں میں

نہ [illegible] تک سے مجھے ثابت
ہوا یہ غیظ تو ادراک سے مجھے ثابت
نہ تھا اشارۂ بیباک سے مجھے ثابت
ہوا یہ چشم غضبناک سے مجھے ثابت

کہ آ گیا ترے دل کا غبار آنکھوں میں

شرف کی طرح نہ ٹکراؤنگا میں سر کو کب
نہ اف کرونگا جو پھٹ جائیگا جگر کو کب
نہ [illegible] میں نہ اب ہوگی چشم تر کو کب
میں ضبط گریہ سے مر جاؤنگا مگر کو کب

نہ اشک [illegible] اب زینہار آنکھوں میں

[illegible]

دل بسوسا کسطرح ہم تلملائے کسطرح
سب بہے آنسو گر پڑے ہم سکے نہ اٹھائے کسطرح
بیرخی کی تمنے ہمسے ہائے ہائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کسطرح

روئے دل جبکا نہ بہا آنسو بہائے کسطرح
جان جو تڑپے ہیں تو پھر قرار آئے کسطرح
سرگذشت درد ہجران بھول جائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کسطرح

تم ہی انصاف ہو کہ دل آرام پائے کسطرح
خود دوا کرنا تھا جو نہ اسکا درد جائے کسطرح
بیقراری میں نہ تڑپے تلملائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کسطرح

کرتے ہو دم بند تم سانس آ جائے کسطرح
سانس ہو اور آ جائے تو قالب میں سمائے کسطرح
ایسی بیتابی میں روح آرام پائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کسطرح

بیگنہ بیجرم تمنے ظلم ڈھائے کسطرح
بیوفائی اب بھی جاتے ہو جتائے کسطرح
داغ مایوسی ہمارے دل سے جائے کسطرح
کہیے کیونکر صبر ہو دل تاب لائے کسطرح
کیا ہمیں امید تھی تم پیش آئے کسطرح

قطعات تواریخ

قطعہ تاریخ رحلت جناب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر سید العلما جناب میرن صاحب مغفور

گشت چون دفن سید العلما
خواندہ جملہ ملائکہ تلقین
مقتدا از جناب مولانا
در بہشت برین شدند مکین
قدسیان خاک ریختند بسر
ابر زند آسمان بہ زمین
بہر تاریخ فکر چون کردم
گفت ہاتف شرف مباش حزین

بطفیل حسین ابن علی
رحمت شد مکان علیین
۱۲۷۱

قطعۂ تاریخ وفات شاہ فتح علی مولوی مقبرۂ عبدالرحمان صاحب

در جہان شد چہ واقعہ ناگاہ … با خدا مرد بود مرد اے آہ
گفت ہاتف کہ شاہ فتح علی … صبح عاشورہ شد فنا فی اللہ
۱۲۷۱ھ

تاریخ رحلت اُستادے جناب خواجہ حیدر علی آتش مغفور

خواجۂ صبر و رضا و بندۂ خاص خدا … تارک دنیا و لذت قانع و گوشہ نشین
بے ریا بے نفس بے پروا و بے حرص و ہوس … ناز بردار توکل با خدا عشرت گزین
پاک دامن پاک طینت پاک باز و پاک و صاف … محو محبوب خدا جویائے رب العالمین
عارف و مجذوب سالک چلہ کش روشن ضمیر … خاکسار و بو ترابی عاشق حبل المتین
کربلا مین روح رہتی ہی ہوئی ہین گہر مین دفن … زندہ دل تھے زندۂ جاوید ہین زیر زمین
شاعر بیمثل و یکتا تھے وہ فردوسی عصر … چل بسے افسوس دنیا سے سوی خلد برین
آتش اونکا تہا تخلص نام تہا حیدر علی … تھے خدا رس تھا اونہین دنیا سے کچھ مطلب نہین
اے شرف تھے جلوہ فرما بوریائے فقر پر … کرتے تھے ہر وقت تعظیم و ادب مسند نشین
سال رحلت سے دو عالم مین ہین شہرت یافتہ … حیدری مداح و فردوسی فردوس برین
۱۲۶۳ھ

قطعۂ تاریخ رحلت زوجۂ مرحومۂ وزیر السلطان منشی امیر علیخان بہادر

صاحب عصمت ز دنیا رفت چون لطف النسا … پاک دامن شد بہ جنت از رحیمی خدا
دوستدار اہلبیت و عادی صوم و صلوٰۃ … عاشق آل عبا بے نفس و راضی بر رضا
در تمامی عمر خود خوشنودی شوہر نمود … تا دم آخر بجا آورد وہ حکم کبریا
در ربیع الاول و دو شنبہ و بست و یکم … یک بیک سوئے نفس شد ز سامان قضا

کرد در ذکر الٰہی این مجبہ انتقال — آفرین صد آفرین و مرحبا صد مرحبا
در تلاش کوثر و تسنیم و فردوس برین — روح پاکش شد روانہ جانب ملک بقا
از مکان تعزیت چون نعش را برداشتند — ہر طرف شد ماتم و ہنگامۂ آہ و بکا
بود بر تابوت نازل رحمت پروردگار — رفت زیر سایۂ بنت نبی خیر النسا

سال تاریخ وفاتش گفت ہاتف ای شرف
فاطمہ حجلہ عطا فرمودہ جنت کبریا
سنہ ۱۲۸۲

قطعۂ تاریخ انتقال حسینی بیگم زوجۂ انصرام الدولہ منشی فضل احمد خان بہادر

شد چو این مومنہ در ذکر الٰہی بیجان — رفت در خدمت زہرا بگلستان ارم
حجلۂ قبر چنین یافت ز فضل احمد — بہر وصل آمدہ حوران بہشتی باہم
شد چو از خاک شفا قبر منور تیار — گشت چون روضۂ فردوس برین در عالم
ای شرف کرد چو مرحومہ بہ تربت آرام — مرحبا خلق خدا گفت خدا کرد کرم

بعد دفن آمدہ فی الفور صدائی ہاتف
حلہ از خلد عطا شد بحسینی بیگم
۱۲۸۱ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف کتاب شکوۂ فرنگ مصنف دیوان ہذا

دو لفظی ہوئی فکر تاریخ کی — لکھی جب کتاب شکوۂ فرنگ
بیان کر چکے ہم جو نیرنگ عذر — لکھی ہمنے تاریخ آہنگ عذر
۱۲۸۰ھ

قطعۂ تاریخ شادی کدخدائی دختر عالیشان نواب سعید الدولہ بہادر خلف نواب ممتاز الدولہ بہادر

جو فرزند ممتاز دولہ کے ہین — سنو اونکی دختر کی شادی کا حال
کیا بیاہ بیٹی کا اس دہوم سے — ہزارون کو بخشا بہت اپنا مال

ہوئی جشن شادی میں ہمکو یہ فکر — کہ اس بیاہ کے لکھیے سن اور سال
ہوئی عید [illegible] زہے شادی — کہی ہے تاریخ یہ [illegible]

قطعۂ تاریخ ولادت شہزادی ہندوستان [illegible]
صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہ

چو وقت ولادت بسر رسید — [illegible] عالم ہمایون [illegible] انجام کرد
تولد شد دختر ذی حشم — سروش این خبر [illegible] اعلام کرد
شوند مرزا ولیعہد جشن — جہان را [illegible] آرام کرد
ز اقبال مانوس شد بہشت — [illegible] جاہ و اکرام کرد

شرف از حسن سال جشن ولادت
خلافت زبان سبکم ارقام کرد
۱۲۹۱

قطعۂ تاریخ وفات رانی صاحبہ زوجہ منور علی خان صاحب راجہ مرحوم

زہد میں شہرہ تھے اس مرحومہ ذیجاہ کے — عمر سی سالہ گذاری عشق میں اللہ کے
ایک محشر تھا بپا جسدم ہوا تھا انتقال — نانپارے میں تھے ہنگامے فغان و آہ کے
نعش اطہر پاک دامانی سے کی مسجد میں دفن — حلۂ جنت فرشتے لائے بیت اللہ کے
واقعہ جسنے یہ ہاتف سے جو پوچھا تو کہا — خلد میں حرچے یہ ہیں اس رانی ذیجاہ کے

موت نکلا جس گھڑی آخر کو نام اللہ کا
واہ رے سامان کہ نکلی روح ساتھ اللہ کے
۱۲۹۱

قطعۂ تاریخ ولادت دختر راجہ جنگ بہادر صاحب فرمائش مہدی علیخان صاحب

صاحب جاہ و حشم جنگ بہادر نامدار — ۲۰۰ — راجہ و والی راج نان پارہ کا سرکار

شان دارد نوجوان ذی رتبه نوی جهلمه	۷۰۰	ذی کرم فیاض و شفقت با خدا تالی دو تار
از عنایات خدا بشگفت گلزار مراد	۵	همگان زان پاره شد عجب [illegible] بهار
شد چو پیدا دختر عالی نسب والا حسب	۳۰۰	شادی تولید شهرت یافته در هر دیار
یک زمانه راجه صاحب را مبارک باد داد	۳۰۰	شاد شد از خلعت و زر هر کس تا اهلکار
خیمه‌ها استاده شد رقص و طرب شد هر طرف	۷	زین هجوم ماه رویان انجمن شد یادگار

یک لفظی تاریخ به افتخار
۱۲۹۲

بهر تاریخ ولادت کرده شد چون جستجو	۱۰	یافت از فکرم تاریخ ولادت افتخار

ایضاً تاریخ

گفت تاریخ ولادت ای شرف هاتف ز غیب	۴۰	مژده از اقبال تولید همایون آشکار

۱۲۸۲

ایضاً تاریخ

روز نه ماه مبارک بوده و بیست و یکم	۴	دو صد و هشتاد و دو بودند افزون بر هزار

ایضاً تاریخ
۱۲۸۸

طول عمرش باد زنده باد دارالی صاحبه	۳۰۰	شد ز حرف اول هر شعر تاریخ آشکار

عیسوی حرف سر هر مصرعهٔ دوم بگیر
کن اضافه شش و شصت و هشت صد بر هزار ۱۸۶۶

قطعه تاریخ تیاری حوض و شوق ماهیان بندگان حضرت سلطان عالم خلد الله ملکه

سنه ۱۲۸۲ سنه ۱۸۶۶

تاریخ هجری از اول حرف مصرعهٔ اول - تاریخ عیسوی از حرف اول مصرعهٔ دوم

سنه ۱۲۷۲

تاریخ فصلی از حروف آخر هر مصرعهٔ اول

خسرو ملک اوده چون حکم فرمود از دهن	۴۰	ماهیان سرخ در نهر آمدند تا باب جهان

۲	بود حکم پادشه فی الفور شد تعمیل حکم	۴۰	۳	چون برای حوض حکم خاص شد در هر مکان
۸	حوض نو تیار در سلطان خانه شد چنین	۵۰	۴۰	ماهیان کوثر و نهر لبن دیدم در آن
۴	دیدنی سرخی و سبزی شستهٔ آب حیات	۴۰۰	۵۰	نادر و بی مثل هر ماهی است نایاب جهان
۳۰۰	شد چنان ترسیم از حسن صفا این حوض پاک	۲۰	۹۰	صاف تر گردید چون آئینه آبش اندر آن
۱	آب صافش ابر و تر دارد از آب حیات	۴۰۰	۱۰	یافته هر ماهی لعل و زبرجد روح و جان
۳۰۰	شد دلم در بحر فکر سال و سن چون غوطه زن	۵۰	۳۰۰	شد ز افضال خدا از تیغ صورت این بیان
۳۰	لازم آمد گفتم این تاریخ هر ماهی شتاب	۲	۳۰	لاجواب و قسم چون ماهیت حوت جنان
۱	ای شفیق بشنو ز من تاریخ سال عیسوی	۱۰	۳	چشمهٔ نور عجائب حوض گلزار جنان
۸	حرف اول را جدا از هر مصرعهٔ اول بگیر	۲۰۰	۴۰۰	محبوب تاریخ سن هجری شود ای نکته دان
۲۰	کن حروف اول هر مصرعهٔ دوم بهم	۴۰	۳۰۰	شش و شصت و یکهزار و هشت صد باشد عیان
۸	حروف آخر چون بهم هر مصرعهٔ اول کنی	۱۰		تحفهٔ تاریخ سن فصلی برآید بی گمان

مالک عالم بود سلطان عالم پادشاه
یا علی زیر نگین باشد هر اقلیم جهان

قطعهٔ تاریخ ولادت آفاق مرزا محمد نوح بهادر فرزند دلبند صاحب عالم مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

نور چشم صاحب عالم بهادر تاجدار
گوهر تاج جهانداری و لعل بی نظیر

یعنی شد تولید مرشدزاده قیصر حشم
نیر اعظم جبین رخسار چون بدر منیر

کرد ابو النصرة همایون جاه کیوان قدر نام
بهر تهنیت ز هر اقلیم حاضر شد سفیر

بعد تقسیم لباس و خلعت از دست کرم
زرفشانی شد که مالامال شد برنا و پیر

هر طرف در کلکته این شور مبارکباد شد
شد برای نذر حاضر هر امیر این امیر

در رجب وقت عروج جمعه و روز سوم
از حمل خورشید پیدا شد ز افضال قدیر

بزم چون بزم سلیمان در جهان شد آشکار
شهرهٔ آفاق شد جشن تو ای ولیعهد میر

[illegible]

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان مبارک تصنیف خاص مرزا ولیعہد بہادر

دام اقبالہ

[illegible]

ایضاً قطعہ تاریخ طبع دیوان مبارک حضوری [illegible]

نام صفت شہرت دیوان حضور [illegible] | یعنی شد فرد عجب [illegible]

[illegible]

[illegible] مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

نور چشم صاحب عالم ولیعهد او بود چون | گوهر تاج خلافت اختر قیصر حسب
جشن شادی ولادت مختصر کردم بیان | شهرت اسراف چندان شد که در [illegible]
غنچهٔ باغ تمنا قرة العین حضور | یوسف حسن و چراغ طور اقبال [illegible]
محرم پنجشنبه بود تاریخ نهم | شد فروغ این چراغ کشور جود و کرم
آسمان در دفتر خود نیر اعظم نوشت | شد بدیگو نیر عالم جاه و اقبالش [illegible]
فکر تاریخ تولید مبارک دل چو کرد | خالق مقصود من تائید کرده [illegible]

گفتم این مصرع ز اقبال ابو النصر ای شرف
کوکب اوج سکندر وارث طبل و علم

قطعهٔ تاریخ تولد مبارک شهنشاه مرزا محمد ضیاء النصر بهادر
خلف الصدق مرزا ولیعهد بهادر دام اقباله

[illegible] تولید شاهنشاه مرزا نامدار | از عنایات خدا مشهور شد در شش جهت
[illegible] هفتم ماه مبارک جمعه هم | ساعت نیک و من [illegible]
[illegible] شد پسر کار حضور | [illegible]
[illegible] صاحب عالم بهادر در جهان | [illegible] مرزا ان را خطاب و [illegible]

سال تولید مبارک نظم کردم ای شرف
کوکب اقبال و طلع [illegible]

ایضاً تاریخ ولادت دختر خاکسار بهادر

[illegible]

در حضور صاحب عالم بهادر وقت عجب / چون شرف بهر عروض فکر کردم [illegible]

ناگهان هاتف مبارکباد داد از من بگفت / شد ولادت مسند آرائی جاه و وقار

قطعه تاریخ رحلت جامع الکمالات عالم و فاضل حاجی و زوار بیذاکر معجز بیان مرزا محمد صاحب مرحوم

حاجی ازین متقی مرزا محمد / نمازی و محب حاجی و زوار

بعلم و فضل یکتائے زمانه / بعالم اجتهادش شد سزاوار

در نایاب بحر خوش بیانی / بطاعت عابد و شب دار و دنیا

بوعده جان بحق تسلیم کردند / خداوند دو عالم شد مددگار

جدائی شد چو همراه جنازه / شده هنگامه محشر نمودار

قضا آمد بماه رمضان مبارک / خدا دادی شرف در خلد گلزار

بهر امداد بوی آمرزشش ز تاریخ / سن رحلت شد آداب غفار

۱۲۹

قطعه تاریخ رحلت نواب سعید الدوله بهادر مغفور خلف الصدق نواب ممتاز الدوله مرزا فریدون قدر بهادر

چون سعید الدوله سردار و رئیس ابن رئیس / در اذان شب چو بشنید اشهدان لا اله

[illegible] در سوز تنفس واجبات متعرض / بهر کرمی خدای دو جهان کرده نگاه

[illegible] / جانب [illegible] جنت از جهان [illegible]

[illegible] / [illegible] عالم مغفور [illegible]

[illegible] / گفت [illegible]

[illegible] / [illegible]

در پریشانی و غم شان و شکوه افتاده بود … حسرت افزا بود همراه جنازه اوج وجاه
بوی آمرزش چو بعد غسل آمد از کفن … رحمت معبود شد بر پاک دامانی گواه

فکر چون کردم برای سال آمرزش زغیب
آمد آواز سے بجنت یافته آرامگاه
۱۲۸۹

قطعهٔ تاریخ مکان مونس الدوله رفیق الملک سید علی حسین خان

مونس الدوله بهادر صاحب اقبال اوج … عاشق و پروانهٔ سلطان عالم بادشاه
با خدا و بے ریا و باوقار و کن رکین … کارپرداز حضوری ستعد شام و بگاه
پاکدامان و امانت دار عالی منزلت … راز دان ملک گیری و مشیر جان پناه
از جبین روشن چراغ حکمرانی میشود … می فتد بر فرق الیشان سایهٔ ظل اله
مدح خوان ارکان دولت خوشنمائی اهلکار … جان عالم مهربان مونس وزیر بادشاه
کم سخن فیاض و خوش اخلاق و مشفق رحم دل … قدردان و مرتبه دان و رئیسان را پناه
در نماز پنجگانه میکند هر کس دعا … سجده گاه تو بنا به بادشاهے بارگاه
مرحمت حضرت لب دریا نمود ارض پاک … شد بنا سے قصر زیر سایهٔ عالی شاه

بسال تعمیرش بگفته هاتف اوج اشرف
قصر نامی رفیق نامدار جان پناه
۱۲۸۹

قطعهٔ تاریخ وفات زوجهٔ مرتضی قلیخان صاحب بهادر نائب راجه نانپاره

ازجهان شد سوی فردوس چو سلطان بهو … صاحب عصمت و ذی همت و کم گو دیندار
گفت تکبیر پس شب کرد قضا وقت عشا … تا دم مرگ بجز شکر نه کرده گفتار
فکر کردم چو شدن بهر سن آمرزش … گفت هاتف یے این رو [illegible]
رحم فرمود خدا شد ده عالم بخشید … جا [illegible] بے دا [illegible] گلزار

قطعهٔ تاریخ وفات برادر سفیر الدوله منشی دین محمد خان

خدا دوست فیاض احمد چو بود — ز هستی روان شد بسوی جنان
چو امروا بپارد دیندار مرد — به ذیقعده شد در ارم از جهان
بدل داشته عشق دین محمد — ز پیشانیش بود طاعت عیان
عزیزان جنازه چو برداشتند — گریبان دریدند گریه کنان
بماتم سرا بود هنگام حشر — چنان بود هر سمت شور و فغان
شرف فکر تاریخ رحلت چو کرد — دران وقت هاتف کشوده زبان

شد این بے ریا چون فنا فی الرسول
خدا داد سامان قصر جنان
١٢٩١

قطعهٔ تاریخ وفات کنز الدوله بهادر

رفت از هستئ نابود چو کنز الدوله — رحلت و شورش ماتم بجهان شد مشهور
ریخ کردند و نمودند سلاطین افسوس — گشت از سال بجهری اما نتشد بے نور
فکر تاریخ چو کردند شرف هاتف گفت — میشود رحمت معبود ز تربت بظهور
بعد تلقین دگر بنده نمودند چو قبر — وجه کردند نکیرین ز بوے کافور

مغفرت خواهی اگر خواهی به لحد خواهد شد
وجه این است که بیدم شده در عهد غفور
١٢٩٦

قطعهٔ تاریخ رحلت مجتهد العصر قبله و کعبه ممتاز العلما جناب سید محمد تقی صاحب مغفور

متقی سید تقی صاحب جناب مجتهد — واعظ علما بدا امام و پیشوا قدسی خصال
عادی طاعت خدا بین عاشق صوم و صلوٰة — بے ریا بے نفس و یکتای جهان بے مثال

آفتاب حلم و تہذیب و سپہر علم و فضل — صاحب کشف و کرامت دار الہام کمال
مسند آرای امامت ہادی اثنا عشر — جان نثار سبط پیغمبر مطیع ذو الجلال
غافل از طاعت دم سو و تنفس ہم نہ بود — بر زبان ذکر الٰہی بود وقت انتقال
یافت ایوان نزد ایوان نبی چون در بہشت — بعد تلقین دگر در فکر و بودم بہر سال

ناگہان آمد ندای قدسیان از قبرگاہ
زاہد و حاجی بہ جا بر شد فدای ذو الجلال

قطعۂ تاریخ رحلت نواب انجم الدولہ بہادر مغفور

انجم الدولہ بہادر پاک دامن پاکباز — اہل دولت با مروت نامور رکن رکین
ہم سخن با وضع ذی رتبہ رئیس ابن رئیس — خوش مزاج و خوش چلن خندہ دہن خندہ جبین
بے ریا بے نفس عابد عادی صوم و صلوٰۃ — عاشق زاہد خدا و پنجتن حامی دین
خلق سے اوٹھی گل فردوس ہوکر اُنکی نعش — دفن کرنے میں شریک آکر ہوے روح الامین

سال رحلت میں عالی پنجتن نے اے شرف
حق انہیں دے طاہرا قصر فردوس برین
۱۲۹

قطعۂ تاریخ عقد مبارک شہریار دولہ مغفور مرزا بہادر خلف الصدق مرزا فریدون مرتبت نواب ممتاز الدولہ بہادر

جشن شادی جگر بند مبارک ہو حضور — دھوم ہے مشتری و ماہ ہوئے ہیں یکجا
حق تعالیٰ نے کیا ہے یہ قران السعدین — آپ آباد رہیں اپنے رہے فضل خدا
آپ شادی میں جواہر جو لٹاتے ہیں حضور — کہتی ہے شان سخاوت یہ ہو جو سر میرا
آپ حضرت کے یگانے دو اچھی آپ کے ہیں — آپ عموئین دولہن کے وہ ہیں دولہ کے چچا
قدر دانشکا اپنے لاسکو جایا ہے مطلع جن — یا طلعداسی ہی منی نندہ جبریل کا ہے نیرا
لیں یہ غزل نہایت ہے نہ کہیں ہو مگی — رقص ممتاز کہتی ہے یہ شعر میں آپ کے خدا

سمدھی کا جوڑا شہانہ ہو تو اک شہرت ہی — ہو رہا ہے یہ سلاطین جہان مین چرچا

سال تاریخ شرف نے یہ لکھا خوش ہوکر
روز تاریخ و شب عقد مبارک بادا
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ تاجدار دولہ ہمایون مرزا بہادر خلف صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ

صاحب عالم سلیمان قدر والا مرتبت — دہوم جو شادی کی ہے مذکور سے باہر یہ ہی
ہو مبارک آپکو پہولین پھلین دولہ دلہن — ہے دعا میری یہی کندہ مرے دل پر یہ ہی
جشن شادی مین عطا فرمایا انعام اسقدر — خود سخاوت بولی احسان آپکا مجھپر یہ ہی
جانب گلزار جا نکلا جو ساچق کا جلوس — بولی مخلوق خدا زندہ چمن کشکر یہ ہی
جشن شادی مین جواہر بخشتے جو ہین حضور — کہتی ہے ہمت سخاوت کا مرے جوہر یہ ہی

نظم تاریخ مبارک کی شرف نے اے حضور
شادی مرزا ہمایون قدر گل پیکر یہ ہی
۱۲۹۱

قطعہ تاریخ آوردن عباے مبارک و متبرک سید صالح از کربلاے معلی حسب الحکم جناب سید الشہدا شاہنشاہ دو جہان حسین ابن علی علیہ الصلوٰۃ و السلام براے بادشاہ جمجاہ حضرت سلطان العالم ابو المنصور خاقان ابن الخاقان ابن الخاقان سلطان ابن السلطان ابن السلطان محمد واجد علی شاہ بادشاہ عادل اعاد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہفت اقلیم مین ہر سو یہ بڑی ہی شہرت — جان عالم پہ ہوا ہے عجب افضال خدا
کربلا سے جو یہان لائے ہین سید صالح — انکی بھیجی ہوئی ہے شہ نے حضرت کو عبا

لا کے جسوقت اونہون نے یہ عبا پہونچا دی
آپ پر ایسی عنایات خداداد ہوئی
بست و ہفتم رمضان کی تہی شب قدر تہی شب
مجھسے فرماتے ہین خوش ہو کی حسینؑ ابن علی
ہی خلوص اونکی طبیعت مین وہ ہین خاص محب
صبح کو اوٹھ کے روانہ مین ہوا پڑھ کر نماز
آپ ہی پر یہ عنایات ہوئی مو لا کی
لیکے حضرت نے کلیجے سے لگایا اوسکو
خوش کیا اونکو تو رخصت ہوی سید صالح
متبرک یہ عبا ایسی مبارک ہووے
لشکر و طبل و علم سے ہون جلو داری مین
جیسی خوش ہو کے عبا انکو عنایت کی ہے
عرض کی پڑھ کے نماز اسکی شرف (تاریخ)

عرض کی کی ہے حسینؑ ابن علی نے یہ عطا
خاص سرکار شہ دین سے جو خلعت یہ ہوا
دفعتًا عالم رویا مین یہ مین نے دیکھا
جلد لے جاکے اسے شاہ اودھ کو پہونچا
عشق ہی ہمسے خدا دوست مین لے رو دیا
لا کے حضرت کی حضوری مین یہ پہونچا ہی عبا
خلعت ایسا نہین سرکار حسینی سے ہوا
آنکھین دامن سے ملین اور اوسے سر پہ رکھا
روشنی کے لیئے ارسال کی نذر مولا
ملک پھر انکا عنایت کرے جلد انکو خدا
اوج و اقبال قدم چومین پھر گردہما
سلطنت پر بھی اسیطرح سے بھیجو مولا
جامۂ رحمت ربانی ہے لاریب عبا
۱۲۹۱

ایضًا مصرعۂ تاریخ

دامن رحمت مسجود ہے بے شک یہ عبا
۱۲۹۱

تاریخ صحت بادشاہ جم جاہ سلیمان بارگاہ حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ سابق ملک اودھ

اے شہنشاہ جہان نہ چرخ میدان تو باد — ابلق جاہ و حشم گلگون جولان تو باد
تا ابد دائم شگفتہ یاد گلزار مراد — از خزان بے باک چون جنت گلستان تو باد
دائما شیرازۂ نیضت نہ بند د در جہان — چون کراما کاتبین تحریر دیوان تو باد
تا امید از بارگاہ خاص تو باید مراد — چون در تو بکشادہ باب ایوان تو باد
حضرائی خدا دائم نماید حمد تو — حافظ دنیا و دین ہر وقت قران تو باد
گرم دارد تا ابد رزاق مطلق مطبخت — جملہ مخلوق خدا ہر روز مہمان تو باد

مخلصی خود غنیمت از تو داند هر غنیم — فتح و نصرت تابع ارشاد و فرمان تو باد
الصمد ذکر تحقق روح القدس پیش خدا — چون هوا خواهان تو هردم ثنا خوان تو باد
شاه هر اقلیم گوید از سفیرت دائما — از سلیمان هم دو چند اقبال خاقان تو باد
آستانت باد مسجود خلائق هر زمان — صورت کعبه طواف قصر و ایوان تو باد
لشکر و طبل و علم هر دم نماند در جلو — در خدائی چون سلیمان جاه و سامان تو باد
دائما بادر زمانه پرورش از فیض تو — ای عطا پاس جهان زر ریز دامان تو باد
طاقت شیر خدا اوج سلیمان عمر نوح — شهر تو ای جان پناه از حکم یزدان تو باد
دائما باشد مبارک شادی جشن شفا — حاضر اعجاز مسیحائی ز فرمان تو باد
در جهان داری کند عیسی نفس پروردگار — اسم اعظم دائما حرز دل و جان تو باد
جمله عالم سرفرازی یافت از بهر خطاب — جان پناه من شرف صد بار قربان تو باد
لا تعد بخشش کنم هر چند ای ظل اله — بر پریشانی من رحمت فراوان تو باد
تا بهر دم ز تاریخ سن جشن شفا — نقش آداب لقی حرز دل و جان تو باد

قطعه تاریخ تیاری منبر مبارک

چون جلیس الدوله تیاری این منبر نمود — بهر مداحی ز عرش پاک آمد جبرئیل
آمد سلطان عالم چون درین مجلس شنید — شیر از نهر لبن آورد و آب از سلسبیل
بعد مجلس بهر حضرت هر یک کرد این دعا — جاه و اقبال تو دارد تا ابد رب جلیل
جشن عود سلطنت کن از عطای ذو الجلال — ای اولو العزم جهان مشکل کشا باشد کفیل
صدر گاه پادشاه کربلا تیار شد — بی نظیر و بی مثال هذا جواب و بی عدیل
قدسیان خوانند گرد پیش این منبر درود — وعظ محبوب الهی گفت و ذاکر شد خلیل
جلوه می بندد درین منبر بزاری چون مریض — رو نصیحت بشنود هرگز نماند علیل
فکر تاریخش چو بهر نظم دامن گیر شد — وقت شب هنگام خواب از نزول نجوم قال قیل

عقد تاریخ از سن گفت الهام از شرف
منبر آل پیمبر زینه عرش جلیل

قطعہ تاریخ امام باڑۂ بادشاہ کربلا تعمیر کردۂ جلیس الدولہ بہادر

روے زمین پہ ہے جو یہ فردوس بارگاہ ۔۔۔ ایوان شاہ لم یزلی نقشہ ارم
تجویز جبکہ اسکے بنانے کے لیے ہوئی ۔۔۔ جنت سے حور لیکے چلی نقشہ ارم
تیار ہو چکا جو یہ روضہ حسینؑ کا ۔۔۔ لکھا گیا یہ خط جلی نقشہ ارم
مشہور یہ خدا کی خدائی مین ہو گیا ۔۔۔ قصر ولی و ابن ولی نقشہ ارم ۱۲۹۱ھ
قدرت نے لکھ دیے سن تعمیر اے شرف ۔۔۔ ہے قصر گاہ ابن علی نقشہ ارم

قطعہ تاریخ تعمیر شدن دروازہ امام باڑہ جلیس الدولہ بہادر

بر در دولت سراے بادشاہ کربلا ۔۔۔ بندگان با خدا را شد پرستش واجبات
نصب شد دروازہ بخشش بہ ایوان حسینؑ ۔۔۔ نیست دیگر ہمچنین دولت سرا در کائنات
عرش روضہ را کلیم اللہ ہمی داند طور ۔۔۔ روز می آیند و می خوانند ورد اسم ذات
بارہا آمد دم سازی بجسم مردہ روح ۔۔۔ یافتہ عیسی ازین درگاہ عالی معجزات
آبیاری کرد اینجا چون کسے از آب اشک ۔۔۔ تا شد اعمال شستہ شد در یاے نجات
از جلیس الدولہ راضی شد حسین بن علی ۔۔۔ عاشق شیداے حق نور ظہور کائنات
کردم این مصرع رقم در باب تاریخ اے شرف ۔۔۔ باب قصر پیشواے اوصیا باب نجات ۱۲۹۱

قطعہ تاریخ رحلت ابو النصرۃ کیوان قدر ہمایون جاہ قیصر حشم صاحب عالم ولیعہد مرزا محمد حامد علی بہادر

واقعہ جانکاہ ہے ماتم خدائی بھر میں ہے ۔۔۔ کر گئے مرزا ولیعہد اودہ ہر دل حزین
صاحب حلم و علم تھے ایسے شہزادے یہ تھے ۔۔۔ باج گیر تاجدار و نوجوان خندہ جبین
یوسف ملک اودہ مشہور تھے ہر ملک مین ۔۔۔ حسن خود کہتا تھا عالم مین نہین ایسا حسین
حشر برپا ہے خدائی مین خدا کی ہر طرف ۔۔۔ ساری دنیا آپکے ماتم مین ہے اندوہگین
نعش جب اٹھی تو ہمراہ جنازہ مجلی یہ تھا ۔۔۔ صاحب عالم چلے ہین جانب خلد برین
پاک دامانی پہ تربت کے فرشتون نے کہا ۔۔۔ آپکو رحمت خدا کی آفرین صد آفرین
کہہ یا دے پنجتن کی حمد کندہ اسمین ہے ۔۔۔ لحت دل ہے آپکا یا نقش جب کا ہے نگین

صلہ و قصر زبرجد حق تعالی نے دیا
گلشن فردوس میں بھی آپ ہیں مسند نشین

دیکھتا ہوں آئینہ ہستی کا کس حسرت سے میں
اسمیں لاکھوں صورتیں ہیں میرا اسکندر نہیں

دوڑ کر کہتا مجھے بھی ساتھ لے چلیے حضور
خواب میں ہی صاحب عالم اگر ملتے کہیں

یہ تمنا ہے مجاور آپکے مدفن کا ہوں
عمر بھر رگڑا کروں میں لوح تربت پر جبین

کور ہوں اوس روز جسدن میں رو دوں آپکو
زندگی بھر دامن آنکھوں پر رہے یا آستین

چپکے چپکے رو رو تربت پر نہ اتنا غل کرو
صاحب عالم یہاں در سوتے ہیں زیر زمین

وقت پاکر یہ دعا انسے نمک کوروں نے کی
اک دوا لا کر سفیدا انکو دعا میں پھر دین

عرض کی تفریح دل کے واسطے پی لیں حضور
حق تعالی اسکا شاہد ہے کہ وہ پیتے تھے نہیں

وہ دوا آخر اونہیں لوگوں نے پلوا ہی دی جبیر
جسم ٹھنڈا ہو گیا فورا ہوئی نیلی جبین

دنش نشٹ میں یوں چراغ زیست انکا گل ہوا
بیٹھے بیٹھے مر گئے واللہ لیٹے بھی نہیں

بے اجل رحلت ہوئی رتبہ شہادت کا ملا
لیگئے فردوس میں ہمراہ اپنے شاہ دین

ای شرف پوچھی جو سن رحلت تو رضوان نے کہا
صاحب عالم کو حاکم نے کیا جنت نشین

قطعہ تاریخ انتقال میر ببر علی صاحب المتخلص بہ انیس مداح جناب سید الشہدا

شبیر کے ولا سے جناب انیس کو
فردوس میں ملا ہے عجب گلشن نفیس

دنیا میں انکو عشق دلی تھا حسین سے
مداح تھے یہ معتقد انکے تھے سب رئیس

منبر ملا جنان میں تو رضوان نے یہ کہا
تم ہو خطیب عرش الہی کے ہم جلیس

انکے بیان پہ وجد میں روح القدس ہوئے
کہنے لگے سنی نہیں ایسی زبان سلیس

عالم نے کی دعا سن رحلت میں ای شرف
روح امین عرش مبارک ہو اے انیس

دو تاریخ واقعات یکی میر انیس صاحب و دیگری مرزا دبیر صاحب دریک مصرع

آنکھوں میں ہیں مری جو یہ آنسو بھرے ہوئے
لکھتا ہوں واقعہ میں انیس و دبیر کا

روز ازل سے عالم ایجاد میں یہ تھا
اونکے نظیر کا ہے نہ انکے نظیر کا

جنت میں اپنے پہلو میں اونسے دی جگہ
جنت میں ہوا امام ہے برنا و پیر کا

آخر غم انیس میں بیدم ہوئے دبیر
غم ہمصفیر نے یہ کیا ہمصفیر کا

بے شبہ دونوں خاص یہ بندے خدا کے تھے ... دم بھر تھے یہ عاشق رب قدیر کا
جانے کو بارگاہ خدا اور رسول میں ... بخشا لقب حسین نے انکو سفیر کا
دو داغ دونوں کی سن رحلت میں اے شرف ... ہر ہے غم انیس میں غم ہے دبیر کا ۱۲۹۲

تاریخ رحلت مرزا ولیعہد بہادر مرحوم و مغفور

چون ولیعہد اودھ فرمودہ بودند انتقال ... ماتم و حشر و قیامت ہر طرف امسال بود
رفت در خلد برین فخر سلاطین جہان ... سوزش جاہ و جلال و صاحب اقبال بود
دم نہ بود از صدمۂ و غم درد ناتہ آہ آہ ... حشر برپا بود ہر سو ہر بشر بے حال بود
بر جنازہ بود نازل رحمت پروردگار ... یک طرف جبریل بود و یک طرف میکال بود
سال رحلت سن ز طرز نو رقم کردم شرف ... تاج اوج و صاحبی و کوکب و اقبال بود

قطعہ درمدح جناب سید الشہدا علیہ السلام زاہد و عابد مرزا سلامت علی دبیر

افسوس ہے ہوئی جو محرم کی تیسویں ... دنیا سے وہ فقا چلے خلد برین دبیر
عشق خدا میں صحبت ہستی جو ترک کی ... جنت میں قدسیوں کے ہوئے ہمنشین دبیر
[illegible] ... [illegible] خلد میں ہو کے جاتے [illegible]
[illegible] ... [illegible]
[illegible] مجلسوں میں [illegible] ... فردوس میں [illegible] جہان میں [illegible]
الہام نے کہا یہ مرے دل سے اے شرف ... [illegible] حسین ابن علی [illegible]
مہمان کربلا کا جو خطبہ [illegible] ... [illegible]
رحمت کی انکے دل کو [illegible] ہوئی ... [illegible] خدا کا دم [illegible]

تاریخ کتاب جواب الاذکیا

ہے [illegible] محمد اسطو ... [illegible]
جواب الاذکیا تصنیف کردند ... شد مطبوع از [illegible]
[illegible] گفت ... جواب الاذکیا [illegible]